

۱۳۶ - ۱۹

خدا چاہتا ہے محض اِشاۃ

صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

تخریج و تصانیف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

(مفتی دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph: 021-32439799 Website: www.ishaateislam.net
Cell: 0321-3885445 Website: www.ishaateislam.com

خُدا چاہتا ہے

رضائے محمد ﷺ

تألیف

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

تخریج و حواشی

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نورسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ 98404

مؤلف : حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ

تخریج و حواشی : حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

نظر ثانی : حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ

حضرت مولانا محمد عابد قادری

اشاعت دوم : اگست 2010ء / رمضان المبارک 1431ھ

تعداد اشاعت بار اول : 3000

تعداد اشاعت بار دوم : 1000

قیمت : 330

طابع : شاہ پرنٹرز Cell: 0321-9207270

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

www.ahlesunnat.net

پر موجود ہے۔

کتاب کے حصول کے لئے رابطہ کریں

حکیم سید محمد طاہر نعیمی 0321-3885445

انتساب

بندہ اس کاوش کو

فخرِ کائنات، سرکارِ اعظم، نورِ مجسم،

رحمتِ عالم و عالمیاں، محسنِ انسانیت ﷺ کے نام

اور آپ کے اصحاب کرام و اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اور تمام سلسلہائے طریقت کے کاملین اولیاء کرام

خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

کے کاملین کے نام کرتا ہے

جن کے فیض سے بندہ حقیر اس خوشہ چینی کے قابل ہوا۔

گدائے مدینہ

فقیر محمد اشرف نقشبندی مجددی

پیش لفظ

وہ ذات جو سلطنتِ الہیہ کی متولی، دربارِ خدا کی جانب سے مقرر شدہ حاکم، کون و مکاں کے معاملات اور احکام جن کے سپرد، کوئی سلطنت جن کی مملکت و سلطنت سے زیادہ وسیع نہیں، وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختارِ کل بنایا، جنہیں شفاعت کا تاج پہنایا، جن پر درود و سلام اللہ تعالیٰ کی رضا و قرب کا ذریعہ، جن پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے والے کے کام آسان ہوں، گناہ بخشے جائیں، سیرت پاکیزہ ہو، دل روشن ہو، جو آقا اپنے امتی کے سلام کا جواب ارشاد فرمائیں، جن پر درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے، اسی پیارے آقا کا ذکر کئے اور سُنئے بغیر مؤمن رہ نہیں سکتا، اس سلسلہ کی ایک کڑی پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی تالیف ہے جسے آپ نے امام عشق و محبت امام اہلسنت امام احمد رضا کے مشہور شعر کے ایک مصرعہ ”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ کا عنوان دیا اور اسے ہی بنیاد بنا کر ایک مجموعہ تیار کیا جس کی تصحیح و تعلیق و تخریج کا کام ہمارے ادارے کے دارالافتاء کے سربراہ اور ہمارے مدرسہ ”جامعۃ النور“ کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ نے بڑی محنت سے انجام دیا ہے۔ یہ کتاب چار قسطوں مارچ، اپریل، مئی، جون 2010ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی، کتاب کی اہمیت اور افادیت اور عوام کے اصرار کو مد نظر رکھتے ہوئے سید محمد طاہر نعیمی مدظلہ نے اسے ایک جلد میں شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ لہذا اب یہ کتاب اعلیٰ کاغذ اور خوبصورت جلد میں شائع ہو کر آپ کے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف اور محشی اور سید صاحب قبلہ اور اراکین ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد عرفان المانی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
23	تقریظ: استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ	☆
25	تقریظ: پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ	☆
27	تقریظ: ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ	☆
28	تقریظ: ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی قادری	☆
29	تقریظ: مفتی عبدالجید سعیدی	☆
30	تقدیم: پروفیسر، ڈاکٹر ظفر اقبال	☆
33	بے مثال مصنف و باکمال محقق (علامہ محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ)	☆
55	ابتدائیہ از مصنف کتاب	☆
55	حدیث قدسی لَوْ لَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ الْخ	☆
57	حضور ﷺ جمال حق کا آئینہ ہیں	☆
59	حدیث قدسی كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي الْخ	☆
63	خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ	✽
64	آیت نمبر 1	۱۔
64	شان نزول	۲۔
65	کعبہ قبلہ کیوں بنا؟	۳۔
67	آیت نمبر 2	۴۔
67	شان نزول	۵۔
69	کمال ایمان اور محبت رسول ﷺ	۶۔
70	آیت نمبر 3	۷۔
71	شان نزول	۸۔

72	۹۔ حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے
73	۱۰۔ آیت نمبر 4
73	۱۱۔ شانِ نزول (۱)
74	۱۲۔ شانِ نزول (۲)
74	۱۳۔ عطائے مصطفیٰ ﷺ
77	۱۴۔ روزہ کا کفارہ
79	۱۵۔ شاہ عبدالرحیم کو زیارت رسول ﷺ
80	۱۶۔ آیت نمبر 5
80	۱۷۔ شانِ نزول
82	۱۸۔ حدیثِ قدسی
83	۱۹۔ آیت نمبر 6
83	۲۰۔ شانِ نزول
83	۲۱۔ فراقِ محبوب
84	۲۲۔ چار گروہ
85	۲۳۔ آیت نمبر 7
86	۲۴۔ چند فوائد
87	۲۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے نکاح کی ممانعت
89	۲۶۔ آیت نمبر 8
89	۲۷۔ شانِ نزول
91	۲۸۔ آیت نمبر 9
91	۲۹۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری اور نماز
93	۳۰۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیت اللہ کی چھت پر اذان
94	۳۱۔ زیارتِ مصطفیٰ ﷺ اور صحابی

95	۳۲۔ جو ہر حالت میں رسول اللہ ﷺ کو اپنا مالک نہ جانے.....
96	۳۳۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نعت مصطفیٰ ﷺ
97	۳۴۔ آیت نمبر 10
97	۳۵۔ شانِ نزول
99	۳۶۔ جس نے حضور ﷺ کی سنت کو زندہ رکھا.....
101	۳۷۔ آیت نمبر 11
101	۳۸۔ شانِ نزول
102	۳۹۔ حضور ﷺ کے معجزات
106	۴۰۔ آیت نمبر 12
106	۴۲۔ شانِ نزول
107	۴۲۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبت رسول ﷺ
107	۴۳۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبت رسول ﷺ
108	۴۴۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبت رسول ﷺ
109	۴۵۔ حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبت رسول ﷺ
109	۴۶۔ محبت کی علامت
110	۴۷۔ علامہ محاسبی کا کلام
111	۴۸۔ قاضی عیاض کا کلام
114	۴۹۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا کلام
116	۵۰۔ آیت نمبر 13
116	۵۱۔ واقعہ ہجرت
117	۵۲۔ حسن مصطفیٰ ﷺ
122	۵۳۔ آیت نمبر 14
124	۵۴۔ قرآنی آداب سے ادب سیکھنا واجب ہے

125	۵۵۔ آیت نمبر 15
126	۵۶۔ شامل مصطفیٰ ﷺ
126	۵۷۔ امام سیوطی کا کلام
127	۵۸۔ امام قسطلانی کا کلام
129	۵۹۔ آیت نمبر 16
130	۶۰۔ مقام محمود کی وضاحت
130	۶۱۔ امت کی غمخواری
131	۶۲۔ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ
132	۶۳۔ حضور ﷺ پانچ شفاعتیں فرمائیں گے
133	۶۴۔ آیت نمبر 17
134	۶۵۔ حضور ﷺ کا رحمت ہونا
138	۶۶۔ راجز کی مدد کا واقعہ
140	۶۷۔ نمازی کو نماز میں درجہ وسلام کا حکم کیوں دیا گیا؟
142	۶۸۔ آیت نمبر 18
142	۶۹۔ شانِ نزول
142	۷۰۔ یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ کہو یا محمد نہ کہو
145	۷۱۔ معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ
147	۷۲۔ اسم محمد ﷺ کے آداب
149	۷۳۔ آیت نمبر 19
149	۷۴۔ حضور ﷺ تمام مخلوق کے لئے رسول بن کر تشریف لائے
151	۷۵۔ خصائصِ مصطفیٰ ﷺ
154	۷۶۔ آیت نمبر 20
154	۷۷۔ شانِ نزول

- 155 - ۷۸۔ صرف دو نمازیں پڑھنے کی شرط پر اسلام لانا
- 156 - ۷۹۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی
- 158 - ۸۰۔ حضور ﷺ جسے چاہیں جس حکم کے ساتھ خاص کر دیں
- 158 - ۸۱۔ حضور ﷺ سلطنت الہیہ کے متوتی ہیں
- 160 - ۸۲۔ آیت نمبر 21
- 160 - ۸۳۔ شانِ نزول
- 161 - ۸۴۔ اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت
- 162 - ۸۵۔ اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ناز ہے
- 162 - ۸۶۔ ملک الموت بارگاہ رسالت ﷺ میں
- 163 - ۸۷۔ نبی کریم ﷺ کو ایذا
- 164 - ۸۸۔ نبی کریم ﷺ کا طریقہ بدلنے والے قیامت میں
- 165 - ۸۹۔ آیت نمبر 22
- 165 - ۹۰۔ آیت درود کے نزول پر صحابہ کرام کا ہدیہ تبریک پیش کرنا
- 165 - ۹۱۔ درود شریف کی اہمیت امام ابی اللیث کی زبانی
- 165 - ۹۲۔ آیت درود نبی کریم ﷺ کی صریح نعت ہے
- 166 - ۹۳۔ صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو.....
- 166 - ۹۴۔ صلاۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو.....
- 167 - ۹۵۔ صلاۃ کی نسبت اہل ایمان کی طرف ہو تو.....
- 168 - ۹۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کا مطلب
- 168 - ۹۷۔ حضور ﷺ ہمارے درود و سلام کے ہر گز محتاج نہیں ہیں
- 169 - ۹۸۔ حضور ﷺ پر درود بھیجے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں
- 171 - ۹۹۔ وہ مجلس جس میں حضور ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے

- ۱۰۰۔ وہ دعا جس میں حضور ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے 171
- ۱۰۱۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کا طریقہ صحابی کی زبانی 172
- ۱۰۲۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کا طریقہ نبی کریم ﷺ کی زبانی 173
- ۱۰۳۔ حضور ﷺ کا فرمان کہ ”دعا کے اول، درمیان اور آخر میں میرا ذکر کرو“ 174
- ۱۰۴۔ جب قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیوں کا وزن کم ہوگا 174
- ۱۰۵۔ حضور ﷺ ہر امتی کا سلام سننے اور جواب ارشاد فرماتے ہیں 175
- ۱۰۶۔ درود شریف قرب الہی کا ذریعہ ہے 175
- ۱۰۷۔ امام شعرانی کی مسلمانوں کو نصیحت 176
- ۱۰۸۔ درود شریف نہ پڑھنے کا وبال 177
- ۱۰۹۔ درود شریف کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟ 178
- ۱۱۰۔ درود شریف پڑھنے والے کے خلاف جبریل امین علیہ السلام کی دعا 178
- ۱۱۱۔ حضور ﷺ سلام بھیجے والے کو جواب ارشاد فرماتے ہیں 179
- ۱۱۲۔ حاجت کا پورا ہونا مشکل ہو تو کثرت سے درود پڑھنا چاہئے 180
- ۱۱۳۔ درود شریف کا حکم کیوں دیا گیا؟ 180
- ۱۱۴۔ آیت درود کے نزول پر نبی کریم ﷺ کا اظہار مسرت 182
- ۱۱۵۔ آیت نمبر 23 182
- ۱۱۶۔ ”یس“ کے بارے میں اقوال علماء 182
- ۱۱۷۔ کائنات کے جسم میں حضور ﷺ دل کی مانند ہیں 183
- ۱۱۸۔ سورہ یس کے فضائل 185
- ۱۱۹۔ آیت نمبر 24 187
- ۱۲۰۔ ”شان نزول“ 187
- ۱۲۱۔ تائب کی شان 188

- 189 - ۱۲۲ - توبہ کے لئے اس گناہ کا ترک ضروری ہے
- 189 - ۱۲۳ - توبہ کرنے والے ایک فقیر کا واقعہ
- 190 - ۱۲۴ - صحابہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کا بندہ اور غلام
- 191 - ۱۲۵ - حضور ﷺ تمام کائنات کے مالک اور حامی و ناصر ہیں
- 194 - ۱۲۶ - آیت نمبر 25
- 194 - ۱۲۷ - شاہد کے معنی
- 196 - ۱۲۸ - حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال پر گواہی دیں گے
- 197 - ۱۲۹ - شاہد کے معنی حاضر کے ہیں
- 199 - ۱۳۰ - مُبَشِّر کے معنی
- 200 - ۱۳۱ - حضور ﷺ مختار ہیں
- 201 - ۱۳۲ - نذیر کے معنی
- 201 - ۱۳۳ - رجال بن عقیقہ کا انجام
- 202 - ۱۳۴ - قیس بن مطاطہ کا انجام
- 203 - ۱۳۵ - حضور ﷺ کی تعظیم اور توقیر کا حکم
- 203 - ۱۳۶ - امام مالک کا خلیفہ ابو جعفر سے مناظرہ
- 204 - ۱۳۷ - بارگاہ رسالت ﷺ کا ادب اور صحابہ
- 206 - ۱۳۸ - حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ذکر رسالت مآب ﷺ
- 206 - ۱۳۹ - تابعین کرام اور ذکر رسالت ﷺ
- 207 - ۱۴۰ - حدیث شریف کے لئے امام مالک کا اہتمام
- 207 - ۱۴۱ - امام مالک اور قرابت رسول ﷺ
- 209 - ۱۴۲ - آیت نمبر 26
- 209 - ۱۴۳ - شان نزول

209	۱۴۴۔ تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا روح پرور منظر
211	۱۴۵۔ اصحابِ شجرہ کی فضیلت
213	۱۴۶۔ بیعت کا ثبوت
214	۱۴۷۔ مستورات سے بیعت
216	۱۴۸۔ حدیث ”مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ“
216	۱۴۹۔ حدیث ”لَمْ يَعْرِفْنِي غَيْرُ رَبِّي“
217	۱۵۰۔ آیت نمبر 27
217	۱۵۱۔ شانِ نزول
218	۱۵۲۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ
224	۱۵۳۔ آیت نمبر 28
224	۱۵۴۔ شانِ نزول
226	۱۵۵۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد از وصال
228	۱۵۶۔ آیت نمبر 29
228	۱۵۷۔ شانِ نزول
229	۱۵۸۔ اساتذہ کا ادب
230	۱۵۹۔ عالم کی فضیلت
231	۱۶۰۔ اسم محمد و احمد کی فضیلت
232	۱۶۱۔ نام محمد ﷺ کے ادب کا صلہ
232	۱۶۲۔ اسم محمد ﷺ کی برکت
233	۱۶۳۔ زمین غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے زیر فرمان
234	۱۶۴۔ آیت نمبر 30
235	۱۶۵۔ کاہن و عزاف کے پاس جانا ممنوع ہے

- 237 - ۱۶۶۔ انبیاء علیہم السلام کا ظاہر اور باطن
- 238 - ۱۶۷۔ آیت نمبر 31
- 238 - ۱۶۸۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تفسیر
- 240 - ۱۶۹۔ ”ضال“ کا معنی گمراہ نہیں
- 243 - ۱۷۰۔ کتابت حدیث کی اجازت
- 243 - ۱۷۱۔ حضور ﷺ کی زبان اقدس سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلتی
- 246 - ۱۷۲۔ صحابہ کرام احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء لکھتے تھے
- 248 - ۱۷۳۔ آیت نمبر 32
- 248 - ۱۷۴۔ شان نزول
- 248 - ۱۷۵۔ رئیس المنافقین کی گستاخی
- 248 - ۱۷۶۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب
- 249 - ۱۷۷۔ رئیس المنافقین کا بیٹا اور محبت رسول اللہ ﷺ
- 250 - ۱۷۸۔ اللہ تعالیٰ کی عزت
- 250 - ۱۷۹۔ رسول اللہ ﷺ کی عزت
- 251 - ۱۸۰۔ مومنوں کی عزت
- 251 - ۱۸۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سورج
- 251 - ۱۸۲۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دریائے دجلہ
- 253 - ۱۸۳۔ منافقین کی ذلت
- 253 - ۱۸۴۔ حضور ﷺ کو عیب لگانے والے کا انجام
- 253 - ۱۸۵۔ گستاخ رسول ﷺ کا انجام
- 254 - ۱۸۶۔ بد مذہبوں سے الگ رہو
- 254 - ۱۸۷۔ بد مذہب بیمار ہو تو عیادت نہ کرو

- ۱۸۸۔ بدعقیدہ مرجائے تو اُس کے جنازے میں نہ جاؤ 254
- ۱۸۹۔ بدعقیدہ ملے تو سلام نہ کرو 255
- ۱۹۰۔ بد مذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ 255
- ۱۹۱۔ بد مذہبوں کے ساتھ نہ پیو 255
- ۱۹۲۔ بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ 255
- ۱۹۳۔ اُن سے شادی بیاہ نہ کرو 255
- ۱۹۴۔ بدعقیدہ کے ساتھ نماز نہ پڑھو 256
- ۱۹۵۔ بدعقیدہ کا بیان سُنا منع ہے 256
- ۱۹۶۔ حضور ﷺ بد مذہبوں سے بیزار ہیں 256
- ۱۹۷۔ بد مذہب کے رُوبرُ وِ ثر ش رُ وئی کا حکم 256
- ۱۹۸۔ اللہ تعالیٰ بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے 256
- ۱۹۹۔ کیا بد مذہب کی صحبت کا اثر ہوتا ہے؟ 256
- ۲۰۰۔ بد مذہبوں کی صحبت زہر قاتل ہے 258
- ۲۰۱۔ بد مذہب کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار کرتا ہے 258
- ۲۰۲۔ اہل اسلام کو حضرت ابو قلابہ کی نصیحت 258
- ۲۰۳۔ اسلاف بدعقیدہ سے نکاح، اُس کے پیچھے نماز وغیرہا سے منع فرماتے تھے 258
- ۲۰۴۔ بد مذہب کی تعظیم کا گناہ 259
- ۲۰۵۔ بد مذہب بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات اہل ایمان پر چسپاں کرتے ہیں 260
- ۲۰۶۔ عافیت کی راہ 260
- ۲۰۷۔ اسلاف کا بد مذہب کے ساتھ معاملہ 261
- ۲۰۸۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بد مذہب کے ساتھ معاملہ 261

- ۲۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بد مذہب کے ساتھ معاملہ 261
- ۲۱۰۔ بد مذہب کے سلام کا جواب 262
- ۲۱۱۔ حضرت سعید بن جبیر کا بد مذہب کے ساتھ معاملہ 262
- ۲۱۲۔ حضرت ابن طاؤس کا بد مذہب کے ساتھ معاملہ 262
- ۲۱۳۔ حضرت سعید بن جبیر کی بد مذہب سے نفرت 262
- ۲۱۴۔ حضرت ایوب سختیانی کا بد مذہب کے ساتھ معاملہ 263
- ۲۱۵۔ حضرت ابن المبارک کی بد مذہب سے نفرت 263
- ۲۱۶۔ حضرت محمد بن سیرین کا بد مذہب کے ساتھ معاملہ 263
- ۲۱۷۔ ابوالجوزاء کی بد مذہب سے نفرت 264
- ۲۱۸۔ یحییٰ ابن کثیر کا بد مذہب کے بارے میں قول 264
- ۲۱۹۔ حضرت فضیل کے بد مذہب کے بارے میں اقوال 265
- ۲۲۰۔ بد مذہب کی نماز، روزہ، صدقہ، حج وغیرہا کوئی عمل قبول نہیں 266
- ۲۲۱۔ گمراہوں کی عادت 266
- ۲۲۲۔ بد عقیدہ لوگوں سے بحث مباحثہ نہ کیا جائے 268
- ۲۲۳۔ بغیر علم کے دینی بحث مباحثہ کرنے والوں کا حال 268
- ۲۲۴۔ امام مالک کا ایک بد مذہب سے مکالمہ 268
- ۲۲۵۔ امام حسن بصری کا ایک بد مذہب سے مکالمہ 268
- ۲۲۶۔ بد مذہب کی کوئی غیبت نہیں 269
- ۲۲۷۔ بد مذہب کی کوئی عزت و حرمت نہیں 270
- ۲۲۸۔ آیت نمبر 33 270
- ۲۲۹۔ شان نزول 271
- ۲۳۰۔ ”نون“ اور ”قلم“ سے مراد 271

- ۲۳۱۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کی شان میں قسم ارشاد فرمانا 272
- ۲۳۲۔ گستاخ ولید بن مغیرہ کے عیوب کا تذکرہ قرآن میں 274
- ۲۳۳۔ حضور ﷺ کا ثواب کبھی بند نہ ہوگا 275
- ۲۳۴۔ نیکی کرنے والے کی نیکی کا ثواب اُسے اور اُس کے مُرشد کو الٰح 275
- ۲۳۵۔ اُمت کے نیک اعمال کا ثواب نبی کریم ﷺ کو پہنچتا ہے 275
- ۲۳۶۔ خُلُقِ مصطفیٰ ﷺ اور قرآن کریم 277
- ۲۳۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں 281
- ۲۳۸۔ قیامت میں حُسنِ اخلاق کا مقام 282
- ۲۳۹۔ بے ہودہ گوئی، زبان درازی اور تکبر ناپسندیدہ ہیں 282
- ۲۴۰۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت 282
- ۲۴۱۔ جانور کا اعترافِ عظمت 283
- ۲۴۲۔ حضور ﷺ سب سے بڑھ کر حسین تھے 283
- ۲۴۳۔ فتح مکہ کے روز سردارانِ قریش 284
- ۲۴۴۔ آیت نمبر 34 285
- ۲۴۵۔ قیامِ لیل کا حکم 285
- ۲۴۶۔ نمازِ تہجد سُنَنِ زوائد سے ہے یا مؤکدہ؟ 286
- ۲۴۷۔ نمازِ شب کے التزام کا حکم 287
- ۲۴۸۔ نماز میں قرأت کی کتنی مقدار واجب ہے؟ 287
- ۲۴۹۔ امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم 288
- ۲۵۰۔ صحابہ کرام کے نزدیک حضور ﷺ کے افعال کی پیروی 289
- ۲۵۱۔ صحابہ کرام اور اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ 290
- ۲۵۲۔ آیت نمبر 35 291

- 291 - ۲۵۳ - شانِ نزول
- 292 - ۲۵۴ - منکرینِ سنت کا رد
- 294 - ۲۵۵ - قرآن کریم میں ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ
- 296 - ۲۵۶ - اسماءِ المصطفیٰ ﷺ
- 298 - ۲۵۷ - آیت نمبر 36
- 298 - ۲۵۸ - شانِ نزول
- 299 - ۲۵۹ - ”والضحیٰ“ سے مراد
- 299 - ۲۶۰ - حضور ﷺ کی عظمت کا ایک واقعہ
- 301 - ۲۶۱ - آیت نمبر 37
- 302 - ۲۶۲ - اللہ تعالیٰ کا کریمانہ وعدہ
- 303 - ۲۶۳ - ذکرِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ
- 305 - ۲۶۴ - حضور ﷺ کی رضا
- 306 - ۲۶۵ - آیت نمبر 38
- 306 - ۲۶۶ - تشریح
- 307 - ۲۶۷ - حضور ﷺ کا علم
- 308 - ۲۶۸ - حبیب اللہ اور کلیم اللہ میں فرق
- 310 - ۲۶۹ - جہاں ذکرِ خدا وہاں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ
- 311 - ۲۷۰ - ذکرِ مصطفیٰ ﷺ و ذکرِ صحابہ، ذکرِ خدا ہے
- ۲۷۱ - ایمان کا مکمل ہونا اس پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ
- 311 - حضور ﷺ کا ذکر ہو
- 312 - ۲۷۲ - ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی تفسیر حضور غوثِ اعظم کی زبانی
- 313 - ۲۷۳ - ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی تفسیر امام رازی کی زبانی

- ۲۷۴۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی تفسیر علامہ آلوسی کی زبانی 315
- ۲۷۵۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی تفسیر مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کی زبانی 315
- ۲۷۶۔ اذان اور رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ 315
- ۲۷۷۔ حضرت کعب احبار کی روایت 316
- ۲۷۸۔ فخر دو عالم ﷺ کی فضیلت بزبان حافظ ابی نعیم 317
- ۲۷۹۔ قرآن کریم میں نو مقامات 318
- ۲۸۰۔ اللہ تعالیٰ نے بنی کریم ﷺ کے معاملہ کو اپنا معاملہ فرمایا 320
- ۲۸۱۔ سحی بن آدم کے نزدیک رفعت ذکر سے مراد 320
- ۲۸۲۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کی عزت و عظمت پر حجت 320
- ۲۸۳۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کا مطلب امام جعفر صادق کی زبانی 321
- ۲۸۴۔ آیت نمبر 39 323
- ۲۸۵۔ شان نزول 323
- ۲۸۶۔ ”کوثر“ کی تفاسیر 325
- ۲۸۷۔ ”شانی“ اور ”ابتر“ کا معنی 329
- ۲۸۸۔ آیت نمبر 40 331
- ۲۸۹۔ شان نزول 331
- ۲۹۰۔ ابولہب کی عداوت کا ایک واقعہ 333
- ۲۹۱۔ عتیبہ بن ابی لہب کی گستاخی کا انجام 334
- ۲۹۲۔ ابولہب کی عبرتناک موت 334
- ۲۹۳۔ ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل کی عداوت 335
- ۲۹۴۔ اُمّ جمیل کا انجام 336
- ۲۹۵۔ سورہ لہب کے نزول پر اُمّ جمیل کی برہمی 336

☆ ﴿امام ربانی رضی اللہ عنہ کے چالیس ارشادات﴾

- ۲۹۶۔ ۱۔ اللہ وحدہ ہی صرف عبادت کے لائق ہے 338
- ۲۹۷۔ ۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے 339
- ۲۹۸۔ ۳۔ نبی کریم ﷺ کی تابعداری ذریعہ نجات ہے 339
- ۲۹۹۔ اتباعِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق امام ربانی کا قول 340
- ۳۰۰۔ ۴۔ حقیقتِ محمدی ﷺ 340
- ۳۰۱۔ حدیث ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ 340
- ۳۰۲۔ حدیث ”خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ“ 341
- ۳۰۳۔ حضور ﷺ کی اُمت میں داخلے کی آرزو 341
- ۳۰۴۔ ۵۔ شانِ محبوبی ﷺ 342
- ۳۰۵۔ حقیقتِ الحقائق کا مطلب 343
- ۳۰۶۔ حدیثِ لولاک 344
- ۳۰۷۔ ۶۔ حضور ﷺ کو معراج و جود مبارک کے ساتھ ہوا 344
- ۳۰۸۔ ۷۔ حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے 345
- ۳۰۹۔ حدیثِ نور کو کُتب سے نکالنے کی مذموم حرکت 346
- ۳۱۰۔ حدیثِ نور اور علماء اُمت 346
- ۳۱۱۔ ۸۔ حضور ﷺ کو اپنی طرح بشر کہنا منکر کی بے عقلی ہے 347
- ۳۱۲۔ اس کے متعلق پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا کلام 347
- ۳۱۳۔ ۹۔ نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی اتباع لازم ہے 347
- ۳۱۴۔ ۱۰۔ سنتِ نبی ﷺ پر عمل کرنا ہی بزرگی ہے 348
- ۳۱۵۔ سنتِ نبی ﷺ پر عمل کے متعلق حضرت مُجددِ رضی اللہ عنہ کا فرمان 348
- ۳۱۶۔ ۱۱۔ شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت 349

- ۳۱۷۔ فضیلتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر محشی کا کلام 349
- ۳۱۸۔ سابق دین کے امر میں لاحق کا استاد ہے 352
- ۳۱۹۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین کریمین سے افضل کہنے والے پر آپ کی ناراضگی 353
- ۳۲۰۔ ۱۲۔ خلفائے اربعہ و دیگر صحابہ کرام کی فضیلت 354
- ۳۲۱۔ صحابہ کرام پر طعن و تحقیقت قرآن و سنت پر طعن ہے 355
- ۳۲۲۔ جو صحابہ کرام کے مابین واقع ہوا اُسے نیک توجیہ پر محمول کرنا چاہئے 355
- ۳۲۳۔ اس پر محشی کا کلام 355
- ۳۲۴۔ ۱۳۔ اللہ جل شانہ کی رضا 357
- ۳۲۵۔ ۱۴۔ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں 358
- ۳۲۶۔ اس حدیث کو صحیح قرار دینے والے علماء اُمت میں سے چند کے نام 359
- ۳۲۷۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا 360
- ۳۲۸۔ ایک وقت میں متعدد مقامات پر موجود ہونا 362
- ۳۲۹۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت 363
- ۳۳۰۔ ۱۵۔ فقر کی محبت 364
- ۳۳۱۔ ۱۶۔ اولیاء اللہ کا مختلف مقامات پر حاضر ہونا 365
- ۳۳۲۔ ۱۷۔ بزرگوں کی دعا سے قضا بدل جاتی ہے 366
- ۳۳۳۔ ۱۸۔ کراماتِ اولیاء حق ہے 367
- ۳۳۴۔ ۱۹۔ تصوّرِ شیخ 367
- ۳۳۵۔ ۲۰۔ شیخ کا استعمال شدہ کپڑا فیوض و برکات کا باعث ہے 367
- ۳۳۶۔ ۲۱۔ غرس کی حاضری 368
- ۳۳۷۔ ۲۲۔ ایصالِ ثواب 368

- 369 ۳۳۸۔ ۲۳۔ اعمالِ مقربہ
- 369 ۳۳۹۔ ۲۴۔ بدعتی کی صحبت کافر کی صحبت سے زیادہ نقصان دہ ہے
- 369 ۳۴۰۔ بد مذہب کی مخالفت و نفرت خلقِ عظیم میں داخل ہے
- ۳۴۱۔ حضرت مجتہدِ درُضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ سے وابستگی
- 370 اور بد مذہب سے اجتناب
- 371 ۳۴۲۔ ۲۵۔ سودی قرض میں سب کا سب روپیہ حرام ہے
- 371 ۳۴۳۔ ۲۶۔ نفسِ امارہ کی مذمت اور اس ذاتی مرض کا علاج
- 373 ۳۴۴۔ ۲۷۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ضروری ہیں
- 374 ۳۴۵۔ ۲۸۔ چند نصیحتیں جو ضروری ہیں
- 374 ۳۴۶۔ حضرت مجتہدِ درُضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی نصیحت نقشبندیہ کی اساس ہے
- 377 ۳۴۷۔ ۲۹۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق عمل کرنا ذریعہ نجات ہے
- 377 ۳۴۸۔ حضور ﷺ کی امت تہتر فرقے ہو جائے گی
- 377 ۳۴۹۔ ۳۰۔ نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور کلمہ طیبہ کے فضائل
- 379 ۳۵۰۔ ۳۱۔ اہل اللہ کو باطن میں دنیا سے کوئی تعلق نہیں
- 379 ۳۵۱۔ لالچی پیروں سے تعلق بے فائدہ ہے
- 379 ۳۵۲۔ ۳۲۔ صحبتِ صالح، اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے
- 381 ۳۵۳۔ ۳۳۔ مومن کی بلند شان اور اُس کو ایذا دینے سے بچنا ضروری ہے
- 382 ۳۵۴۔ ۳۴۔ حق تعالیٰ کی قضا پر راضی رہنا چاہئے
- 382 ۳۵۵۔ ۳۵۔ قرآن مجید تمام احکامِ شرعیہ کا جامع ہے
- 383 ۳۵۶۔ ۳۶۔ فضائلِ امامِ اعظم ﷺ اور نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- 384 ۳۵۷۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فقہ کے بانی ہیں
- 384 ۳۵۸۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بزرگوں کے بزرگ ترین امام ہیں

- 384 - ۳۵۹۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے
- 385 - ۳۶۰۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق امام مالک کی رائے
- 386 - ۳۶۱۔ اپنے پیر کے زندہ اور موجود ہونے کے باوجود دوسرے شخص کے پاس جا کر راہ حق کی طلب کرے یہ جائز ہے
- 386 - ۳۶۲۔ اس مسئلہ پر پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا فتویٰ
- 386 - ۳۶۳۔ پیری مریدی اس زمانہ میں رسم و عادت کے ساتھ میراث بن گئی ہے
- 387 - ۳۶۴۔ ۳۸۔ توبہ، وائابت، وورع، و تقویٰ
- 388 - ۳۶۵۔ استغفار کے فوائد
- 389 - ۳۶۶۔ رُجوع الی اللہ
- 392 - ۳۶۷۔ ۳۹۔ کلماتِ اذان کے معانی
- 392 - ۳۶۸۔ ۴۰۔ محبتِ اہل بیت
- 392 - ۳۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و محبت
- 393 - ۳۷۰۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے
- 393 - ۳۷۱۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت
- 393 - ۳۷۲۔ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت
- 394 - ۳۷۳۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان
- 395 - ۳۷۴۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام
- 396 - ۳۷۵۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام
- 396 - ۳۷۶۔ اہل بیت رسول ﷺ سے عداوت رکھنے والا دوزخی ہے
- 397 - ۳۷۷۔ حضور ﷺ تمام اوصافِ حمیدہ کے جامع تھے
- 399 - ۳۷۸۔ آپ ﷺ کا خلیہ مبارک
- 401 - ۳۷۹۔ کارکنانِ جمعیت اشاعتِ اہلسنت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی
- 402 - ۳۸۰۔ مآخذ و مراجع

تقریظ

استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ
استاذ الحدیث ورئیس دارالافتاء و مہتمم دارالعلوم انوار المجددۃ النعیمیہ
محله غریب آباد، ملیر توسیعی، کالونی، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً مصلیاً و مسلماً

الحمد للہ کتاب اللمسی بہ ”خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ نظر نواز اہل حق جو عزت
مآب صوفی باصفا پیر طریقت روشن ضمیر صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی
تصنیف منیف ہے، اس کے مختلف مقامات پڑھے بہت ہی اچھا پایا، حضرت نے بڑی عرق
ریزی اور بڑی کاوش، بڑی محنت، بڑے خلوص سے تصنیف فرمائی ہے مختلف مضامین دینیہ پر
مشمول ہے اور محبت رسول اور عشق رسول کے انوار سے مزین ہے، بالخصوص تیسرے حصہ
میں عقائد باطلہ پر نشاندہی فرمائی ہے اور دلائل آیات اور احادیث رسول ﷺ سے آراستہ اور
پیراستہ ہے اور چوتھا حصہ امام ربانی قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی
سرہندی قدس سرہ النورانی کے مکتوبات اور فرمودات جو کہ ایمان افروز ہیں اور روحانی حقائق
پر مشتمل ہیں سے مزین ہے۔ اور پھر فاضل نو جوان علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی سلمہ نے بڑی
محنت کے ساتھ اس کتاب میں مذکور آیات و احادیث اور عبارات فقہاء و علماء کی تخریج اور اس
پر جامع حواشی تحریر کر کے اس کی اہمیت و افادیت کو بڑھا دیا ہے۔ اس کتاب مستطاب کا اس
پُر فتن دور میں ہر مسلمان کے پاس ہونا از حد ضروری ہے جس کے مطالعہ سے ایمان کی حفاظت
اور عقائد صحیحہ کی محافظت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ صوفی صاحب قبلہ اور کارکنان جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کی محنت اور کاوش کو اپنی بارگاہ اقدس میں مقبولیت اور محبوبیت کا شرف بخشے اور تادیر اہل ایمان، اہل اسلام اس سے مستفید اور مستفیض ہوتے رہیں۔
آمین دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

احقر محمد احمد النعمی غفرلہ

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ / 31 اگست 2010ء

تقریظ

پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ
امیر جماعت اہلسنت (پاکستان)، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضور رحمت عالم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا جو فضل و کرم اور جو کمالات آپ کو عطا فرمائے گئے
عقلیں اُن کو سمجھے اور زبانیں انہیں بیان کرنے سے قاصر ہیں، حضور کی خوشی اور رضا اللہ تبارک
و تعالیٰ کو اتنی عزیز ہے کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفار نے طعنہ دیتے
ہوئے کہا کہ محمد (ﷺ) کو اُن کے رب نے چھوڑ دیا ہے اور مکروہ جانا۔ یہ سن کر نبی کریم
ﷺ کی طبیعت مبارکہ میں بتقاضائے بشریت کچھ ملال سا پیدا ہوا تو آپ کی رضا اور دل جوئی
کے لئے قرآن نازل ہوا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

چاشت (کے طرح چمکتے ہوئے چہرے) کی قسم اور رات (کی مانند
شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے
رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بے شک کچھلی تمہارے لئے پہلی
سے بہتر ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم
راضی ہو جاؤ گے۔ (سورہ ضحیٰ، آیت ۱۵)

نیز حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ (نزمہ)

اے پیارے مصطفیٰ ﷺ! ہر ایک میری رضا کا طالب ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

اسی مضمون کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک شعر میں یوں ڈھالا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

زیر نظر کتاب ”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ میں پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجتہد دی مدظلہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی مدحت میں وارد چالیس آیات مبارکہ، کئی احادیث مقدسہ، اکابر علماء کے اقوال اور حضرت مجتہد دالف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کے چالیس اقوال جمع کئے ہیں اور اس پر حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ نے گراں قدر حاشیہ تحریر فرما کر کتاب میں مزید حُسن پیدا کر دیا ہے۔

پیر صاحب موصوف نے اس کتاب کو لکھ کر، محشی نے اس پر حاشیہ لکھ کر اور جمعیت اشاعت اہلسنت نے اسے شائع کر کے نبی کریم ﷺ سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اس محبت کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ / ۴ اگست 2010ء سید شاہ تراب الحق قادری

تقریظ

ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ

استاذ الحدیث جامعہ فریدیہ، ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن و سنت اور مرویات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اُمورِ تکونِیہ و تشریعیہ میں مرکزی حیثیت کا حامل قرار دیا ہے۔

مرکزیتِ مصطفیٰ ﷺ پر بہت سی مبسوط کُتب شائع ہو چکی ہیں۔ صوفی با صفا پیر طریقت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف بہ عنوان ”خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ کلام کے اختصار و ایجاز طبعیت کی تمام تر خوبیوں مزید یہ کہ مفتی اہل سنت حضرت مولانا محمد عطاء اللہ نعیمی (رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعتِ اہل سنت پاکستان) کی تخریج و حاشیہ آرائی نے عنوان سمجھنے میں مزید وسعت پیدا کر دی ہے اور جذباتی کیفیتوں کو تحقیقی رنگ سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔

موصوف نے عنوان کی ضمنی ابجاث کو بھی ایسی خوبصورتی کے ساتھ تدوین کر دیا ہے کہ قاری کتاب خود کو عقیدہ ”خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ کے ساتھ ساتھ فقہ و تصوف کے مطلق سمندر کا غوّاص محسوس کرتا ہے۔ ربِّ قدوس اپنی بارگاہ میں اس مؤقّر سعی کو قبول فرمائے، متلاشیانِ حقیقت و طریقت، اور سالکانِ راہِ شوق و حشیت کو استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین

صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و سلم

مظہر فرید شاہ

جامعہ فریدیہ ساہیوال

30-7-2010

تقریظ

ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی قادری

شعبہ اسلامک لرننگ، کراچی یونیورسٹی

بحمد اللہ تعالیٰ ”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ (چار حصے) تالیف حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجید دی مدظلہ و تخریج و حواشی حضرت مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب باصرہ نواز ہوئے۔

کل 416 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں تعظیم رسول، حب رسول اور تقاضائے حب رسول پر قرآن و سنت اور اقوال اسلاف پر مبنی ایسے نکات بیان کئے گئے ہیں جو نہ صرف اُمتِ مسلمہ بلکہ غیر مسلموں کے لئے برضا و رغبت قبولیت کے لائق ہیں۔

حدیثِ قدسی جو اس موضوع پر وارد ہے، اُس کے بارے میں امام اہلسنت مجید دین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

لہذا مسلمانوں کو اس کتاب کو خرید کر پڑھنا چاہئے اور اعزاء و اقربا کو تحفے میں بھی دینا چاہئے، اس طرح جذبہ حب رسول ﷺ فروغ پائے گا اور آنے والی نسلیں ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا فریضہ انجام دے سکیں گی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے مؤلف، مجتبیٰ و متعلقین کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

تقریظ

مفتی عبد المجید سعیدی رضوی

دارالعلوم جامعہ غوث اعظم، شاہی روڈ، رحیم یار خان

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی و نسلم علی

رسوله الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

بقیہ السلف، سرمایہ ملک و ملت، عمدۃ السالکین، صوفی باصفا حضرت میاں محمد اشرف

صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کی تالیف منیف مع مکتوب گرامی موصول ہو کر باصرہ نواز ہوئی۔ کثرت مشاغل کے باعث بالاستیعاب مطالعہ نیز اس کے دلائل کے مأخذ کے ساتھ موازنہ وغیرہ کی فرصت تو نہیں مل پائی، صرف سرسری طور پر ہی دیکھ سکا ہوں، میں حیث المجموع بہت حسین کاوش ہے۔ زبان بہت سلیس اور انداز انتہائی دلنشین ہے۔ اور ذات بابرکات حضور رسالتآب ﷺ کے ذکر خیر کے مواقع پر آپ نے ادب آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کی جس تعظیم و تکریم اور حسن ادب کا مظاہرہ فرمایا ہے، نہایت درجہ ایمان افروز ہے اور لائق صد تحسین۔ جس سے تمام قارئین کو حضور کی عظمت و رفعت کا پتہ چلتا اور آپ کی شان کا درس ملتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ النورانی کے ارشادات عالیہ کا اضافہ کر کے آپ نے وقت کے اہم تقاضا کو پورا فرمایا ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں حضرت شیخ مجددی کی وہ تعریفیں جو امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب میں فرمائی ہیں، شامل اشاعت کر دی جائیں تو بہت مفید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے، آمین

بجاء النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ و التسلیم

الفقیر عبد المجید سعیدی رضوی بقلمہ

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

تقدیم

از پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال

چیرمین شعبہ اردو، کراچی یونیورسٹی

پاک ہے وہ ذات کہ جس نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو مبعوث کیا اور بابرکت ہیں وہ شخصیات کہ جنہوں نے اپنے قلم کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی مدح میں مصروف رکھا۔ ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ سے عشقِ نبوی ﷺ کی جو تحریک شروع ہوئی تھی وہ آہستہ آہستہ افراد و اقوام کے قلوب و نفوس کو متاثر کر رہی ہے۔ اس تحریک کے نتیجے میں دنیا کی بیشتر زبانوں میں سیرت النبی ﷺ کا کچھ نہ کچھ ذخیرہ وجود میں آچکا ہے۔ تاہم عربی، فارسی اور اردو میں سیرتِ نبوی ﷺ کا مہتمم بالشان ذخیرہ پایا جاتا ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے، ہمارے سیرت نگار عشقِ نبی ﷺ کے تقاضوں سے مغلوب ہو کر اس حوالے سے نئے نئے عنوانات اور تازہ بہ تازہ موضوعات پر تحریریں پیش کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا۔

سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر یوں تو ہر صاحبِ نظر، صاحبِ علم اور صاحبِ بصیرت نے کچھ نہ کچھ ضرور لکھا ہے لیکن سلاسلِ صوفیاء میں صوفیائے نقشبند کی خدمات نہایت نمایاں ہیں۔ نقشبندی سلسلے کے بزرگوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت کو چند ملبوسات اور چند رنگوں میں محدود نہیں رکھا، بلکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا معاصر معاشرت اور زندگی کے عناصر سے مقابلہ کر کے ان کی فضیلت، ضرورت اور ابدیت پر دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مجتہدِ دالِ فِ ثانی سے لے کر خواجہ محمد اشرف نقشبندی تک جن مبارک شخصیات نے سیرتِ نبوی ﷺ کو موضوعِ بحث بنایا ہے تو چند اصول ہمیشہ اُن کی رہنمائی کرتے رہے۔ ان اصولوں میں مرکزی نکتہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا انسان ہونا، انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا جانا اور تمام نبوی تعلیمات میں فطرت کا اتباع شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی ہی تحریریں جدید اذہان اور قلوب کی کامل تشریف کر سکتی ہیں۔

خواجہ محمد اشرف نقشبندی صاحب نے بھی ”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ کے عنوان سے سیرت نبوی ﷺ پر ایک اعلیٰ علمی کتاب تصنیف کی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس کتاب کے حواشی اور تخریج مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے کی ہے جو نو جوان ہونے کے باوجود اپنے سحر علمی اور تدبیر دنیاوی کے لحاظ سے روز بروز ترقی کرتے جا رہے ہیں۔

یہ کتاب جن جن خصوصیات کی حامل ہے اُن کا کامل ادراک تو کتاب کے مطالعے کے بعد ہی ہو سکتا ہے تاہم اس کتاب کی چند خصوصیات کہ جنہوں نے مجھے متاثر کیا درج ذیل ہیں:

سیرت نبوی ﷺ کے عمومی ذخیرے کا جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ بیشتر افراد نے سیرت کے پردے میں انشاء پر دازی کے جوہر دکھائے ہیں اور لفظوں کا اسراف بے جا کیا ہے، واضح ہو کہ سیرت کے حوالے سے اگر کوئی تحریر دل کی روشنائی میں ڈبو کر اور عقل کی رہنمائی میں شراہور ہو کر نہیں لکھی جاتی تو وہ بہت جلد قصہ پارینہ تو بن جاتی ہے، وظیفہ حیات نہیں بن پاتی۔

خواجہ محمد اشرف صاحب نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بیشتر گوشوں پر نہایت اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ جو کچھ بیان کر دیا ہے، عموماً ضخیم کتب اس سے محروم رہتی ہیں، فی زمانہ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے حوالے سے کم ضخامت کی کتابیں تیار کی جائیں، تاکہ زمانے اور معمولاتِ حیات کی تبدیلی کے ساتھ قلتِ اوقات کا شکار معاشرہ ایسی کتابیں پڑھ کر معمولاتِ زندگی میں با آسانی رہنمائی حاصل کر سکیں۔

چونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا لایا ہوا دین اور شریعت قیامت تک کے لئے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ایک زندہ مثال ہے جو ہر زمانے پر محیط ہے، لہذا ضرورت اس امر کی ہے سیرتِ طیبہ کو اس طرح بیان کیا جائے کہ وہ ہر عہد کے انسان کی تشنگیوں کو سیراب کر سکے، ہر زمانے کے مسائل کے حل میں کلیدی کردار ادا کر سکے اور ہر بے اطمینانی کے شافی حل کے طور پر سامنے آ سکے، ایسی سیرت کو زندہ سیرت کہا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ تمام زمانوں کے لئے زندہ سیرت اور ہدایت والی شخصیت پر لکھی جانے والی تحریریں بھی ایسی ہی ہونی چاہئیں۔

خواجہ محمد اشرف نقشبندی نے سیرت کے بیان کے لئے جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ کسی

بھی گنجلک، پیچیدگی اور ثقالت سے پاک ہے، قلمکاروں میں یہ صفت تب پیدا ہوتی ہے جب کہ ان کا ذہن زیر بحث موضوع پر بالکل صاف اور ہر قسم کے ابہام و اشکال سے مبرا ہوتا ہے۔ انہوں نے کسی بھی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے شفاف، سادہ، دلنشین اور منطقی اسلوب اختیار کیا ہے، ان کی تحریر کی ایک اور خصوصیت اس کا ایجاز و اختصار ہے۔ انہوں نے اپنی تحریر میں علمیت کا غیر ضروری اظہار نہیں کیا اور نہ ہی موٹے موٹے الفاظ اور ثقیل اصطلاحات استعمال کی ہیں، ان کی تحریر ایک صاف و شفاف چشمے کے پانی کی مانند رواں رواں نظر آتی ہے اور قارئین کے دل و دماغ کو سیراب کرتی چلی جاتی ہے۔

علمائے کرام کا عمومی وصف رہا ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں اظہار ذات کے بجائے نفی ذات کرتے ہیں، موجودہ کتاب میں بھی یہی وطیرہ اختیار کیا گیا ہے، مناسب ہوتا کہ کتاب کے آغاز میں خواجہ محمد اشرف کی سوانح اور علمی کارناموں کا مختصر تعارف بھی دے دیا جاتا، اُمید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو دور کر دیا جائے گا۔^۱

ڈاکٹر ظفر اقبال

۱۔ الحمد للہ اس ایڈیشن میں مصنف کتاب پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ اور محشی و مخرج حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ مدظلہ کا تعارف ”بے مثال مصنف اور باکمال محشی“ کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے، جسے مشہور قلمکار، ممتاز عالم دین حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ نے تحریر کیا ہے۔ (ادارہ)

بے مثال مصنف، باکمال محشی

حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ

3 اپریل 2010ء بروز ہفتہ کراچی جانے کا اتفاق ہوا، محترم صوفی توفیق احمد عطاری، مولانا محمد عبدالکریم قادری اویسی کی معیت میں فاضل جلیل، عالم نبیل حضرت مولانا الحاج مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نقشبندی مدظلہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، رات ڈھل چکی تھی، تاہم جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے کارکن جامع مسجد نور کاغذی بازار میٹھادر، کراچی میں میرے منتظر تھے۔

جیسے ہی راقم نے مسجد میں قدم رکھا میرے حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ بڑی محبت اور بہترین مٹھاس سے میرا خیر مقدم کیا، گویا براہ راست یہ اُن سے میرا پہلا تعارف یا پہلی ملاقات تھی مگر ان عالی قدر حضرات کی والہانہ محبت اور پُر تپاک استقبال سے یوں محسوس ہوا کہ بارہا ان کرم فرماؤں سے مل چکا ہوں، چائے اور دیگر لوازمات سے نوازا گیا۔ الحمد للہ ان حضرات کی تحریری، تعمیری، صُوری، معنوی اور اشاعی و طباعتی سرگرمیوں سے آگاہی ہوئی، ”جامعۃ النور“ کا معائنہ و مشاہدہ کیا، حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے علمی ذوق و شوق اور قدیم کُتب سے عشق کی شہادتیں نادر و نایاب قلمی کتابیں اور بیشتر کی فوٹو کاپیاں دے رہی تھیں، تقریباً ایک گھنٹہ نشست ہوئی اور اس تھوڑے سے وقت میں مسلک حق اہل سنت و جماعت کے لئے جو عملی اقدام فرما چکے ہیں اُس کا عکس جمیل فردوسِ نظر تھا۔

جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان) کی خوبصورت شائع کردہ کتابوں کا ایک سیٹ بطور ارمغانِ محبت میرے ساتھ کیا، رات دو بجے راقم اپنی قیام گاہ واپس پہنچا، گویا اپنے تاثرات رجسٹرڈ کر دیئے تھے مگر آج تک اُس پیار بھری ملاقات کے نقوش قلبِ تابش میں محفوظ ہیں۔

عطاء فرمودہ کتابوں میں ایک روح پرور، ایمان افروز اور نہایت دلپذیر کتاب

”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ بھی تھی، جسے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت خواجہ میاں محمد اشرف صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے بڑی محبت، محنت اور عشقِ کامل سے تصنیف فرمایا ہے، جس سے آپ کا حبیب کبریا علیہ التحیۃ والتَّناء سے عشقِ صادق باد بہاری بن کر قارئینِ کرام کے ایمان و ایقان کی کھیتی کو سرسبز و شاداب بنا رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے شعر

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

کے دوسرے مصرعے کی اس شان سے تشریح فرمائی کہ ساڑھے چار صد سے زائد صفحات قلم اشرف کے احاطہ میں آچکے ہیں۔ پھر ”نُورٌ عَلٰی نُور“ یہ کہ حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی مدظلہ نے ایک ایک لفظ، کلمہ، جملہ، واقعہ کو مستند حوالہ جات سے مؤکد فرما کر محققین کے لئے تحقیق کی راہیں آسان کر دیں، بلاشبہ مفتی صاحب نے تخریج کا حق ادا کر دیا، یہ تصنیف منیف ایسی اثر انگیز ہے کہ اسے جو بھی خوش نصیب عقیدت سے پڑھے گا، یقیناً وہ عشقِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دولت بے پایاں سے سرفراز ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز

اس لئے مناسب سمجھا کہ ان دونوں بلند مرتبت شخصیات کا جامع سا تعارف شامل کر دیا جائے تاکہ مستقبل کا مؤرخ جب ایسی علمی، روحانی ہستیوں کی تاریخ مرتب کرنے لگے تو استفادہ کر سکے، بناءً علیہ راقم نے اپنے اس مقالہ کا یہ عنوان منتخب کیا ہے

”بے مثال مُصنّف، باکمال محفّی“

لہذا بے مثال مُصنّف کے احوال و آثار کو پہلے ملاحظہ فرمائیے اور پھر باکمال محفّی کی ذات والا برکات کے حالات سے استفادہ کریں۔

بے مثال مُصنّف دامت برکاتہم العالیہ

پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ میاں محمد اشرف صاحب نقشبندی مُجدِّ دی مدظلہ

1935ء میں چک نمبر 82 رسول پور آرائیاں ضلع شیخوپورہ پنجاب میں پیدا ہوئے، گھریلو ماحول شریعت و طریقت کے انوار سے متور تھا، نسلاً بعد نسل آباء و اجداد شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ و الثناء اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی آبیاری فرماتے آرہے تھے، خاص طور پر محرم اسرار خفی و جلی، شہسوار روحانیت حضرت میاں الہی بخش صاحب علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات تو کمالات ظاہری و باطنی کا مجموعہ تھی، اُن کی زبان اقدس ہمیشہ ذکر بالجہر سے تر رہتی کلمہ طیبہ کچھ ایسی درد سوز آواز سے بلند فرماتے کہ کُفار کے سینوں کو بھی نرم کر دیتا اور اُن کی زبان پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ اور وہ زمرة اسلام میں داخل ہو جاتے۔

اس خاندان عظمت نشان کے اسلاف کا معمول صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور رزقِ حلال کی حفاظت، کبھی کسی بے نمازی کے گھر کا کھانا وغیرہ نہیں کھایا، گھریلو ماحول کو پاکیزہ و منزہ رکھنے کے لئے ذکر و اذکار کا ورد جاری رہتا، نیز جب چکی پر آٹا پیسنے کے لئے دانے لے جاتے تو چکی کو از سر نو صاف کرایا جاتا تا کہ کسی دوسرے کے دانے شامل نہ ہو جائیں، نیز کسی بے نمازی عورت سے بھی کھانا تیار نہ کراتے، یہی وجہ تھی کہ گاؤں کی بچیاں بھی نماز کی پابندی کرتی تھیں۔

حضرت پیر طریقت میاں محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ کی تعلیم و تربیت کی کیفیت کچھ اس طرح ہے، آپ کے بیان کے مطابق تین جماعتیں تو آپ نے اپنے گاؤں چک نمبر 82 میں پاس کیں، بعدہ آپ کے والد میاں غلام نبی ولد ثانی نے چک نمبر 116/N-P تحصیل الہ آباد (لیاقت پور) ضلع رحیم یار خان میں زمین خریدی تو آپ کے والد ماجد اپنے چند رفقاء کے ساتھ (جن میں میاں عمر الدین، برادر معظم حضرت میاں غلام رسول، اُن کے چچا میاں نظام الدین اور میاں نور محمد، علیہم الرحمہ) چک نمبر 116 میں آباد ہو گئے جس کے باعث دو تین سال تک پڑھائی نہ ہو سکی، آخر ترنڈہ میر خان پرائمری اسکول میں داخلہ لیا اور تعلیمی سلسلہ جاری ہوا۔ اسی دوران حضرت استاذ العلماء مولانا علامہ الحاج الحافظ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ قرآن مجید اور کچھ ابتدائی فارسی، عربی کتابیں ہمارے استاذ مکرم مولانا کریم بخش

صاحب کے والد مولانا اللہ بخش علیہ الرحمہ سے پڑھ رہے تھے، بہر حال آپ نے پرائمری کا امتحان ترنڈہ میر خان پرائمری اسکول سے پاس کیا پھر مڈل سکول خان بیلہ میں داخل ہوئے یہ اسکول آپ کے گاؤں سے سات آٹھ میل پر واقع تھا روزانہ پیدل وقت پر پہنچتے، ذرا سی دیر ہوتی تو استاد صاحب سختی کرتے مڈل کے بعد ساہیوال (منگمری) تشریف لائے اور اسلامیہ ہائی اسکول سے میٹرک کیا اس وقت آپ چک نمبر R-99/6 میں رہائش پذیر رہے، اس گاؤں میں عاشق رسول اکرم، صوفی باصفا عمدۃ الاصفیاء حضرت میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ جلوہ افروز تھے جو نسباً آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ نے سند فراغت اور دستار فضیلت کے حصول کے بعد اپنے گاؤں حامد آباد میں درس نظامیہ کا سلسلہ قائم کیا، تو جمعۃ المبارک پڑھانے کے لئے چک نمبر 116 میں تشریف لایا کرتے تھے یوں حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کا اُن سے خصوصی تعلق پیدا ہوتا چلا گیا، آپ فرماتے ہیں تعطیلات گراما میں جب میرا گھر جانا ہوا تو علامہ اویسی صاحب سے قرآن کریم کی تعلیم کے لئے رابطہ کیا، تو آپ سے پانچ پارے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور پھر ایسی برکت ہوئی کہ باقی پورا قرآن کریم از خود مکمل کیا، اسکول کا کام بھی ساتھ ساتھ جاری رکھا، میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج ساہیوال میں داخلہ لیا یوں تعلیمی سلسلہ چلتا رہا۔

حضرت میاں غلام رسول صاحب نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ بعد نماز عصر مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اپنے دولت خانہ پر درس دیا کرتے تھے، کالج سے واپسی پر میں بھی درس میں شامل ہو جاتا، حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کی زبان حق ترجمان سے کلمات نورانی موتیوں کی طرح برآمد ہوتے تو میرے دل پر نور کی برسات سے کم نہ ہوتے۔

کرم بالائے کرم کہ منبع جود و سخا، مرکز مہر و وفا حضرت الحاج میاں شہاب الدین صاحب علیہ الرحمہ اکثر اوقات میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے، اُن کی نگاہ کیمیا اثر نے میرے قلب پر ایسا اثر کیا میں انہیں کا ہو کر رہ گیا، یعنی میں نے اُن کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف پایا۔

رحمتِ خداوندی نے اپنی توحیدی معرفت کے اسرار و رموز سے پردے اٹھائے اور میں اُسی دن سے نماز تہجد اور دیگر اوراد و وظائفِ نقشبندیہ میں مشغول ہو گیا آپ کا معمول تھا بعد نماز تہجد شجرہ طریقت نقشبندیہ پڑھا جاتا جب فقیر (خواجہ محمد اشرف صاحب) حضرت کی غلامی میں آیا تو شجرہ مبارک بوقت تہجد مجھے ہی پڑھنے کا شرف حاصل رہا اور یہ سلسلہ بدستور حضرت قبلہ عالم منبع فیوض و برکات میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ تک جاری رہا۔

حضرت خواجہ محمد اشرف صاحب فرماتے ہیں حالات کی مجبوری کے باعث والد ماجد نے چک نمبر 116 کی اراضی فروخت کر کے چک نمبر 362/T.B.A ضلع لہ (مظفر گڑھ) میں زمین خرید لی، چنانچہ میں بھی ایف۔ اے (F.A) کے بعد لہ منتقل ہو گیا، اور کپڑے کی دکان ڈال لی مگر کپڑے کے کاروباری حضرات کی جھوٹی قسموں سے دل اُچاٹ ہو گیا، کیونکہ میری فطرت میں تو جھوٹ سے کٹی نفرت تھی، جب کہ سچ پر لوگ بھی کم اعتماد کرتے تھے لہذا اس کاروبار کو خیر باد کہہ دیا۔

حضرت خواجہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں چونکہ پیر طریقت، منبع جود و سخا حضرت میاں شہاب الدین صاحب علیہ الرحمہ کا اکثر چک نمبر 99/6.R حضرت الحاج صوفی میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں آنا جانا تھا جیسے ہی مجھے معلوم ہوتا مُرشد ارشد تشریف لائے ہوئے ہیں، میں بھی لہ سے وہاں حاضر ہو جاتا اور یہ وظیفہ ہمیشہ جاری رکھا، پیر بھائی بھی اس ربط و تعلق سے حیران ہوتے مگر ع

رحمتِ حق بہانہ می جوید بہانہ می جوید

کے مصداق، مجھ پر دو حضرات کی کرم نوازیاں مسلسل جاری رہیں، حالانکہ میری ان کے سامنے حیثیت ہی کیا تھی، مگر نوازشات کی بارش حسب معمول مجھ پر برستی رہی، پنجابی کہاوت ہے ۔

جدوں قسمت سؤلی آن ہوندی
کھیت اُگ پیندے بھجے دانیاندے

اصلاح و فلاح کے سلسلے میں حضرت میاں صاحب فرمایا کرتے خواہشاتِ نفسانیہ سے بندہ جب منہ موڑ لیتا ہے تو خالقِ حقیقی سے پیوستہ ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی شیطانی شر سے حفاظت فرماتا ہے، مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهُ جو شخص اللہ کا مخلص بندہ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا بن جاتا ہے، شیطان انسان کا گھلا دشمن ہے کرم خداوندی شامل حال نہ ہو تو اس کی کاروائی سے بچنا محال ہو جاتا ہے ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ حضرت خواجہ محمد اشرف صاحب مدظلہ فرماتے ہیں شیطان نے چند عورتوں کے ذریعے مجھ پر اپنی مکاری کا جال پھینکا مگر جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے

آپ فرماتے ہیں وار بڑا کاری تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل، نبی کریم ﷺ کے نگاہِ رحمت اور مُرشد ارشد کی نظرِ کیمیا اثر نے ان کی مکاری سے بالکل بچا لیا، تو زبانِ حال سے اپنے آپ کو پکارتے ہوئے بے ساختہ سمجھایا۔

ظلم نہ کر اپنی جندڑی تے کر کجھ کر نیک کمائی

اُلفت نبی دی دل وچ بھرتے کر کجھ نیک کٹائی

نفس شیطان تیرا ڈاہڈا اُس دے آکھے نہ لگ بھائی

یا رب اشرف دی کریں حفاظت تیری قوت دُون سوائی

حضرت خواجہ محمد اشرف فرماتے ہیں جب لیتے ہیں دکانداری سے ہاتھ کھینچ لیا تو چند پیر

بھائی صاحبان نے مشترکہ طور پر سندھ میں زمین خریدنے کا عندیہ دیا اُن میں سب سے بڑھ کر

محترم جناب حاجی عطاء محمد فرزند ارجمند میاں نور محمد کا حصہ ہے، موصوف نے انتہائی محبت اور

خلوص سے اس بیڑے کو ساحلِ مراد تک پہنچایا۔

چنانچہ خواجہ صاحب مدظلہ نے دیھ انڈو تحصیل گھوڑی ضلع ٹھٹہ میں اراضی حاصل کر

لی، وہاں کی تمام تر ذمہ داری آپ کی ذاتِ اقدس اور حاجی عطاء محمد کے سر پر تھی، چونکہ دنیوی

معاملات میں صرف گھر کی چار دیواری تک ہی وابستگی نہیں رہتی بلکہ بعض اوقات عدالتوں کے

چکر بھی کاٹنے پڑتے ہیں، اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں عدالتی دوڑ دھوپ اور باہر کے کام

کاج حاجی عطاء محمد کے سپرد تھے اور دیگر ذمہ داریاں سے میں عہد برآ ہو رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ عام و خاص، خصوصاً اپنے احباب کی اصلاح و فلاح اور دینی تعلیم و تربیت، صوم و صلوٰۃ کے لئے مکتوباتِ امام ربانی مُجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے درس کا سلسلہ شروع کر دیا، جس کے بہترین ثمرات سے وہ لوگ خوب مستفیض ہوئے اس کی مختصر روئیداد ”اسرار ربانی“ میں بھی مرقوم ہے۔

حج و زیارت:

حضرت خواجہ محمد اشرف مدظلہ فرماتے ہیں، 1974ء میں حاجی عطاء محمد، حاجی محمد شفیع، حاجی عمر الدین علیہم الرحمہ بمع اہل و عیال حج و زیارت کے لئے درخواستیں گزار چکے تھے لیکن میں بامر مجبوری درخواست نہ دے سکا، میرے والد ماجد میاں غلام نبی مرحوم نے تیسرے دن فرمایا بیٹا ”محمد اشرف“ حج کے لئے درخواست دیتے تو کیا اچھا ہوتا؟ میں نے عرض کیا ”ابا جی“ وسائل نہیں، والد ماجد علیہ الرحمہ نے فرمایا بیٹا جیسے اللہ تعالیٰ جل و علی اسباب مہیا فرما دے گا، چنانچہ جب میں کراچی پہنچا تو کام مکمل ہو چکا تھا، فارم پُر کیا اور درخواست اسلام آباد ارسال کر دی، کرم پر کرم یہ کہ میری منظوری بھی مذکور الصدرا حباب کے ساتھ آگئی اور ہم جملہ ساتھ حج و زیارت کے لئے روانہ ہوئے، حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً میں حاضری کی نعمت سے شاد کام ہوئے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا شرف کائنات میں سب سے بڑی نعمت ہے، وہ اُمتی کتنے خوش نصیب ہیں جنہیں وہاں کی حاضری کے مواقع میسر آئے۔

حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں اسی اثناء میں میرے بڑے بھائی حاجی محمد شریف صاحب نے بھی حج کی درخواست دی جو منظور ہوئی اور وہ بھی مکہ مکرمہ میں ہمیں آ ملے، وجہ یہ تھی کہ ہمارا سفر بذریعہ بحری جہاز تھا جب کہ موصوف ہوائی جہاز کے ذریعے سرزمین حجاز مقدس پر اترے۔ الحمد للہ علی منہ و کرمہ تعالیٰ اس سفر مقدس کا ذکر خیر حضرت میاں غلام رسول علیہ الرحمہ نے ”اسرار ربانی“ میں اپنے منظوم کلام میں شامل فرمایا، بطور نمونہ

ایک مصرعہ ملاحظہ فرمائیے :-

میں ٹٹے ٹٹے لفظاں اندر گل مکائی مکتدی

خلافت

حضرت خواجہ محمد اشرف مدظلہ اپنے پیر و مرشد حضرت الحاج میاں شہاب الدین نقشبندی مجتہد دی علیہ الرحمہ سے بیعت کی نعمت حاصل تھی مگر جب وہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ کو دار فانی سے راہی بقا ہوئے تو حضرت الحاج میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ (متوفی ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ بمطابق 4 اگست 2005ء) نے سند خلافت سے نوازا، جبکہ آپ پر پہلے ہی ان کی عنایات بے پایاں تھیں لیکن اب تو کرم کی انتہا ہو گئی اس لئے کہ اب آپ کو میاں صاحب نے فرمایا صوفی صاحب اپنے تمام پیر بھائیوں کی تربیت کا ذمہ اب تمہارے سپرد ہے، البتہ تمہاری نگہبانی میں خود کرتا رہوں گا۔

”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ کی پہلی طباعت کے حصہ چہارم صفحہ ۷، ۸ پر عنوان حالات مؤلف کے تحت محمد شریف ولد عمر الدین نقشبندی نے لکھا کہ تقریباً آخری دس سال اس طرح گزرے کہ میاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں جو بھی کوئی خوش بخت مرید ہونے کے لئے حاضر ہوتا، آپ حضرت خواجہ محمد اشرف صاحب سے فرماتے اسے مرید بنا لو، اس کے بارے میں حضرت خواجہ صاحب قبلہ فرماتے ہیں باوجودیکہ میں نے کسی ادارے میں بقاعدگی سے علم بھی حاصل نہیں کیا تھا مگر یہ امتحان میاں صاحب علیہ الرحمہ کی نگاہ کرم نے آسان بنا دیا۔ آپ کی نگاہ کرم نے میرا سینہ انوار و تجلیات علمیہ سے منور فرما دیا گو یا من لدنا علما کی نعمت بیکراں سے آپ سرفراز ہو چکے تھے، تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ راز آؤٹ کرنے میں سکون محسوس کرتا ہوں کہ میں نے جس کتاب کا بھی مطالعہ کیا وہ میرے قلب کی تختی پر نقش کا لبحر کی مصداق بن گئی چنانچہ مجھے چند کتابیں لکھنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی، جن میں ”فیوض ربانی“ بھی ہے جو برادرانِ طریقت کی اصلاح و فلاح پر مبنی ہے۔

قارئین کرام، حضرت خواجہ میاں محمد اشرف صاحب نقشبندی مجتہد دی مدظلہ کی

زیب نظر تصنیف لطیف جو ہزار ہا خوبیوں سے مَرصع ہے، ایک نرالے اور اچھوتے عنوان

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے، جو اہل عشق و محبت کے لئے عدیم المثال تحفہ ہے آپ اس کے متعلق فرماتے ہیں، ممکن ہے میری یہ تصنیف میری مغفرت و بخشش کا ذریعہ ثابت ہو، اس لئے کہ اسے میں نے فقط محبوب رب العالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی رضا و خوشنودی کے حصول کے پیش نظر تصنیف کیا ہے، لہذا میرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ اس کتاب سے مصطفیٰ کریم ﷺ کی رضا حاصل ہوگی بلکہ خالق محبوب جل مجدہ الکریم کی رضا میسر ہوگی، راقم السطور نے عرض کیا ہے ۔

ہو جسے مطلوب خالق کی رضا چاہے وہ تیری رضا یا مصطفیٰ ﷺ (تابش قصوری) حضرت پیر طریقت الحاج خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کے حوال مبارکہ کے چند گوشے قلمبند کئے ہیں، یوں تو آپ کے حالات اتنے دلچسپ اور سبق آموز ہیں کہ اگر تمام ضبط تحریر میں لائیں جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو، مگر اختصار ملحوظ خاطر ہے، لہذا قارئین کرام انہیں پراکتفاء کریں۔

باکمال محشی دامت برکاتہم العالیہ

قارئین کرام۔ گذشتہ صفحات میں آپ کتاب لا جواب

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

کے بے مثال مُصنّف دامت برکاتہم کے حالات مبارکہ سے قدرے استفادہ فرما چکے ہیں اب اسی ایمان افروز، رُوح پرور کتاب کے باکمال محشی، عالم جلیل فاضل نبیل حضرت مولانا علامہ الحاج مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی نقشبندی مدظلہ کے احوال و آثار کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے، جنہوں نے نہایت عرق ریزی، دقت نظر، نورانی بصیرت، ایمانی فراست اور دولت عشق مصطفیٰ ﷺ سے کام لیتے ہوئے، مسلک حق کی جامع تائید و توثیق

پر مبنی کتاب کو نہایت جاندار اور تحقیقی حوالہ جات سے جدید دور کے تقاضہ کے مطابق تخریر و تحقیق کی خوبصورت عمارت سے آراستہ، پیراستہ فرمایا ہے۔

خاندانی پس منظر

حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی بن میاں محمد شریف بن میاں عمر الدین بن میاں کرم الہی بن میاں کریم بخش، آرائیں خاندان کے چشم و چراغ ہیں، براعظم ایشیاء میں آرائیں خاندان برادریوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اس خاندان عظمت نشان کے اسلاف و اخلاف نے دین اسلام کی جس انداز میں خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کے کئی سنہری ابواب میں رقم ہیں، اس خاندان کے ہر طبقہ میں علماء و فضلاء، اصفیاء، اتقیا، اولیاء، اغیاء، ابدال، عارفین، کاملین، صالحین، محسنین، شہداء اور غازی پیدا ہوئے، شریعت و طریقت کی مسانید کی زینت بنے اور ظاہری علوم و فنون کے ماہرین نے بھی قوم و ملت کی ہر شعبہ حیات میں نمائندگی کی، اسکول ٹیچر سے لیکر سربراہ مملکت کے منصب پر بھی فائز ہوتے آئے۔

راقم الحروف (تائبش قصوری) بھی آرائیں خاندان کا ایک ادنیٰ سا فرد ہے جو اپنے آباؤ اجداد کی علمی ظاہری وراثت کو درس و تدریس، تعلیم و تعلم اور تحریر و تقریر کے ذریعے جہاں تک ممکن ہے تقسیم کرتا آ رہا ہے۔ ”الجنس یمیل الی الجنس“ کے تحت جس وقت حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو فطرتاً مجھے ان میں آرائیں خاندان کی خوشبو محسوس ہوئی بعد میں پتہ چلا کہ آپ آرائیں خاندان میں ایک ممتاز علمی حیثیت سے جاننے پہچانے جاتے ہیں تو پہلی ہی ملاقات میں میری محبت نے یوں پرواز کی۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

کبوتر کبوتر با کبوتر باز

خیر یہ تو بطور جملہ معترضہ چند کلمات زیر قلم آگے، اصل بات تو موصوف کے علمی و عملی کام و مقام سے ہے، جو بفضلہ تعالیٰ خاص حد تک آپ کو نصیب ہے، بہر حال آپ کا خاندان بڑی بڑی بلند مرتبت علمی و روحانی شخصیات پر مشتمل ہے جن کے اصلاحی، رفاہی اور روحانی فیضان سے زمانہ

مستفیض ہوتا آرہا ہے، پیش نظر مضمون میں چند جھلکیاں دکھانے کی کوشش کی جائے گی۔

ولادت باسعادت

حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ محترم جناب میاں محمد شریف صاحب کے ہاں ۳ دسمبر ۱۹۶۸ء کو بمقام ٹھہرہ سندھ میں پیدا ہوئے، خاندانی بزرگوں نے آپ کا نام محمد عطاء اللہ رکھا جو بعد میں واقعۃً عطاء محمد اور عطیۃ الہی ثابت ہوا۔

تعلیم و تربیت

قرآن مجید تو آپ کے والد ماجد جناب میاں محمد شریف صاحب نے از خود مکمل کرایا، پھر آپ نے اسکول کی طرف رجوع کیا تو چار کلاسیں پرائمری اسکول گوٹھ حاجی عطا محمد، دیھہ انڈ و تحصیل گھوڑا باری ضلع ٹھہرہ میں پڑھیں، ۱۹۷۹ء/۱۹۸۰ء میں گورنمنٹ پرائمری اسکول ٹھہرہ سے پانچویں پاس کی بعدہ چھٹی سے میٹرک تک گورنمنٹ ہائی اسکول ٹھہرہ کے ہاسٹل میں رہے، فرسٹ ایئر میں جامعہ ملیہ کالج کراچی میں داخل ہوئے یہاں سے وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج گلشن اقبال میں جانا ہوا۔ ایف ایس سی میں تھے کہ پیر طریقت منبع جو دو سخا حضرت میاں غلام رسول نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد احمد صاحب نعیمی نقشبندی کی نگاہ کرم اور دعائے مستجاب نے رنگ دکھایا تو دینی علوم و فنون کے حصول کا جذبہ بیدار ہوا تو شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ کی خدمت اقدس میں ۱۹۸۷ء کو حضرت موصوف کے قائم کردہ دارالعلوم ”انوار المجد دیہ النعیمیہ“ محلہ غریب آباد ملیر تو سیدی کالونی کراچی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے شروع کر دیئے اور اسی سال آپ استاذ مکرم کی معیت میں ماہ رمضان المبارک کے عمرہ مبارکہ کی نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی، تاہم دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کے حصول میں کمی نہ آنے دی عمرہ شریف سے واپسی پر آپ نے انٹر کا امتحان پاس کیا، علامہ اقبال کالج کراچی سے ریگولر B.A. کیا، پھر سندھ یونیورسٹی جامشور سے ریگولر M.A. عربک کا امتحان یونیورسٹی بھر میں ٹاپ کیا۔

علوم دینیہ کا آغاز جب معمول فارسی، عربی کتب سے ہوا، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب نقشبندی نعیمی دامت برکاتہم العالیہ نے بیک وقت فارسی، عربی کتابیں شروع کرادیں اور اس وقت آپ کے استاذ گرامی موصوف آٹھ بجے اپنے ادارے ”انوار المجدیہ النعیمیہ“ میں پڑھاتے اور پھر مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی عبداللہ نعیمی نقشبندی شہید علیہ الرحمۃ کے دارالعلوم ”مجدیہ نعیمیہ“ میں تشریف لا کر دورہ حدیث شریف پڑھاتے اور ساتھ ہی ساتھ فتاویٰ بھی تحریر فرماتے۔

بعد از ظہر تا عصر پھر اپنے ادارے میں تعلیمی امور پوری تندہی سے مکمل فرمایا کرتے اور یہ ذمہ داری حضرت مفتی اعظم سندھ کی شہادت سے لے کر تقریباً ۱۹۹۳ء تک جاری رہی۔ آپ کے صاحبزادگان حضرت مولانا غلام محمد شہید علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا مفتی محمد جان نعیمی نقشبندی مجدی مدظلہ وغیرہا نے بھی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کر کے علوم و فنون کی دولت بے پایاں سے بہرہ مند ہوئے یہ حضرت کے تفردات میں ہے کہ آپ نے بہت سے پیران عظام اور علماء کرام کے صاحبزادوں کو علم دین کے زیور سے آراستہ فرمایا ہے، حضرت مولانا محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ نے معقولات کی اکثر کتب حضرت علامہ قاری جان محمد صاحب رضوی سے اور دورہ حدیث شریف مکمل طور پر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ سے پڑھا اور افتاء کی تربیت کُلّی طور پر آپ سے ہی پائی، اور دامادی کا شرف بھی انہیں سے رکھتے ہیں۔

اساتذہ کرام

حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی مدظلہ نے جن اساتذہ کرام سے دینی علوم و فنون کی دولت عظمیٰ سے مستفیض ہوئے اُن کے اسمائے گرامی بطور تبرک درج کئے جاتے ہیں۔

☆ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب نعیمی نقشبندی دامت برکاتہم بانی و مہتمم دارالعلوم ”انوار المجدیہ النعیمیہ“ کراچی۔

☆ حضرت علامہ مولانا علی محمد صاحب نعیمی نقشبندی علیہ الرحمۃ برادر اصغر اور شاگرد شیخ

الحديث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی نقشبندی مدظلہ

☆ حضرت مولانا سید محمد ہاشم شاہ صاحب نعیمی نقشبندی، شاگرد رشید شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی احمد نعیمی مدظلہ

☆ حضرت مولانا عبدالعزیز نعیمی ماندھریو، شاگرد رشید شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ

☆ حضرت علامہ قاری جان محمد صاحب رضوی شاگرد رشید استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ عطا محمد بندیا لوی علیہ الرحمۃ

آپ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۳ء کے اوائل تک استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی صاحب سے خوب پڑھا اور انہیں کی تربیت خاصہ تھی کہ آپ مسند تدریس و افتاء کی شان کو دوبالا کر رہے ہیں، انہیں کی معیت میں عمرہ شریف اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کی سعادت تو ۱۹۸۷ء میں حاصل کر چکے تھے اور پھر حج و زیارت کی سعادت کا تسلسل ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۸ء، ۲۰۰۹ء سے قائم ہے دُعا ہے یہ نعمت تاحیات میسر رہے میں نے بھی بارگاہِ رحمتِ عالم ﷺ میں استغاثہ پیش کرتے ہوئے یوں گزارش کی ہے، یا رسول اللہ ﷺ

میرا مسکن مدینہ ہو میرا مدفن مدینہ ہو
میرا سینہ مدینہ ہی بنا دو یا رسول اللہ
میری نظر تمہاری دید کی طالب ہے مدت سے
رُخ پر نور سے پردہ اٹھا دو یا رسول اللہ
یہی ہے آرزوئے زندگی تابشِ قصوری کی
دمِ آخر رُخِ زیبا دکھا دو یا رسول اللہ ﷺ

یہ استغاثہ بارگاہِ حبیب کریم ﷺ میں باریابی کا شرف پاچکا ہے چنانچہ اس کے پیش کرنے کے بعد راقم الحروف کو تین بار حج کعبہ اور مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت کا شرف نصیب ہو چکا ہے مگر تمنا کچھ اس طرح سے ہے۔

مشرف گرچہ خُدا سے بارتابش -
ہے حسرت حاضری کی مثلِ جامی

شادی خانہ آبادی اور اولاد امجاد

آپ کی شادی خانہ آبادی کا مرحلہ ۱۹۹۷ء میں قائم ہوا، آپ کے استاذ مُشَفِّق شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ کی دختر نیک اختر سے عقد ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند ارجمند عطاء المصطفیٰ اور ایک بیٹی اُمّ رومان کی نعمت سے نوازا، خیال رہے کہ آپ کے دو بھائی محمد ثناء اللہ اور محمد عنایت اللہ جبکہ تین بہنیں ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

عملی زندگی

جیسے ہی آپ نے علوم جدیدہ و قدیمہ سے بظاہر فراغت حاصل کی تو آپ نے ہر دو طرف تدریس کا آغاز فرمایا دسمبر ۱۹۹۲ء میں محکمہ تعلیم سندھ میں معلم عربی کی حیثیت سے ملازمت میں قدم رکھا جو معاشی ضروریات میں کفالت کا ایک ذریعہ ہے، مگر آپ نے اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا کہ روزی کا ذریعہ تو بن چکا ہے اور کیا کرنا، چونکہ آپ اپنے آباؤ اجداد و اساتذہ کی روحانی وراثت کے بھی مالک ہیں اس لئے بزرگوں کی روحانیت نے آپ کو دینی علوم و فنون کے متعدد شعبہ جات میں خدمات سرانجام دینے کی راہ پر گامزن فرما رکھا ہے وہ یوں کہ آپ نے فراغت کے بعد ۱۹۹۳ء سے ہی مادر علمی دارالعلوم ”انوار المجد دیہ النعیمیہ“ میں تدریس کا آغاز فرمایا اور اپنے مُشَفِّق و مہربان استاد شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ کی زیر نگرانی سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ تک اکثر کُتب پڑھانے اور دارالافتاء میں حضرت کی نیابت کی سعادت حاصل رہی اور یہ سلسلہ ۱۹۹۷ء کے اختتام تک جاری رکھا، پھر ۲۰۰۰ء میں حضرت مولانا علامہ محمد عرفان صاحب زید علمہ و عملہ کی عرفانی نگاہ نے اُن کی معرفت حاصل کی اور انہیں ”جمعیت اشاعت اہل سنت“ (پاکستان) کی علمی

پرستی کے لئے مجبور کیا اور یہاں تشریف لا کر ”جامعۃ النور“، نور مسجد کاغذی بازار میٹھا در کراچی
میں ریس و افتاء کو چار چاند لگا دیئے۔ آپ کے قلم سے چھوٹی بڑی متعدد کتابیں اس اشاعتی
دارے کی طرف سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہو رہی ہیں۔ جن میں چند کے نام یہ ہیں:

تصنیفات و تالیفات

☆ ”طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم“ یہ کتاب 2008ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت
(پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں دو ہزار کی مقدار میں شائع ہو کر ملک کے
کونے کونے تک پہنچی، پھر کچھ اضافے کے ساتھ 2008ء میں مکتبہ برکات المدینہ
بہادر آباد کراچی سے شائع ہوئی اور پھر 2010ء میں اسی مکتبہ کی طرف سے شائع
ہوئی اور یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک مکمل تصنیف اور غیر مقلدین کے باطل نظریے
کا کامل رد ہے جو عوام و خواص خصوصاً اہل تحقیق کے ہاں بہت مقبول ہوئی۔

☆ فتاویٰ حج و عمرہ (حصہ اول) 160 صفحات پر مشتمل ہے جو نومبر 2007ء میں جمعیت
اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔
☆ فتاویٰ حج و عمرہ (حصہ دوم) 156 صفحات پر مشتمل ہے جو دسمبر 2007ء میں جمعیت
اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔
☆ فتاویٰ حج و عمرہ (حصہ سوم) 151 صفحات پر مشتمل ہے جو جنوری 2008ء میں جمعیت
اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔
پھر تینوں حصوں کو یکجا کر کے ایک جلد کی صورت میں محترم جناب آصف مدنی صاحب
نے 500 کی تعداد میں مکتبہ دارالسلام سے شائع کیا۔

☆ ”ضبط تولید کی شرعی حیثیت“ یہ رسالہ 112 صفحات پر مشتمل ہے جو اکتوبر 2008ء
میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین ہزار کی
تعداد میں شائع ہوا اور ایک ہزار کی تعداد میں علامہ سید محمد طاہر نعیمی صاحب نے اسے
سیل کے لئے اسی ادارے سے شائع کیا۔

☆ فتاویٰ حج و عمرہ (حصہ چہارم) 160 صفحات پر مشتمل ہے جسے نومبر 2008ء جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے 3500 کی تعداد اپنے سلسلہ مفت اشاعت میں شائع کیا۔

”طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم“ اور ”فتاویٰ حج و عمرہ“ دو ایسے تصنیفی کام ہیں کہ جن کا مقام جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے کاموں میں نمایاں حیثیت اور بلند مقام ہے۔ دونوں تصانیف کی ترتیب کا سہرا بانی جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) حضرت علامہ مولانا محمد عرفان صاحب ضیائی مدظلہ کے سر ہے جس سے آپ کے علمی ذوق و دینی جذبہ کا بخوبی ہوجاتا ہے۔

☆ ”علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ کے استعمال کا شرعی حکم“ یہ رسالہ 80 صفحات پر مشتمل ہے جو ستمبر 2009ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں 3500 کی تعداد میں شائع ہوا اور ایک ہزار کی تعداد میں اسی ادارے کی طرف سے سیل کے لئے بھی شائع کیا گیا۔

☆ ”نسب بدلنے کا شرعی حکم“ یہ رسالہ 62 صفحات پر مشتمل ہے، جو نومبر 2009ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت سلسلہ اشاعت میں 3500 کی تعداد میں شائع ہوا اور اسی ادارے کی طرف سے اسے ایک ہزار کی تعداد میں سیل کے لئے بھی شائع کیا گیا۔

☆ ”عورت کی اقتداء“ یہ رسالہ 48 صفحات پر مشتمل ہے جو اپریل 2005ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت کے سلسلہ مفت اشاعت میں شائع ہوا۔

☆ ”اولاد کو زندگی میں ہبہ کرنے کا طریقہ“ یہ رسالہ 112 صفحات پر مشتمل ہے جو جون 2005ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں شائع ہوا، اور یہ اپنے موضوع پر ایک مکمل اور تحقیقی تصنیف ہے۔

☆ عورتوں کے ایام خاص میں نماز روزہ کا شرعی حکم“ کے نام سے یہ رسالہ 64 صفحات پر

مشمول ہے جو مئی 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں 2500 کی تعداد میں شائع ہوا پھر ایک ہزار کی تعداد میں اسی ادارے کی طرف سے سیل کے لئے شائع بھی ہوا۔

☆ ”دعا بعد نماز جنازہ“ 40 صفحات پر مشتمل یہ مختصر رسالہ جون 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں 2500 کی تعداد میں شائع ہوا، اور ایک ہزار کی تعداد سیل کے لئے شائع ہوا۔

☆ ”قادیانیوں کا مسلمانوں کے ساتھ کیا تعلق؟“ 96 صفحات پر مشتمل مفتی صاحب کی تصنیف ہے جو ستمبر 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں شائع ہوئی۔

ترجمے

☆ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ”کشف الالتباس فی استحباب اللباس“ کا اردو حضرت نے فرمایا ترجمہ جو ”دار احیاء العلوم“ نے ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا اور اس کے ساتھ اصل فارسی رسالہ بمعہ تخریج بھی شائع ہوا جس کی تخریج کے فرائض حضرت کے تلمیذ مولانا محمد فرحان قادری نے انجام دیئے اور 2003ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے اسے اپنے سلسلہ مفت اشاعت میں شائع کیا۔

☆ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی مناسک حج پر کتاب ”حیاء القلوب فی زیارة المحبوب“ کا اردو ترجمہ تخریج و حواشی، جو ہنوز شائع نہیں ہوا۔

حواشی

☆ پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ کی ”تخلیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار“ کے نام سے تصنیف پر مفتی صاحب نے نہایت جامع و مفید حواشی اور

شاہ قبلہ کی عبارات کے حوالہ جات تحریر کئے جو اگست 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت کے سلسلہ مفت اشاعت میں 2200 کی تعداد میں شائع ہوئے، اس کے بعد دوسرا ایڈیشن 1100 کی تعداد میں، تیسرا ایڈیشن 1100 کی تعداد میں شائع ہوا اور حال ہی میں جمعیت اشاعت اہلسنت کی سیل والی کتب کے انچارج علامہ سید محمد طاہر نعیمی صاحب نے چوتھا ایڈیشن شائع کیا ہے۔

☆ ملاً علی قاری کی تصنیف ”مجمع الأربعین فی فضائل القرآن المبین“ کے اردو ترجمہ پر مختصر حواشی جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں شائع ہوئے۔

☆ پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ کی اس مایہ ناز تصنیف پر مفتی صاحب نے مبسوط حواشی تحریر کئے جو چار حصوں میں مارچ 2010ء، اپریل 2010ء، مئی 2010ء اور جون 2010ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوئے اور اب ایک جلد کی صورت میں اسی ادارے سے شائع ہو رہے ہیں۔

تخریج

☆ امام جلال الدین سیوطی کے رسالہ ”انباء الأذکیاء بحیاء الأنبیاء“ (مترجم حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ) کی تخریج مفتی صاحب نے فرمائی جسے علامہ اویسی مدظلہ کے ایک مرید محمد یوسف اویسی نے شائع کیا، بعد میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے اسے دسمبر 2005ء میں اسے اپنے سلسلہ مفت اشاعت میں شائع کیا۔

☆ ملاً علی قاری کی تصنیف ”مجمع الأربعین فی فضائل القرآن المبین“ کہ جس کا ترجمہ ”جامعۃ النور“ کے مہتمم حضرت علامہ محمد مختار اشرفی مدظلہ نے فرمایا اور احادیث کی تخریج مفتی صاحب نے کی۔

☆ پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجتہد دی مدظلہ کی کتاب ”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ کی مکمل تخریج جس کا پہلا ایڈیشن چار حصوں میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) سے شائع ہو چکا ہے اور دوسرا ایڈیشن ایک جلد کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

بیعت

آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ خاندان روحانی وراثت کا امین چلا آرہا ہے، لہذا اسی وراثت کی حفاظت کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس خاندان عظمت نشان کے اس گل سرسبز کو بھی طریقت، حقیقت کی تبلیغ کے لئے مَرُوع کیا جائے چنانچہ سنتِ اسلاف کے پیش نظر ۱۴۰۷ھ/ 1987ء میں پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت میاں غلام رسول صاحب نقشبندی مجتہد دی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجتہد دیہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شعبان المعظم میں ولی کامل عارف باللہ حضرت میاں الہی بخش نقشبندی مجتہد دی علیہ الرحمہ کے مبارک عرس پر چک 99-A/6-R ساہیوال اور محرم الحرام میں اپنے دادا مرشد حضرت میاں شہاب الدین علیہ الرحمہ کے عرس مقدس کی تقریب سعید میں (نمبر 48 منڈی یزمان کڈ والا بنگلہ) حاضر ہونا آپ کا سالانہ معمول ہے، واضح ہو کہ آپ کا نام محمد عطاء اللہ قطب الوقت حضرت میاں شہاب الدین علیہ الرحمہ نے ہی رکھا تھا جن کی برکات سے آج زمانہ خوب مستفیض ہو رہا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کچھ عرصہ عرس شریف بامر مجبوری حاضری نہ ہو سکی مگر جب حاضر ہوا اور مولانا محمد انوار الحق نعیمی میرے ہمراہ تھے تو میرے پیر و مرشد حضرت میاں غلام رسول نقشبندی مجتہد دی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے بیٹا! میں نے ایک عرصے تک دعائیں مانگ کر تجھے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے جب تم نہیں آتے تو مجھے دکھ ہوتا ہے، اور میری خوشی تو تمہارے آنے پر منحصر ہے، سبحان اللہ استاذ گرامی فقیہ اعظم مولانا الحاج مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی صاحب فتاویٰ نوریہ، بانی دارالعلوم ”حنفیہ فریدیہ“ بصیر پور شریف نے ایک مرتبہ مجھے بھی ایسے فرماتے ہوئے کہ کلمات مبارکہ ارشاد فرمائے۔

دیدنِ روئے عزیزاں روئے جاں تازہ کند
 آپ کے پیرومرشد نبی طور پر آپ کے دادا جان کے برادر اصغر تھے یوں وہ دادا جان بھی ہوئے، حضرت پیر صاحب آپ پر نہایت شفقت فرماتے، شرعی معاملات میں بہت سخت تھے، آپ سے مسائل دریافت فرماتے اور پھر حضرت مریدین کو اُن پر عمل کرنے کا فوری حکم دیتے، آپ فرماتے ہیں مجھے ہر طرح کامیاب دیکھنا چاہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب حاضر ہوتا تو مجھے تقریر کرنے کا بڑی پابندی سے حکم فرماتے، اکثر اوقات نمازوں میں امامت کا حکم دیتے اور مریدین کو وضو و نماز کے مسائل بتانے کا حکم بھی فرماتے، آپ کے خاندان میں بڑی بڑی علمی شخصیات پیدا ہوئیں جن میں حضرت صاحب علیہ الرحمہ کے بھانجے حاجی عطاء محمد مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا محمد امین صاحب نعیمی اور حضرت بھتیجے میرے تایا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت علامہ محمد انوار الحق نعیمی صاحب، اول الذکر تو اس وقت فاضل تھے جب کہ میں نے مدرسے کا منہ بھی نہیں دیکھا تھا، اور مؤخر الذکر کو آپ سے ”ہدایہ شریف“ اور دیگر کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مرحلہ شوق

حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کی شبانہ روز کاوشوں کا اجاڑ کرنا میرے بس کی بات نہیں جب راقم نے یہ پڑھا اور سنا کہ آپ اپنے دن کے تدریسی اور خانگی فرائض سرانجام دیتے ہیں تو وہ آرام و راحت کی طرف دھیان دینے کی بجائے اپنا موٹر سائیکل سنبھالتے ہیں اور عشاء کے وقت ۲۵،۲۶ کلومیٹر کی مسافت طے کرتے ہوئے ملیر سے جامع مسجد نور، دفتر جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان پہنچ کر رات ایک بجے تک نوجوان کالجیٹ طلباء کی دینی روحانی تربیت فرماتے ہیں، یہ تکلیف وہ مرحلہ یوں ہی طے نہیں ہو جاتا اس میں سراسر جذبہ صادقہ اور عشق کاملہ کارفرما ہے، مسلک حق اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت اور غرور و ترقی کے لئے ایسی ہی شخصیات ہوتی ہیں جنہیں ہر آرام و راحت سے زیادہ عزیز اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب لیب ﷺ کی رضا و خوشنودی مطلوب ہوتی ہے

کیا خوب فرمایا حضرت مولانا نبی بخش صاحب حلوائی صاحب تفسیر نبوی نے۔
 سچے عشق جہناں دے دل وچہ چنگ چواتی لائی
 حین، آرام، حرام انہاں نوں جگ دی خوشی بھولائی
 کر کر یاد بجن نوں روون، لوں لوں حُب سائی
 سُن کلام سدا دلبر دا وہ عاشق سودائی
 ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے اگر کانٹوں میں ہو خوئے حریری
 فولاد کب رہتا ہے شمشیر کے لائق پیدا اگر اس کی طبیعت میں حریری
 آفرین صد آفرین حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی کی ذات والا برکات پر
 جنہوں نے دین اسلام کی آبیاری کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے انشاء اللہ العزیز آج
 جن صبر آزما مراحل کو خندہ پیشانی سے برداشت کر رہے ہیں یہی صبر ان کے لئے دو جہاں کی
 راحت باعث ہو گا وعدہ ربی ہے ”فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا“

گزر کر دشت و صحرا سے کہیں گلزار آتے ہیں
 کہ شاخ گل میں پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں
 خوش نصیب ہیں حضرت مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ جنہیں ایسی بلند مرتبت علمی
 شخصیت سے رابطہ و تعلق پیدا ہوا، اور موصوف کے قلم سے نکلنے والی کتابوں کے ابتداءیے لکھنے
 کا موقعہ میسر آیا، اور خوش بخت ہیں حضرت مولانا محمد مختار اشرفی (مہتمم جامعۃ النور) جنہیں
 ایسے باہمت باذوق علم دوست کا ساتھ میسر آیا، جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان) کا ایک
 ایک کارکن لائق صد مبارک باد ہے کہ انہوں نے مسلک حق کی آبیاری کے لئے بڑا حسین
 راستہ اختیار کیا اور ایک عمدہ ٹیم بنانے میں کامیاب ہوئے، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور الجامعۃ
 الاشرفیہ مبارک پور (انڈیا) میں جب جذبات سے معمور ٹیمیں میدان میں آئیں تو تحریری
 طور پر پاک و ہند میں سنی کا زکوٰۃ خوب بڑھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑے بڑے علماء کرام

پروفیسر حضرات میدانِ عمل میں کودے اور کام کا جہاں آباد کر دیا، یوں ہی جمعیت اہل سنت پاکستان علامہ محمد عرفان ضیائی صاحب کی قیادت، علامہ محمد مختار اشرفی صاحب کی رفاقت اور حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی میں انشاء اللہ العزیز خوب پھلے، پھولے گی، جہاں تک ممکن تھا مہیا کردہ معلومات کے مطابق کتاب مستطاب کے لیے مثال مصنف اور باکمال محشی دامت برکاتہما کے احوال قارئین کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔ اُمید ہے کہ قارئین پسند فرما کر دعاؤں سے نوازیں گے، آخر میں حصولِ برکت کے لئے اس ایمان افروز اور سکون بخش کتاب کے مبارک نام سے استفادہ کرتے ہوئے اپنا ایک شعر پیش کرتا ہوں۔

ہیں رضا جوئے رب دو جہاں رب مگر

چاہے تیری رضا خاتم الانبیاء ﷺ

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کو تہر کا درج کرتے ہوئے اس کتاب کے بے مثال مصنف اور باکمال محشی دامت برکاتہما کی خدمت اقدس میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

إِصَالَتْ كُلِّ أَمَامَةٍ كُلِّ سَيَادَةٍ كُلِّ إِمَارَةٍ كُلِّ

حُكُومَةٍ كُلِّ وَلايَةٍ كُلِّ خُدَا كَيْهَاهُ تَهَارِي لِي

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اس تصنیف لطیف کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور زمانہ ہمیشہ اس سے مستفیض ہوتا رہے۔ آمین ثم آمین بِجَاهِ ظُهُوْهِ صَلَوَاتُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَامِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَامْ

فقط طالب دعا

محمد منشا تاش قصوری ۴ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ / 17 جولائی 2010ء

مرید کے، شیخوپورہ

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حمد اُسی پروردگارِ عالم کو لائق ہے، جس نے امرِ کُن سے تمام جہان پیدا فرمائے۔ ہر ذی رُوح، حجر و شجر، چرند و پرند، حیوانات و نباتات، غرض یہ کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کو اپنا ذکر عطا فرمایا۔ ہر ایک اُس کی یاد میں مشغول و مصروف ہے، انسان کی رہنمائی کے لئے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے پیارے محبوب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنی معرفت کا ذریعہ بنایا۔ درودِ لا محمد و دہوں اُس محبوبِ ربّ پر اور اُس کی آل اور اُس کے اصحاب پر کہ جس محبوب کا وجود مسعود کائنات کی پیدائش کا سبب ہے، (۱) آدم و آدمیاں، عالم و عالمیاں جس دولہا کے براتی اور طفیلی ہیں۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے جنہیں اپنی تمام تر عطائیں عطا فرمائیں۔ اور زمین و آسمان کے خزانوں کی گنجیاں عطا فرما کہ اُن کا مالک و مختار بنا دیا، تقسیمِ نعمت کا حق اُنہیں عطا فرما دیا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

”وَاللّٰهُ الْمُعْطِیُّ اَنَا قَاسِمٌ“ (۳)

یعنی، اللہ تعالیٰ دینے والا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

امام اہلسنت ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ حدیث قدسی ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ

نہم، مکتوب نمبر ۱۲۲، ص ۱۲۸) یعنی، ”(اے محبوب!) اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا“

۲۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

۳۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ”مَنْ يُرِدُ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ“، برقم: ۷۱،

۲۷/۱ بلفظ ”اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي“۔ و کتاب فرض الخمس، باب قول اللہ

تعالیٰ: ﴿فَاِنْ لِلّٰهِ خُمُسُهُ﴾ (الأنفال: ۴۱/۸)، برقم: ۴۱۱۶، ۳۰۵/۲ بلفظ ”وَاللّٰهُ

الْمُعْطِیُّ وَاَنَا قَاسِمٌ“ و کتاب الاعتصام بالکتاب و السنّة، باب قول النبی ﷺ: ”لَا تَزَالُ

طائفة الخ“ برقم: ۷۳۱۲، ۴۲۲/۴ بلفظ ”و اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ و يُعْطِي اللّٰهُ“

خلق کے . حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش)

ظاہر و جود محبوب رب العالمین کا اور جلوہ نمائی رب کریم جل مجدہ کی، جس پر قرآن
شاہد ہے:

﴿وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى﴾ (۴)

ترجمہ: اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ
نے پھینکی۔ (کنز الایمان)

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ (۵)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں،
اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (کنز الایمان)

وہ جو اللہ جل سبانه کی ذات کے مظہر اتم ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ:

اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک
کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں جب میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو
میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور میں اُس کی آنکھ بن
جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ
پکڑتا ہے اور میں اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر مجھ
سے مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں، اگر میرے پاس پناہ لیتا ہے تو
میں ضرور اُسے پناہ دیتا ہوں اور میں توقف اور دیر نہیں کرتا۔ الخ (۶)

۴۔ سورة الأنفال: ۱۷/۸

۵۔ سورة الفتح: ۱۰/۴۸

۶۔ صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب التواضع، برقم: ۶۵۰۲، ۴/۲۱۰۔

ایضاً مشکاة المصابیح، كتاب الدعوات، باب ذکر الله عز و جل و التقرب إليه، الفصل
الأول، برقم: ۲۲۶۶، ۱-۲/۲۳۴

جب عام بندہ اللہ تعالیٰ کے قُرب سے اُس ذات وَحدۃ لا شَرِیکَ لہ کا مظہر بن جاتا ہے، تو نبی کریم ﷺ بدرجہ اولیٰ اُس ذات کے مظہر اُتم ہوئے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے:

”مَنْ رَانِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ“ (۷)

یعنی، جس نے مجھے دیکھا گویا کہ اُس نے حق کو دیکھا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

من رانی قدراً الحق جو کہے کیا بیان اُس کی حقیقت کیجئے
(حدائق بخشش)

اور مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

جلوۂ شانِ الہی کی بہاریں دیکھو قدراً الحق کی ہے شرح زیارت ان کی
نبی کریم ﷺ خدا نہیں، خدا کے شریک نہیں۔ آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے
آئینہ ہیں، جیسا کہ فرمایا:

”أَنَا مِرَاةُ جَمَالِ الْحَقِّ“ (۸)

یعنی، میں تو حق کے جمال کا آئینہ ہوں۔

شیشہ میں جو نور نظر آئے گا وہ سورج کا نور ہوگا، اور مصطفیٰ کریم ﷺ میں نور، علم،
قدرت نظر آئیں گے۔ وہ نور، علم، قدرت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہوں گے، جیسے چاند کو دو
ٹکڑے کر دینا، سورج کو واپس لوٹا دینا، یہ سب قدرت اللہ تعالیٰ کی تھی جو نبی کریم ﷺ کے
دستِ مبارک سے ظاہر ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ظہور نبی کریم ﷺ کی ذات سے فرما

۷۔ صحیح البخاری، کتاب التَّعْبِير، باب من رأى النبی ﷺ فی المنام،
برقم: ۶۹۹۶، ۶۹۹۷، ۴/۳۳۸۔

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، باب قول النبی ﷺ علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام: ”من رَانِي الخ“،
برقم: ۲۲۶۷، ص ۱۱۱۴۔

ایضاً سُنَن الدَّارِمِی، کتاب الرؤیا، باب فی رؤیة النبی ﷺ فی المنام، برقم: ۲۱۴۰، ۲/۱۰۴۔
ایضاً المسند للإمام أحمد، ۵/۲۰۶۔

۸۔ مقالات کاظمی، مقصود کائنات ﷺ، ۳/۳۴۳۔

رہا ہے۔ (۹)

قرآن کریم میں ہے کہ:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (۱۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (۱۱)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

رسول کریم ﷺ کا حکم ماننا اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہوا، نبی کریم ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہوئی، نبی ﷺ کو ارشاد ہوا کہ اے محبوب! آپ میرا کلام اپنی زبانِ اقدس سے سناؤ۔ کہ کوئی انسان تیری غلامی و فرمانبرداری کے سوا موجد نہیں بن سکتا، اس لئے کلمہ طیبہ کا نام تو ہے کلمہ توحید مگر اُس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ”محمد رسول اللہ“ بھی ہے۔ جزاؤں میں توحید اور جزا دوم میں (توحید سکھانے والے کا نام نامی) ”محمد رسول اللہ“ ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت نبی کریم ﷺ کے سوا نہیں ہو سکتی، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے پیارے محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات کی طرف متوجہ فرما رہا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک نبی کریم ﷺ کا غلام نہیں بن جاتا اللہ تعالیٰ کا بندہ کہلانے کا حقدار نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَعْبَادِيَ﴾ الآية (۱۲)

۹۔ اور اسے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ یوں بیان فرماتے ہیں شیشے میں جو نور نظر آئے گا وہ آفتاب کا نور ہوگا اور مصطفیٰ ﷺ میں جو نور نظر آئے گا وہ خُدا کا نور ہوگا، پس میں یہ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ میں جو علم نظر آیا وہ حضور کا نہیں بلکہ خُدا کا علم ہے، جو قدرت حضور میں نظر آئی وہ حضور کی نہیں وہ خُدا کی ہے، اگر حضور میں خُدا کی قدرت کا ظہور نہ ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ جبل ابوقبیس پر حضور ﷺ نے چاند کو انگلی کا اشارہ فرمایا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، یہ حضور کی قدرت نہ تھی بلکہ خُدا کی قدرت کا ظہور تھا۔ (مقالات کاظمی، مقصود کائنات ﷺ، ۳/۳۴۳، ۳۴۴)

۱۰۔ سورة النساء: ۸۵/۴

۱۱۔ سورة آل عمران: ۳۱/۳

۱۲۔ سورة الزمر: ۵۳/۲۹

ترجمہ: آپ فرمادیتے تھے اے میرے بندو!

اس کا کمال ظہور اس آیت کریمہ سے روشن ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَ

اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾ (۱۳)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب) تمہارے

حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت

فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

سبحان اللہ! کیا شان ہے محبوب مکرم ﷺ کی، گناہ تو اللہ تعالیٰ کا کیا، لیکن معافی کے

لئے در محبوب ﷺ کے در پر حاضری ضروری، جو نہی شفاعت کے لئے لب کشائی ہوئی گناہ

معاف ہو گئے، درجہ بلند ہوا، ستارہ چمک اٹھا، جہنم کے لائق بندہ جنت کا حق دار بن گیا۔

تماشا تو یہ ہے جنت کو دیکھو بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

(ڈاکٹر اقبال)

حدیث قدسی ہے:

”كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدٌ ﷺ“ (۱۴)

۱۳۔ سورة النساء: ۴/۶۴

۱۴۔ ”نزہۃ المجالس“ میں ہے کہ ابن جوزی نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طرف وحی فرمائی: یا

مُحَمَّدُ كُلُّ أَحَدٍ يَطْلُبُ رِضَائِي وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ (باب فی مناقب سید الاولین و الآخرین

السخ، ۳۸۹/۲) یعنی: ”اے پیارے! ہر ایک میری رضا کا طالب ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں“

اور امام فخر الدین رازی شافعی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَسَوْ لِيْنِكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ (البقرة:

۱۴۴/۲) ترجمہ: ”تو ہم ضرور تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔“ اور یہ

نہیں فرمایا اس قبلہ کی طرف جس میں میری خوشی ہے، اور اس میں اشارہ کہ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”يَا

مُحَمَّدُ! كُلُّ أَحَدٍ يَطْلُبُ رِضَائِي وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ فِي الدَّارَيْنِ“ یعنی، اے پیارے! ہر ایک میری

رضا طلب کرتا ہے اور میں دارین میں تیری رضا چاہتا ہوں۔“ دنیا میں (رضا چاہنا) وہ جو ہم نے ذکر کیا اور

آخرت میں تو (اس کے لئے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾ (الضحیٰ: ۵/۹۳) ترجمہ: ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ

گے۔“ (التفسیر الکبیر للرازی، سورة البقرة: ۱۴۲، ۸۲/۴/۲)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اسی طرح شیخ کبیر ابن عربی اپنی ”تفسیر“ میں فرماتے ہیں، حدیث پاک میں ہے:

وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَحَبُّ إِلَيَّ وَأَكْرَمَ لَدَيَّ مِنْكَ، بِكَ أُعْطِيَ وَ
بِكَ آخُذُ وَ بِكَ أُثِيبُ وَ بِكَ أَعَاقِبُ (۱۵)

یعنی، میں نے آپ کو محبوب ترین بنانا، آپ ہی کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا، آپ ہی کی خاطر ہوں اور آپ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ہی کے لئے ثواب سے نوازتا ہوں، آپ ہی کے لئے سزا و عتاب دیتا ہوں۔

اس سے ثابت ہوا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے پیارے محبوب مکرم ﷺ کو اپنے فضل و کرم

سے اپنی ربوبیت میں مختارِ کل بنایا اور ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (۱۶) کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا، جس ذات کی تعریف خود مالک الملک اللہ وحدہ کرے اُس کی تعریف اس ناچیز سے کب ہو سکتی ہے، لیکن محبوب رب العالمین ﷺ کی رحمت سے پروردہ اس کے بغیر رہ بھی نہیں سکتا کہ اپنے کریم آقا ﷺ کی تعریف و توصیف نہ کرے، جس کا کھائیں اُس کا گائیں، اُن ہی کی عطا سے اُن ہی کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

طلب دلیل تینوں کی دسٹاں نہ کچھ طلب میری نہ خیال میرا
تُدھ نوں تُدھ تھیں منگیاں عشق تُدھ دے غیر دلیل نہ غیر خیال میرا
فانی جسم ایہہ سب نشان فانی، فانی ہے ایہہ نفس ضلال میرا
اشرف باجھ تُدھ دے نہیں نہ اے ہوئی اے ایہو سمجھ ایہو خیال میرا

اللہ تعالیٰ سے اُس کے پیارے نبی مکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا ہے کہ اے اللہ!

اپنے حبیب کریم ﷺ کا ادب نصیب فرما، اُن کی بے ادبی سے بچائے رکھ، اُن کی محبت میں اُن کی شان کے شایانِ خوشہ چینی کرنے کی توفیق عطا فرما، یہی محبت میرے لئے سرمایہٴ اخروی بنادے، دنیا میں نام پیدا کرنے کی تمنا کوئی نہیں، صرف اور صرف شانِ محبوب رب العالمین

۱۵۔ مقدمہ عید میلاد النبی، نصر اللہ خان بحوالہ تفسیر ابن عربی، ۲/۱

۱۶۔ سورة الانبیاء: ۲۱/۱۰۷، ترجمہ: اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر

ﷺ کا اظہار مطلوب ہے۔

مُخْتَارِ کُل، ذاتِ باری تعالیٰ کے مظہر اتم اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں جو نذرانہ عقیدت پیش کر رہا ہوں اُس کا نام ”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“ تجویز کیا ہے۔
اے میرے کریم رب، محبوب ﷺ کے صدقہ مجھے حق اور سچ کہنے کی توفیق عطا فرما۔
میرے لئے آسانیاں پیدا کر دے، میرے سینے کو کھول دے، اور میری اس ادنیٰ کاوش کو میرے اور قارئین کے لئے ذریعہ نجات بنا دے۔

صدقہ اپنے پیارے محمد (ﷺ) سدا بخش دے کُل خطائیں
دیویں موت شہادت وِجِ مدینہ کر منظور دعائیں
فقیر اتنا علم نہیں رکھتا کہ آقا ﷺ کی شانِ اقدس کے لائق کچھ عرض کر سکے، لیکن عشق و
محبت نے تڑپایا، مالک کے در کا غلام اگر آقا کی توصیف بیان نہ کرے تو کیا کرے، بس اسی
محبت کا یہ ظہور ہے کہ چند کلمات سپرد قلم ہو کر اہل بصیرت کے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔
صاحبِ علم حضرات سے مؤذبانہ عرض ہے، اگر اس تحریر میں کوئی جملہ یا لفظ ایسا نگاہ میں
آئے جو محبوبِ کبریا ﷺ کی شان کے لائق نہ ہو۔ اُس کو درست فرما کر فقیر پر احسان کریں
تاکہ اس سے میری اصلاح ہو سکے اور آئندہ کے لئے توبہ کرتا رہوں، اے کریم مولیٰ! جو بھی
مجھ سے دانستہ و نادانستہ تیری اور تیرے محبوب ﷺ کی ذات کے بارے میں نامناسب کلمات
نکلے ہیں تو انہیں معاف فرما دے میں توبہ کرتا ہوں، تُو میری توبہ قبول فرما لے، آئندہ کے لئے
میری زبان کو ایسے کلمات سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اور مجھے اپنے پیارے نبی کی سنتوں کا
آئینہ دار بنا دے۔

بندہ فقیر محمد اشرف بن غلام نبی نقشبندی مجتہد دی چالیس ارشاداتِ ربانی نقل کرتا ہے
جیسا کہ بزرگانِ دین میں چالیس کا چلہ معمول و مشہور ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ جب ایمان لائے تو انتالیس (۳۹) مرد و عورت مسلمان ہو چکے چالیسویں (۴۰) حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی چالیس (۴۰) راتیں
کوہِ طور پر گزاریں۔ ان بزرگ ہستیوں، مقبول بندوں کا صدقہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو

اپنی اور اپنے حبیب کی بارگاہ میں منظور و مقبول فرمائے۔

اے اللہ کے محبوب کریم ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ سے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (۱۷)

ترجمہ: اور منگتا کو نہ جھڑکو۔ (کنز الایمان)

بندۂ خطا کا رآپ کے در پر حاضر ہے، اسے اپنی آغوشِ رحمت میں چھپا لیجئے۔

شہا بیکس نوازی گن طبیب چارہ سازی گن

مریض درد عصیانم اغشی یا رسول اللہ ﷺ

اگر رانی وگر خوانی غلام انت سلطانی

دگر چیزے نمی دانم اغشی یا رسول اللہ ﷺ

بکھف رحمتم پرور ز قطیرم منہ کتر

سگ درگاہ سلطانم اغشی یا رسول اللہ ﷺ

(حدائق بخشش) (۱۸)

نوٹ: بندۂ ناچیز کی اس تحریر کو پڑھنے سے پہلے اپنے دل کو بغض، حسد، کینہ، تعصب و

عداوت سے پاک و صاف کر لیں تاکہ آپ اس سے مستفیض ہو سکیں، نبی کریم ﷺ کی محبت

کے سوا علم و عمل سب بے کار ہیں۔ دل میں عشقِ محبوبِ خدا ﷺ پیدا کریں۔ کیونکہ

بغیر عشقِ نبی کے جو پڑھتے ہیں بخاری

آتا ہے بخار اُن کو آتی نہیں بخاری

۱۷۔ سورة الضحیٰ: ۱۰/۹۳

۱۸۔ اے شاہ! بے کس کو نوازیئے، اے طبیب! چارہ سازی کیجئے، گناہوں کے درد کا مریض ہوں میں اے

اللہ کے رسول ﷺ! میری فریاد رسی فرمائیے، اگر آپ ٹھکرا دیں یا بکلا لیں میں تو آپ کا غلام ہوں آپ

میرے بادشاہ ہیں میں اور کچھ نہیں جانتا، اے اللہ کے رسول! میری فریاد رسی فرمائیے اپنی رحمت کے

غار میں مجھے پالئے، قطیر سے مجھے کم تر رکھئے، میں اپنے سلطان کی درگاہ کا کتا ہوں اے اللہ کے رسول

ﷺ! میری فریاد رسی فرمائیے (ترجمہ از صاحبزادہ محمد عثمان نعیمی زید مجدہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

عشق رسالت ﷺ سے سرشار ہستیاں قرآن مجید کو نعتِ محبوب ﷺ سے تعبیر کرتی ہیں جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کو بنظر ایمان دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخر تک نعتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم ہوتی

ہے۔ (۱۹)

قرآن کبھی سید عالم کی نبوت و رسالت کا اعلان کرتا ہے، کبھی کفار و مشرکین کو آپ پر ایمان لانے کی تلقین فرماتا ہے، قرآن کبھی حضور ﷺ کو ”والضحیٰ“ کے پیار بھرے کلمات سے پکارتا ہے، کبھی محبوب کی عنبریں زلفوں کا ذکر فرماتا ہے، کبھی طہ کے محبت بھرے خطاب سے یاد فرماتا ہے، کبھی آپ کے جو دو سخا کی بات، کبھی آپ کے دستِ عطا کا ذکر، کبھی محبوب کی رضا کی باتیں، کبھی آپ کے قلبِ اطہر کی کیفیات کو موضوعِ سخن بناتا ہے، کبھی محبوب کے خُسنِ خُلق کے چرچے فرماتا ہے، کبھی آپ کی رفعتِ ذکر کا بیان فرماتا ہے، کبھی احترامِ رسول ﷺ کا تذکرہ کرتا ہے، کبھی مومنین کو محبوب ﷺ کی عزت اور آپ کے احترام کی بجا آوری کا سبق دیتا ہے، اور کبھی حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو آدابِ رسالت سے آگاہ کرتا ہے، کبھی انہیں آپ کی محفل میں بات کرنے کا سلیقہ سکھاتا ہے، کبھی رسول ﷺ کے در پر سر تسلیم خم کرنے کو کمالِ ایمان سے تعبیر کرتا ہے، یہی قرآن کبھی گناہگاروں کے لئے آپ کی ذاتِ اقدس کو پناہ قرار دیتا ہے، آپ کی شفاعت کو اللہ کی معافی کا باعث قرار دیتا ہے، کبھی رب کریم قرآن میں فرماتا ہے: ”میں اور میرے فرشتے محبوب پر درود بھیجتے ہیں، اہل ایمان کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی محبوب پر کثرت سے درود و سلام بھیجو“، کبھی محبوب کی عمر مبارک کی قسم، کبھی کلام کی قسم بیان فرماتا ہے، قرآن کبھی محبوب ﷺ کے کل جہانوں کے لئے رحمت ہونے کا ذکر فرماتا ہے، کبھی

ساری اُمتوں پر محبوب کے گواہ و نگہبان بنائے جانے کی بات کرتا ہے، کبھی محبوب کے مقام محمود پر فائز کئے جانے کا ذکر دلنواز کرتا ہے۔

الغرض قرآن کے ورق ورق پر محبوب ﷺ کے محاسن بیان کئے گئے ہیں، اگر محبوب کا ورد قرآن ہے تو قرآن کا وظیفہ شانِ مصطفیٰ ﷺ ہے، جیسا کہ امام اہلسنت فرماتے ہیں:

جیسے قرآن ہے ورد، اس گلِ محبوبی کا

یونہی قرآن کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

۱۔ ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط﴾ (۲۰)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں، بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا، تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے، ابھی اپنا منہ پھیر دو، مسجد حرام کی طرف۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: سید عالم ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا حضور اس اُمید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲۱)

جونہی یہ آیت لے کر جبریل نازل ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی حالت میں تھے، دو رکعت نماز بیت المقدس کی طرف رُخ انور کر کے ادا فرما چکے تھے، بقیہ دو رکعت آپ نے کعبہ کی طرف رُخ انور فرما کر ادا فرمائیں، آپ کے ساتھ خوش قسمت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُسی حالت میں آپ کی اقتداء میں کعبہ کی طرف مُڑ گئے۔

اس ارشادِ خداوندی سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب مکرم ﷺ کی رضا بہت محبوب ہے۔ جو محبوب چاہتا ہے وہی عطا فرما دیا جاتا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و مُحِب میں نہیں میرا تیرا (حدائقِ بخشش)

۲۰۔ سورة البقرة: ۱۴۴/۲

۲۱۔ تفسیر البغوی، سورة البقرة، ۱۲۰/۱

ایضاً تفسیر الخازن، سورة البقرة، ۱۲۰/۱

حالانکہ اس سے پہلے بیت المقدس کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ لیکن نبی کریم ﷺ کی تمنا یہ تھی کہ میرے لئے وہی قبلہ بنا دیا جائے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعمیر کردہ، جو اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بار بار اپنے رُخِ انور کو آسمان کی طرف اٹھانے پر آپ کی خواہش پوری فرمادی۔

کعبہ قبلہ کیوں بنا؟

حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، أصل طينة رسول الله ﷺ من
سُرَّةِ الأرض بمكة (۲۲)

یعنی، نبی پاک ﷺ کا خمیر مبارک زمین کی ناف (یعنی کعبہ) کی جگہ
سے لیا گیا۔ (۲۳)

یعنی کعبہ معظمہ جس جگہ موجود ہے اُس جگہ سے نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے وجود
مبارک کے لئے مٹی پاک لی گئی۔ ہر شے اپنے اصل کی طرف رُخ کرتی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ
کے انوار و تجلیات کے ظہور کا مرکز نبی کریم ﷺ کی ذات ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا تعلق
اس جگہ سے ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو کعبہ بنا دیا تاکہ تمام مخلوق اُس طرف رُخ کر کے اللہ
تعالیٰ کو سجدہ کرے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

لَمَّا خَاطَبَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَوْلِهِ: ﴿إِنِّي أَنَا طَوْعًا أَوْ
كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾ (۲۴) أَجَابَ مَوْضِعُ الْكَعْبَةِ
الشَّرِيفَةِ، وَ مِنَ السَّمَاءِ مَا يُحَازِيهَا فَالْمُجِيبُ مِنَ الْأَرْضِ ذَاتُ
مُحَمَّدٍ ﷺ وَ مِنَ الْكَعْبَةِ دُجَيْبُ الْأَرْضِ

۲۲۔ المواهب اللدنیة، المقصد الأول، تشریف اللہ تعالیٰ له ﷺ، ۳۵/۱

۲۳۔ امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اُس مٹی سے پیدا کئے گئے کہ جس سے کعبہ کو بنایا گیا۔

(الجوهر المنظم، الفصل الرابع، تنبيه، ص ۱۰۳)

۲۴۔ سورة فصلت: ۴۱/۱۱

یعنی، جب اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو ﴿اِثْبَاتًا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا﴾
 ”آؤ خود بخود یا مجبوراً“ کا خطاب فرمایا تو زمین کے اُس خطہ نے جواب
 دیا جہاں اب کعبہ ہے۔ اور آسمان کی اُس جگہ نے جواب دیا جو کعبہ کے
 مقابل ہے۔ اور زمین سے جواب دینے والی حضور ﷺ کی ذات تھی
 اور کعبہ سے جہاں سے زمین بچھائی گئی۔

قال بعض العلماء: هذا يُشعر بأن ما أجاب من الأرض إلا ذرّة
 المُصطفى محمد ﷺ، و من موضع الكعبة دُحِيت الأرض
 فصار رسول الله ﷺ هو الأصل في التكوين، و الكائنات تبع
 له (۲۵)

یعنی، بعض علماء کرام نے فرمایا کہ یہ (اثر ابن عباس) خبر دیتا ہے کہ
 زمین سے نہ جواب دیا مگر اُس نے جس سے رسول اللہ ﷺ کا جسد
 مبارک تیار ہوا، اور وہیں سے ہی زمین بچھائی گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ
 تکوین کی اصل ہیں اور کائنات آپ کے تابع ہے۔

مذکور اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مدفن مکہ معظمہ ہو جیسا کہ حدیث پاک
 ہے، انسان کے خیر کی مٹی جس جگہ سے لی جائے اُس کا مدفن بھی وہاں ہی ہوتا ہے لیکن محققین
 فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے خیر کو طوفانِ نوح علیہ السلام کی موج سے اُس مقام پر
 پہنچایا گیا جہاں اب مدینہ طیبہ ہے جیسے کعبہ کو آپ ﷺ کے خیر کی برکت سے شرف ملا ایسے ہی
 مدینہ طیبہ کی اس جگہ کو شرف حاصل ہوا جو آپ کے جسدِ اطہر سے مَس ہو رہی ہے، اس کی
 برکت سے تمام مدینہ بلکہ پوری زمین مستفیض ہو رہی ہے۔ (۲۶)

فائدہ: آپ کے مبارک خیر کو اس لئے منتقل کیا گیا تا کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم
 مکہ معظمہ کے طفیل نہ ہو، کیونکہ آپ کسی کے طفیل نہیں، بلکہ کل کائنات آپ ﷺ کے طفیل قائم و

۲۵۔ المواہب اللدنیة، المقصد الاول تشریف اللہ تعالیٰ له ﷺ، ۳۵/۱

۲۶۔ اسی قسم کا جواب امام قسطلانی نے شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے، دیکھئے:

المواہب اللدنیة، المقصد الاول، تشریف اللہ تعالیٰ له ﷺ، ۳۵/۱

دائم ہے، آپ ہی کی برکت سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ ”بخاری شریف“ میں ہے، مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باعثِ تخلیق کائنات ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:

”مَا أَرَىٰ رَبُّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ“ (۲۷)

یعنی، میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔

حق یہی ہے، **خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

۲۔ ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (۲۸)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: کلبی نے ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں نے جب کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، مقاتل بن سلیمان نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب کعب بن اشرف یہودی اور اُس کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی، تو کہنے لگے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں جس کی طرف آپ بلا تے ہیں ہم اُس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ محمد بن اسحاق نے ”مغازی“ میں محمد بن جعفر ابن الزبیر سے بیان کیا کہ یہ آیہ کریمہ

۲۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ﴿تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ.....﴾، برقم: ۴۷۸۸، ۲۶۱/۳

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، برقم: ۱۴۶۴، ص ۶۸۶
ایضاً سنن النسائی، کتاب النکاح، باب ذکر أمر رسول الله ﷺ فی النکاح و أزواجه، برقم: ۳۱۹۹، ۴۱/۶/۳

ایضاً سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب التی وهبت نفسها لنبی ﷺ، برقم: ۲۰۰۰، ۴۹۳/۲، ۴۹۴

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۱۳۴/۶

۲۸۔ سورة آل عمران: ۳۱/۳

نجران کے نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی وہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کی تعظیم کے لئے حضرت مسیح کی تعظیم کرتے ہیں اور اُن کی عبادت کرتے ہیں۔

ابن جریج نے کہا کہ عہد رسالت ﷺ میں بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں اور کہا کہ اے محمد! ہم اپنے رب سے محبت رکھتے ہیں تو یہ آیا کہ یہ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اتباع و پیروی کو اپنی محبت کی نشانی بنا دیا۔ (۲۹)

اور ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ قریش کے پاس ٹھہرے، جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے ہوئے تھے، اور انہیں سجا سجا کر اُن کو سجدہ کر رہے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش! خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل (علیہما السلام) کے دین کے خلاف ہو گئے۔ قریش نے کہا کہ ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں، تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۳۰)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ محبت الہی کا دعویٰ سید عالم ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں، جو اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہے وہ نبی کریم ﷺ کی غلامی کرے، یہی محبت کی نشانی ہے۔ ”صحیح بخاری“ (۳۱) و ”صحیح مسلم“ (۳۲) کی حدیث میں ہے: ”جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔“

۲۹۔ العجائب فی بیان الأسباب، برقم: ۱۹۱، ۲/۶۷۸

۳۰۔ العجائب فی بیان الأسباب، برقم: ۱۹۱، ۲/۶۷۷، ۶۷۸۔ اور شان نزول کے بارے میں آخری قول کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ یہ سورۃ مدنی ہے جب کہ مذکورہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ کا ہے اور اس واقعہ کے بارے میں جو آیہ کریمہ نازل ہوئی وہ شاید سورۃ الزمر کے اوائل میں ہے۔ (العجائب، ۲/۶۷۸)

۳۱۔ صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ برقم: ۷۱۳۷، ۴/۳۷۴

۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وُجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیۃ الخ، برقم: ۱۸۳۵، ص ۹۱۳

کمالِ ایمان اور محبت رسول ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک میں اُس کی طرف، اُس کی اولاد اور اُس کے والد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں“۔ (۳۳)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیا بے شک میرے نزدیک آپ سوائے اس اپنی جان کے جو دو پہلوں کے درمیان ہے، ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا، جب تک وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ جانے“۔ اُسی وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی، یقیناً آپ میری اس جان سے بھی جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، زیادہ محبوب ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”اب اے عمر“ (تم کامل مومن ہو گئے)۔ (۳۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“ عرض کرنے لگا کہ میرے پاس اُس کے لئے نہ نمازوں کی کثرت ہے، نہ

۳۳۔ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حبِّ الرسول ﷺ من الایمان، برقم: ۱۵، ۱۲/۱

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أكثر من الأهل والولد والناس أجمعين الخ، برقم: ۴۴، ص ۵۰

ایضاً سنن النسائی، کتاب الایمان و شرائعه، باب علامة الایمان، برقم: ۵۰۱۳، ۸۳/۸/۴

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۱۸۷/۲

ایضاً سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فی الایمان، برقم: ۶۷، ۶۳/۱۔ اور ایمان کی تکمیل کے

لئے طبعی محبت کافی نہ ہوگی چنانچہ امام خطابی اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ یہاں محبت سے

مراد اختیاری محبت ہے نہ کہ طبعی محبت (المواهب اللدنیة، المقصد السابع، الفصل الأول، ۴۷۹/۲)

۳۴۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل فی لزوم محبته ﷺ،

ص ۲۴۶

ایضاً المواهب اللدنیة، المقصد السابع، الفصل الأول، ۲۷۹/۲

روزہ و صدقہ ہے، لیکن میں اللہ عز و جل اور اس کے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کے ساتھ ہے جس کو تو محبوب رکھتا ہے۔“ (۳۵)

امام فخر الدین رازی نے ”تفسیر کبیر“ میں ”بسم اللہ“ کے تحت ایک روایت نقل فرمائی کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی عطاء فرمائی اور فرمایا کہ ”اس پر کسی نقاش سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ لکھوادو“، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے نقاش کے پاس لے گئے، اور فرمایا کہ اس پر لکھ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول الله“، نقاش نے یہی لکھ دیا، جب انگوٹھی بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش ہوئی تو اس پر لکھا تھا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول الله أبو بكر صدیق“، ارشاد فرمایا ”یہ زیادتی کیسی؟“ عرض کیا یا رسول اللہ! (آپ کے نام کو تو میں نے بڑھایا تھا) میں نے چاہا کہ رب اور آپ کے نام میں جدائی نہ ہو جائے، لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا، (یہ عرض معروض ہو رہی تھی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرمندہ ہوئے تو) جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صدیق کا نام میں نے لکھا ہے، کیونکہ صدیق اس سے راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے علیحدہ ہو تو خدا تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق کا نام آپ سے علیحدہ ہو، اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت اور اتباع کی تو ثیق کر دی۔ (۳۶)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب کی رضا پسند ہے، خدا چاہتا ہے

رضائے محمد ﷺ

۳۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ ط ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (۳۷)

۳۵۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب علامة الحب في الله، برقم: ۶۱۷۱، ۱۲۷/۴
ایضاً صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب المرء مع من أحب، برقم: ۲۶۳۹، ص ۱۲۶۶
ایضاً المسند للإمام أحمد، ۱۶۸/۳

۳۶۔ التفسیر الکبیر، الباب الحادی عشر فی بعض النکت المستخرجة من قولنا ﴿بِسْمِ
اللَّهِ.....﴾ ۱/۱/۱: ۵۳

۳۷۔ سورة النساء: ۵۹/۴

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کو جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر تم میں سے کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو، اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لشکر کے امیر بنائے گئے، اُسی لشکر کے ایک سپاہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے، جس مقام پر حملہ ہونا تھا، وہاں کے باشندوں کو حملہ کی خبر ہو گئی، وہ لوگ اپنا مال لے کر راتوں رات بھاگ گئے، اور وہ علاقہ خالی ہو گیا، صرف ایک شخص باقی رہ گیا، جو رات کے اندھیرے میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا، اُس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے اور اُس کی قوم بھاگ گئی ہے، اور وہ صرف تنہا رہ گیا ہے۔ لیکن اُس کا اسلام لانا مفید ہو گا یا نہیں؟

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیرا اسلام تجھ کو نفع دے گا، لہذا تو اطمینان سے رہ، میں ضمانت دیتا ہوں، وہ شخص مطمئن ہو گیا، صبح جب لشکر اسلام نے اُس بستی پر حملہ کر لیا، تو سوائے اُس شخص کے کسی کو نہ پایا، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کو گرفتار کر لیا اور اُس کا مال اپنے قبضہ میں لے لیا، جب حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام صورت حال سے آگاہ فرمایا، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: امیر لشکر میں ہوں، امان کا حق مجھے ہے۔ اس پر حضرت خالد اور عمار رضی اللہ عنہما میں اختلاف ہو گیا، جب یہ دونوں حضرات مدینہ طیبہ پہنچے تو معاملہ دربار رسالت ﷺ میں پیش ہوا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیصلہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا اور اُس شخص کو چھوڑ دیا اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ آئندہ امیر کی اجازت کے بغیر کسی کو امان نہ دیا کریں، حضور ﷺ کے اس فرمان پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عمار جیسے غلام کو میرے مقابلہ کی اجازت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”جو عمار کو بُرا کہے، اللہ تعالیٰ اُس کو بُرا کرے، جو عمار سے بغض رکھے، اللہ اس سے ناراض ہو“۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ

عنه بارگاہِ نبوت سے فیصلہ لے کر چلے، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پیچھے پیچھے چلے اور دامن پکڑ کر لیٹ گئے، اور اُن کو راضی کر لیا۔ (۳۸)

اللہ تعالیٰ نے حضور شافعِ یومِ النُّشور ﷺ کے فیصلہ پر آیت مبارکہ نازل فرما کر واضح کر دیا کہ **خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

صحیح بخاری (۳۹)، صحیح مسلم (۴۰)، سنن نسائی (۴۱)، سنن ابن ماجہ (۴۲) اور مسند امام احمد (۴۳) میں حدیث ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی“۔ اور یہ بھی ارشاد ہے: ”جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی، جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی“۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ولایت و حکومت تمام حالت میں نہیں دیکھتا اور اپنی جان کو اپنی ملک جانتا ہے، تو وہ حضور ﷺ کی سفت کی شرینی کو نہ چکھے گا، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۳۸۔ اسباب النزول للواحدي، سورة النساء، ص ۸۸، ۸۹

أيضاً تفسير الطبري، سورة النساء، الآية: ۵۹، ۱۵۱/۴

أيضاً روح المعاني، سورة النساء، الآية: ۵۹، ۸۶/۵

أيضاً تفسير ابن كثير، سورة النساء، الآية: ۵۹، ۶۷۸/۱، ۶۷۹

أيضاً تفسير الحسنات، سورة النساء، ۷۷۷/۱

۳۹۔ صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب يقاتل من وراء الإمام الخ، برقم: ۲۹۵۷، ۲۶۲/۲

۴۰۔ صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية الخ، برقم: ۱۸۳۵، ص ۹۱۳

۴۱۔ سنن النسائي، كتاب البيعة، باب الترغيب في طاعة الإمام برقم: ۴۱۹۳، ۱۱۰/۷/۴

۴۲۔ سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب طاعة الإمام، برقم: ۲۸۵۹، ۳۹۵/۳

۴۳۔ المسند للإمام أحمد، ۲۵۲/۲

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ (۴۴)
یعنی، ”تم میں سے وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کے نزدیک میں اس کی
جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔“ ﷺ

سچ ہے، خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۴۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
جَاءُواكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا
رَّحِيمًا ط﴾ (۴۵)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت
کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر
ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور
اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول (۱): یہ ہے کہ پہاڑوں پر سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب
رسانی کرتے ہیں، اس میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک انصاری کا تنازعہ ہو گیا،
مقدمہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش ہوا، حضور ﷺ نے فیصلہ دیا کہ ”زبیر اپنے باغ کو پانی
دے کر اپنے ہمسایہ کی طرف پانی چھوڑ دیں۔“

یہ فیصلہ انصاری کو گراں گزرا اور اُس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ زبیر حضور ﷺ کے
پھوپھی زاد بھائی ہیں، حضور ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصاری کے ساتھ
احسان کرنے کی ہدایت فرمائی تھی، لیکن انصاری نے اُس کی قدر نہ کی، حضور ﷺ نے دوبارہ
حکم دے دیا کہ ”زبیر اپنا باغ سیراب کر کے پانی روک لو، بتقاضہ انصاف تم ہی بوجہ قرب کے
مستحق ہو“، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۴۶)

۴۴۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل في لزوم محبته ﷺ،

ص ۲۴۶

أيضاً المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول، ۲/ ۴۹۴

۴۵۔ سورة النساء: ۴/ ۶۴

۴۶۔ حدیث زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بخاری نے اپنی ”صحیح“ کے کتاب المسابقات، باب

شانِ نزول (۲): حضرت ابوبکر عاصم فرماتے ہیں، کہ کچھ منافقوں نے حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے کی نیت کی، جب یہ لوگ بُری نیت سے حاضر ہوئے تو دربارِ رسالت ﷺ میں مہاجرین و انصار کا مجمع تھا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ”کچھ لوگ اس مجلس میں بُری نیت سے آئے ہیں، جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکیں گے، وہ کھڑے ہو کر اخلاص سے اپنے رب کے حضور توبہ کریں، ہم بھی دعائے مغفرت کریں گے“، پھر دوبارہ ارشاد فرمایا، پھر بھی یہ لوگ نہ اٹھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نام لے کر محفل سے نکل جانے کا حکم دیا، یہ بارہ (۱۲) تھے، انہوں نے معذرت چاہی، اُن کی توبہ قبول نہ ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴۷)

عطاءِ مصطفیٰ ﷺ

یہ تو وہ بارگاہ ہے جو ایمان والا آیا وہ بخشا گیا اور گناہوں کی بخشش کے لئے حاضری کا حکم حضور ﷺ کی صرف ظاہری حیات مبارکہ کے لئے نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کے وصال باکمال کے بعد قیامت تک جو ایمان والا بھی اس بارگاہ میں حاضری دے گا اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرے گا رسول اللہ ﷺ اُس کی سفارش فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔

سکر الأنہار، برقم: ۲۳۶۰، ۸۷/۲ میں اور امام مسلم نے اپنی ”صحیح“ کے کتاب الفضائل، باب وجوب اتباعہ ﷺ، برقم: ۲۳۵۷، ص ۱۱۴۶۔ امام ابو داؤد نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الأقضیہ، أبواب من القضاء، برقم: ۳۶۳۷، ۳۵/۴۔ امام ترمذی نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الأحکام، باب ما جاء فی الرجلین یكون أحدهما أسفل من الآخر فی الماء، برقم: ۱۳۶۳، ۳۵۰/۲، ۳۵۱ میں، امام ابن ماجہ نے اپنی ”سُنن“ کے المقدمة، باب تعظیم حدیث الرسول ﷺ و التغلیظ علی من عارضه، برقم: ۱۵، ۳۳/۱ میں اور امام نسائی نے ”سُنن المحتبى“ کے کتاب القضاء، باب إشارة الحاکم بالرفق، برقم: ۵۴۱۶، ۱۷۸/۸/۴ میں روایت کیا ہے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے مندرجہ بالا آیت اور اس کے بعد والی آیت ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ الآية کے تحت حدیث زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی ہے جیسا کہ ”تفسیر المظہری“، (سورة النساء، ۳۷۲/۲، ۳۷۳) میں ہے اور علامہ علاؤ الدین خازن لکھتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصاری کے معاملہ میں آیہ کریمہ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ الآية نازل ہوئی جیسا کہ ”تفسیر الخازن“ (۵۵۵/۱) میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی سید عالم ﷺ کے وصال باکمال کے تین روز بعد روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور قبر مبارک کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: (۴۸)

۴۸۔ علامہ اشیر الدین اور علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اعرابی نے یہ اشعار کہے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنْتُ بِالْبَقَاعِ أَعْظَمُهُ فَطَابَ مِنْ طَيِّبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ فِيهِ الْعِافَاتُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
یعنی، جن جن کی مبارک ہڈیاں میدانوں میں دفن کی گئی ہیں اور اُن کی خوشبو سے وہ میدان و ٹیلے مہک اٹھے، اے اُن تمام میں سے بہترین ہستی! میری جان اُس قبر انور پر صدقے ہو جس کے ساکن آپ ہیں جس میں پارسائی سخاوت اور کرم ہے، ممتاز عالم دین استاد العلماء حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق قادری رضوی مدظلہ نے ان دو اشعار کی بہت اچھی تشریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنْتُ بِالْبَقَاعِ أَعْظَمُهُ فَطَابَ مِنْ طَيِّبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ
کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہاں تو ایک بالکل بیابان علاقہ تھا جہاں آپ کی تدفین ہوئی اور آپ قبر میں جلوہ فرما ہیں۔ پہاڑی علاقہ جہاں کوئی آب و گیاہ کا انتظام نہیں مگر حضور آپ کی برکات سے آج پہاڑوں سے بھی خوشبوئیں آرہی ہیں، ٹیلوں سے بھی خوشبوئیں آرہی ہیں، اتنی آپ کی برکت ہے۔

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ فِيهِ الْعِافَاتُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
میری تو جان قربان ہے اُس قبر پر جس میں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں اور لفظ کیا بولا ”أَنْتَ سَاكِنُهُ“ جس کے معنی ہیں آپ ساکن ہیں، یعنی صحابی کا یہ عقیدہ نہیں معاذ اللہ! نبی پاک ﷺ مر کے مٹی میں مل گئے ہیں، اب آپ فوت ہو گئے ہیں، ختم ہو گئے ہیں، نہیں بلکہ فرماتے ہیں پہلے آپ ﷺ اس دنیا پر ظاہری ان مکانوں میں ساکن تھے اور اب بھی آپ ﷺ اس قبر میں ساکن، حیات کے ساتھ جلوہ گر ہیں بلکہ وہ حیات جو ہے دنیا والی حیات سے بھی اعلیٰ ہے اور کہا کہ یہ وہ قبر انور ہے کہ جہاں عفاف ہے، الحمد للہ ہر طرح کی عفت، پاک دامنی اور معافی بھی ہے اور جو داور کرم بھی ہے، آج بھی یہاں سے سخاوت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں، کرم نوازیاں ہو رہی ہیں گویا کہ صحابی نے اقرار کیا کہ یہی نہیں کہ صرف ظاہری حیات میں سرکار ﷺ سے فیض حاصل ہوتا تھا بلکہ آج بھی پردہ فرمانے کے بعد نبی ﷺ فیض کے خزانے لٹا رہے ہیں الخ (در حبیب ﷺ کی حاضری جنت کی ضمانت ہے، ص ۱۳، ۱۴) اور کسی نے اُس اعرابی کے ان دو اشعار کو اردو میں اس طرح نظم کیا ہے:

اے وہ جو زمین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں جن کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشبو دار ہو گئے
میری جان اُس قبر پر فدا ہو جس کے آپ ساکن ہیں اُس میں عفو ہے اُس میں سخاوت ہے اور لطف و کرم ہے
اور امام نووی نے کتاب ”الإيضاح“ میں ان دو کے علاوہ دو اشعار مزید لکھے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ:
أَنْتَ الشَّافِعُ الَّذِي تُرَخِّي شَفَاعَتُهُ عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

یا رسول اللہ! جو آپ نے فرمایا وہ ہم نے سنا، اور جو آپ پر نازل ہوا اُس میں یہ آیت بھی ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ﴾ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور میں آپ کے حضور بخشش مانگنے حاضر ہوا ہوں، تو اب آپ میرے رب سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے۔ اس پر قبر اطہر سے آواز آئی، ”اعرابی جاتیری بخشش کی گئی“۔ (۴۹)

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کو معاف کرانے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے، اس سے شانِ مصطفیٰ ﷺ کس قدر ظاہر ہو رہی ہے سبحان اللہ۔ توبہ قبول ہونے

وَصَاحِبَاكَ فَلَا تَنْسَاهُمَا أَبَدًا مِّنْ بَيْنِ السَّلَامِ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَمُ
یعنی، آپ ہی وہ شفیع کہ جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے پلِ صراط پر جب قدم پھیلیں گے، آپ کے دو صاحب (یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں نے اُن کو کبھی نہیں بھلایا۔ آپ سب کو میرا سلام ہو جب تک قلم چلتے رہیں۔ (کتاب الإيضاح للنووي، الباب السادس، ص ۴۵۵)

اور سب نے اسے حضرت علی کے حوالے سے بیان کیا اور لکھا کہ قبر انور سے آواز آئی: ”اعرابی جاتیری بخشش ہوگئی“ مگر ابن کثیر نے اسے عقی کے حوالے سے بیان کیا اور لکھا کہ اعرابی اپنی معروضات پیش کر کے چلا گیا، عقی کہتے ہیں کہ مجھے نیند آگئی تو میں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عقی! اس اعرابی کے پاس جا کر اُسے خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی“۔ اور بعض نے نقل کیا ہے کہ قبر انور سے آواز آئی کہ ”تیری بخشش ہوگئی“ جیسا کہ ”تفسير النسفي“، ”مصباح الظلام“ (ص ۲۲، ۲۳)، ”القری“ (الباب التاسع والثلاثون، ص ۶۲۸، ۶۲۹)، ”دلیل الناسك“ (باب الزيارة، ص ۱۴۰، ۱۴۱)، أيضاً بغية الناسك (الخاتمة، الفصل الأول، ص ۱۴۷، ۱۴۸) وغیرہا میں ہے۔

- ۴۹۔ تفسير النسفي المسمى بمدارك التنزيل وحقائق التأويل، ۲۳۴/۱/۱
أيضاً الجامع لإحكام القرآن، سورة النساء، الآية: ۶۴، ۲۶۵/۵/۳، ۲۶۶
أيضاً تفسير ابن كثير، سورة النساء، الآية: ۶۴، ۶۵، ۶۸۱/۱
أيضاً كتاب الإيضاح في مناسك الحج، الباب السادس، ص ۴۵۴، ۴۵۵
أيضاً البحر العميق، الباب العشرون، كيفية السلام عليه ﷺ، الخ، ۲۹۰/۵
أيضاً حياة القلوب، باب چهار دهم، فصل اول، فائده در واقعه اعرابی، ص ۳۱۳
أيضاً اتحاف الزائر، فصل ثم يتأخر، ص ۵۴، ۵۵
أيضاً هداية السالك، الباب السادس عشر، السلام على النبي ﷺ، ۱۳۸۳/۳
أيضاً خزائن العرفان، سورة النساء، آیت: ۶۴
أيضاً تفسير الحسنات، سورة النساء، ۷۸۴/۱

کی اس آیت میں تین شرطیں بیان ہوئیں: (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی حاضری، (۲) وہاں جا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا، (۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شفاعت فرمانا۔ اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو توبہ قبول ہونے کی امید نہیں۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے، اپنے گناہ معاف کرانے کے لئے یہی ایک دروازہ ہے، جو بھی اس دروازہ پر آیا منہ مانگی مراد پائی، اس آیت میں ظلم و ظالم، زمان و مکان کسی قسم کی قید نہیں، کسی قسم کا مجرم آپ کے آستانہ پر آجائے اور ﴿جَاءَ وَكَ﴾ میں بھی یہ قید نہیں کہ مدینہ طیبہ میں ہی آئے بلکہ اُن کی طرف توجہ کرنا بھی اُن کی بارگاہ میں حاضری ہے، اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہر جگہ ہر ایک کے پاس ہیں، ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ (الایۃ ۵۰) اس پر شاہد ہے، ہر حالت میں باخبر ہیں، لیکن یہ آپ کی مرضی کہ اُن کے قُرب سے فائدہ حاصل کر لے یا اُن کی نزدیکی کا بے ادب ہو کر درگاہ سے راندہ ہو جائے، اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب، ورنہ جہاں بھی ہو، جیسے مجرم بھی ہو اُن کی بارگاہ میں دلی توجہ سے حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ، یقیناً حضور رحمت عالم ﷺ گناہگار کی شفاعت فرماتے ہیں، جیسا تو یقین رکھے گا ویسا ہی تیرے ساتھ معاملہ ہوگا۔

مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ”تَوَّاب“ اور ”رَحِيم“ اُس کے لئے ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور یقین رکھے کہ ہمارے نبی ﷺ میری ہر حالت سے باخبر ہیں۔ اپنے گناہوں کی شفاعت کا عرض کرے، صوفیاء کرام فرماتے ہیں جو آپ ﷺ کے دروازہ پر آ جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو رحمت پائے گا، اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سے دُوری، لا پرواہی، بے ادبی اللہ تعالیٰ کے غُصَب کو دعوت دینا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان روزہ ٹوٹ گیا ہے، فرمایا: ”ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلا دو، یا ساٹھ روزے رکھ لو“۔ عرض کی: یا رسول اللہ! مسکینوں کو کھلانے کی طاقت نہیں، نہ ہی روزے رکھ سکتا ہوں، ایک پورا نہیں ہوا ساٹھ کیسے پورے کروں گا؟ ارشاد

فرمایا: ”بیٹھ جاؤ“، اتنے میں ایک شخص کھجور کی ٹوکری لے کر بارگاہ میں حاضر ہوا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”مجرم کہاں ہے“، عرض کی غلام حاضر ہے، فرمایا ”یہ کھجوریں لے جاؤ، مسکینوں میں تقسیم کر دو“، عرض کی یا رسول اللہ! اگر مجھ سے زیادہ غریب نہ ہو تو، فرمایا ”جا اپنے گھر میں جا کر بچوں کو کھلا دو، تمہارا کفارہ ہو گیا“۔ (۵۱) سبحان اللہ یہ ہیں شفیع المذنبین ﷺ۔ حضور سیدی اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں:

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
امام بوصیری رحمہ اللہ پندرہ سال فالج کے مرض میں مبتلا رہے، ایک دن بارگاہ رسالت ﷺ میں آپ کی شان میں قصیدہ لکھ کر شفا کے لئے عرض کی، عرض کی دیر تھی شفا ہو گئی، (۵۲)
اور انعام میں چادر مبارک بھی عطا فرمائی۔ (۵۳) ﷺ

۵۱۔ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب إذا جامع فی رمضان و لم یکن شی الخ،
برقم: ۱۹۳۶، ۱/۴۷۷

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان الخ،
برقم: ۱۱۱۱، ص ۴۹۸

ایضاً سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب کفارة من اتی اہله فی رمضان، برقم: ۲۳۹۰،
۵۴۳/۲، ۵۴۴

ایضاً سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی کفارة الفطر فی رمضان،
برقم: ۷۴۴، ۱/۵۱۵، ۵۱۶

ایضاً سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی کفارة من أفطر، برقم: ۱۶۷۱، ۲/۳۲۲
ایضاً سنن الدارمی، کتاب الصوم، باب فی الذی یقع علی امرأته فی شهر رمضان نہاراً،
برقم: ۱۷۱۶، ۲/۱۱

ایضاً الموطا للإمام مالک، کتاب الصیام، باب کفارة من أفطر فی رمضان، برقم: ۳۳۴،
۳۳۵، ص ۲۰۳، ۲۰۴

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۲/۲۴۱

ایضاً نقلہ التبریزی فی ”مشکاتہ“ کتاب الصیام، باب تنزیہ الصوم، الفصل الأول،
برقم: ۲۰۰۴، ۱-۳۷۹/۲

۵۲۔ شرح الخریوتی علی البُرْدَة، ص ۳۔ ایضاً شرح قصیدۃ البُرْدَة لشیخ زادہ، ص ۵

۵۳۔ شرح الخریوتی علی البُرْدَة، ص ۵

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

بے ہنر و بے تمیز، کس کو ہوئے ہیں عزیز ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود
(حدائق بخشش)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم بیمار ہو گئے، حیات کی بالکل اُمید نہ رہی، بارگاہ نبوی میں عرض کی، آقا نے کرم فرمایا، تشریف لائے اور انہیں اپنی آغوش رحمت میں لیا، فرمایا کہ فکر نہ کرو، صحت یاب ہو جاؤ گے۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا اگر حضور ﷺ اپنے موئے (بال) مبارک عطا فرمادیں تو زہے نصیب، بس یہ خیال آنا تھا کہ حضور ﷺ نے تین (۳) موئے مبارک عطا فرمادیئے۔ سبحان اللہ! میرے کریم نبی ﷺ ہمارے دلوں کے رازوں سے بھی واقف ہیں، لوگ زیارت کے لئے آنا شروع ہو گئے، اُن موئے مبارک میں تین خاصیتیں تھیں: (۱) جو نبی زیارت کے لے باہر دھوپ میں نکالتے فوراً بادل سایہ کر دیتے، (۲) زیارت کرنے والے جب محبت میں درود پاک کا ورد کرتے بال مبارک علیحدہ علیحدہ تینوں سیدھے ہو جاتے، (۳) اُس مجلس میں اگر کوئی ناپاک پلید آدمی آجاتا تو کسی کو بھی زیارت نہ ہوتی (ﷺ)۔ (۵۴)

معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی (توبہ) کے لئے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہونا ضروری ہے، جہاں کہیں ہو مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں، حضور نبی کریم ﷺ تو ہر جگہ ہر آن موجود ہیں، اپنے دل کی توجہ اس محبوب رحمۃ اللعالمین ﷺ سے

۵۴۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ”ذُر الثمین“ میں جو لکھا ہے وہ اس قدر ہے أخبرنی والدی أنه کان مریضاً فرأى النبی ﷺ فی النوم فقال: ”کَیْفَ یَا بُنَیَّ“ ثم بشره بالشفاء و أعطاه شعرین من شعور لِحیتہ فتعافى من المرض فی الحال و بقیت الشعران عنده فی البقطة، فأعطانی أحدهما فہی عندی (ذُر الثمین فی مبشرات النبی الامین، الحدیث الخامس عشر، ص ۳۵) یعنی، مجھے میرے والد نے خبر دی کہ وہ بیمار تھے تو انہوں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اے بیٹے! تیرے کیا حال ہے؟“ پھر انہیں تندرستی کی خوشخبری دی اور اپنی لحيہ النور کے دو بال مبارک عنایت فرمائے، اُسی وقت وہ تندرست ہو گئے اور جب بیدار ہوئے تو دونوں بال اُن کے پاس موجود تھے (میرے والد نے) اُن میں ایک مجھے عنایت کیا جو میرے پاس ہے۔

وابستہ کر لے تو بیڑا پار ہے۔

استاذِ زمن حضور سیدی حسن رضا خان کیا خوب فرماتے ہیں:

دے جاتے ہیں مراد، جہاں مانگئے وہاں منہ ہونا چاہئے در سرکار کی طرف

(ذوقِ نعت)

اور یہ بھی کہ درِ مصطفیٰ ﷺ ہی درِ خدا ہے، اگر منگتے نے کچھ مانگنا ہو، لینا ہو تو درِ مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہو، یقین رکھو محبوبِ خدا کے در سے خالی لوٹا یا نہیں جاتا، یہ وہ شفا خانہ ہے کہ کسی بیمار سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تیرا علاج ہمارے پاس نہیں، ہر بیمار کو حکم عام ہے کہ چلے آؤ منہ مانگی مراد پاؤ گے (ﷺ)۔

رحمت و بخشش سب اللہ تعالیٰ کی لیکن عطا فرمانے والے محبوبِ کبریا ﷺ، گناہ اللہ تعالیٰ کا کریں معافی درِ رسول ﷺ سے ملے۔

تماشہ تو یہ ہے کہ جنت کو دیکھو بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ
تعجب کی جا ہے کہ جہنم کی آتش جلانے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
حقیقت تو یہ ہے کہ محبوب ﷺ کی خوشی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جس نے اُن کو خوش کر لیا
اُس پر رب راضی ہو گیا۔ **خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

۵۔ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ
أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (۵۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے، جب تک اپنے
آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں
اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: گزشتہ آیت ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا﴾ اور اس آیت کا شانِ نزول
وہی ہے جو پچھلی آیت کے ضمن میں بیان کیا گیا، لیکن کچھ حضرات یہ بھی بیان فرماتے ہیں، ایک
منافق اور یہودی میں کچھ جھگڑا ہو گیا، فیصلہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں آیا، حضور ﷺ نے فیصلہ

یہودی کے حق میں دیا، اس پر منافق راضی نہ ہوا، منافق پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں فیصلہ لے گیا، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہودی کے حق میں فیصلہ دیا، اُس پر بھی منافق راضی نہ ہوا۔ پھر فیصلہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا، اور جھگڑے کا سبب منافق نے بیان کیا، اس پر یہودی نے عرض کی جناب اس سے پہلے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے، لیکن یہ اُس پر راضی نہیں ہوا، اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو، میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں، آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر منافق کی گردن مار دی، فرمایا کہ جو نبی کریم ﷺ کا فیصلہ قبول نہ کرے اس کے حق میں عمر کا یہی فیصلہ ہے۔ (۵۶)

اس آیت کا پہلا کلمہ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ ”اے محبوب! تمہارے رب کی قسم“ اس قدر پُر لطف ہے کہ پڑھ کر وجد طاری ہو جاتا ہے، رب نے اپنی قسم بیان فرمائی مگر اپنا نام ارشاد نہیں فرمایا، یعنی وَاللّٰهُ یَا وَ الرَّحْمٰن نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنا ذکر اپنے محبوب علیہ الصلاۃ والسلام کے ذکر کے ساتھ فرمایا، کہ اے پیارے تیرے رب کی قسم! اے محبوب ہم کو تمہارے پروردگار کی قسم! قربان جائیں کیا کلام ناز ہے، اور کیا نرا انداز ہے، اس ناز والے محبوب کے صدقے اُن کے رب کریم کے قربان، گویا بتایا جا رہا ہے کہ اگر میں کسی کا رب ہوں تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے، وہی میری توجہ کا مرکز، تمام کائنات کو وجود عطا فرمانے کا ذریعہ یہی محبوب ہے ﷺ، اس کلام کا لطف وہی پائے گا جو محبت کی جاشنی چکھ چکا ہو، کیونکہ بغیر محبت کے محبت و پیار کی باتیں سمجھ نہیں آیا کرتیں، سچ تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سچی اطاعت ہی کا نام عبادت ہے، یہی شہادت ہے یہی ریاضت۔

ترے رستہ میں مر ثنا شہادت اس کو کہتے ہیں
ترے کوچہ میں دفن ہونا جنت اس کو کہتے ہیں

۵۶۔ علامہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی لکھتے ہیں امام مجاہد اور امام شعبی نے فرمایا کہ آیہ کریمہ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ الایۃ بشر منافق اور یہودی کے حق میں نازل ہوئی جو اپنا جھگڑا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں لے کر گئے تھے (تفسیر البغوی، سورۃ النساء، ۱/۵۵۵)

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں
قربان جائیں مالک کریم جل و علا کے جس نے اس آیت میں اپنے پیارے محبوب
ﷺ کے ساتھ اپنی نسبت کا ذکر فرمایا کہ اگر میں آپ کا رب ہوں، تو ہر ایک کا رب ہوں، اللہ
تعالیٰ رب تو سب کا ہے، زمین و آسمان، حجر و شجر، چرند و پرند، خور و غلمان، جنت و دوزخ، جن
و انس، کافر و مومن، کل کائنات اور تمام جہانوں کا۔ بتا دیا کہ محبوب جس کی نسبت تجھ سے ہو
گئی، وہی میری ربوبیت کا ماننے والا ہے، جس نے تجھ کو نہ جاننا نہ مانا، وہ میرا نہیں۔ (ﷺ)
امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ”مکتوبات“ میں
حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِاجْلِكَ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ
عَلَيْهِ وَاَعْلٰى اِلٰهِ الصَّلٰوةُ وَاَلَسَّلَامُ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَمَا اَنَا وَمَا سِوَاكَ
تَرَكْتُ لِاجْلِكَ (۵۷)

یعنی اے محمد! میں اور تو اور تیرے سوا جو کچھ ہے، سب تیرے لئے پیدا
فرمایا، پھر حضرت محمد (ﷺ) نے عرض کی یا اللہ تو ہے، اور میں نہیں اور
میں نے تیرے سوا سب کچھ تیرے لئے ترک کر دیا۔

آج محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو کیا پاسکیں اور ان کی عظمت و بزرگی اس جہان میں کیا
پہچان سکیں، کیونکہ جھوٹ سچ کے ساتھ اور حق باطل کے ساتھ اس جہاں میں ملا ہوا ہے،
قیامت کے دن ان کی بزرگی معلوم ہوگی، جب کہ پیغمبروں کے امام ہوں گے اور سب کی
شفاعت کریں گے، حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کے
جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ (۵۸)

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا

۵۷۔ تاریخ الخمیس، الرکن الثانی، ذکر قصة المعراج، ۱/۵۷۶

۵۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب ہفتم، ص ۲۵

کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے
(ذوقِ نعت)

قربان جائیں اس شانِ والے محبوب ﷺ کے کہ جن کی شان کو اللہ تعالیٰ اس انداز میں قسم بیان فرما کر ظاہر فرما رہا ہے اور مومنین کو ادب سکھا رہا ہے، کہ اس پیارے کی ہر ادا پر، قول و فعل پر قربان ہونا مومن پر لازم ہے، یہی ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۶۔ ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ط وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ (۵۹)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جس پر اللہ نے فضل کیا، یعنی، انبیاء اور صدیق اور شہید، اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ بہت محبت تھی، حتیٰ کہ ایک ساعت حضور ﷺ کی جدائی گوارا نہ تھی، ایک بار غمگین حاضر خدمت ہوئے، حضور ﷺ نے دیکھا کہ چہرہ کا رنگ متغیر ہے، حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی، عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے نہ کوئی بیماری ہے، نہ درد۔ بجز اس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو پریشانی اور وحشت ہو جاتی ہے، اس نقشہ کو جب آخرت میں دیکھتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا، اس لئے کہ وہاں حضور ﷺ کا مقام اعلیٰ ترین ہوگا، میری وہاں کس طرح رسائی ہوگی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۶۰)

جس میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی گئی کہ باوجود فرق مراتب و منازل

۵۹۔ سورة النساء: ۶۹/۴

۶۰۔ تفسیر القرطبی، سورة النساء، الآية: ۶۹، ۳/۵/۲۷۱

ایضاً تفسیر البغوی، سورة النساء، ۱/۵۵۷

ایضاً تفسیر الخازن، سورة النساء، ۱/۵۵۷

ایضاً تیسیر الوصول، سورة النساء، الآية: ۶۹، ص ۱۰۸، ۱۰۹

ایضاً المواہب اللدنیة، المقصد السابع، الفصل الاول، ۲/۴۸۱، ۲۸۲

فرمانبرداروں کو معیت کا شرف حاصل ہوگا، اور حضور ﷺ نے انہیں بھی بشارت دی اور فرمایا:

”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“ (۶۱)

یعنی، ہر شخص آخرت میں اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی۔

امام مقاتل فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ گھر میں تشریف لے جاتے ہیں تو مجبوراً ہم کو بھی گھر جانا پڑتا ہے، نہ بچے ہمیں اچھے لگتے ہیں نہ گھر بار، جب تک حضور ﷺ کی زیارت نہ کر لیں، ہم کو قرار و سکون حاصل نہیں ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (۶۲)

چار گروہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چار گروہوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے:

۶۱۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب علامة حب اللہ عز وجل لقوله تعالیٰ: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ... يُحِبِّكُمْ اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۳۱/۳)، برقم: ۶۱۶۸، ۶۱۶۹، ۶۱۷۰، ۱۲۷/۴

۶۲۔ اس آئیہ کریمہ شان نزول میں قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھے میرے اہل و مال سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور میں جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو صبر نہیں کر پاتا یہاں تک کہ آپ کی بارگاہ میں آکر آپ کے رُخ انور کا نظارہ کرتا ہوں اور میں اپنی موت اور آپ کے وصال باکمال کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھے معلوم ہے کہ آپ جب جنت میں تشریف لے جائیں گے تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو آپ کے دیدار سے خروم رہوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئیہ کریمہ ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ الآية نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے بلایا اور یہ آئیہ کریمہ پڑھ کر اُسے سنائی اور لکھتے ہیں کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا اور مسلسل آپ کے رُخ زیبہ کا ہی نظارہ کر رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”تیرا کیا حال ہے؟“ تو عرض کرنے لگا کہ آپ پر میرے دل باپ قربان میں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں کیونکہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپ کو بلند اور فضیلت کا مقام عطا فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئیہ کریمہ نازل فرمائی (الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الاول، فصل فی لزوم محبته ﷺ، ص ۲۴۷۔ ایضاً الوهاب اللدنی، المقصد السابع، الفصل الاول، ۴۸۱/۲) اور علامہ شمس حنفی لکھتے ہیں کہ بغوی نے فرمایا کہ یہ آئیہ کریمہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور نقاش نے فرمایا کہ یہ آئیہ کریمہ حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (مزیل الخفاء عن ألفاظ الشفا، ص ۲۴۷)

انبیاء: (غیب کی خبریں دینے والے) یہ اللہ کا پیغام، اُس کے بندوں تک کما حقہ پہنچانے والے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

صدیق: انبیاء کے سچے متبع (اتباع کرنے والے) کو کہتے ہیں، جو اخلاص کے ساتھ اُن کی راہ پر قائم رہے، لیکن یہاں صرف نبی کریم ﷺ کے اصحاب مراد ہیں، یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شہید: جنہوں نے راہِ خدا میں جانیں دیں، اور شہادتِ حق اپنے خون سے پیش کر دی جیسے حضرت حمزہ، حضرت عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

صالح: وہ دیندار بندے جو حقوق العباد، اور حقوق اللہ دونوں ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں، اُن کے احوال و اعمال، ظاہر و باطن، اچھے اور پاک ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عشق و محبت کا پتہ چلتا ہے، اگر ان کے دلوں میں کچھ تھا تو رسول اللہ ﷺ کی محبت تھی، جن کی محبت میں ہر وقت بے قرار رہتے تھے، کیا دنیا کی زندگی یا آخرت سب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ تھی، وہ جگہ وہ گھڑی اچھی معلوم نہیں ہوتی تھی، جس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات موجود نہ ہو، اُن کی محبت کا تقاضا تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو رسول اللہ ﷺ کی معیت کی خوشخبری عطا فرمائی، آقائے دو جہاں ﷺ کی شان تو بہت بلند و بالا ہے، جس کسی کو بھی نبی کریم ﷺ سے محبت ہو گئی وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو گیا، اُن کی دلجوئی میں اپنا کلام نازل فرمایا، سبحان اللہ۔

استاذِ زمن فرماتے ہیں:

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے اس کا تو بیان ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو (ذوقِ نعت)

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۷۔ ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّىٰ لِمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا﴾ (۶۳)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا

تو ہم نے تمہیں اُن کے بچانے کو نہ بھیجا۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہماری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی، اس پر بعض منافقین نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مان لیں، جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں نے رب مانا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۶۴)

اس سے چند فائدہ حاصل ہوئے:

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بارگاہِ الہی میں وہ قربِ خاص حاصل ہے کہ جو مصطفیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے وہ حقیقۃً اللہ کا بندہ ہے، ”مثنوی مولانا روم“ میں ہے۔
بندۂ خود خواند در رشاد جملہ عالم را بخواں قل یا عباد (۶۵)

۲۔ اطاعتِ الہی سے پہلے اطاعتِ رسول ﷺ کرنی پڑتی ہے، اس لئے یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو پہلے ذکر کیا گیا اور شرط بنا کر بیان کیا گیا، اور اطاعتِ الہی کو جزا بنا کر بعد میں ارشاد فرمایا، اور حقیقت بھی یوں ہے، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”مسلمانو! تم پر اللہ نے پانچ نمازیں فرض فرمائیں ہیں، اور قرآن کی یہ آیت (ہم پر) نازل فرمائی“، پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کا حکم مانیں گے یہ اطاعتِ رسول ﷺ ہوئی، پھر نماز ادا کی اور یہ نماز ادا کرنا اطاعتِ الہی ہوئی۔

۳۔ اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ کے سوا مخلوق میں کسی کی اطاعت کرنا ضروری نہیں، اگر ماں باپ، استاد، عالم شیخ وغیرہ کی اطاعت کی جاتی ہے تو محض اس لئے کہ حضور ﷺ نے اُن کی فرمانبرداری کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، پہلے نبی کریم ﷺ کی اطاعت،

۶۴۔ تفسیر البغوی، سورۃ النساء، ۱/۶۳۔ ایضاً تفسیر الخازن، سورۃ النساء، ۱/۶۳۔

۶۵۔ ”ترجمہ و تشریح از صاحبزادہ محمود عثمان نعیمی“ یعنی، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ارشاد میں حضور علیہ السلام کو اپنا بندہ فرماتا ہے۔ باقی تمام جہانوں کے لئے پڑھو قرآن کی آیت ”قل یا عباد“ یعنی اے محبوب ان سے آپ فرما دیجئے اے میرے بندو، تمام جہان کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے، اے میرے بندو خود انہیں اپنا بندہ نہیں فرمایا۔

بعد میں دیگر کی۔

”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ وہ دوسرا نکاح کر لیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”علی کو اس کی اجازت نہیں کہ دوسرا نکاح کریں، اگر وہ چاہتے ہیں تو فاطمہ کو طلاق دے دیں، پھر دوسری شادی کریں۔“ (۶۶) غور کرو، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنً وَ ثُلَاثَ وَ رُبْعًا﴾ (۶۷)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور

چار چار۔ (کنز الایمان)

مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام۔ (۶۸)

اسی جگہ ”مرقاۃ“ میں ”شرح صحیح مسلم“ کے حوالے سے مذکور ہے کہ:

فی الحدیث: تَحْرِيمُ اِيْذَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِكُلِّ حَالٍ وَ عَلَى كُلِّ

وَجْهِ وَ اِنْ تُوَلِّدَ الْاِيْذَاءُ مِمَّا كَانَ اَصْلُهُ مُبَاحًا وَ هُوَ مِنْ خَوَاصِهِ

صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِ (۶۹)

۶۶۔ مرقاة المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب اهل بیت النبى ﷺ و رضى الله عنهم،

الفصل الاول، برقم: ۶۱۳۹، ۱۱/۲۹۳

۶۷۔ سورة النساء: ۴/۳

۶۸۔ ملاء علی قاری لکھتے ہیں کہ ابن ابی داؤد نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

زندگی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دوسرا نکاح کرنا حرام فرمایا کیونکہ اللہ عز و جل کا فرمان ہے ”جو میرے رسول تمہیں دیں تو اُسے لے لو اور جس سے میرے رسول تمہیں روکیں تو رک جاؤ“

(الحشر: ۷/۵۹)، پس جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں فاطمہ کے ہوتے ہوئے دوسرے نکاح کی

اجازت نہیں دیتا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے

ہوئے دوسرا نکاح جائز نہ رہا مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ اجازت مرحمت فرمائیں (مرقاۃ المفاتیح، کتاب

المناقب، باب مناقب اهل بیت النبى ﷺ، الفصل الاول، برقم: ۶۱۳۹، ۱۱/۲۹۳

۶۹۔ مرقاة المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب اهل بیت النبى ﷺ و رضى الله عنهم،

الفصل الاول، برقم: ۶۱۳۹، ۱۱/۲۹۳

یعنی، اس میں بہر حال اور بہر وجہ نبی ﷺ کو ایذا دینے کے حرام ہونے کا ثبوت ہے اگرچہ وہ ایذا ایسے فعل سے پیدا ہو کہ جس کی اصل مُباح ہو اور یہ نبی ﷺ کے خواص سے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایذا رسول ﷺ حرام ہے، اگرچہ کسی حلال فعل سے ہی ہو، یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔

اللہ عزّ وجلّ نے اپنے رسول سید عالم ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت بنایا اور آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ملایا، اور اس پر ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا، اور آپ کی نافرمانی پر بڑے عذاب سے ڈرایا، لہذا آپ ﷺ کے ہر حکم کو بجالانا اور آپ ﷺ کی ہر نہی (ممانعت) سے اجتناب کرنا اور بچنا فرض ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے میری اطاعت کی بلاشبہ اُس نے اللہ عزّ وجلّ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی بلاشبہ اُس نے اللہ عزّ وجلّ کی نافرمانی کی“۔ (۷۰)

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ عزّ وجلّ کی ہی اطاعت ہے، کیونکہ اللہ عزّ وجلّ نے آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا، پس آپ ﷺ کی اطاعت یہ ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے آپ ﷺ کے ذریعہ جو حکم دیا ہے اُسے بجالایا جائے یہی اللہ عزّ وجلّ کی اطاعت ہے۔ اللہ عزّ وجلّ نے کفار کا وہ قول نقل فرمایا جب کہ طبقاتِ جہنم میں اُن کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا، اُس وقت کفار کہیں گے:

﴿يَلَيْتُنَا اطَّعْنَا اللَّهَ وَ اطَّعْنَا الرَّسُولَ﴾ (۷۱)

۷۰۔ صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَ اطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ برقم: ۷۱۳۷، ۴/۳۷۴۔

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیۃ الخ، برقم: ۱۸۳۵، ص ۹۱۳

۷۱۔ سورة الأحزاب: ۶۶/۳۳

ترجمہ: ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم ماننا ہوتا اور رسول کا حکم ماننا ہوتا۔ (کنز الایمان)
پس کفار ایسے وقت میں آپ ﷺ کی اطاعت کی تمنا کریں گے جب کہ اُن کی یہ تمنا
کوئی نفع نہ دے گی۔ (۷۲)

آج لے پناہ اُن کی آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا (حدائق بخشش)
سچ تو یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ رضائے محمد ﷺ

۸۔ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ﴾ (۷۳)
ترجمہ: اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی، جب بولے اللہ نے کسی
آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: ہجرت سے پہلے کفارِ قریش نے یہود کی جماعت کو جن میں مالک بن
صیف بھی تھا، حضور پر نور ﷺ سے مناظرہ کرنے کے لئے بلایا، مالک بن صیف یہود کا بڑا
عالم تھا، کفارِ قریش کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کے بے علمی، بے بسی ظاہر کی
جائے (نعوذ باللہ من ذالک) اور لوگ حضور ﷺ سے بدظن ہو جائیں۔

جب مالک بن صیف مناظرے کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو حضور
نبی کریم ﷺ نے اُس سے پوچھا ”اے مالک بن صیف! کیا تو توریت جانتا ہے؟“ وہ بولا
پورے عرب میں اس وقت مجھ سے بڑا (توریت کا) عالم کوئی نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا
”تجھے اُس رب کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت میں نازل کی، کیا توریت میں یہ

۷۲۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الاول في فرض الإيمان،

ووجوب طاعته الخ، فصل، ص ۲۳۹

۷۳۔ سورة الأنعام: ۹۱/۶

آیت ہے: ”إِنَّ اللَّهَ يَغْضُ الْغَبْرَ السَّمِينِ“ وہ بولا کہ ہاں، حضور ﷺ نے فرمایا ”تو بہت پلا ہوا موٹا عالم ہے، بحکم توریت تو مردود بارگاہ الہی ہے تو اپنی قوم سے رشوتیں لیتا ہے، حرام خوری کر کے موٹا ہوا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قَدْ سَمِعْتُ مِنْ مَالِكِ الَّذِي يُطْعِمُكَ الْيَهُودُ“ ”یعنی، تو اُن کا عالم ہے اور موٹا بھی ہے اور یقیناً اس مال سے موٹا ہوا ہے جو یہودی تجھے کھلاتے ہیں۔“ یہ سن کر سب یہودی جو حاضر تھے ہنس پڑے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ”تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا، پہلے توریت کے حکم سے اپنا ایمان ثابت کر“، اس پر مالک گھبرا گیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منہ کر کے کہنے لگا: ”مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ“ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا نہ وحی نہ کتاب۔ اُس کی بکو اس پر خود یہود اُسے لعنت ملامت کرنے لگے، اور بولے کہ تو نے تو توریت کے نزول کا ہی انکار کر دیا، وہ بولا مجھے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے غصہ دلایا، جس سے اُس وقت میں اس قدر گھبرا گیا کہ یہ بات کہہ گیا۔

یہود نے مالک بن صیف کو علیحدہ کر دیا، اُس کی جگہ کعب بن اشرف کو مقرر کیا، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس میں مالک بن صیف کی تردید کی۔ (۷۴)
”یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی کہ چاہیے تھی، جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔“

یعنی، جب کہ انہوں نے بعثتِ رُسل اور وحی کا انکار کر دیا حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو بلند کیا، حضور نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت اللہ عز و جل کی قدر تھی کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہی اللہ کی ذات کا علم ہوتا ہے، نبی و رُسل کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ کفارِ قریش نبی

۷۴۔ روح المعانی، سورة الأنعام، الآية: ۹۱، ۷/۲۸۶۔ اور علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں کہ صاحبِ تفسیر نسفی نے بھی اس آیت کریمہ کے تحت ایسا ہی لکھا ہے، دیکھئے: تفسیر النسفی،

سورة الأنعام، ۱/۲۲

أيضاً تفسیر خزائن العرفان، سورة الأنعام، الآية: ۹۱، ص ۱۶۵

کریم ﷺ کی شان کو کم کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ کو اُن کی عزت و آبرو بلند کرنا مقصود ہے۔ عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تیرا مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا چرچا تیرا

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۹۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ (۷۵)
ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو، جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ (کنز الایمان)

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری اور نماز

اس آیت سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کا بلانا ہی اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے، ”بخاری شریف“ میں حضرت سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے پکارا، میں نے جواب نہ دیا، بعد نماز حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا رسول کے بلانے پر حاضر ہو“۔ (۷۶)

۷۵۔ سورة الأنفال: ۲۴/۸

۷۶۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ما جاء فی الفاتحة، برقم: ۲۴۷۴، ۱۴۱/۳، و باب ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ﴾ الآية (الأنفال: ۲۴/۸)، برقم: ۴۶۴۷، ۱۹۶/۳، و باب ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا﴾ الآية (الحجر: ۸۷/۱۵)، برقم: ۴۷۰۳، ۲۱۹/۳، و کتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الكتاب، برقم: ۵۰۰۶، ۳۴۸/۳
ایضاً سنن النسائی، کتاب الإفتاح، باب تأویل قول الله ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا﴾ الآية، برقم: ۹۱۳
ایضاً المسند للإمام أحمد: ۲۱۱/۴

ایضاً المعجم الكبير للطبرانی، ۳۰۳/۲۲
ایضاً صحیح ابن خزيمة، جماع أبواب الكلام المباح فی الصلاة، باب ما خص الله عز وجل به بنبيه ﷺ، برقم: ۸۶۲، ۴۳۷/۱

السنن الكبرى للنسائی، کتاب المساجد، أبواب السترة، تأویل قول الله جل ثناؤه ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾ برقم: ۹۸۷، ۴۷۲/۱، ۴۷۳، و کتاب التفسیر، سورة الفاتحة، برقم: ۱۰۹۱۴، ۶/۱۰

ایضاً مشکاة المصابيح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، برقم: ۲۱۱۸، ۱-۲۹۹/۲

ایسا ہی دوسری حدیث میں، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے، حضور ﷺ نے انہیں پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے بارگاہ میں سلام عرض کیا، حضور ﷺ نے فرمایا ”تمہیں جواب دینے میں کیا بات مانع ہوئی“، عرض کی یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو“۔ عرض کیا، بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ (۷۷)

اس آیت کے ضمن میں علمائے کرام فرماتے ہیں (۷۸) اگر نمازی نماز پڑھ رہا ہو، حضور ﷺ اُس کو بلائیں تو اُس پر فرض ہے کہ نماز چھوڑ کر فوراً حاضر دربار ہو اُس کی نماز فاسد نہ ہو گی، وہ آپ سے گفتگو کرے، آپ کی طرف چلے، آپ کے حکم کے مطابق جو ارشاد فرمائیں، وہ کام کرے، اُس سے نماز میں کوئی نقص نہ آئے گا، حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کے بعد دوبارہ اُسی مقام سے اپنی نماز پوری کرے جہاں جس رکعت میں جس رکن سے چھوڑی تھی، بلکہ یہ نماز اُس کی زندگی کی نمازوں کی قبولیت کا سبب بن جائے گی۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب نمازی کا سینہ بغیر عذر بیت اللہ سے پھر جائے اُس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ (۷۹) لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، حضور ﷺ کے حکم پر

۷۷۔ سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل فاتحة الكتاب، برقم: ۲۸۷۵، ۳/۴
ایضاً صحیح ابن خزيمة، جماع أبواب الكلام المباح فی الصلاة، باب ما خص الله عز وجل به لنبیه ﷺ الخ، برقم: ۸۶۱، ۱/۴۳۶، ۴۳۷

ایضاً المستدرک للحاکم، کتاب فضائل القرآن، باب ما أنزلت فی التوراة الخ، برقم: ۲۰۹۵، ۲/۲۶۱

ایضاً فتح الباری، کتاب التفسیر، باب ما جاء فی فاتحة الكتاب، برقم: ۴۴۷۴، ۱۰/۸/۱۱۹

۷۸۔ مرقات المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، برقم: ۲۱۱۸ (۱۰)، ۵/۱۴

ایضاً أشعة اللمعات، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، ۲/۱۲۶

ایضاً عمدة القاری شرح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ما جاء فی الفاتحة، برقم: ۴۴۷۴، ۱۲/۴۱۲

ایضاً مدارج النبوة، ۱/۱۳۵ و ایضاً الخصائص الکبریٰ، ۲/۲۵۳ وغیرها

۷۹۔ جیسا کہ ”در مختار“ کے مُفسداتِ نماز میں ہے کہ سینے کا قبلہ سے بلا عذر پھرنا بالاتفاق مُفسدِ نماز ہے

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیہ، ص ۸۶)

نماز چھوڑ کر حاضر ہوتا ہے، تعمیلِ حکم بجا لاتا ہے، چلتا ہے گفتگو کرتا ہے، یہ سب کچھ نماز ہی ہو جاتا ہے، معلوم ہوا اصل توجہ کا مرکز (جس پر اللہ تعالیٰ کی توجہ ہے) نبی کریم ﷺ کی ذات ہے، اُس طرف سے رُخ نہ پھرنے پائے۔ اور علامہ صاوی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بلانا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے اور نبی ﷺ کی اطاعت نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔ (۸۰)

جس وقت نبی کریم ﷺ حالتِ علالت میں تھے، ضعف کی وجہ سے (جو کہ اختیاری تھا تاکہ اُمت کے لئے سنت ہو جائے) تشریف نہ لاتے، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے حکم فرمایا، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صدیق اکبر کی امامت میں نماز ادا کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھوں پر دستِ مبارک رکھ کر اپنے حجرہ مبارک سے مسجد میں اپنے غلاموں کو ملاحظہ فرمانے کے لئے ذرا نگاہ کرم فرمائی، تمام صحابہ کی توجہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ہوئی، قریب تھا کہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ اقدس کی زیارت میں اُس طرف رُخ پھیر دیں، حضور ﷺ نے اشارہ سے نماز کو پورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، اور خود حجرہ مبارک میں جلوہ فرما ہوئے۔ (۸۱)

حدیث پاک میں ہے، ایک دن نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”بلال بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان دو“، بلال (رضی اللہ عنہ) تعمیلِ حکم میں بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گئے۔ (۸۲)

۸۰۔ حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، سورۃ (۸) الأنفال: ۲۵، ۱۳/۳

۸۱۔ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب أهل العلم و الفضل أحق بالإمامة، برقم: ۶۸۰، ۶۸۱، ۱۶۴/۱، و باب هل يلتفت لأمر ينزل به الخ، برقم: ۷۵۴، ۱۸۰/۱۔ و کتاب العمل فی الصلوة، باب من رجع القهقري فی صلاته الخ، برقم: ۱۲۰۵، ۲۹۲/۱، و کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته، برقم: ۴۴۴۸، ۱۳۵/۳

۸۲۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے ”مدارج النبوة“ (وصل در ذکر شکستن اصنام خانہ کعبہ، ۲/۲۹۴) میں ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نماز کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو۔

سبحان اللہ ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں، اصل الاصول بندگی دس تاجور کی ہے۔
 محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
 اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
 حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا، اس نے نظر بچا کر
 آپ ﷺ کو دیکھنا شروع کیا، حتیٰ کہ کسی طرف وہ مائل ہی نہ ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا حال
 ہے؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں آپ کی طرف نظر کرنے سے حظ (لذت)
 حاصل کرتا ہوں، جب آپ کو بروز قیامت اللہ عز وجل مقام رفیع عطا فرمائے گا (اس وقت
 میرا کیا حال ہوگا)۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
 مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ
 أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ (۸۳)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا
 جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ کیا
 ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (کنز الایمان) (۸۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو مجھ سے
 محبت رکھے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا“۔ (۸۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَ
 النَّاسِ أَجْمَعِينَ“ (۸۶)

۸۳۔ سورة النساء: ۶۹/۴

۸۴۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول: في فرض الإيمان به الخ،
 فصل في ثواب محبته ﷺ، ص ۲۴۷

۸۵۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول في فرض الإيمان به الخ،
 فصل في ثواب محبته ﷺ، ص ۲۴۷

۸۶۔ اس حدیث شریف کی تخریج آیت نمبر ۲ کے تحت گزر چکی ہے۔

یعنی، تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ و اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

سہل بن عبد اللہ التستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَرْوِلَّ إِلَى الرَّسُولِ فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهِ وَلَمْ يَرِ نَفْسَهُ فِي مِلْكِهِ ﷺ لَا يَذُوقُ حَلَاوَةَ سُنَّتِهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ نَفْسُهُ" (۸۷)

یعنی، جو ہر حالت میں رسول اللہ ﷺ کو اپنا مالک نہ جانے اور اپنی ذات کو اُن کی ملکیت میں نہ سمجھے وہ حلاوتِ سنت سے محروم ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُس کی جان سے زیادہ اُس کو محبوب نہ ہو جاؤں۔“

امامِ عشق و محبت، سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پر مرے دل سے تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

فائدہ: اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے کہ اُس کے نبی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی تعظیم و توقیر اُن کی محبت میں فنا ہو کر کی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی تعریف سن کر خوش ہوا کرتے، ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی شان میں چند اشعار عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا، بیان کرو اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو مضبوط کرے۔ (۸۸)

۸۷۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل في لزوم محبته ﷺ، ص ۲۴۶

أيضاً المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول، ۴۹۴/۲

۸۸۔ اس حدیث کو حضرت عُریم بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو آقا ﷺ کی خدمت میں اُس وقت حاضر ہوا جب آپ تبوک سے واپس آ رہے تھے تو میں مسلمان ہوا اور میں نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نعت مصطفیٰ ﷺ

اسی طرح سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی محبت میں کچھ اشعار شان رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے تو حضور ﷺ خوش ہوتے ان کے لئے منبر رکھتے، اور پھر حضور سید عالم ﷺ ان کو اپنی دعاؤں سے نوازتے چنانچہ ایک دن حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت نبی کریم ﷺ کے لئے کھڑے ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا: ”ٹھہر جاؤ“۔ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہوئے، ارشاد فرمایا: ”منبر مبارک پر چڑھ کر نعت بیان کرو“۔ (۸۹) نبی کریم ﷺ کا ادب و محبت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے، جس پر حضور ﷺ خوش ہو گئے، جنتی بن گیا، جس سے ناراض ہوئے جہنم میں گیا۔

حضور ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد نبوی شریف میں منبر رکھتے اور حضرت حسان اُس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی شان اقدس میں نعتیہ اشعار پڑھتے تھے اور حضور ﷺ فرماتے تھے ”جب تک حسان میرے بارے میں نعتیہ اور فخریہ اشعار پڑھتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ رُوح القدس (یعنی جبریل) کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے“۔ (۹۰)

سنا کہ ”یا رسول اللہ! میں آپ کی نعت و مدحت بیان کرنا چاہتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قُلْ لَا يَفْضِضُ اللَّهُ فَاكَ“ سنا میں اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو محفوظ رکھے، پھر آپ نے اشعار سنائے الخ (اتحاف الأنام بأول مولد في الإسلام، ص ۱۵) اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار اور نبی ﷺ کی دعا کو امام طبرانی نے ”المعجم الكبير“ (۲۱۳/۴) میں، امام ذہبی نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۱-۳۶/۲) میں، اور ”تاریخ اسلام“ (السيرة النبوية، ص ۴۳، ۴۴) میں اور ابن القیم نے ”زاد المعاد“ (بیان غزوة تبوك، فصل بعد فصل في أمر مسجد الضرار الخ، ۶۸۶/۳) میں نقل کیا ہے۔

۸۹۔ یادیں مٹائی نہ جائیں، ص ۶، ۷

۹۰۔ سُنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب ما جاء فی الشعر، برقم: ۵۰۱۵، ۱۷۶/۵

أيضاً سُنن الترمذی، کتاب الأدب، باب ما جاء فی إنشاد الشعر، برقم: ۲۸۴۶،

۵۶۱/۳، ۵۶۲

أيضاً المسند للإمام أحمد: ۸۲/۶

أيضاً المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، باب کان روح القدس یؤید حسان،

اور حضرت سود بن سریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کیا بے شک میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور آپ کی نعت کہی ہے (اجازت ہو تو عرض کروں) تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”آؤ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے ابتداء کرو“۔ (۹۱)

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنَكُمْ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (۹۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

شانِ نزول: ابولبابہ ہارون بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی، واقعہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہود بنو قریظہ کا دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کیا، اس سے وہ سخت پریشان ہوئے، اُن کے دل خوفزدہ ہو گئے، تو اُن کے سردار کعب بن اسد نے کہا کہ اب تین طریقے ہیں، جو تمہیں نجات دلا سکیں:

۱۔ جناب سید عالم ﷺ کی تصدیق کر کے اُن سے بیعت کر لو اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی مُرسل ہیں، اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے، اُن پر ایمان لانے کے بعد تمہاری جان و مال اور اہل و عیال سب محفوظ ہو جائیں گے، لیکن اس بات کو یہود نے نہ مانا۔

۲۔ اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دو، پھر تلواریں لے کر حضور (ﷺ) اور اُن کے اصحاب

برقم: ۶۱۱۲، ۴/۶۱۶

ایضاً المصنّف لابن ابی شیبہ، کتاب الأدب، باب الرّخصة فی الشعر، برقم: ۲۶۵۴۲، ۲۸۸/۱۳

۹۱۔ المسند للإمام أحمد، ۴/۲۴۔

ایضاً المعجم الكبير للطبرانی، ۱/۲۸۷۔

ایضاً المصنّف لابن ابی شیبہ، کتاب الأدب، الرّخصة فی الشعر، برقم: ۲۶۵۸۹، ۳۰۹، ۳۰۸/۱۳

۹۲۔ سورة الانفال: ۲۷/۸

کے مقابل نکلوا، اگر مارے بھی گئے تو ہمیں اولاد و ازواج کا غم تو نہ رہے گا، اس پر قوم نے کہا کہ اہل و عیال کے بعد جینا ہی بے کار ہے۔

۳۔ حضور نبی کریم (ﷺ) سے صلح کرلو، اس کو تمام بنو قریظہ نے قبول کر لیا، اور بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں صلح کی درخواست پیش کی، لیکن حضور ﷺ نے یہ درخواست قبول نہ کی، اور حکم فرمایا کہ وہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ قبول کریں۔

اس پر یہود نے عرض کی کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے، ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو چکے تھے، لیکن اُن کا تعلق یہود سے اس وجہ سے تھا کہ اُن کے اہل و عیال اور تمام مال بنی قریظہ کے قبضہ میں تھا، نبی کریم ﷺ نے ابولبابہ کو بھیج دیا، یہود بنی قریظہ نے آپ سے رائے لی کہ سعد بن معاذ کا فیصلہ ہم منظور کریں یا نہ۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا، کہ اُن کا فیصلہ منظور کرنا اپنے کو قتل کرنا ہے، حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مشورہ دیتے ہی میرے دل میں محسوس ہوا کہ مجھ سے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ خیانت سرزد ہوئی، یہ سوچ کر سیدھے مسجد نبوی میں جا کر ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ کرے گا میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوؤں گا، نماز کے اوقات میں اُن کی بیوی اُن کو کھول دیتی، اس مہلت میں وہ قضاء حاجت اور نماز ادا فرما لیتے، اُس کے بعد پھر اُن کے بیوی ان کو باندھ دیتی۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر ارتکابِ جرم کے بعد ابولبابہ ہمارے پاس آ جاتے تو اُن کی مغفرت کے لئے دعا کرتے، لیکن جب انہوں نے ایسا نہ کیا تو اب میں انہیں نہیں کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ سے اُن کی خطا معاف نہ ہو۔

آپ لگا تار سات دن بندھے رہے، حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بشارت لے کر ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے، آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا میں ہرگز نہ کھلوں گا جب تک خود سرکارِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں، چنانچہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے

انہیں کھول دیا، ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! توبہ کی قبولیت پر میں اس بستی کو چھوڑتا ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۹۳)

جس نے حضور ﷺ کی سنت کو زندہ رکھا

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اے فرزند! اگر تم اس کی قدرت رکھو کہ تمہاری صبح اور شام اس حالت میں ہو کہ تمہارا دل ہر ایک کی کدورت سے پاک و صاف ہو تو ایسا کرو“، اس کے بعد مجھ سے فرمایا:

”اے فرزند! یہ میری سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ رکھا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت

میں ہوگا“۔ (۹۴)

لہذا اب جو شخص اس صفت سے متصف ہوگا تو وہ اللہ عز وجل اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت میں کامل ہوگا، اور جو شخص ان میں سے بعض امور کی مخالفت کرے گا اُس کی محبت اتنی ہی ناقص ہوگی اس پر دلیل حضور ﷺ کا اُس شخص کے بارے میں وہ فرمان ہے کہ جس کو شراب پینے پر حد جاری کی گئی، اُس وقت بعض لوگوں نے اُس پر لعنت کی تھی، تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

۹۳۔ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة الخ، برقم: ۲۶۷۸، ۴۷۳/۳ و نقلہ التبزی فی ”مشکاتہ“ فی کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب و السنة، الفصل الثانی، برقم: ۱۷۵، ۱-۲/۵۵

أیضاً نقلہ القاضی عیاض المالکی فی ”الشفاء“ فی القسم الثانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

۹۴۔ تفسیر الطبری، سورة الأنفال، الآية: ۲۷، ۶/۲۲۰

أیضاً تفسیر القرطبی، سورة الأنفال، الآية: ۲۷، ۴/۳۹۴

أیضاً زاد المسیر، سورة الأنفال، الآية: ۲۷، ۲/۳۶۱، ۲۶۲

أیضاً تسهیل الوصول، سورة الأنفال، الآية: ۲۷، ص ۱۶۰

أیضاً تفسیر خزائن العرفان، سورة الأنفال، الآية: ۲۷، ص ۲۱۴

أیضاً الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

”اس پر لعنت مت کرو..... کہ یہ اللہ عز وجل اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔“ (۹۵)
اور عبد اللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اگر اجازت دیں تو میں اُس (یعنی اپنے باپ) کا
سر کاٹ کر پیش کر دوں۔ (۹۶)

حضرت سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ عز وجل سے محبت کرنے کا مطلب
یہ ہے کہ قرآن سے محبت کرے اور قرآن سے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے
محبت کرے، اور آپ سے محبت کرنے کی پہچان یہ ہے کہ آپ کی سنت سے محبت کرے۔ اور
آپ کی سنت سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت سے محبت کرے اور آخرت سے محبت
کرنے کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے بغض رکھے اور دنیا کا بغض یہ ہے کہ ”قوت لایموت“ اور
توشہ آخرت کے سوا کچھ جمع نہ کرے تاکہ آخرت میں فلاح سے ہمکنار ہو۔ (۹۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کوئی شخص کسی سے اپنی جان کے
بارے میں نہ پوچھے سوائے قرآن کے۔ (کیونکہ) اگر اس کی محبت قرآن سے ہے تو وہ اللہ
عز وجل اور اُس کے رسول ﷺ کو محبوب رکھتا ہے۔ (۹۸)

۹۵۔ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب ما یُکرہ من لعن شارب الخمر الخ،
برقم: ۶۷۸۰، ۲۷۶/۴

ایضاً مشکاة المصابیح، کتاب الحدود، باب ما لا یدعی علی المحدود، الفصل الأول،
برقم: ۳۶۲۵ (۱)، ۱-۲/۶۶۳

ایضاً الشفا بتعريف حقوق المصطفى ﷺ، القسم الثاني، الباب الأول، فصل فی علامة
محبتہ ﷺ، ص ۲۵۰

۹۶۔ کشف الأستار، کتاب علامات النبوة، مناقب عبد الله بن أبي، برقم: ۲۷۰۸، ۳/۲۶۰
ایضاً مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب فی عبد الله بن عبد الله بن أبي،
برقم: ۱۵۷۶۱، ۹/۳۹۰ و قال: رواه البزار و رجاله ثقات

۹۷۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول فی فرض الإيمان به و
وجوب طاعته و اتباع سنته، فصل فی علامة محبتہ ﷺ، ص ۲۵۲

۹۸۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول فی فرض الإيمان به و
وجوب طاعته و اتباع سنته، فصل فی علامة محبتہ ﷺ، ص ۲۵۲

اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ایک مخفی راز کو ظاہر کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دل جوئی فرمائی جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف ہوئی تھی، اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو ادب کا طریقہ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ کے آداب خود بنا کر اپنے محبوب کی شان کو ظاہر فرماتا ہے تاکہ مسلمان وہ کام کرے جس سے نبی کریم ﷺ راضی ہوں۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۱۔ ﴿وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ (۹۹)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔
 شانِ نزول: (۱۰۰) یہ ہے کہ جب مسلمان جنگِ بدر سے واپس ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک اپنے اپنے کارنامے سنانے لگا، ایک کہتا تھا میں نے فلاں کو قتل کیا، دوسرا کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا، اس پر یہ ارشاد ہوا کہ اس مقابلہ میں تم اپنے زورِ بازو پر فخر نہ کرو، اس جنگ میں تمام تر امداد منجانب اللہ ہوئی۔

بدر کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا تو وہ ہزار کی تعداد میں تھے اور حضور ﷺ کے اصحاب تین سو تیرہ، حضور ﷺ نے قبلہ رو ہو کر قیام فرمایا اور اپنے نوری ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کے حضور عرض پیرا ہوئے، ”الہی! جو تو نے وعدہ فرمایا، وہ پورا کر، الہی! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، اے اللہ! اگر تو نے ان مسلمانوں کو ہلاک کر دیا تو تمام روئے زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی۔“

اس قسم کے کلمات سے حضور اقدس ﷺ دُعا فرما رہے تھے حتیٰ کہ دوش مبارک سے رداء (چادر) اتر گئی، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی

۹۹۔ سورة الأنفال: ۱۷/۸

۱۰۰۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اکثر اہل تفسیر کے مطابق یہ آیہ کریمہ بدر کے روز نبی ﷺ کے مشرکین کی جانب ”شاهت الوجوہ“ فرماتے ہوئے کنکریاں پھینکنے کے بارے میں نازل ہوئی (تفسیر ابن کثیر، سورة الأنفال، الآية: ۱۷، ۱۷/۲، ۳۹۱، ۳۹۲۔ ایضاً تیسیر الوصول، سورة الأنفال، الآية: ۱۷، ص ۱۵۸، ۱۵۹)

اور عرض کرنے لگے اے اللہ کے نبی! اب آپ کی مناجات آپ کے رب کے ساتھ کافی ہو گئی، وہ یقیناً اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ (۱۰۱)

حضور ﷺ کے معجزات

ابو نعیم (۱۰۲) نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میدانِ بدر میں صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کو لے کر لشکرِ مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا، جس سے اُن کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہو گئیں۔ (۱۰۳)

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھی وہ جن سے اتنے کافروں کا دفعۂ منہ پھر گیا

حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی، میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی، میں اُس سے لڑتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی اور وہ تلوار اُن کے وصال تک اُن کے پاس رہی۔ (۱۰۴)

حضرت امامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سلمہ بن سلام بن حریش کی تلوار بدر کے دن ٹوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے وہ شاخ انہیں عطا فرمائی جو

۱۰۱۔ صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ما قبل فی درع النبی ﷺ الخ، برقم: ۲۹۱۵، ۲۵۲/۲
ایضاً صحیح مسلم، کتاب الجہاد و السیر، باب الإمداد بالملائکة فی غزوة بدر الخ، برقم: ۵۸/۴۶۰۹۔ (۱۷۶۳)، ص ۸۶۸، ۸۶۹

۱۰۲۔ دلائل النبوة لأبی نعیم، الفصل الخامس و العشرون: فی ذکر ما جرى من الآیات فی غزواته و سراياه، برقم: ۴۰۰

۱۰۳۔ الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی غزوة بدر من الوقعات و المعجزات، ۲۰۳/۱

۱۰۴۔ دلائل النبوة للبيهقي، السفر الثالث، باب ما ذکر فی المغازی من دعائه يوم بدر و

إنقلاب الخشب فی ید من أعطاه سيفاً الخ، ۹۹، ۹۸/۳

ایضاً کتاب المعازی للواقدي، بدر القتال، ۹۷/۱

ایضاً الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی غزوة بدر من الوقعات و المعجزات، ۲۰۵/۱

اُس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی، وہ کھجور کی ٹہنی تھی، حضور ﷺ نے فرمایا ”اس سے لڑو“ تو لڑتے وقت وہ تلوار بن گئی، وہ تلوار بدستور اُن کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔ (۱۰۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت موت کے باشندے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن میں اشعث بن قیس بھی تھے، انہوں نے کہا کہ ایک بات ہم نے اپنے دل میں چھپائی ہے بتائیے وہ کیا ہے، آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ یہ تو کاہن کا کام ہے اور کاہن کی کہانت کا مقام دوزخ ہے۔“

تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم کس طرح جانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ تو آپ نے ایک مٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر فرمایا، ”دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔“ چنانچہ حضور ﷺ کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح بیان کی (پڑھی) یہ سنتے ہی انہوں نے کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (۱۰۶)

حضرت عباد بن عبد الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے، انہوں نے اپنی باندی سے فرمایا کہ دسترخوان لاؤ، ہم کھانا کھائیں گے، اس نے لا کر بچھا دیا، فرمایا کہ رومال بھی لاؤ، وہ ایک رومال لے آئی جو کہ میلا تھا، فرمایا اس کو تنور میں ڈال دو، اُس نے تنور میں ڈال دیا جس میں آگ بھڑک رہی تھی، تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے نکالا گیا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر کہا، کہ یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ اپنے مبارک منہ کو صاف کیا کرتے تھے (بعض جگہ دست مبارک کا ذکر ہے) جب میلا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو اس طرح آگ میں ڈال دیتے ہیں جس سے یہ صاف ہو جاتا ہے، کیونکہ جو چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں پر گزرے آگ اُسے نہیں جلاتی۔ (۱۰۷)

۱۰۵۔ الخصائص الكبرى، باب ما وقع في غزوة بدر من الوقائع والمعجزات، ۲۰۵/۱

۱۰۶۔ دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الخامس عشر، ذکر أخذ القرآن و رؤية النبي ﷺ الخ،

۲۳۷/۱، ۲۳۸

۱۰۷۔ الخصائص الكبرى، باب الآية في النار، فائدة في عدم احتراق المنديل الخ، ۸۰/۲۔ و

قال: أخرجه أبو نعیم عن عباد بن عبد الصمد

مولانا رومی رحمہ اللہ ”مثنوی شریف“ میں اس واقعہ مبارک کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

اے دل ترسندہ از نار و عذاب یا پُچان دست ولے گن اقتراب
چوں جمار کہ اچنان تشریف درد جان عاشق را چہار خواہد کشاد
یعنی، اے وہ دل جن کو نارِ جہنم اور عذابِ دوزخ کا ڈر ہے، اُن پیارے پیارے
ہونٹوں اور مقدس ہاتھوں سے نزدیکی کیوں حاصل نہیں کرتا، جب کہ بے جان چیز
(دستر خواں) کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا فرمائی کہ وہ آگ میں نہ جلے، تو جو اُن کے عاشق
صادق اور بندہٴ بارگاہِ بے کس پناہ ہوں اُن پر جہنم کیوں حرام نہ ہو۔

امام عشق و محبت، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے جھٹے سے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

(حدائق بخشش)

کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا
ٹھوکریں کھاتے پھرو گے اُن کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اوّل گیا آخر گیا

(حدائق بخشش)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عتیک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو رافع یہودی (جو کہ حضور ﷺ کا دشمن تھا) کو قتل کر کے اُس کے اونچے
مکان سے اترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی، انہوں نے اپنی پنڈلی
عمامہ سے باندھ لی اور حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا، ”اپنا پاؤں پھیلا دو“، فرماتے ہیں میں نے اپنا پاؤں پھیلا
دیا، حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اُس پر پھیرا، میری پنڈلی ایسی درست ہوئی کہ گویا کبھی

ٹوٹی ہی نہ تھی۔ (۱۰۸)

ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسید بن ابی أناس (۱۰۹) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ اور سینہ پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو (اُن کا چہرہ اور سینہ اس قدر روشن ہو گیا کہ) وہ اندھیری کوٹھری میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتی۔ (۱۱۰)

حضرت ابو العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضور ﷺ نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو اُن کے چہرے میں اتنی چمک پیدا ہو گئی کہ اُن کے چہرے میں اشیاء کا عکس اُسی طرح دیکھا جاتا جس طرح کہ آئینے میں دیکھا جاتا ہے۔ (۱۱۱)

ان احادیث مبارکہ اور آیت کریمہ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس میں وہ کمالات ہیں جو دنیا کے کسی انسان میں تو کیا ازل سے لے کر مٹتا تک کسی میں نہ پائے گئے نہ پائے جائیں گے، نبی کریم ﷺ نے جس ارادہ سے اپنے مبارک ہاتھ کو حرکت دی وہی کچھ ہو گیا۔

حضور سید اطہر ﷺ کے دستِ اقدس کا ذکر کرتے ہوئے امام اہلسنت فرماتے ہیں:

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا موجِ بحرِ سماعت پہ لاکھوں سلام
معلوم ہوا حضور اکرم ﷺ جیسا ارادہ فرماتے ویسا ہی ہو جاتا۔

۱۰۸۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر و مخرج رسول اللہ ﷺ
إلیہم الخ، برقم: ۴۰۳۹، ۲۷/۳

أیضاً مشکاة المصابیح، کتاب أحوال القیامة و بدء الخلق، باب فی المعجزات، الفصل
الأول، برقم: ۵۸۷۶، ۳-۴/۲۸۲

۱۰۹۔ ”کنز العمال“ میں اُسید بن ابی ایاس ہے۔

۱۱۰۔ الخصائص الکبریٰ، باب الآیة فی أثریدہ من الشفا و البریق و الطیب و نبات الشعر، ۸۵/۲
أیضاً کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، حرف الالف،
برقم: ۳۶۸۱۹، ۹/۱۳/۱۲۳

۱۱۱۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الرابع، فصل فی کراماتہ و برکاتہ
الخ، ص ۲۱۱

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۲۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَ إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا
الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ط وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (۱۱۲)
ترجمہ: اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو، اگر وہ ایمان پر
کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی اُن سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ (کنز الایمان)
شانِ نزول: جب مشرکین سے ترکِ موالات کا حکم نافذ ہوا تو بعض کو یہ ناگوار گزرا،
اور وہ کہنے لگے کہ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے باپ، بھائی وغیرہ اقرباء سے ترکِ تعلق
کر لیں، بتایا گیا کفار سے موالات جائز نہیں، چاہے اُن سے کوئی بھی رشتہ ہو، چنانچہ اس کے
ساتھ ہی واضح کلمات میں مفصل حکم ہوا: (۱۱۳)

﴿قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَ إِخْوَانُكُمْ وَ أَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيرَتُكُمْ وَ
أَمْوَالٌ ۚ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسْكَنٌ
تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ جِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ
فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط وَ اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفَاسِقِينَ﴾ (۱۱۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور
تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے
نقصان کا تمہیں ڈر ہے، اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس
کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں، تو راستہ دیکھو،
یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنز الایمان)

۱۱۲۔ سورة التوبة: ۹/۲۳

۱۱۳۔ زاد المسیر، سورة (۹) التوبة، الآية: ۲۳

ایضاً تفسیر خزائن العرفان، سورة التوبة، الآية: ۲۳

ایضاً تیسیر الوصول، سورة (۹) التوبة، الآية: ۲۳، ص ۱۷۰

۱۱۴۔ سورة التوبة: ۹/۲۴

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَ وَلَدِهِ وَ
 النَّاسِ أَجْمَعِينَ“ (۱۱۵)

یعنی تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اُس کے نزدیک اُس کے ماں
 باپ و اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (آپ نے فرمایا) کہ رسول اللہ
 ﷺ سے بڑھ کر مجھ کو اور کوئی محبوب نہ تھا۔ (۱۱۶)

محبت رسول ﷺ

عبدہ بنت خالد بن معدان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب خالد اپنے
 بستر پر آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنا شوق اور آپ ﷺ کے اصحاب (مہاجرین و انصار)
 سے اپنی محبت کا ذکر نام لے لے کر کرتے اور کہتے یہ لوگ میری اصل و نسل ہیں۔ (۱۱۷) اُن
 کی طرف میرا دل میلان کرتا ہے، میرا شوق اُن سے طویل ہے، اے میرے رب عز و جل! میری
 روح اُن کی طرف جلدی قبض کر لے (یہی کہتے کہتے) اُن پر نیند غالب آ جاتی۔ (۱۱۸)
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے نبی کریم
 ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا، قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ

۱۱۵۔ اس حدیث شریف کی تخریج آیت نمبر ۲ کے تحت گزر چکی ہے۔

۱۱۶۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، الباب الأول: في فرض الإيمان به و وجوب طاعته و

اتباع سنته، فصل فيما روى عن السلف و الأئمة من محبتهم الخ، ص ۲۴۷، ۲۴۸

۱۱۷۔ ”الشفاء“ کے دار احیاء التراث کے مطبوعہ نسخے میں ”اصل اور فصل“ ہے اور اس کے تحت علامہ احمد بن

محمد بن محمد شمس حنفی لکھتے ہیں کہ صحاح میں ہے کسائی نے کہا عربوں کے قول ”لا اصل له و لا فصل“

میں ”اصل“ سے مراد ”حسب“ ہے اور ”فصل“ سے مراد ”زبان“ ہے اہ اور ثعلب نے کہا عربوں

کے اس قول میں اصل سے مراد والد اور فصل سے مراد اولاد ہے۔ (مُزِيلُ الْخَفَاءِ عَنْ الْفَافِ الشَّافِ،

اباب الأول، فصل فيما روى عن السلف الخ، ص ۲۴۸)

۱۱۸۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، الباب الأول: في فرض الإيمان به و وجوب طاعته و

اتباع سنته، فصل فيما روى عن السلف و الأئمة من محبتهم الخ، ص ۲۴۸

أيضاً المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول، ۴۹۷/۲

مبعوث فرمایا کہ ابوطالب کا اسلام لانا میرے لئے اُن کے اسلام لانے (یعنی آپ کے والد ابوقحافہ کے اسلام لانے) سے میری آنکھوں کی زیادہ ٹھنڈک کا سبب ہے کیونکہ ابوطالب کا اسلام لانا آپ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (۱۱۹)

اس کی مثل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ (میرے والد) خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے کہ آپ اسلام لائیں، اس لئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (۱۲۰)

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک انصاری عورت کا باپ، بھائی اور شوہر غزوہ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شہید ہو گئے، اُس وقت اُس نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ آپ الحمد للہ بخیریت ہیں، جیسا تم چاہتی ہو، اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ تاکہ میں آپ ﷺ کو دیکھ لوں، جب اُس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ آپ ﷺ کی سلامتی کے بعد اب مجھے ہر مصیبت آسان ہے۔ (۱۲۱)

مفتی خلیل خان برکاتی بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کرتے ہیں:

دیکھ لوں آپ نے کس لطف سے دیکھا مجھ کو
ہوش رہ جائے دم نزع بس اتنا مجھ کو

(جمالِ خلیل)

مروی ہے ایک عورت نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر کو میرے لئے کھول دیجئے، آپ نے اُس کے لئے دروازہ کھول

۱۱۹۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الباب الأول: في فرض الإيمان به ووجوب طاعته و

اتباع سنته، فصل فيما روى عن السلف و الأئمة من محبتهم الخ، ص ۲۴۸

۱۲۰۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الباب الأول: في فرض الإيمان به ووجوب طاعته و

اتباع سنته، فصل فيما روى عن السلف و الأئمة من محبتهم الخ، ص ۲۴۸

۱۲۱۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل فيما روى عن

السلف و الأئمة الخ، ص ۲۴۸

أيضاً المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول، ۴۸۱/۲

دیا تو وہ رونے لگی حتیٰ کہ وہیں انتقال کر گئی۔ (۱۲۲)

(فتح مکہ سے پہلے) جس وقت اہل مکہ نے حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حرم سے نکالا کہ اُن کو قتل کر دیں، تب ابوسفیان بن حرب نے (اپنی حالت کفر کے زمانہ میں) اُس سے کہا اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ اس وقت محمد (ﷺ) تیری جگہ ہوں اور اُن کی (معاذ اللہ) گردن ماری جائے، اور تو واپس اپنے اہل و عیال میں چلا جائے، تب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حضور ﷺ اس وقت جہاں بھی رونق افروز ہوں اُس جگہ آپ ﷺ کے پائے اقدس میں کانٹا بھی چبھے اور میں اپنی جگہ (یونہی) بیٹھا رہوں، اُس وقت ابوسفیان نے کہا کہ میں نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو اس قدر محبوب رکھتا ہو، جس قدر کہ محمد ﷺ کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اُن کو محبوب رکھتے ہیں۔ (۱۲۳)

محبت کی علامت

امام احمد بن محمد قسطلانی فرماتے ہیں نبی ﷺ سے محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ کا ذکر کثرت سے کرے کیونکہ:

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ (۱۲۴)

یعنی، جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اُسی کا ذکر کرتا ہے۔ (۱۲۵)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۲۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل فيما روى عن

السلف و الأئمة الخ، ص ۲۴۹

۱۲۳۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل فيما روى عن

السلف و الأئمة الخ، ص ۲۴۹

۱۲۴۔ المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول في وجوب محبته الخ، ۴۹۵/۲

۱۲۵۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں نبی ﷺ کی محبت کی علامات میں سے ہے کہ آپ ﷺ کا اکثر ذکر کرے کیونکہ جس

کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اُسی کا ذکر کرتا ہے (الشفا، القسم الثاني، الباب الأول،

فصل في علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰)

”حُبُّكَ الشَّيْءُ يُعْمِي وَيُصِمُّ“ (۱۲۶)

یعنی، انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اُس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب سننے سے) بہرہ کر دیتی ہے۔

علامہ محاسبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: محبوب کی علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کا ذکر کثرت سے دائمی طور پر اس طرح کرتے ہیں کہ نہ تو کبھی ذکر سے جدا ہوتے ہیں، اور نہ کبھی چھوڑتے اور نہ کبھی کوتاہی کرتے ہیں اور حکماء کا اس پر اجماع ہے کہ محبت محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے (۱۲۷) اور محبوب کا ذکر محبوبوں کے دلوں پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اُس کا بدل چاہتے اور نہ ہی اُس سے پھرنا اور اگر اُن کے محبوب کا ذکر اُن سے جدا ہو جائے تو اُن کی زندگی تباہ ہو جائے اور وہ کسی چیز میں لذت و حلاوت نہیں پاتے جو ذکر محبوب میں پاتے ہیں۔ (۱۲۸)

حضور ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ کے ذکر شریف کے وقت آپ کی تعظیم کی جائے اور خصوصاً آپ کے نام مبارک کے سننے کے وقت خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری (۱۲۹)

۱۲۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الہوی، برقم: ۵۱۳۰، ۵/۲۱۸

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۵/۱۹۴

ایضاً نقلہ التبریزی فی ”مشکاتہ“ فی الآداب (باب المزاح)، برقم: ۴۹۰۸، ۳-۴/۲۰۳

۱۲۷۔ امام زرقانی لکھتے ہیں کہ ”حُب محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے“ یہ مرفوع حدیث ہے جسے ابو نعیم اور دیلمی نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے (شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد السابع، الفصل الأول، ۹/۱۳۲)

۱۲۸۔ المواہب اللدنیۃ، المقصد السابع، الفصل الأول فی وجوب محبتہ الخ، ۲/۴۹۵

۱۲۹۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ اسحاق نجیبی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد صحابہ کرام کے سامنے جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ خشوع فرماتے اور روتے اور اسی طرح کثیر تابعین بھی تھے اُن میں سے کچھ تو حضور ﷺ کی محبت اور آپ کی طرف شوق کی وجہ سے ایسا کرتے اور کچھ آپ ﷺ کی ہیبت اور توقیر میں کرتے (الشفاء، الباب الأول، فصل فی علامۃ محبتہ ﷺ، ص ۲۵۰) اور امام احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں کہ ابو ابراہیم نجیبی نے فرمایا کہ ہر مؤمن پر واجب ہے جب وہ حضور ﷺ کا ذکر کرے یا اُس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے کہ وہ خشوع و خضوع کا اظہار کرے، آپ ﷺ کی توقیر کرے، اپنی حرکت کو روک دے اور اپنے اوپر اسی طرح حضور ﷺ کی ہیبت و اجلال طاری کرے جیسا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہوتا تو اُس پر طاری ہوتا اور آپ کا ادب کرے جیسا

کا اظہار کیا جائے۔ (۱۳۰)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ”الشفاء“ (۱۳۱) میں فرماتے ہیں:

وَمِنْ عَلَامَاتِ مُحَبَّتِهِ ﷺ كَثْرَةُ الشَّوْقِ إِلَى لِقَائِهِ إِذْ كُلُّ حَبِيبٍ يُحِبُّ لِقَاءَ حَبِيبِهِ

یعنی، آپ ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی زیارت اقدس کا بہت زیادہ شوق ہو کیونکہ ہر محبت اپنے محبوب کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ

وَمِنْ عَلَامَاتِ مُحَبَّتِهِ ﷺ أَنْ يَتَلَذَّذَ مُحِبُّهُ بِذِكْرِهِ الشَّرِيفِ وَ يَطْرُبُ عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِهِ الْمُنِيفِ (۱۳۲)

یعنی، اور آپ ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا

کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا ادب ہمیں سکھایا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ اتنا روتے کہ آنکھوں میں آنسو ختم ہو جاتے اور جعفر بن محمد کثرت سے تبسم فرمایا کرتے مگر جب آپ کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا، اور عبدالرحمن بن قاسم جب حضور ﷺ کا ذکر کرتے تو اُن کا رنگ ایسا ہو جاتا جیسا کہ اُن کے جسم سے خون نچوڑ لیا گیا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی ہیبت میں اُن کی زبان خشک ہو جاتی۔ اور امام زہری کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو آپ کی حالت یہ ہو جاتی کہ گویا کہ تم انہیں نہیں پہچانتے اور نہ وہ آپ کو پہچانتے ہیں، اور حضرت صفوان بن سلیم جو متعبدین مجتہدین میں سے تھے آپ کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو روتے اور مسلسل روتے رہتے حتیٰ کہ لوگ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے۔ (المواہب اللدنیہ، ۲/۴۹۶، ۴۹۷)

۱۳۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل في علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

أيضاً المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول في وجوب محبته الخ، ۲/۴۹۶

۱۳۱۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول في فرض الإيمان به الخ، فصل في علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

۱۳۲۔ المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول، ۲/۵۰۰

محبت آپ کے ذکر شریف سے روحانی لذت و سرور پائے اور آپ کے نام مبارک کے سننے کے وقت خوش ہو۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جو انسان کے موافق چیز ہو، اُس کی طرف اُس کا میلان ہو، اُس کی یہ موافقت (۱) یا تو اس لئے ہوگی کہ اُس کے پالنے سے اُس کو لذت حاصل ہوگی جیسے حسین و جمیل صورتیں، عمدہ آوازیں وغیرہ۔ (۲) یا اس لئے کہ اُس کے پانے سے لذت حاصل کرتا ہو، کہ وہ اپنے حواس عقلیہ سے دل کے اعلیٰ معانی باطنیہ معلوم کر لیتا ہے جیسے علماء، صلحاء، عرفاء اور وہ لوگ جن کی سیرتیں پاکیزہ و عمدہ و مشہور ہیں، اور ان کے افعال پسندیدہ ہیں۔ (۳) یا اُس کی محبت خاص اس لئے ہوتی ہے کہ اُس کے احسان و انعام سے اُس کی طبیعت اس کے موافق ہو جاتی ہے، جو شخص اس پر احسان کرے وہ اس سے محبت کرے۔

جب یہ حقیقت آشکار ہوگئی تو اب تمام اسباب و علل کے لحاظ سے حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں غور کرو، نبی کریم ﷺ ان تینوں معانی جو مثبت کرنے کے موجب اور سبب ہیں کے جامع ہیں۔ آپ کے جمال صورت و جمال ظاہر اور کمال اخلاق اور کمال باطنی کا کوئی حد و شمار نہیں (۱۳۳)، وہ کونسی سی خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو عطا نہیں فرمائی جب کہ آپ ﷺ تمام عالمین کی پیدائش کا سبب ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، جو کچھ بھی کسی کو ملایا ملے گا سب عطائے مصطفیٰ ﷺ ہے، عالم ارواح، عالم برزخ، عالم دنیا، عالم حشر و نشر سب جگہ جلوہ مصطفیٰ ﷺ ہے، نہ اُن سے کوئی زیادہ حسین ہے، نہ جمال و کمال میں اعلیٰ، جو دو عطا اُن سے ہی ملتے ہیں، کیا نبی کیا ولی سب کو آپ کی حاجت ہے، قیامت میں آپ سب کے شفیع ہوں گے، جب تک آپ شفاعت نہیں فرمائیں گے تمام لوگ مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔

لا و رب العرش جس کو ملا ان سے ملا

بُتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کی اُمت سے وہ تمام مشکلات دُور فرمائیں جو پہلی
اُمتوں پر ہوتی تھیں، آپ اُن کے لئے رُوف و رحیم اور سب کے لئے رحمۃً لِلْعَالَمِین ہیں، اور
یہ کہ آپ ﷺ بشیر و نذیر، ذَاعِیْ اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہِ ہیں، آپ نے کتاب و حکمت کی تعلیم دے کر
انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائی۔

آپ ہی کے ذریعہ ہدایت ملی، جہالت و ضلالت سے نکلانے والے، فلاح و کرامت کی
طرف بلانے والے آپ ﷺ ہی تو ہیں، آپ ﷺ تو ہم سب کے اللہ عزّ و جلّ کی طرف وسیلہ،
شفیع اور اُس کی بارگاہ میں کلام کرنے والے ہیں، تمام دائمی لازوال نعمتوں کے موجب ہیں،
اس سے معلوم ہوا سب سے بڑھ کر محبت کے لائق اگر کوئی ذات ہے تو وہ نبی مکرم ﷺ ہی ہیں
اور نبی کریم ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، جیسا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ﴾ (الایۃ ۱۳۴)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ
عنہ پہرادیے ہوئے نکلے تو ایک مکان میں چراغ جلتے دیکھا، ایک بوڑھی عورت اُون دُھنتے
ہوئے کہہ رہی تھی:

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَٰةٌ الْاَبْرَارِ صَلٰی عَلَیْہِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْبَارِ

قَدْ کُنْتَ قَرَّامًا بُکَاً بِالْاَسْحَارِ یَا لَیْتَ شِعْرِیْ وَ الْمَنَا یَا اَطْوَارِ

هَلْ تَجْمَعُنِیْ وَ حَبِیْبِی الدَّارِ

یعنی، حضور ﷺ پر نیکوں کا دُرود ہو، آپ ﷺ پر اچھے برگزیدہ لوگ درود پڑھتے ہیں،
بے شک آپ راتوں کو کھڑے رہنے والے صبح تک رونے والے (اُمت کے غم میں) تھے،
اے کاش مجھے معلوم ہوتا، حالانکہ نیندیں (موتیں) مختلف قسم کی ہیں۔ کیا (اللہ عزّ و جلّ) مجھ کو
اور میرے محبوب (ﷺ) کو ایک گھر (جنت) میں جمع کرے گا۔

۱۳۴۔ سورۃ آل عمران: ۳۱/۳، ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگوں اگر تم اللہ کے دوست رکھتے ہو تو
میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

اور وہ عورت اس سے مراد نبی ﷺ کو لے رہی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں بیٹھ گئے اور روتے رہے۔ (۱۳۵)

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت کے خیمہ کے دروازے کے پاس تشریف لائے اور تین بار السلام علیکم کہا، پھر اُسے کہا میرے لئے اپنے اشعار کو دوبارہ پڑھ، تو اس نے غمگین آواز میں دوبارہ پڑھے تو حضرت عمر رونے لگ گئے اور اُسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اپنی دعا میں مجھے فراموش نہ کرنا تو اُس عورت نے دعا کی کہ اے غفار! عمر کی مغفرت فرمادے۔ (۱۳۶)

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا فرمان ہے کہ میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرو یہی میری محبت ہے، اور نبی کریم ﷺ کی خوشی رب تعالیٰ عز وجل کی خوشی، جس پر نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے، اللہ تعالیٰ جل جلالہ بھی اس پر خوش ہوگا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ”تفسیر مظہری“ میں فرماتے ہیں: کمال ایمان یہ ہے کہ طبیعت شریعت مطہرہ کے تابع ہو اور طبیعت اُسی کا تقاضا کرے جس کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں بھی صراحۃً موجود ہے کہ جب تک اللہ کے رسول (ﷺ) ماں باپ اولاد اور ہر چیز سے زیادہ پیارے اور محبوب نہ ہوں اُس وقت تک انسان مومن نہیں ہو سکتا۔ (۱۳۷) مزید لکھتے ہیں: یہ نعمت بجز اولیاء کاملین کی صحبت کے نصیب نہیں ہو سکتی، (۱۳۸) سچ تو یہ ہے کہ ایمان کا لطف ہی تب آتا ہے جب دل میں اللہ اور اُس کے رسول کا

۱۳۵۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول: في فرض الإيمان به الخ، فصل فيما روى عن السلف و الأئمة الخ، ص ۲۴۸ اس کے بعد قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے لکھا کہ حکایت طویل ہے مطلب یہ ہے کہ ”الشفا“ میں اسے مختصراً ذکر کیا گیا اس لئے اس کا بقیہ حصہ ”مواہب“ سے نقل کیا گیا۔

۱۳۶۔ المواہب اللدنیہ، المقصد السابع، الفصل الأول، ۲/۹۸

۱۳۷۔ صحیح البخاری، کتاب الإيمان، باب حُبِّ الرسول ﷺ من الإيمان، برقم: ۱۵، ۱۲/۱
ایضاً صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أكثر من الأهل و الولد و الوالد، برقم: ۴۴، ص ۵۰

۱۳۸۔ تفسیر المظہری، سورة التوبة، الآية: ۲۳، ۴/۱۳۹، ۱۴۰

عشق شعلہ زن ہو، اُس وقت یہ ساری زنجیریں خود بخود پکھل جاتی ہیں، اور سارے حجاب تار تار ہو جاتے ہیں، ماں باپ اپنے تڑپتے ہوئے بچوں کے لاشے دیکھ کر مسکرا دیتے ہیں، عورتیں اپنے شوہروں کے سر پریدہ جسم دیکھ کر سجدہ شکر ادا کرتی ہیں، اور بہنیں دعائیں مانگتی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے ماں جائے کو شہادت نصیب فرما، اُس وقت نہ رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن کو تھکن محسوس ہوتی ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کے شعر پڑھئے اور اہل عشق و محبت کی بے تابیاں ملاحظہ فرمائیے:

أَحْبُكَ حُبِّينِ حُبِّ الْهَوَىٰ وَحُبًّا لِأَنَّكَ أَهْلٌ لِذَاكَ
فَأَمَّا الَّذِي هُوَ حُبُّ الْهَوَىٰ فَشَيْءٌ شَغَلْتُ بِهِ عَنْ سِوَاكَ
وَأَمَّا الَّذِي أَنْتَ أَهْلٌ لَهُ فَكَشَفَكَ لِيَ الْحُجُبَ حَتَّى رَأَاكَ (۱۳۹)

یعنی، (۱) اے مولا! میں تجھ سے دوہری محبت کرتی ہوں، ایک تو یہ کہ تو میرا محبوب ہے۔ دوسری یہ کہ تو اس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے، (۲) پہلی محبت نے تو مجھے ماسوا سے بے خبر کر دیا، (۳) دوسری محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حجاب سرک جائیں اور چشم شوق کو لذت دید حاصل ہو۔
آیہ کریمہ کا ماحاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے بندہ غیر کی محبت سے چھٹکارہ حاصل کر کے میرا بن جائے جیسا کہ ڈاکٹر اقبال نے کہا:

اپنے تن میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
غیر سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کی محبت کی ضرورت ہے، جن کی محبت نے لکڑیوں میں جان پیدا فرمادی، آنسو بہانے کی قوت عطا فرمادی، ہر ذی روح اور ہر بے جان شے کو اُن کے در پر جھکنے اور حاضر ہو کر فریاد کرنے کی توفیق دی۔ یہی قرب خداوند قدوس اور رحمت الہی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے محبوب ﷺ کی خوشی حاصل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ

”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“

۱۳۔ ﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَلَاثِينَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (۱۴۰)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں ہجرت کا واقعہ ذکر کر کے بتایا گیا کہ اگر تم اس (محبوب) کے ہمراہ جہاد پر نہ گئے تو جس پروردگار نے اُس نازک وقت میں اپنے حبیب ﷺ کی مدد فرمائی تھی، وہ اب بھی ناصر و معین ہے، ہجرت کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ کفار نے اپنی مجلس شوریٰ میں طے کر لیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان حضور کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لے اور جب آپ باہر نکلنے لگیں تو سب یکبارگی حملہ کر کے حضور ﷺ کو (معاذ اللہ) شہید کر دیں، اُسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے حبیب! صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ساتھ لو اور آج مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو سدھارو۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ”کہ کوئی تمہارا بال بھی ضائع نہ کر سکے گا صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں، اُن کو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا“۔ حضور ﷺ باہر تشریف لائے تو کفار مکہ محاصرہ کئے ہوئے تھے، سورہ یسین کی ابتدائی آیتیں ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ﴾ آخر تک پڑھ کر اُن پر دم کیا، اُن پر غنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی، اور حضور بخیر و عافیت اُن کے زرعہ سے نکل کر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے، اُن کو ہمراہ لے کر مکہ سے نکلے اور کوہ ثور کے ایک غار میں آ کر قیام فرمایا، اُس کا منہ بہت تنگ تھا، صرف لیٹ کر ہی انسان داخل ہو سکتا تھا، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود اندر گئے غار کو تمام خس و خاشاک سے صاف کیا، جتنے سوراخ تھے اُن کو بند کیا، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور عرض کی کہ حضور میرے ماں باپ قربان اندر تشریف لے آئیں۔ حضور ﷺ جلوہ

افروز ہوئے، صدیق رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھا اور استراحت فرما ہو گئے، صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے روئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے، نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ آنکھیں وہ حُسنِ سرمدی اور جمالِ حقیقی جس کے متعلق ”خصائص کبریٰ“ میں یوں مذکور ہے:

قال أبو نعیم (۱۴۱) أعطی یوسف من الحُسن ما فاق به الأنبياء والمرسلین بل و الخلق أجمعین، و نبینا ﷺ أوتی من الجمال ما لم یؤتہ أحد و لم یؤت یوسف إلا شطر الحُسن و أوتی نبینا ﷺ جمیعہ (۱۴۲)

یعنی، حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیاء و مرسلین بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حُسن و جمال دیئے گئے تھے، مگر ہمارے نبی ﷺ کو وہ حُسن و جمال عطا ہوا جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو حُسن و جمال کا ایک جز ملا تھا اور آپ ﷺ کو حُسنِ کل دیا گیا۔

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا
(ذوقِ نعت)

حُسنِ مصطفیٰ ﷺ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب نے خبر دی کہ مجھے حدیث شریف پہنچی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”مجھ میں ملاحیت زیادہ ہے اور میرے بھائی یوسف میں صباحت زیاد تھی“ مجھے اس کے معنی میں حیرانی ہوئی اس لئے کہ ملاحیت

۱۴۱۔ ابو نعیم اصفہانی نے ”دلائل النبوة“ میں لکھا ہے اس کی ابتداء یوں ہے کہ إِنَّ جَمَالَ مُحَمَّدٍ ﷺ الَّذِي وَصَفَهُ بِهِ أَصْحَابُهُ لَا غَايَةَ وَرَأَاهُ (الفصل الثلاثون في ذكر موازنة الأنبياء في فضائلهم الخ، القول فيما أوتى يوسف عليه السلام، ۶۰۶/۲، یعنی، حضرت محمد ﷺ کا جمال با کمال جیسے آپ کے اصحاب نے بیان کیا اس کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔

۱۴۲۔ الخصائص الكبرى، ذكر موازنة الأنبياء في فضائلهم بفضائل نبينا ﷺ، باب ما أوتى

يوسف عليه الصلاة والسلام، ۱۸۲/۲

صباحت سے زیادہ عاشقوں کی بیقراری کا سبب ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں مروی ہے کہ جب مصر کی عورتوں نے اُن کا جمال دیکھا تو ہاتھ کاٹ لئے اور لوگ اُن کو دیکھ کر مر گئے، ہمارے نبی ﷺ سے اسباب میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے، تو میں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اس امر کا نبی ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

جَمَالِي مَسْتُورٌ عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ غَيْرَةً مِّنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَوْ

ظَهَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ أَكْثَرَ مِمَّا فَعَلُوا حِينَ رَأَوْا يُوسُفَ (۱۴۳)

یعنی، تو حضور ﷺ نے فرمایا ”میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ

نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے، اور اگر آشکار ہو جائے تو لوگوں کا

حال اُس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا۔“

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو وہ اگر جلوہ کریں کون تماشا شائی ہو

(ذوقِ نعت)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آویزیوں نے چشمِ فطرت کو تصویرِ حیرت بنا دیا تھا،

آج صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں جلوہ فرما ہیں، اے بختِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی رفعتو! اے قسمتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلند یو! تم پر یہ خاک پریشانِ قربان اور یہ

قلبِ حزیں ثار۔ اسی اثناء میں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایڑی میں سانپ نے ڈس لیا،

زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا، لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جنبش تک ہوئی ہو، (۱۴۴) حضور

ﷺ بیدار ہوئے، اپنے یارِ غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی، پھر جہاں

سانپ نے ڈسا تھا، وہاں اپنا لعابِ دہن لگایا جس سے درد اور تکلیف کا فور ہو گئی۔

اہلِ مکہ تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے تھے، ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے

نشان دیکھتے دیکھتے اُس غار کے دہانے تک پہنچ گئے، جب قدموں کی آہٹ سنائی دی تو حضرت ابو

بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھک کر دیکھا، تو معلوم ہوا کہ کفار کی ایک جماعت غار کے منہ پر

کھڑی ہے، اپنے محبوب کو یوں خطرہ میں گھرا ہوا دیکھ کر بے چین ہو گے، اور عرض کی یا رسول اللہ! اگر انہوں نے جھک کر دیکھ لیا تو یہ ہمیں پالیں گے، حضور رحمتِ عالمیاں ﷺ نے فرمایا:

”يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِإِثْنَيْنِ اللَّهُ تَالِثُهُمَا“ (۱۴۵)

یعنی، اے ابوبکر! ان دو کی نسبت کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

نبی کریم ﷺ کی قوتِ یقین اور توکل علی اللہ کا وہ مقام جو شانِ رسالت کے شایاں ہے، اللہ تعالیٰ نے اطمینان و تسکین کی ایک مخصوص کیفیت اپنے حبیب مکرم ﷺ کو عطا فرمائی تھی، اور حضور ﷺ کے صدقے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی اُس کا دُرود ہوا، جس سے اُن کی ہر طرح کی پریشانی دُور ہو گئی، حضور ﷺ تین دن تک وہاں قیام فرما رہے، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی صاحبزادی آ کر کھانا پہنچا جاتیں، آپ کے صاحبزادے ہر روز کی نئی خبریں دے جاتے اور آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو ریوڑ لے کر آتا اور تازہ دودھ پیش کرتے، (۱۴۶) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنبہ کا ہر فرد بلکہ غلام تک اتنے مخلص اور قابلِ اعتماد تھے کہ کسی نے راز کو ظاہر نہ کیا، اور گراں قدر انعام کا لالچ بھی اُن کے غلام کے دل کو نہ لپاسکا، کفارِ مکہ نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کی جو سازش کی تھی، اس طرح ناکام ہوئی، اور اللہ کی بات جو ہمیشہ بلند رہتی ہے اس موقع پر بھی بلند ہو کر رہی۔

بیہقی (۱۴۷) نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ قریش دَارُ النَّدْوہ میں جمع ہوئے، اور حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا، حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر اس کی اطلاع حضور ﷺ کو دی اور خُدا تعالیٰ کا حکم پہنچایا کہ آپ اس جگہ شبِ باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب

۱۴۵۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ و أصحابه الخ،

برقم: ۳۹۲۲، ۲/۵۲۴

ایضاً صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب من فضائل أبي بكر

رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۳۸۱، ص ۱۱۶۱

ایضاً سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورة التوبة، رقم: ۳۰۹۶، ۴/۱۴۹

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۳/۳۷۸

۱۴۶۔ تفسیر المظہری، سورة التوبة، الآية: ۳۸-۴۰، قصّة خروجہ ﷺ من مكة، ۴/۱۹۴

۱۴۷۔ دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب المبعث، باب اعتراف مشركي الخ، ۲/۲۰۴

باشی فرماتے ہیں، اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ (۱۴۸)

بیہقی (۱۴۹) نے ابن اسحاق سے روایت کیا کہ مکہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے، آپ ﷺ بلاتاً ٹل گھر سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر کافروں کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ﷺ نے سورہ یس ﴿يَسَّ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾ سے ﴿فَاَغْشَيْنَهُمْ فَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ﴾ (۱۵۰) تک تلاوت فرمائی۔ (۱۵۱)

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب ہم غارِ ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے تب میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَمَا ظَنُّكَ بِإِثْنَيْنِ اللَّهُ تَالِثُهُمَا“ (۱۵۲)

یعنی، اُن دو کی نسبت کیا خیال ہے کہ جن دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

اور جو کچھ اس واقعہ میں کفار نے حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے اور حضور ﷺ کو شہید کرنے کا قصد کیا تھا، اور خفیہ مجلسیں کیا کرتے تھے، اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کی مدد کر کے اُن کو دور کر دیا، اور جب حضور ﷺ نے بوقتِ ہجرت کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا تو اللہ عز و جل نے اُن کی آنکھوں کی بصارت چھین لی، اور حضور ﷺ کی غارِ ثور میں اُن

۱۴۸۔ الخصائص الكبرى، باب ما وقع في الهجرة من الآيات والمعجزات، ۱/۱۸۵

۱۴۹۔ دلائل النبوة للبيهقي، باب مكر المشركين برسول الله ﷺ وعمصة الله رسوله الخ، ۲/۲۰۵

۱۵۰۔ سورة يس: ۱/۳۶-۲

۱۵۱۔ الخصائص الكبرى، ۱/۱۸۵

۱۵۲۔ صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب مناقب المهاجرين وفضلهم،

برقم: ۳۶۵۳، ۲/۴۵۰، ۴۵۱ و كتاب التفسير، باب ﴿ثَانِي الثَّانِي﴾

برقم: ۴۶۶۳، ۳/۲۰۲

ايضاً صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل ابي بكر

الصديق رضي الله عنه، رقم: ۱/۶۲۴۴- (۲۳۸۱)، ص ۱۱۶۱

ايضاً نقله السيوطي في الخصائص الكبرى، ۱/۱۸۵

کافروں کی تلاش کو ناکام بنا دیا۔ (۱۵۳)

امام بیہقی (۱۵۴) نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور ﷺ کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے تو کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے ہو جاتے کبھی دائیں، کبھی بائیں، کبھی پیچھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں گھات میں نہ بیٹھا ہو اس لئے میں آگے پیچھے دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔ (۱۵۵)

قربان جائیں صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پر، آپ اور آپ کا تمام کنبہ بلکہ غلام تک سب حضور نبی کریم ﷺ پر نثار ہیں، اس ایمان کی وضاحت حضور نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی:

”اگر صدیق کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں تمام اُمت کا ایمان رکھ دیں، پھر بھی صدیق کے ایمان کا پلڑا وزنی ہوگا۔“ (۱۵۶)

یہی محبت ہے جو مومن کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔

اس واقعہ ہجرت اور اس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے کنبہ کے کردار سے معلوم ہوا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جا ثناری کا حق ادا کر دیا اور اُس پر اللہ تعالیٰ نے ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ کا خطاب فرما کر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کا مظہر قرار دیا یعنی جو رحمتیں برکتیں رفعتیں اللہ تعالیٰ کی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہیں وہی رحمتیں برکتیں رفعتیں حضور ﷺ کے صدقے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی وارد ہیں،

۱۵۳۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الرابع فيما أظهر الله تعالى على

يديه من المعجزات، فصل في عمصة الله تعالى له من الناس الخ، ص ۲۲۰

۱۵۴۔ دلائل النبوة للبيهقي، باب خروج النبي ﷺ مع صاحبه أبي بكر الصديق إلى الغار الخ، ۲/۲۱۰

۱۵۵۔ تفسير المظهری، التوبة، الآية: ۳۸۔ ۴۰، قصة خروجه ﷺ من مكة، ۴/۱۹۱

۱۵۶۔ كنز العمال، كتاب الفضائل، من قسم الأفعال، باب فضائل الصحابة، فصل في

تفضيلهم، فضل الصديق رضي الله عنه، برقم: ۳۵۶۰۹، ۶/۱۲/۲۲۲

اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کی رضا اور خوشی اتنی محبوب ہے کہ جس پر حضور نبی کریم ﷺ خوش و راضی ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُس پر خوش اور اُس سے راضی ہو جاتا یعنی محبوب نبی ﷺ جس پر راضی ہو گئے ساری خدائی اُس کی ہو گئی۔

نہ حبیب سے محبت کا کہیں ایسا پیار دیکھا وہ بنے خدا کا پیارا تمہیں جس پہ پیار آئے
(ذوقِ نعت)

سائیں اکھاں پھیریاں میرا ویری ملک تمام ذرا سی جھانکی جھرکی تو لاکھوں کریں سلام
سائیں تیری روٹھ سے میرا آور کرنے نہ کوئے دُر دُر کرن سہلیاں میں مڑ مڑ دیکھاں توئے
حقیقت یہ ہے کہ ”خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ“

۱۴۔ ﴿عَفَا اللَّهُ عَنْكَ﴾ (۱۵۷)

ترجمہ: اللہ تمہیں معاف کرے۔ (کنز الایمان)

منافقین بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لئے
عذر بیان کرتے، حضور ﷺ اپنی کریم النفسی کے باعث انہیں پیچھے رہنے کی اجازت فرما دیتے،
حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اگر انہیں رخصت نہ دی جاتی تو بھی وہ اس مہم میں شرکت سے انکار کر
دیتے، بہتر یہی تھا کہ اُن کی معذرتوں کو ٹھکرا دیا جاتا تاکہ جب وہ پیچھے رہ جاتے تو اُن کے
نفاق کا حال سب کو معلوم ہو جاتا۔ یہ دریافت کرنے سے پیشتر کہ اے محبوب ﷺ تو نے انہیں
پیچھے رہنے کی اجازت کیوں دی یعنی ان کے نفاق کو ظاہر کیوں نہ ہونے دیا، اتنا فرمانے سے
پہلے ﴿عَفَا اللَّهُ عَنْكَ﴾ کے کلمات ارشاد فرمائے، یہاں یہ کلمات کسی گناہ کی معافی کا ذکر
کرنے کے لئے نہیں بلکہ اظہارِ تعظیم و تکریم کے لئے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں: ”إِنَّ
ذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى مُبَالِغَةِ اللَّهِ فِي تَعْظِيمِهِ وَتَوْقِيرِهِ“ (۱۵۸) یعنی، ان کلمات میں اللہ
تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعظیم و توقیر میں بڑے مبالغہ کا اظہار فرمایا۔

علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

”قال شيخ الإسلام: ولا يخفى حسنه، وفي تصدير الخطاب بما

صَدْرَبِهِ تَعْظِيمَ لِقَدْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَ تَوْقِيرَ لَهُ وَ تَوْفِيرَ لِحُرْمَتِهِ عَلَيْهِ
الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ، وَ كَثِيرًا مَا يَصْدُرُ الْخِطَابُ بِنَحْوِ مَا ذُكِرَ لَتَعْظِيمِ
الْمُخَاطَبِ فَيَقَالُ: عَفَا اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ مَا صَنَعْتَ فِي أَمْرِي؟ وَ
رَضِيَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَنْكَ مَا جَوَّابُكَ عَنْ كَلَامِي؟ وَ الْغَرَضُ
التَّعْظِيمُ“۔ (۱۵۹)

یعنی، اس کلام کی خوبی مخفی نہیں ہے اور ایسے انداز سے گفتگو کرتے ہیں
نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر اور آپ کی حرمت و احترام میں مبالغہ مقصود
ہے، اور ایسا انداز مخاطب کی تعظیم کے لئے ہوتا ہے، کہا جاتا ہے ”اللہ
تجھے معاف کرے تو نے میرے معاملہ میں کیا کیا؟“، ”اللہ تم سے راضی
ہو میری بات کا آپ کیا جواب دیتے ہیں؟“ اور اس سے مقصود صرف
مخاطب کی تعظیم ہوتی ہے۔ (۱۶۰)

ابن المنذر وغیرہ نے عون بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ:
قال: سمعتم بمعاتبه أحسن من هذا بدأً بالعفو قبل المُعَابَةِ (۱۶۱)
یعنی، کہا ہے اس سے اچھا عتاب بھی کبھی تم نے سنا کہ عتاب سے پہلے
معافی کا اعلان ہو۔ (۱۶۲)

اور سجاوندی کہتے ہیں:

إِنْ فِيهِ تَعْلِيمٌ تَعْظِيمَ النَّبِيِّ صَلَوَاتُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِ وَ سَلَامُهُ
وَلَوْ لَا تَصْدِيرُ الْعَفْوِ فِي الْعِتَابِ لَمَا قَامَ بِصَوْلَةِ الْخِطَابِ (۱۶۳)
یعنی، اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی تعلیم دی گئی ہے اور اگر عتاب میں

۱۵۹۔ روح المعانی، سورة التوبة، الآية: ۴۳، ۹/۱۰۔ ۱۷/۱۰

۱۶۰۔ تفسیر الحسنات، سورة التوبة، ۸۷۴/۲

۱۶۱۔ روح المعانی، سورة التوبة، الآية: ۴۳، ۹/۱۰۔ ۱۷/۱۰

۱۶۲۔ تفسیر الحسنات، سورة التوبة، ۸۷۴/۲

۱۶۳۔ روح المعانی، سورة التوبة، الآية: ۴۳، ۹/۱۰۔ ۱۷/۱۰

معافی کا اعلان نہ ہوتا تو اس خطاب کا زور بیان ہی باقی نہ رہتا۔ (۱۶۴)
سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

انظروا إلى هذا اللطف بدأ بالعفو قبل ذكر المعفو (۱۶۵)
یعنی، اس لطف و مہربانی پر غور کرو کہ جن کو معاف کیا جا رہا ہے، اُس کے
ذکر سے پہلے معاف کرنے کا اعلان ہوتا ہے۔ (۱۶۶)
آگے فرماتے ہیں:

واعتذر عنه صاحب "الكشف" حيث قال: أراد أن الأصل ذلك
و أبدل بالعفو تعظيماً لشأنه ﷺ و تنبيهاً على لطف مكانه و
لذلك قَدَّم العفو على ما ذكر ما يُوجب الجناية (۱۶۷)
یعنی، اور صاحبِ کشف نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عتاب کی
جگہ عفو بدل دیا تاکہ نبی کریم ﷺ کی شان کی عظمت اور آپ کے لطیف
مقام کی وضاحت ہو اسی لئے عتاب پر عفو کو مقدم کیا۔ (۱۶۸)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس مسلمان پر جو اپنے نفس پر مجاہدہ کرتا ہے
اور اس کے اخلاق زمامِ شریعت کے تابع ہیں واجب ہے کہ قرآنی آداب سے اپنے قول و فعل
و معاملات اور محاورات میں ادب سیکھے، کیونکہ ادب ہی معرفتِ حقیقی کی گُنہ (یعنی اصل) ہے،
اور ادب ہی دینی و دنیاوی زندگی کا گلدستہ ہے، اور اُس بے مثال مہربانی پر خوب غور و فکر کرے
، جو سوال میں اُس ربُّ الارباب (مالک الملک عزّ وجلّ)، کائنات پر بے شمار انعام کرنے
والے اور ہر ایک سے بے نیاز کی جانب سے ہے اور اُن فوائد کو حاصل کرنے کی کوشش کرے
جو اس میں پنہاں ہیں، اور سمجھے کہ کس طرح اظہارِ ناپسندیدگی سے پہلے لطف و کرم کے ساتھ

۱۶۴۔ تفسیر الحسنات، سورۃ التوبۃ، ۸۷۴/۲۔ ۸۷۵

۱۶۵۔ روح المعانی، سورۃ التوبۃ، الآیۃ: ۴۳، ۹/۱۰۔ ۴۱۷/۱۰

۱۶۶۔ تفسیر الحسنات، سورۃ التوبۃ، ۸۷۴/۲۔ ۸۷۵

۱۶۷۔ روح المعانی، سورۃ (۹) التوبۃ، الآیۃ: ۴۳، ۹/۱۰۔ ۴۱۸/۱۰

۱۶۸۔ تفسیر الحسنات، سورۃ التوبۃ، ۸۷۵/۲

کلام کی ابتداء فرماتا ہے، بالفرض اگر یہاں (معاذ اللہ) کوئی گناہ ہو بھی تو گناہ کے ذکر سے پہلے عفو و بخشش کا ذکر کر کے محبت و انسیت کی باتیں کی ہیں۔ (۱۶۹)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کی عظمت کو بلند و بالا فرماتا ہے، آپ کی اُمت پر آگاہ فرماتا ہے کہ میرے پیارے محبوب ﷺ کی تعظیم و توقیر آپ کا فرضِ اوّلین ہے۔

۱۵۔ ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (۱۷۰)

ترجمہ: اے محبوب! تمہاری جان کی قسم، بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔ (کنز الایمان)

علمائے تفسیر کا اس بات میں اتفاق ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ علیہ اطمین التہیہ و اجمال الثناء کی ذات پاک کی قسم بیان فرمائی، اور یہ حضور ﷺ کی عظمتِ شان اور شرفِ رفیع کی قوی دلیل ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَا خَلَقَ اللَّهُ نَفْسًا أَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ مَا أَقْسَمَ بِحَيَاةِ أَحَدٍ إِلَّا بِحَيَاتِهِ (۱۷۱)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی چیز کو معزز اور مکرم پیدا نہیں کیا اور حضور ﷺ کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم یاد نہیں فرمائی۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

هَذَا نِهَایَةُ التَّعْظِيمِ وَ غَايَةُ الْبِرِّ وَ التَّشْرِيفِ (۱۷۲)

یعنی، اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کی زندگی کی قسم بیان فرمانا تعظیم و تکریم کی انتہاء ہے۔

۱۶۹۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الثالث فيما ورد من خطابه إياه مورد الملاطفة و المبرة، ص ۳۰

۱۷۰۔ سورة الحجر: ۷۲/۱۵

۱۷۱۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرابع، ص ۳۲، بتصرف يسير

۱۷۲۔ الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، سورة الحجر، الآية: ۷۲، ۵/۱۰/۳۹۔

أيضاً الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرابع، ص ۳۲

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ”الشفاء“ میں فرماتے ہیں: اس کے یہ معنی ہیں کہ
وَبَقَائِكَ يَا مُحَمَّدُ (ﷺ)

یعنی، اے محمد ﷺ! آپ کی بقا کی قسم۔

اور ایک روایت میں وَعَيْشِكَ (آپ ﷺ کی زندگی کی قسم) اور وَحَيَاتِكَ بھی
آیا ہے، اس میں حضور ﷺ کی انتہائی تعظیم اور بے حد و غایت اکرام و شرف ہے، ابوالجوزا
رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۳) نے کہا ہے کہ اللہ عز و جل نے حضور ﷺ کے سوا کسی کی حیات کی قسم بیان
نہیں فرمائی، کیونکہ حضور ﷺ بارگاہِ الہی میں ساری مخلوق سے زیادہ مکرم ہیں۔ (۱۷۴)
امام اہلسنت فرماتے ہیں:

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

شمال مصطفیٰ ﷺ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”خصائص کبریٰ“ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
اپنے پیارے محبوب ﷺ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی، چنانچہ رُوئے تاباں کے
بارے میں فرمایا:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ (۱۷۵)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (کنز الایمان)
آپ کی چشمان مبارک کے بارے میں فرمایا:

۱۷۳۔ ان کا نام اوس بن عبداللہ ربیع بصری ہے، تابعی ہیں اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
وغیرہا سے روایت حدیث فرمائی (مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء، ص ۳۲)

۱۷۴۔ الجامع لأحكام القرآن، سورة (۱۵) الحجر، الآية: ۷۲، ۳۹/۱۰/۵

أيضاً الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرابع في
قسم الله تعالى بعظيم قدره، ص ۳۲

۱۷۵۔ سورة البقرة: ۱۴۴/۲

﴿لَا تَمُدَّنِي عَيْنِيكَ﴾ (۱۷۶)

ترجمہ: اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو۔ (کنز الایمان)
زبان مبارک کے بارے میں فرمایا:

﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ﴾ (۱۷۷)

ترجمہ: تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زباں میں یوں ہی آسان فرما دیا۔ (کنز الایمان)
آپ کے دست مبارک اور گردن شریف کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ﴾ (۱۷۸)

ترجمہ: آپ اپنا ہاتھ اور اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (کنز الایمان)
سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا:

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۖ وَوَضَعْنَا عَنكَ ۖ وَزَرَكَ

الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾ (۱۷۹)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔ (کنز الایمان)

قلب اطہر کے بارے میں فرمایا:

﴿نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾ (۱۸۰)

ترجمہ: تو تمہارے دل پر اُسے اتارا۔ (کنز الایمان)

اخلاق کے بارے میں فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (۱۸۱)

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔ (کنز الایمان)

اور امام احمد بن محمد قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے عضو عضو کا ذکر فرمایا پس آپ ﷺ کے قلب اطہر کا ذکر اس فرمان میں:

۱۷۶۔ سورة الحجر: ۸۸/۱۵ - ۱۷۷۔ سورة مريم: ۹۷/۱۹

۱۷۸۔ سورة بنی اسرائیل: ۲۹/۱۵ - ۱۷۹۔ سورة الإنشراح: ۱/۹۴-۳

۱۸۰۔ سورة البقرة: ۹۷/۲ - ۱۸۱۔ سورة القلم: ۴/۶۸

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ (۱۸۲)

ترجمہ: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (کنز الایمان)

اور اس فرمان میں:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَى قَلْبِكَ﴾ (۱۸۳)

ترجمہ: اسے روح الامین لے کر اتر اتمہارے دل پر۔ (کنز الایمان)

اور زبان مبارک کا ذکر اس فرمان میں:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ (۱۸۴)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ (کنز الایمان)

اور اس فرمان میں:

﴿فَإِنَّمَا يَسْرُنُهُ بِلِسَانِكَ﴾ (۱۸۵)

ترجمہ: تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا۔ (کنز الایمان)

اور چشمان اقدس کا ذکر اس فرمان میں:

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ﴾ (۱۸۶)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔ (کنز الایمان)

اور رُخ انور کا ذکر اس فرمان میں:

﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ (۱۸۷)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (کنز الایمان)

اور دست اقدس اور گردن مبارک کا ذکر اس فرمان میں:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ﴾ (۱۸۸)

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (کنز الایمان)

۱۸۲۔ سورة النجم: ۵۳/۱۱

۱۸۳۔ سورة الشعراء: ۲۶/۱۹۳، ۱۹۴

۱۸۴۔ سورة النجم: ۵۳/۳

۱۸۵۔ سورة مريم: ۱۹/۹۷

۱۸۶۔ سورة النجم: ۵۳/۱۷

۱۸۷۔ سورة البقرة: ۲/۱۴۴

۱۸۸۔ سورة بنی اسرائیل: ۱۷/۲۹

اور پشت مبارک اور سینہ اقدس کا ذکر اس فرمان میں:

﴿الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ ۖ وَ وَضَعْنَا عَنكَ وَزْرَكَ ۝

الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۖ﴾ (۱۸۹)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا، اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا

جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔ (کنز الایمان) (۱۹۰)

اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کر کے پیارے

محبوب ﷺ کو خوش کر رہا ہے۔

جیسے قرآن ورد ہے اس گل محبوبی کا یونہی قرآن کا وظیفہ ہے وقار عارض

امتی کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسا کام کرے کہ جس سے نبی کریم ﷺ خوش ہو جائیں، تو

اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو جائے گا۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

﴿عَسَىٰ أَنْ يَتَّعِكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (۱۹۱)

۱۶۔

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد

کریں۔ (کنز الایمان)

بزار و بیہقی نے ”البعث“ میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا

کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا، اور کسی جان کو بات کرنے کی

اجازت نہ ہوگی، سب سے پہلے جن کو پکارا جائے گا وہ حضور ﷺ ہوں گے اور آپ کہیں گے:

”لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَ الْخَيْرُ فِیْ يَدَيْكَ وَ الشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ وَ

الْمُهْتَدِیْ مَنْ هَدَيْتَ وَ عَبْدُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ لَكَ وَ إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَ

لَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبُّ الْبَيْتِ“

۱۸۹۔ سورة الإنشراح: ۱/۹۴۔ ۳

۱۹۰۔ المواهب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثانی فیما خصّه اللہ تعالیٰ به من المعجزات و

شرفه به الخ، ۲/۲۷۲، ۲۷۳

۱۹۱۔ سورة بنی اسرائیل: ۱۷/۷۹

اُس وقت آپ شفاعت فرمائیں گے اور اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا:

﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (۱۹۲)

مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے خود نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”هُوَ الْمَقَامُ الَّذِي أُشْفِعَ فِيهِ لِأُمَّتِي“ یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔ (۱۹۳)

امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ ایک روز غمگسارِ عامیاں و چارہ سازِ بکیاں ﷺ نے حضرت خلیل علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی:

﴿رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَ مَنِ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (۱۹۴)

ترجمہ: اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت سے لوگ بہکا دیئے اور جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملہ کو دہرایا:

﴿إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (۱۹۵)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر انہیں بخش دے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (کنز الایمان)

پھر حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی:

”أُمَّتِي أُمَّتِي“ تُم بکی

۱۹۲۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الثالث، فصل في تفضيله

بالشفاعة و المقام المحمود، ص ۱۴۳، ۱۴۴

أيضاً الخائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ بالمقام المحمود الخ، ۲۲۱/۱

۱۹۳۔ قاضی عیاض نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کلمات کو نقل کیا ہے: فَهَذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ

الَّذِي وَعِدَهُ لِعَنِي، یہی وہ مقام محمود ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (الشفا بتعريف حقوق

المصطفى، القسم الأول، الباب الثالث، الفصل في تفضيله بالشفاعة الخ، ۱۴۴۔

۱۹۴۔ سورة إبراهيم: ۳۶/۱۴۔ ۱۹۵۔ سورة المائدة: ۱۱۸/۵

”اے میرے رب! میری اُمت کو بخش دے، میری اُمت کو بخش دے“

پھر حضور ﷺ زار و قطار رونے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”يَا جِبْرِئِيلُ اذْهَبْ اِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ: اِنَّا سَنَرْضِيكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَ لَا

نَسُوْءُكَ“ (۱۹۶)

اے جبریل! میرے محبوب (ﷺ) کے پاس جاؤ اور جا کر میرا پیغام دو

اے حبیب! ہم تجھے تیری اُمت کے بارے میں راضی کریں گے اور

آپ کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔

شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

بروزِ حشر جب ہر دل پر خوف و ہراس طاری ہوگا، جلالِ خداوندی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی، بڑے بڑے شجاع اور زور آور اور سرکش مارے خوف کے پانی پانی ہو رہے ہوں گے، ساری خلقِ خدا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت کلیم اللہ علیہ السلام تک کا دروازہ کھٹکھٹائے گی لیکن شنوائی نہ ہوگی، آخر کار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے گی، اور اُن سے شفاعت کی ہمتی ہوگی، آپ جواب دیں گے کہ میں خود آج لبِ کُشائی کی جسارت نہیں کر سکتا، ہاں تمہیں ایک کریم کا آستان بتاتا ہوں جس پر حاضر ہونے والا کبھی نامراد خالی ہاتھ نہیں لوٹا، جاؤ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس اور وہاں جا کر عرض حال کرو، چنانچہ سب بارگاہِ محبوبِ کبریا ﷺ میں حاضر ہوں گے اور اپنی داستانِ غم پیش کرتے ہوئے گویا عرض کریں گے۔

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو اے بیکسوں کے آقا اب تیری دُہائی ہے
(حدائقِ بخشش)

عرشِ حق ہے مسدِ رفعتِ رسول اللہ کی دیکھنی ہے حشر میں عزتِ رسول اللہ کی

حضور ﷺ سن کر ارشاد فرمائیں گے ”اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا“ ہاں تمہاری دستگیری کے لئے تیار ہوں، حضور ﷺ عرشِ عظیم کے قریب پہنچ کر سجدہ ریز ہوں گے، اپنی پاک زبان سے سُبح و قدّوس رب کی حمد و ثناء کریں گے، ادھر سے آواز آئے گی:

يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ تُسْمِعُ وَ سَلْ تُعْطَى وَ اَشْفَعُ تُشَفَّعُ (۱۹۷)
یعنی، اے سرِ اِپا خوبی و زیبائی اپنے سر مبارک کو اٹھاؤ، کہو تمہاری بات سنی جائے گی، تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے، تم شفاعت کرتے جاؤ، ہم شفاعت قبول فرماتے جائیں گے۔

اس طرح حبیبِ خدا ﷺ کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا دروازہ کھلے گا۔

علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضور پر نور ﷺ پانچ شفاعتیں فرمائیں گے:

- ۱۔ شفاعتِ عامہ جن سے مومن اور کافر اپنے بیگانے سب مستفیض ہوں گے۔
- ۲۔ بعض خوش نصیبوں کے لئے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے۔
- ۳۔ وہ مؤجد جو اپنے گناہوں کے باعث عذابِ دوزخ کے مستحق قرار پائیں گے، حضور ﷺ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔
- ۴۔ وہ گنہگار جنہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، حضور ﷺ کی شفاعت فرما کر ان کو وہاں سے نکالیں گے۔

۱۹۷۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ﴿یَرْفَعُ رَأْسَهُ﴾ (الصفات: ۹۴) النَّسْلَانُ فِي الْمَشَى، برقم: ۳۳۶۱، ۳۷۲/۲، کتاب الرِّقَاق، باب صفة الجنة و النار، برقم: ۶۵۶۵، ۲۲۳/۴، ۲۲۴، کتاب التَّوْحِيد، باب كلام الرَّبِّ عَزَّ وَ جَلَّ يوم القيامة، برقم: ۷۵۱۰، ۴۷۶/۴، ۴۷۷

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها، برقم: ۱۹۳،

۱۹۴، ص ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰ بتغییر یسیر

۵۔ اہل جنت کے مدارج میں ترقی کے لئے سفارش فرمائیں گے۔ ملخصاً (۱۹۸)
خود سوچئے جن کا دامن کرم سب کو ڈھانپے گا، جن کی محبوبیت کا ڈنکہ بج رہا ہوگا، جن کی
جلالتِ شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی، ایسے میں کون سادل ہوگا جو اُس محبوب کی
عظمت کا اعتراف نہ کرے گا، اور کون سی زبان ہوگی جو اُس کی تعریف و توصیف میں زمرہ
خواں نہ ہوگی۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیں صحابہ سے حدیث مروی ہونے کی
تصدیق کی ہے، علامہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شفاعت متواتر ہے۔ (۱۹۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِي لَوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا
فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ وَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لَوَائِي“ (۲۰۰)
یعنی، قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار میں ہوں گا، حمد کا پرچم
میرے ہاتھ میں ہوگا، سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے، یہ
ساری باتیں اظہارِ حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں، فخر و مباہات مقصود نہیں۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۷۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (۲۰۱)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنز الایمان)

۱۹۸۔ تفسیر قرطبی، سورۃ (۱۷) بنی اسرائیل، الآیۃ: ۷۹، ۵/۱۰/۳۱۰

۱۹۹۔ تفسیر المظہری، سورۃ بنی اسرائیل، الآیۃ: ۷۹، ۵/۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹

۲۰۰۔ سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ بنی اسرائیل، برقم: ۳۱۴۸، ۴/۱۵۹، و

باب فی فضل النبی ﷺ، برقم: ۳۶۱۵، ۴/۴۲۴

ایضاً سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الشفاعۃ، برقم: ۴۳۰۸، ۴/۵۶۵

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۲/۳

ایضاً نقلہ التبریزی فی ”مشکاتہ“ فی أحوال القیامۃ (باب فضائل سید المرسلین ﷺ)،

برقم: ۳، ۵۷۶۱-۴/۳۵۶

۲۰۱۔ سورۃ الأنبیاء: ۲۱/۱۰۷

حضور ﷺ کا رحمت ہونا

خیال رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ”رب العالمین“ فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ”رحمة للعالمین“، معلوم ہوا جن کا اللہ تعالیٰ رب ہے، اُن کے لئے حضور ﷺ رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے، تام ہے، کامل ہے، شامل ہے، عام ہے، عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے ہے، دونوں جہان میں دائمی ہے۔ (۲۰۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والے کے لئے بھی اور اُس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں، اور جو ایمان نہ لایا، اُس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت اُس سے بچے رہے جو ان کے علاوہ دوسری جھٹلانے والی اُمتوں کو پہنچا یعنی اُن کے عذاب میں تاخیر ہوئی اور حسف، مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ (۲۰۳)

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کئی اقوال نقل فرماتے ہیں:

۱۔ یہ حق ملائکہ میں بھی امن ہے جیسے ہاروت و ماروت کا ابتلا ہوا، اب نہیں ہوگا، اور اس کی تائید پر جو صاحب شفاء نے نقل کیا، وہ قول صادق نظر آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ ”کیا انہیں بھی اس رحمت سے کچھ ملا“، عرض کی جی ہاں، مجھے اپنے انجام کی فکر تھی تو اللہ تعالیٰ نے میری تعریف میں ﴿ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ﴾ (۲۰۴) فرما کر مامون کر دیا۔ (۲۰۵)

۲۔ ”عالم“ سے مراد تمام مخلوقات ہے، اس لئے ”عالم“ ماسوی اللہ اور صفات حق کے

۲۰۲۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۲۱) الانبیاء، الآیۃ: ۱۰۷، ۶۲۹/۵

ایضاً نور العرفان، سورۃ (۲۱) الانبیاء، ص ۵۲۸، حاشیہ (۲)

۲۰۳۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الاول، الباب الاول، الفصل الاول، ص ۲۳

ایضاً خزائن العرفان، سورۃ الانبیاء، الآیۃ: ۱۰۷، ص ۳۹۵

۲۰۴۔ سورۃ التکوید: ۸۱/۲۰

۲۰۵۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الاول، الباب الاول، الفصل الاول، فیما جاء

من ذلك معنى المدح الخ، ص ۲۳

سوا سب کچھ مراد ہے۔

۳۔ حضور پر نور ﷺ کی ذات اقدس کا تمام خلّاق کے لئے رحمت ہونا بایں اعتبار ہے کہ حضور ﷺ واسطہ فیض الہی ہیں، تمام ممکنات پر حسبِ قابلیت۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ کا نور بھی اول مخلوقات ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ ”اے جابر! اول جسے پیدا فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے“۔ (۲۰۶) اور حدیث میں آیا ہے کہ ”اللہ عطا فرمانے والا ہے اور ہم تقسیم کرنے والے ہیں“۔ (۲۰۷)

۲۰۶۔ اس حدیث شریف کو امام مالک کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل کے استاد اور امام بخاری کے استاد الاستاد امام عبدالرزاق صنعانی نے روایت کیا اور ان کے حوالے سے محدّثین کرام اور علماء عظام نے نقل کیا جیسے امام بیہقی نے ”دلائل النبوة“ میں اور امام قسطلانی نے ”المواہب اللدنیہ“ میں اور امام زرقانی نے ”شرح الزرقانی علی المواہب“ (المقصد الأول، ۸۹/۱، ۹۰، ۹۱) میں اور علامہ فاسی نے ”مطالع المسرات“ (ص ۲۲۰، ۲۲۱) میں نقل کیا ہے، ان کے علاوہ متعدد دناقلین جن کی تصانیف کے بارے میں جاننے کے لئے علامہ منظور احمد فیضی علیہ الرحمہ کی تصنیف ”مقام رسول“ (ص ۲۱۹، ۲۲۰) کا مطالعہ کیجئے، یاد رہے کہ حدیث جابر کو محدّثین کرام، علماء اسلام کی ایک بڑی جماعت نے ”مصنّف عبدالرزاق“ کے حوالے سے ذکر کیا جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ حدیث اس کتاب میں موجود ہے لیکن جب ”المصنّف“ کے مطبوع نسخوں کو دیکھا جاتا تو اُن میں یہ باب ہی مفقود تھا، اس بنا پر ایک بڑے گروہ نے علماء محدّثین کی نقل کا اعتبار نہ کرتے ہوئے حدیث جابر کے وجود سے انکار کر دیا جو کہ اُن حضرات پر طعن تھا جنہوں نے اس حدیث کو امام عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کیا تھا، بالآخر بعض احباب کی ایک طویل عرصے کی جدوجہد کے بعد ”المصنّف“ کا قلمی نسخہ ملا کہ جس میں مذکور باب ملا اُس میں حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھی اور اُسے قبول کرنے میں اب کسی کے لئے کسی تا مل کا جواز باقی نہ تھا، کیونکہ اس کتاب میں حدیث جابر کے وجود پر کثیر علماء محدّثین کی نقول اُن کی تصریحات شاہد تھیں جنہوں نے اس کتاب میں اس حدیث کو دیکھا تھا اور اُسے اپنی کُتب میں نقل کیا تھا، لیکن جن لوگوں نے اس خیانت کا ارتکاب کیا تھا اُن کی باقیات کو جب اپنے نظریات مجروح ہوتے ہوئے نظر آئے تو انہوں نے اُس قلمی نسخے اور اُسے منظر عام پر لانے والوں پر طرح طرح کے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔

۲۰۷۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ خیراً یفقہ فی الدین، برقم: ۷۱، ۲۷/۱ و کتاب فرض الخمس، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ﴾ (الأنفال: ۴۱/۸)، برقم: ۳۱۱۶، ۳۰۵/۲، و کتاب الإعتصام بالکتاب و السنّة، باب قول النبی ﷺ: لا تزال طائفة الخ، برقم: ۷۳۱۲، ۴۲۲/۴

۴۔ ”مفتاح السعادت“ میں ابن قیم نے لکھا کہ اگر نبوتیں نہ ہوتیں (۱) تو عالم میں کوئی علم نافع نہ ہوتا، (۲) کوئی عمل صالح نہ ہوتا، (۳) قطعاً صلاحیت معاش نہ رہتی، (۴) بالکل قوام مملکت نہ رہتا، (۵) اور لوگ چار پائے اور بہائم کی طرح اور کتوں کی طرح رہ جاتے کہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے، (۶) اور ہر خیر عالم میں آثارِ نبوت سے ہے، (۷) اور ہر شر جو عالم میں واقع ہوا یا ہوگا وہ بہ سبب خفاء آثارِ نبوت کے ہے، (۸) اور درس ہائے نبوت کے بند ہونے سے ہے، (۹) عالم جسم ہے اور اس کی روح نبوت، اور ظاہر ہے کہ جسم کا قیام روح کے بغیر ناممکن ہے، (۱۰) یہی وجہ ہے کہ جب نبوت کا سورج کائنات سے چھپ جائے گا اور نبوت کے آثار میں سے زمین میں قطعی طور پر کچھ باقی نہیں رہے گا تو آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، سورج لپیٹ دیا جائے گا، چاند بے نور کر دیا جائے گا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، زمین میں زلزلہ آئے گا، جو زمین پر ہوں گے سب ہلاک ہو جائیں گے، تو ثابت ہوا کہ عالم کا قیام آثارِ نبوت سے ہے۔

پھر آگے لکھا کہ جب یہ امر مسلم ہے کہ نظامِ عالم مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے واسطے سے ہے اس لئے آپ اکمل الغیبین ہیں۔ (۲۰۸)

(۱۱) اور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہر فرد مخلوق کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئی، ملائکہ اور انس و جن سب کے لئے اور شانِ رحمت سے مستفیض ہونے میں کافر مومن، انس و جن میں کوئی فرق نہیں، البتہ افاضہ رحمت میں تفاوت ہے جتنی رحمت کا جو مستحق ہے اتنی ہی رحمت اُس پر ہے، چنانچہ اس پر ذیل کی حدیث ہماری دلیل ہے:

”مسلم“ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کفار کے خلاف دعا فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”میں لعنت کرنے والا مبعوث نہیں ہوا، میں تو سب کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں“۔ (۲۰۹)

۲۰۸۔ امام اہلسنت نے اسی مضمون کو اپنے اس شعر میں بیان فرمایا کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے۔

۲۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب النہی عن لعن الذواب و غیرہا، برقم: ۶۷۰۵/

”بیہقی“ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے: ”میں رحمت اور ہدایت ہی ہوں“۔ (۲۱۰) یہاں علامہ آلوسی علیہ الرحمہ کی عبارت ختم ہوئی۔ (۲۱۱)

”تفسیر روح البیان“ (۲۱۲) میں اسی آیت کے تحت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”ہماری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور ہماری وفات بھی“، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یا رسول اللہ (ﷺ)! زندگی پاک تو ظاہر کہ بہتر ہے، وفات شریف کس طرح بہتر ہے، فرمایا کہ ”ہماری قبر اطہر میں ہر جمعہ اور سوموار کو تمہارے اعمال پیش ہوتے رہیں گے، نیک اعمال کو دیکھ کر ہم رب کا شکر ادا کریں گے، اور بُرے اعمال کو دیکھ کر تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں گے“۔ (۲۱۳)

طبرانی میں ہے کہ اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رسول اکرم ﷺ شب باش تھے، اُٹھے اور نماز کے لئے وضو فرمایا، پس میں نے سنا آپ فرما رہے تھے ”لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ“ اور فرمایا ”تیری مدد ہوگی“، میں نے عرض کی آپ کس سے لَبَّيْكَ وغیرہ فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ: ”یہ راجز مجھے پکار رہا تھا، میں نے اُسے جواب دیا“۔ (۲۱۴)

۲۱۰۔ دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب مولد النبي ﷺ، باب ذكر أسماء النبي ﷺ، ۱/۱۵۸۔ أيضاً الجامع الصغير، برقم: ۲۵۸۳، ۲/۵۳۴۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے رحمت اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے“۔ اسے امام ابو نعیم نے ”دلائل النبوة“ میں روایت کیا ہے اور علامہ بغوی نے ”الأنوار في شمائل النبي المختار“ (برقم: ۲۵۱، ۱/۲۰۸) میں اور ”دلائل النبوة“ کے حوالے سے امام سیوطی نے ”الخصائص الكبرى“ (باب من خصائصه ﷺ أنه بعث رحمة للعالمين الخ، ۲/۱۸۹) میں نقل کیا ہے۔

۲۱۱۔ روح المعاني، سورة (۲۱) الأنبياء، الآية: ۱۰۷، ۱۷/۱۳۸، ۱۳۹۔

۲۱۲۔ تفسیر روح البیان، سورة الأنبياء، الآية: ۱۰۷، ۵/۶۳۱۔

۲۱۳۔ مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوة، باب ما يحصل لأمتہ ﷺ من استغفاره بعد وفاته، برقم: ۱۴۲۵۰، ۸/۴۲۷۔

۲۱۴۔ المعجم الصغير للطبرانی، ۲/۷۳، ۷۴ بتفسير يسير

أيضاً نقله الإمام النبهاني في ”حجة الله على العالمين“ في الباب السابع، الفصل الأول، إنماده بشؤون

بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيات، عمرو بن سالم الخزاعي رضي الله عنه، ص ۳۵۴

راجز رضی اللہ عنہ کا واقعہ: کفار حضرت عمرو بن سالم راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مکہ سے ہجرت پر راضی نہ تھے، لیکن آپ مکہ سے نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا، راستے میں دشمن کے زبردست گھیرے میں آ گئے، تو راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو پکارا، اور فریاد کی کہ حضور ﷺ مجھے بچائیں ورنہ دشمن قتل کر دے گا، آپ ﷺ اُس وقت اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس حاضری کا ثبوت دیا، اور نصرت کی، اُس کی امداد فرما کر اُسے دشمن سے بچا لیا، اور راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی۔

راجز کا ایک شعر ہدیہ قارئین ہے:

فَانْصُرْ رَسُولَ اللَّهِ نَصْرًا عَتَدًا وَادْعُ عِبَادَ اللَّهِ يَأْتُوا مَدَدًا

یعنی، پس رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار

ہے، تو اللہ کے بندوں کو پکارو وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔ (۲۱۵)

اسی مضمون کو امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان یوں بیان فرماتے ہیں:

واللہ وہ سُن لیں گے، فریاد کو پہنچیں گے

اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

امام ابو محمد صدر الدین بقلی (۲۱۶) اور ان کے حوالے سے علامہ اسماعیل

۲۱۵۔ أسد الغابہ، باب العین، برقم: ۳۹۲۳، ۷۲۱/۳

ایضاً معرفة الصحابة لأبي نعیم، باب العین، برقم: ۲۰۶۴، ۴۰۹/۳

ایضاً تاریخ الإسلام للذهبی، المغازی، ص ۵۲۳۔

ایضاً الاستیعاب، باب العین، برقم: ۱۹۳۸، ۲۵۹/۳

نوٹ: ”أسد الغابہ“ میں یہ شعر اسی طرح ہے جس طرح حضرت مؤلف مدظلہ العالی نے ذکر فرمایا اور

”معرفة الصحابة“ اور ”تاریخ الإسلام“ میں ”فَانْصُرْ رَسُولَ اللَّهِ“ کی جگہ ”فَانْصُرْ هَذَاكَ اللَّهُ“

ہے اور ”تاریخ الإسلام“ میں ”نَصْرًا عَتَدًا“ کی جگہ ”نَصْرًا اُعْتَدًا“ ہے اور ”معرفة الصحابة“

میں ”نَصْرًا اَبَدًا“ ہے اور ”عَتَدًا“ بمعنی ”قُوًيًا“ ہے جب کہ ”الاستیعاب“ میں ”فَانْصُرْ رَسُولَ

اللَّهِ نَصْرًا عَتَدًا“ کی جگہ ”قَدْ جَعَلُوا لِي بِكَذَاءٍ رَصْدًا“ ہے

۲۱۶۔ تفسیر عرائس البیان، سورة الانبياء، الآية: ۱۰۷، ۵۲۸/۲

تھی (۲۱۷) لکھتے ہیں کہ اے صاحب فہم! اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ہمیں بتایا کہ خالق کائنات نے اپنی مخلوقات میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ حضرت محمد ﷺ کا نور ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے ایک جزو سے از عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا اور وجود و شہود کی طرف آپ ﷺ کو بھیجنا جمیع مخلوقات کے لئے رحمت ہے، کیونکہ (مصدر خلاق وہی ہیں) سب کا صدور و ظہور انہی کے نور سے ہے، لہذا ان کا موجود ہونا وجودِ خلق کا موجب ہے، اور اُن کا وجود مبارک جمیع خلاق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے، اس لئے کہ سب کے وجود کا سبب وہی ہیں، لہذا وہ ایسی رحمت ہیں جو سب کے لئے کافی ہیں اور اسی آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) ہمیں (یہ بھی) سمجھا دیا ہے کہ قضاء و قدرت میں تمام مخلوقات صورتِ مخلوقہ کی طرح ہے، جان بغیر روح حقیقی کے پڑی ہوئی حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی، جب حضور ﷺ عالم میں تشریف لائے تو تمام عالم وجودِ محمدی سے زندہ ہو گیا، اس لئے کہ تمام مخلوقات کی روح حضور سید عالم ﷺ ہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے“۔ (۲۱۸)

آیت کریمہ کی جو تفسیر ہم نے جلیل القدر علماء مفسرین سے نقل کی ہے، اس کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ تمام افراد ممکنات کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا رابطہ اور تعلق ہے، جس کے بغیر حصول فیض ممکن نہیں، اور جب سب کا ربط حضور ﷺ سے ہے تو حضور ﷺ کسی سے دور نہیں، نہ کسی فرد ممکن سے بے خبر ہیں، جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روح دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جزو اس روح مقدسہ سے خالی ہو جائے، لہذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہو کر روح کائنات ہیں، اور عالم کے ہر ذرہ میں روحانیتِ محمدیہ کے جلوے چمک رہے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور حقیقتِ نظر و بصر سے معزئی ہو کر نہیں ہو سکتی، کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصلِ ادراک اور حقیقتِ نظر و بصر ہے، لہذا ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام

مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

اس مضمون کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ امر خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ علماء عارفین اور اولیاء کاملین نے جو حقیقت محمدیہ کو تمام ذرات کائنات میں جاری و ساری بتایا، اس کی اصل یہی آیت مبارکہ ہے اور اس میں شک نہیں کہ نماز میں ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ کہنے کا حکم بھی اس امر پر مبنی ہے کہ جب حقیقت محمدیہ علیہ التحیۃ و الثناء تمام ذرات کائنات میں موجود ہے تو ہر عبد مصلیٰ (یعنی نمازی) کے باطن میں بھی اس کا پایا جانا ضروری ہے اور چونکہ حضور ﷺ باوجود تمام کائنات میں جلوہ گر ہونے کے اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے اس لئے نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربار الہی میں حاضر ہو تو خطاب و ندا کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ کے الفاظ سے اُن کی خدمت میں تحفہ صلاۃ و سلام پیش کر۔

چنانچہ قطب ربّانی غوثِ صمدانی سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف ”کتاب المیزان“ میں ”تشہد“ کے بیان میں فرماتے ہیں:

میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ شارع (حقیقی) نے ”تشہد“ میں نمازی کو رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں، اُس بارگاہ میں اُن کے نبی ﷺ بھی تشریف فرما ہیں، اس لئے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے، پس نمازی نبی کریم ﷺ کو بالمشافہ (رُوبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔ (۲۱۹)

اسی مضمون کو ”تشہد“ کے بیان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”فتح الباری شرح صحیح بخاری“ میں حسب ذیل ایمان افروز عبارت میں لکھتے ہیں:

”اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوا یا تو انہیں حی لا یموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، اُن کی

آنکھیں فرحتِ مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں یہ شرفِ باریابی حاصل ہوا ہے، یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکتِ متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے، یعنی دربارِ خداوندی میں نبی کریم ﷺ جلوہ گر ہیں، حضور ﷺ کو دیکھتے ہی ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ“ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔ (۲۲۰)

اسی طرح شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ”اشعة اللمعات“ میں فرماتے ہیں: ”اور حضور ﷺ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، تمام احوال و اوقات میں خصوصاً حالتِ عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے، اور بعض عرفاء نے فرمایا کہ یہ خطاب اس وجہ سے کہ حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام موجودات کے ذرات اور افرادِ ممکنات میں جاری و ساری ہے، پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں، لہذا نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور ﷺ کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو، تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے روشن اور فیضیاب ہو۔“ (۲۲۱)

سبحان اللہ کوئی ذرہ کوئی وقت ایسا نہیں جس کا تعلق دامنِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ نہ ہو۔

گھلے کیا راز محبوب و محبت مستانِ غفلت پر شرابِ قدرِ آی الحقِ زیبِ جام میں رانی ہے
(حدائقِ بخشش)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ
(اقبال)

صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲۰۔ فتح الباری، کتاب الأذان، باب التشہد فی الآخرة، برقم: ۸۳۱، الجزء (۲)، ۳/۳۳۹

۲۲۱۔ أشعة اللمعات، کتاب الصلوة، باب التشہد، الفصل الأول، ۱/۱۰۴

۱۸۔ ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (۲۲۲)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

كانوا يقولون: يَا مُحَمَّدُ يَا أبا الْقَاسِمِ، فَهَاهُمْ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ

إِعْظَاماً لِنَبِيِّهِ ﷺ، فقالوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ (۲۲۳)

یعنی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا محمد، یا ابا القاسم کہہ کر پکارتے، پھر

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی وجہ سے اس سے نہیں فرمائی۔ پس وہ

کہنے لگ گئے ”یا نبی اللہ، یا رسول اللہ“۔

امام بیہقی علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ”یا محمد“ نہ کہو،

بلکہ ”یا رسول اللہ، یا نبی اللہ“ کہو، اس کی مثل ابو نعیم نے عن الحسن وسعید بن الجہیر سے

تخریج فرمائی۔ (۲۲۴)

امام مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ کا معنی یہ ہے کہ

۲۲۲۔ سورة النور: ۲۲/۶۳

۲۲۳۔ الخصال الكبرى، باب قبل باب اختصاصه ﷺ بأن الميت يسأل عنه الخ، ۱۹۰/۲ و

فی نسخة الثانية باب تحريم ندائه باسمه، ۳۲۵/۲۔

و قال أخرجه أبو نعیم من طريق الضحاك۔

أيضاً لباب النقول للسيوطی، سورة النور، الآية: ۶۳، ص ۲۳۰

أيضاً تفسير المظهری، سورة الأحزاب، الآية: ۶۳، ۴۳۶/۶

أيضاً تفسير ابن كثير، سورة (۲۴) النور، الآية: ۶۳، ۴۱۰/۳

أيضاً تيسير الوصول، سورة (۲۴) النور، الآية: ۶۳، ص ۲۴۷

أيضاً زاد المسير، سورة (۲۴) النور، الآية: ۶۳، ۴۰۰/۵/۳

۲۲۴۔ المواهب اللدنية، المقصد الرابع، الفصل الثاني، ۲۸۶/۲۔

أيضاً الخصال الكبرى، باب قبل باب اختصاصه ﷺ بأن الميت يسأل عنه الخ،

۱۹۰/۲ و باب تحريم ندائه باسمه، ۳۲۵/۲

لَا تَدْعُوا بِأَسْمِهِ كَمَا يَدْعُوا بَعْضُكُمْ بَعْضًا (۲۲۵)
یعنی، آپ کو اپنے نام کے ساتھ ایسا نہ پکارو جیسا ایک دوسرے کو پکارتے
ہو۔

اور امام طبری نے مجاہد سے نقل کیا ہے مذکورہ آیہ کریمہ میں حکم دیا گیا کہ حضور ﷺ کو
”یا رسول اللہ“ کہہ کر بلائیں اور ”یا محمد“ نہ کہیں۔ (۲۲۶)
”تفسیر قادری“ ترجمہ تفسیر حسینی میں اس آیت کے تحت ہے:

”تم رسول اللہ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو فقط نام لے کر پکارتے
ہو، بلکہ چاہئے کہ تعظیم کے ساتھ پکارا کرو، جیسے ”يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا نَبِيَّ اللَّهِ“۔ اس لئے کہ حق
تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو قرآن میں نام لے کر پکارا اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے تعظیم و تکریم کے ساتھ خطاب کیا، اور یہ قاعدہ آپ کی زندگی مبارکہ سے خاص نہ تھا، بلکہ آپ
کے وصال کے بعد بھی جاری ہے، چنانچہ شیخ ربیع قدس سرہ نے فرمایا: سید عالم ﷺ کا اسم گرامی
لے کر بند کرنے کی ممانعت کا حکم وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ (جواہر البحار) اس کے بعد فرمایا:
”ہاں اگر اسم گرامی کے ساتھ ایسے صفات ہوں جو کہ آپ کی تعظیم و توقیر

سے مقتضی ہوں تو پھر جائز و حلال ہے، جیسے یا محمد الوسيلة“۔ (۲۲۷)

جب حضور ﷺ تمہیں کسی کام کے لئے بلانا چاہیں تو تم بلانے پر فوراً حاضر ہو اور قریب
نہ جاؤ جب تک اجازت نہ ہو اور اپنے آپس پر قیاس نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو
بلاتے ہو، اور آکر بلا اذن بلانے والے کے لئے چلے جاتے ہو۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے حبیب کا نام لے کر ایسے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو
پکار لیتے ہو، یعنی تم ”یا محمد“ کہہ کر نہ پکارو بلکہ ”يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ“، تعظیم و توقیر سے
اور دبی ہوئی آواز سے پکارو۔ (۲۲۸)

۲۲۵۔ تفسیر المظہری، سورۃ النور، الآیۃ: ۶۳، ۶/۴۳۶

۲۲۶۔ تفسیر المظہری، سورۃ النور، الآیۃ: ۶۳، ۶/۳۶۰

۲۲۷۔ شہد سے مینہا نام محمد ﷺ، ص ۱۴۱، ۱۴۲

۲۲۸۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثامن و العشرون، سورۃ النور، ۴/۷۳۶

امام قسطلانی لکھتے ہیں: اُمت پر حضور ﷺ کا نام لیکر پکارنا (یعنی ”یا محمد“ کہنا) حرام ہے بلکہ توقیر، تواضع اور دبی آواز کے ساتھ ”یا رَسُولَ اللّٰہ، یا نَبِیَّ اللّٰہ“ کہو۔ ملخصاً (۲۲۹)

سہل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمانے سے پہلے بات مت کرو اور جب حضور ﷺ کلام فرماتے ہوں تو کان لگا کر سُنو اور خاموش رہو اور آپ ﷺ کے فیصلہ سے قبل کسی معاملہ پر فیصلہ کی جلدی کرنے سے منع کئے گئے ہو اور یہ کہ وہ کسی چیز کا حکم فرمائیں خواہ وہ جہاد سے متعلق ہو یا اُس کے علاوہ اُمور دینیہ میں سے ہو، تو آپ ﷺ کے ارشاد پر چلیں، آپ ﷺ سے پہلے کسی معاملہ میں جلدی نہ کریں، حضرت حَسَن، مُجَاہِد، ضَحَّاک، سُدّی اور ثَوْرِی رحمہم اللہ کا قول بھی اس طرف واقع ہے۔ (۲۳۰)

ابو نعیم نے بطریق ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ لوگ ”یا مُحَمَّدُ، یا اَبَا الْقَاسِمِ“ کہہ کر حضور ﷺ کو پکارا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس سے اپنے نبی کی عظمت و احترام کی وجہ سے منع فرما دیا، پھر لوگ ”یا نَبِیَّ اللّٰہ، یا رَسُولَ اللّٰہ“ کہنے لگے۔ (۲۳۱)

بیہقی نے قتادہ سے آ یہ کریمہ کے تحت روایت کی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اُس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں اور اُن کی تعظیم و توقیر کریں اور اُن کو سردار جانیں۔ (۲۳۲)

علماء نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کو آپ کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ نہیں پکارا، امام ابو نعیم اصفہانی نے ”دلائل النبوة“ کی پہلی فصل کی ابتداء میں دوسری حدیث کے تحت لکھا ہے کہ نام سے کنایہ جلیل القدر مخاطب اور عظیم مدعو کی انتہائی تعظیم ہوا کرتا ہے کیونکہ جس کی تعظیم میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو اُس کے نام سے کنایہ کیا جاتا ہے، اگر بادشاہ ہو تو اُسے یا اَیُّہَا الْمَلِکُ، امیر ہو تو یا اَیُّہَا الْأَمِیر کہا جائے گا

۲۲۹۔ المواہب اللدنیة، ۲/۲۸۶

۲۳۰۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث في تعظيم أمره الخ، ص ۲۵۶

۲۳۱۔ دلائل النبوة لأبي نعیم، الفصل الأول، برقم: ۴، ۱/۴۳

۲۳۲۔ الخصائص الكبرى، باب قبل باب اختصاصه ﷺ بأن المیت يسأل عنه الخ، ۲/۱۹۰،

و فی نسخة الثانية: باب تحريم ندائه باسمه، ۲/۳۲۰

پس اللہ عز وجل نے اپنے نبی کو انتہائی رتبہ تک اور اعلیٰ رفعت تک پہنچایا، فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ (۲۳۳) اور ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ﴾ (۲۳۴)

بلکہ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾، ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ﴾ (۲۳۵) ”يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، يَا أَيُّهَا الْمُرْمَلُ“ فرمایا، تمام انبیاء کو ان کے اسماء سے پکارا، يَا آدَمُ، يَا إِبْرَاهِيمُ، يَا مُوسَى، يَا عِيسَى، يَا دَاوُدُ، يَا زَكَرِيَّا، يَا يَحْيَى۔ (۲۳۶)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ”شان حبیب الرحمن“ میں فرماتے ہیں: ”اس کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کو جو کہ وہ بارگاہِ الہی میں کرتے ہیں ایسا نہ سمجھو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے استدعا کرتے ہو، کہ خواہ قبول ہو یا نہ بلکہ اُن کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔ اُن کی جُتہش لب کُشائی گنجی ہے، اس لئے اگر انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی دعا ایسی کرنا چاہیں جو مشیتِ الہی کے خلاف ہو تو اُن کو دعا سے روک دیا جاتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ دعا کریں اور نا منظور ہو۔ دعا سے روکنے میں اُن کی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے، یا یہ مطلب ہوتا ہے کہ چونکہ آپ کی بات خالی جائے یہ ہم کو منظور نہیں، اور ہمارے ادارے کے خلاف ہو، یہ ممکن نہیں، لہذا آپ اس بارے میں دُعا نہ کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط کے بارے میں سفارش کرنا چاہی تو فرما دیا گیا: ”اے ابراہیم! اس دعا سے اعراض فرمائیے“ ﴿يَا إِبْرَاهِيمُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا﴾ احادیث کے مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ حضور انور ﷺ نے جن کو جس وقت جو دعا فرما دی وہ ہی قبول ہوئی۔ (۲۳۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ کی دعوت کی، اُن کی بیوی ابھی

۲۳۳۔ سورة الأحزاب: ۴۵، و سورة الأنفال: ۶۴

۲۳۴۔ سورة المائدة: ۴۱، ۶۷

۲۳۵۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل السابع فيما أخبره الله تعالى الخ، ص ۴۰

۲۳۶۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الثالث، ص ۳۱

۲۳۷۔ شان حبیب الرحمن من آیات القرآن، برقم: ۵۲، ص ۱۳۸

کھانے کی تیاری کر رہی تھیں کہ اُن کے ایک لڑکے نے دوسرے کو ذبح کر دیا، کیونکہ انہوں نے والد کو جانور ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا، لڑکپن کا زمانہ تھا اُس ذبح کی نقل کی اپنے بھائی کو ذبح کر دیا، پھر والد کے خوف سے اوپر چھت پر بھاگ گیا، مگر وہاں سے جو پاؤں پھسلانچے گر کر انتقال کر گئے، صابرہ ماں نے دعوت کی وجہ سے دونوں لاشوں کو چھپا دیا اور کھانا تیار کر لیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا تناول فرمانے کے لئے دسترخوان پر تشریف فرما ہوئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا بچوں کو بلاؤ، ہم اُن کے ساتھ کھانا کھائیں گے، تب اُس بی بی پاک نے سارا ماجرا عرض کیا، آپ ﷺ نے اُن بچوں کی لاشوں پر دعا فرمائی بچے زندہ ہوئے اور کھانے میں شریک ہوئے۔ (۲۳۸)

ایک بار قحط سالی واقع ہوئی، جمعہ کا خطبہ حضور ﷺ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ حضور بارش نہیں ہوتی اس حال میں دعا کے لئے محبوب ﷺ کے ہاتھ اٹھ گئے، ادھر وہ مبارک ہاتھ اٹھے، ادھر بادل اٹھا بارش شروع ہو گئی، یہاں تک کہ مسجد کی چھت ٹپکی اور چہرہ انور پر بارش کا پانی بہنے لگا، لگاتار دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، جب دوسرے جمعہ خطبہ کے لئے محبوب ﷺ منبر پر قیام فرمایا تو اُسی اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! راستے بند ہو گئے، مکان گر گئے، بارش بہت زیادہ ہو گئی، تب محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: ”اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا“ اے اللہ! اب ہمارے آس پاس بارش ہو ہم پر نہ ہو، یہ فرما کر انگلی سے جو اشارہ بادل کی طرف کیا جس طرف انگلی گھمائی ادھر ہی بادل پھٹ گیا۔ (۲۳۹)

وصلی اللہ علیہ وبارک وسلم

۲۳۸۔ شواہد النبوة، رُکن رابع، ص ۸۱، ۸۲

۲۳۹۔ صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع، برقم:

۲۴۳/۱، ۱۰۱۳

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الاستسقاء، باب الدعاء فی الاستسقاء، برقم: ۸/۲۰۳۳۔

(۸۹۷)، ص ۳۹۷، و فیہ ”اَللّٰهُمَّ حَوَالِنَا وَلَا عَلَيْنَا“۔

ایضاً سنن النسائی، کتاب الاستسقاء، باب رفع الإمام یدیه عند مسألة إمساك المطر،

برقم: ۱۱۵/۳/۲، ۱۵۲۸۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدی امام اہلسنت بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے
فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی تمہارے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی
کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا جو دن کو کہہ دیا شب تو شب ہو کے رہی
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے قاصد گرد و نواح کے بادشاہوں کی طرف
بھیجے، پھر کیا ہوا جس ملک میں بھی حضور ﷺ کا غلام گیا، اُسی ملک کی زبان میں گفتگو زبان پر
جاری ہو گئی۔ (۲۴۰) سبحان اللہ

اسم محمد ﷺ کے آداب

علماء کرام اسم محمد ﷺ کے آداب میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ ”حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کا نام محمد ہو (۱) اُسے نہ مارو، (۲) اُسے کسی جائز امر سے
محروم نہ کرو، (۳) اُسے گالی نہ دو، (۴) اُس سے نفرت نہ کرو، (۵) اُس کو حقارت کی نگاہ
سے نہ دیکھو، (۶) اُس کی تعظیم و توقیر کرو، (۷) کسی بات پر قسم کھائے تو اُس کی قسم کو پورا
کرو، (۸) کسی مجلس میں آجائے اُسے جگہ دو، (۹) غصہ کے وقت اُس کے منہ پر طمانچہ نہ
مارو، اس لئے کہ محمد نام میں برکت رکھی گئی ہے، جس گھر میں ہو وہ بھی بابرکت گھر ہوتا ہے اور
جس مجلس میں آجائے وہ بھی مبارک ہو جاتی ہے۔

ایک روایت ہے میں ہے کہ: (۱۰) تمہیں شرم آنی چاہئے کہ ادھر اسے ”یا محمد“ پکارتے

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۲۵۶/۳

ایضاً نقلہ التبریزی فی ”مشکاتہ“، برقم: ۵۹۰۲، ۳۸۸/۴

ایضاً نقلہ السيوطی فی الخصائص الكبرى، ۱۶۲/۲

ایضاً نقلہ ابن کثیر فی ”دلائل النبوة“، ص ۶۸، ۷۲

۲۴۰۔ الخصائص الكبرى، ذکر المعجزات التي وقعت عند انفاذ كتبه ﷺ إلى الملوك، ۲/۲

ہو پھر اُسے مارتے ہو۔ (۲۴۱)

محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ ایک وقت غسل خانہ میں کھڑے تھے کسی ضرورت کے تحت ایاز کے بیٹے کو ابن ایاز (یعنی اے ایاز کے بیٹے) کہہ کر پکارا، بعد از فراغت ایاز حاضر ہوئے، عرض کی حضور آج کوئی ناراضگی ہے کہ غلام زادہ کو نام لے کر نہ پکارا، فرمایا کہ وجہ یہ تھی کہ مجھے غسل کی ضرورت تھی اور بغیر طہارت کے اُس کا نام زبان پر لانا بے ادبی ہے۔ (۲۴۲) (ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا)

عالمگیر بادشاہ کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ بادشاہ عالمگیر کا ایک خاص خادم تھا، جن کا نام محمد قلی تھا، عالم گیر نے ایک بار فقط قلی سے پکارا، وہ فوراً دربار میں پانی لے کر حاضر ہوا، بادشاہ نے وضو کیا، اُس وقت نماز کا وقت بھی نہ تھا، نہ ہی پانی طلب کیا محض قلی کہہ کر آواز دی، تمام مصاحب حیران تھے کہ بادشاہ نے پانی بھی نہیں طلب کیا نہ نماز کا وقت ہے، نہ ہی اُس خادم نے پوچھا سرکار کیوں آواز دی، آواز کا دینا تھا کہ پانی حاضر کر دیا، ساتھیوں نے قلی سے پوچھا اس میں کیا حکمت ہے اُس نے کہا میرا نام محمد قلی ہے، ادب کی وجہ سے مجھے کبھی آدھے نام سے بھی یاد نہیں فرمایا بلکہ نام لے کر آواز دیتے ہیں، اب چونکہ بادشاہ نے صرف قلی کہہ کر پکارا میں سمجھ گیا کہ بادشاہ بے وضو ہیں، اس لئے میں نے پانی حاضر کر دیا، بادشاہ نے وضو فرمایا۔ (۲۴۳)

یہ وہ با ادب لوگ تھے جو بغیر وضو سرکار دو عالم ﷺ کا نام مبارک نہ لیتے تھے، بانصیب تھے۔

از خدا خواہیم ہے توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
ہزار بار بشویم دہن از مُشک گلاب ہنوز نام گفتن کمال بے ادبی است (۲۴۴)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب باعث ایجاد ارض و سماء ﷺ کا ادب کرنے کا

۲۴۱۔ شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ، آداب اسم محمد ﷺ، ص ۱۳۶، ۱۳۷

۲۴۲۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الاية: ۴۰، ۷/۲۲۰، ۲۲۱

۲۴۳۔ اسی طرح ”شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ“، آداب اسم محمد ﷺ، ص ۱۳۸ میں کچھ تغیر کے ساتھ ہے۔

۲۴۴۔ یعنی، خدا سے ہم ادب کی توفیق مانگتے ہیں کہ بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے، ہزار بار منہ کو مُشک و گلاب سے دھوئیں پھر بھی آپ کا نام لینا کمال بے ادبی ہے۔

طریقہ ارشاد فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کی معمولی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر خدائے محمد برائے محمد ﷺ
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۹۔ ﴿تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (۲۴۵)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے

جہان کو ڈرسانے والا ہو۔ (کنز الایمان)

یہ آیت کریمہ بھی حضور ﷺ کی نعت ہے اس میں نبی کریم ﷺ کی رسالت عامہ کا ذکر ہے، پہلے گزر چکا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ للعالمین ہیں، یہاں فرمایا گیا: ﴿لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ تمام جہانوں کے لئے نذیر ڈرسانے والے تو مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ تمام مخلوق الہی کے رسول ہیں، اور عالمین میں ملائکہ، جن، انسان، حیوانات اور نباتات غرض کہ عرشی فرشی سب ہی داخل ہیں، کوئی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہونے سے خارج نہیں، اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے جس کو ”صحیح مسلم“ میں ذکر کیا گیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

”وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً“ (۲۴۶)

۲۴۵۔ سورة الفرقان: ۱/۲۵

۲۴۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوة، برقم: ۵۷۴۸، (۱۰)، ۳-۵/۱۱۰۳، (۵۲۳)، ص ۲۴۱

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۴۱۲/۲

ایضاً مشکاة المصابیح، کتاب أحوال القيامة الخ، باب فضل سید المرسلین صلوات و

سلامہ علیہ، برقم: ۵۷۴۸، (۱۰)، ۳-۴/۳۵۴

ایضاً المواہب اللدنیة، ۲۵۲/۲

ایضاً الخصائص الکبریٰ، ۱۹۳/۲

یعنی، میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (۲۴۷)

اس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاری ”مرقاۃ“ (۲۴۸) میں فرماتے ہیں کہ یعنی تمام موجودات کی طرف ہم نبی بنا کر بھیجے گئے، جن ہوں یا انسان، فرشتے ہوں یا حیوانات یا جمادات اور اس کی تحقیق امام قسطلانی نے ”مواہب اللدنیہ“ (۲۴۹) میں فرمائی۔

اس آیت نے بتایا کہ جن کو ربوبیت الہی سے حصہ ملا اُس کو نبوتِ مصطفائی میں پناہ ملی، اللہ ہر مخلوق کا خالق اور رسول ﷺ ہر مخلوق کے نبی ﷺ، حضرت آدم علیہ السلام سب انسانوں کے باپ ہیں لیکن نبی کریم ﷺ انسانوں کے اور دیگر تمام مخلوق کے بھی نبی ہیں خواہ وہ ارضی ہوں یا سماوی۔

حدیث پاک میں ہے کہ بروز قیامت بے سینگ والے جانور کا بدلہ سینگ والے جانور سے دلویا جائے گا، پھر ان کو مٹی بنا دیا جائے گا، جس سے معلوم ہوا کہ ظلم کرنا جانوروں پر بھی حرام ہے (۲۵۰) لیکن ہر مخلوق کے احکام ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔

جس طرح گھاس درخت وغیرہ عبادتِ الہی کرتے ہیں، فرمان خداوندی ہے:

﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ

تَسْبِيحَهُمْ﴾ (۲۵۱)

۲۴۷۔ جب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول بن کر تشریف لائے تو آپ کی رسالت ہر زمانے اور ہر مکان کے لئے ہے، اسی طرح علامہ سید محمد بن علوی مالکی نے ”خصائص الأئمة المحمدية“ (ص ۲۵) میں ذکر کیا ہے۔

۲۴۸۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفضائل و الشّمائل، باب فضائل سید المرسلین ﷺ، برقم: ۵۷۴۸ (۱۰)، ۴۲۷/۱۰

۲۴۹۔ المواہب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثانی، ۲/۲۷۹، ۲۸۰، و ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵

۲۵۰۔ صحیح مسلم، کالبر و الصلّة، باب تحریم الظلم، برقم: ۶۶۷۲/۶۰ (۲۵۸۲)، ص ۱۲۴۶

أیضاً سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة و الرّقائق و الورع، باب ما جاء فی شأن

الحساب و القصاص، برقم: ۲۴۲۰، ۳/۳۴۲

أیضاً المسند للإمام أحمد، ۴/۴۱۱

۲۵۱۔ سورة بنی اسرائیل: ۴۴/۱۷

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اُس کی پاکی نہ بولے ہاں تم اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ (کنز الایمان)

اس لئے اُن کی برکت سے میت سے عذابِ قبر کم ہو جاتا ہے، اسی طرح کے پتھر پہاڑ میں بھی احساس ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ”أحدہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اُحد سے“۔ (۲۰۲)

ستونِ حنانہ نبی کریم ﷺ کے فراق میں رویا۔ (۲۰۳)

بعض پتھر بھی جہنم میں جائیں گے خواہ وہ بت پرست لوگوں کو دکھانے کے لئے جائیں یا سزا کے لئے، غرض یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کے لئے نبی ہیں، ہر ایک قوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے اپنے احکام حاصل کرتی ہے، جنّات نے حضور ﷺ سے بیعت کی اور عرض کیا: ”یا حبیب اللہ! آپ اپنی اُمت کو منع فرمادیں کہ ہڈی اور گوبر سے استنجاء نہ کریں کیونکہ اس میں ہمارا رزق ہے“۔ (۲۰۴)

خصائصِ مصطفیٰ ﷺ

شیخین نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۰۲۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب خرص التمر، برقم: ۱۴۸۲، ۱/۳۶۵ و کتاب المغازی، باب أُوْحَدٌ يُجْبِنَا وَ نُجْبِہُ، برقم: ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۲/۳۹
ایضاً صحیح مسلم، کتاب الحج، باب أُوْحَدٌ يُجْبِنَا وَ نُجْبِہُ، برقم: ۳۳۵/۵۰۳ (۱۳۹۲) و ۳۳۵۱/۵۰۴ (۱۳۹۳)، ص ۶۴۰

۲۰۳۔ ستونِ حنانہ کا واقعہ متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا جن میں سے حضرت ابی بن کعب، جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، سہل بن سعد، ابو سعید خدری، زیدہ، اُم سلمہ اور مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہم (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الاول، الباب الرابع، فصل فی قصۃ حنین الجذع، ص ۱۹۳)

۲۰۴۔ امام ولی الدین تبریزی نے امام ترمذی کی ”سُنَن“ (برقم: ۱۸) کے حوالے سے حضرت ابن مسعود کی روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے (مشکاة المصابیح، کتاب الطہارۃ، برقم: ۳۵۰، (۱۷)، ۱-۲/۸۳)

فرمایا: ”مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو وہ عطا نہ ہوئیں (۲۰۵): (۱) ایک ماہ کی مسافت تک رُعب کے ساتھ میری نُصرت کی گئی، (۲) اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بوقت ضرورت بنائی گئی، تو میری اُمت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اُسے وہیں پڑھنی چاہئے، (۳) میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا اور یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی، (۴) مجھے شفاعت عطا کی گئی، (۲۰۶) (۵) اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے“۔ (۲۰۸)

ابن ابی حاتم اور عثمان بن سعید دارمی نے اپنی کتاب ”الردّ علی الجہمیّة“ میں

۲۰۵۔ اور صحیح مسلم کی حدیث ابو ہریرہ سے مروی حدیث میں چھ کا ذکر ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں تین کا (صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصّلاة، برقم: ۱۱۰۱/۴ - (۵۲۲) و برقم: ۱۱۰۳/۵ - (۵۲۳)، ص ۲۴۱) امام احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں کہ جس حدیث شریف میں پانچ کا ذکر ہے اُس سے مراد یہ نہیں کہ نبی ﷺ کے خصائص پانچ ہی ہیں اور پھر متعدد احادیث میں مذکور خصائص ذکر کر کے لکھا یہ سترہ ہو گئے اور ممکن ہے کہ جو تتبع و تلاش میں گہری نظر رکھتا ہو وہ ان سے زیادہ کو پالے اور لکھتے ہیں کہ ابو سعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں ساٹھ شمار کئے ہیں (جیسا کہ اس کتاب کے ”جامع ابوب فضل النبی ﷺ“ میں ہے) اور بعض علماء نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ کو تین ہزار معجزات اور خصائص عطا کئے گئے۔ (المواہب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثانی، ۲/۲۵۲، ۲۵۳)

۲۰۶۔ امام طبرانی کی حضرت سائب بن یزید کی روایت میں ہے کہ ”ایک ماہ کی مسافت تک میرے آگے اور ایک ماہ کی مسافت تک میرے پیچھے رُعب کے ساتھ میری نُصرت کی گئی ہے“ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یوں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی دشمن پر دو ماہ کی مسافت تک رُعب سے نُصرت کی گئی ہے (الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصہ ﷺ بالنصر بالرُعب میسرة شهر امامہ و شهر خلفه الخ، ۲/۱۹۴)

۲۰۷۔ صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، برقم: ۳۳۵، ۱/۸۷

ایضاً صحیح مسلم، کتاب المساجد، مواضع الصّلاة، برقم: ۱۰۹۹/۳ - (۵۲۱)، ص ۲۴۰

ایضاً الخصائص الکبریٰ، ۲/۱۸۷

۲۰۸۔ صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، برقم: ۳۳۵، ۱/۸۷۔

ایضاً صحیح مسلم، کتاب المساجد، مواضع الصّلاة، برقم: ۱۰۹۹/۳ - (۵۲۱)، ص ۲۴۰

ایضاً الخصائص الکبریٰ، ۲/۱۸۷

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کا اظہار کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائی ہے، اور انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی، (۲۵۹) جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا، (۲) مجھے حکم دیا کہ میں جنات کو ڈراؤں، (۳) اور یہ کہ مجھ پر اپنا کلام القاء فرمایا درآں حالیکہ میں اُمی ہوں بلاشبہ حضرت داؤد کو زبور، حضرت موسیٰ کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی گئی، (۴) یہ کہ میرے لئے پچھلوں کے اور میرے اگلوں کے گناہ بخشے گئے، (۵) اور یہ کہ مجھے ”الکوثر“ عطا فرمائی، (۶) میری مدد فرشتوں کے ذریعے کی گئی اور مجھے نصرت عطا فرمائی، (۷) اور میرے دشمنوں پر رعب ڈالا گیا، (۸) اور یہ کہ میرا حوض تمام حوضوں سے بڑا بنایا گیا، (۹) اور یہ کہ میرے لئے میرا ذکر اذانوں میں بلند کیا، (۱۰) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے روز قیامت مقام محمود پر فائز فرمائے گا، درآں حالیکہ تمام لوگ سر جھکائے منہ لپیٹے ہوں گے، (۱۱) اور جب لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو مجھے سب سے پہلے اُٹھایا جائے گا، (۱۲) اور جنت میں میری شفاعت سے ستر ہزار بغیر حساب داخل ہوں گے، (۱۳) اور اللہ تعالیٰ کی جناتِ نعیم میں مجھے بلندی عطا فرمائے گا، میرے اوپر بجز ان فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کوئی مخلوق نہ ہوگی، (۱۴) اور مجھے غلبہ عطا فرمایا، (۱۵) اور میرے لئے اور میری اُمت کے لئے غنیمت کو حلال بنایا اس کے باوجود کہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔ (۲۶۰)

ابن سعد نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۶۱) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں ہر اُس شخص کا رسول ہوں جس کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو ۲۵۹۔ ہیں تو یہ دس باتیں مگر اجزاء کے اعتبار سے پندرہ ہو جاتی ہیں اس لئے ہم نے اسے پندرہ میں تقسیم کر دیا ہے۔

۲۶۰۔ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصہ ﷺ بعموم الدعوة للناس كافة الخ، ۱۸۸/۲
 ۲۶۱۔ حسن سے مراد حسن بصری ہوں گے اس طرح یہ حدیث مُرسل ہوگی جیسا کہ علم حدیث سے واقفیت رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

میرے بعد پیدا ہوگا۔“ (۲۶۲)

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ (۲۶۳)

یعنی، قیامت کے روز میری متبعین تمام نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔

بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”رُوزِ قِيَامَتِ مِيرِي أُمَّتِ مِيرِي سَاتْهِ سِلِّ رِوَاں كِي مَانْدِ آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے، اسی طرح میری اُمت لوگوں پر چھا جائے گی، اُس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی اُمتیں ہیں اُن سب سے زیادہ اُمت حضرت محمد ﷺ کی ہے۔“ (۲۶۴)

اللہ تعالیٰ ہر مقام پر ہر موقع پر وہ دنیا کا مقام ہو یا آخرت کا اپنے نبی مکرم ﷺ کو سب پر فضیلت عطا فرماتا ہے اور اپنے محبوب ﷺ کو خوش کرتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾ (۲۶۵)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اُس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: یہ آیت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُن کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی، امیمہ سید عالم ﷺ کی پھوپھی تھیں، واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں حضور نبی کریم ﷺ

۲۶۲۔ الخصائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ بعموم الدعوة للناس كافة الخ، ۱۸۸/۲

۲۶۳۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب في قول النبي ﷺ، ”أنا أول الناس بشفع في الجنة“، برقم: ۴۰۴/۳۳۱۔ (۱۹۶)، ص ۱۲۱

۲۶۴۔ الخصائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ بعموم الدعوة للناس كافة الخ، ۱۸۸/۲

۲۶۵۔ الأحزاب: ۳۳/۳۶

نے آزاد فرمایا مگر وہ حضور ﷺ کے فیضِ صحبت سے علیحدگی گوارا نہ کرتے ہوئے خدمتِ اقدس میں ہی رہے، حضور ﷺ کو بھی یہ محبوب تھے، حضور ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے اُن کے رشتے کا پیام دیا، اس پیام کو اول حضرت زینب اور اُن کے بھائی عبداللہ نے منظور نہیں کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۲۶۶)

چنانچہ جب حضرت زینب اور اُن کے بھائی عبداللہ نے یہ حکم سنا تو فوراً راضی ہو گئے، اور حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا، اور خود ہی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر دس دینار ساٹھ درہم اور ایک جوڑا کپڑا، پچاس مد کھانا، تیس صاع کھجوریں ادا فرمایا۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کے فیصلے سے کسی کو اختلاف کا حق نہیں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختار بنا کر مبعوث فرمایا، آپ ﷺ جسے چاہیں جو حکم فرمائیں اور جس سے چاہیں منع فرمادیں، جس چیز کو چاہیں حلال فرمادیں اور جسے چاہیں حرام، آپ ﷺ اللہ عزوجل کی طرف سے مختار ہیں۔

چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے:

حدثنا محمد ابن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر ابن عاصم
عن رجل منهم رضى الله تعالى عنه "انه اتى النبي ﷺ فاسلم
على انه لا يصلي الا صلاتين، فقبل ذلك منه (۲۶۷)

۲۶۶۔ تفسیر البغوی، سورة الأحزاب، الآية: ۳۶، ۲۶۱/۵

ایضاً تفسیر الخازن، سورة الأحزاب، الآية: ۳۶، ۲۶۱/۵

ایضاً زاد المسیر، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۳۶

ایضاً لباب النقول للسيوطی، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۳۶، ص ۲۵۳

ایضاً تفسیر الطبری، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۳۶، ۳۰۶/۱۰

ایضاً تفسیر القرطبی، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۳۶، ۱۸۶/۱۴/۷

ایضاً تفسیر ابن کثیر، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۳۶، ۶۴۸/۳

قرطبی (۱۸۶/۱۴/۷، ۱۸۷) اور ابن کثیر (۶۴۹/۳) میں ابن ابی حاتم کی روایت سے ہے کہ یہ آیت کریمہ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط اور اس کے بھائی کے حق میں نازل ہوئی۔

۲۶۷۔ المسند للإمام أحمد، ۲۵/۵، و ۳۶۳/۵

یعنی، ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور اس شرط پر ایمان لایا کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، حضور ﷺ نے اس شرط کو قبول فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی دو گواہوں کی گواہی کے برابر قرار دی، واقعہ یہ تھا نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سوار بن حارث سے گھوڑا خریدا، مگر بعد میں اُس اعرابی نے اس سودے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا، اور کہا اگر آپ نے خریدا ہے تو کوئی گواہ لائیے، اللہ کی شان کہ یہ خرید و فروخت تنہائی میں ہوئی تھی۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں اور آپ نے یہ گھوڑا خریدا ہے اور اعرابی جھوٹا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”تم کیونکر گواہی دے رہے ہو تم نے تو اس سودے کو نہیں دیکھا۔“ خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو حضور ﷺ کی زبان سے سُن کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، جنت و دوزخ اور قیامت وغیرہ تمام کی گواہی دی ہے، اور پڑھا ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ تو کیا ایک گھوڑا ان سے زیادہ ہے، میں حضور کی زبان سے سُن کر گواہی دیتا ہوں، اُن کا یہ کلام بارگاہ رسالت ﷺ میں ایسا مقبول ہوا کہ اُن کی گواہی دو گواہوں کی طرح فرمادی۔ (۲۶۸) صلی اللہ علیہ وسلم (۲۶۹)

۲۶۸۔ سُنن أبی داؤد، کتاب الأقضية، باب إذا علم الحاكم صدقه الشاهد الواحد الخ، برقم: ۳۶۰۷، ۲۳/۴

أيضاً سُنن النسائي، کتاب البيوع، باب التسهيل في ترك الإشهاد على البيع، برقم: ۴۶۴۷، ۲۱۶/۷/۴

أيضاً الخصائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ بأنه يخص من شاء بما شاء من الأحكام، ۲۶۲/۲ - ۲۶۳

۲۶۹۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”خزیمہ جس کے لئے یا جس کے خلاف گواہی دے دے تو وہ گواہی اُسے کافی ہے“ (التاريخ الكبير للبخاري، باب المحدثون، برقم: ۲۳۸، ۹۰/۱)

أيضاً نقله السيوطي في الخصائص الكبرى، ۲۶۲/۲ اور علامہ ابوالحسن کبیر سندھی لکھتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اُس کے بعد وہ گھوڑا اعرابی کو لوٹا دیا اور گھوڑا اعرابی کے پاس اُسی رات مرگیا (حاشية السندی على السُنن للنسائي، ۲۱۶/۷/۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ”أَمْنَا وَ صَدَقْنَا“ کہہ کر بسر و چشم و دل و جان سے اس حکم پر عمل کیا۔ علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری حضور ﷺ کے خصائص کے ضمن میں لکھتے ہیں:

مِنْ خَصَائِصِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ كَانَ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ (۲۷۲)

یعنی، رسول اللہ ﷺ کے خصائص عالیہ میں سے ہے کہ جسے چاہتے ہیں جس حکم کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں۔

سلطان المحققین حضرت علامۃ الشاہ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ سلطنت الہیہ کے متولی، اور دربارِ خدا کی جانب سے مقرر شدہ حاکم ہیں، کون و مکان کے تمام معاملات و احکام آپ کے سپرد ہیں اور کوئی سلطنت آپ کی مملکت و سلطنت سے زیادہ وسیع نہیں (۲۷۳)

کسی کے ذہن میں یہ شبہ نہ آئے کہ مذکورہ بالا احکامات حضور ﷺ نے اپنی طرف سے دیئے ہیں بلکہ رب تعالیٰ کی جانب سے حضور کو یہ اختیارات بخشے گئے ہیں:

﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِيَّ أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تَلَقَّائِي نَفْسِي ۚ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُؤْتَى إِلَيَّ﴾ (۲۷۴)

ترجمہ: تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے۔ (کنز الایمان) (۲۷۵)

اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی اس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع ہر قول و فعل میں کی جائے، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب مکرم کی زبان پر اپنی قدرت ظاہر فرما رہا ہے، حضور ﷺ اگر پانچ نماز کی بجائے کسی کو دو نمازیں فرما دیں تو

۲۷۲۔ المواہب اللدنیۃ، المقصد الرابع، الفصل الثانی فیما خصہ اللہ تعالیٰ بہ الخ، ۳۰۹/۲

۲۷۳۔ أشعة اللمعات، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض، الفصل الثانی، ۶۴۴/۱

۲۷۴۔ سورة یونس: ۱۵/۱۰

۲۷۵۔ سنت کی آئینی حیثیت، ص ۲۸، ۲۹

بھی بجا، (۲۷۶) اگر دو گواہوں کی بجائے کسی اکیلے کی گواہی دو کے برابر قرار دے دیں تو بھی قبول۔ (۲۷۷) صلی اللہ علیہ وسلم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
صدیق بلکہ غار میں جان اس پردے چکے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
اور حفظ جان تو جان فروض غرر کی ہے
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
(حدائق بخشش)

۲۷۶۔ جیسا کہ وہ شخص جو مسلمان ہونے کی عرض سے آیا عرض کی یا رسول اللہ! میں اس شرط پر مسلمان ہوں گا کہ صرف دو نمازیں پڑھوں گا تو آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا کما فی "المسند" للإمام أحمد، ۲۵۰/۵، ۳۶۳/۵

۲۷۷۔ جیسا کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کو حضور ﷺ نے دو کے برابر قرار دے دیا کما فی "التاریخ الکبیر" للبخاری، ۹۰/۱

۲۱۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ
نَظَرِينَ إِنَّهُ لَا وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا
مُسْتَأْنَسِينَ لِحَدِيثٍ ط إِنَّ ذَلِكَ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ذَوُ اللَّهِ لَا
يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ﴾ (۲۷۸)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو، جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے
کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو
حاضر ہو، اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔ بے
شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی، تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے
میں نہیں شرماتا۔ (کنز الایمان)

شان نزول: امام احمد (۲۷۹)، عبد بن حمید (۲۸۰)، بخاری (۲۸۱)، مسلم (۲۸۲)،
نسائی (۲۸۳)، ابن جریر (۲۸۴)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی اپنی ”سنن“
میں بطریق انس بن مالک راوی ہیں، فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے حضرت زینب بنت
جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد فرمایا تو قوم کو ولیمہ میں بلایا تو وہ آئے اور کھانا کھا کر بیٹھے
باتیں کرتے رہے، اتفاق سے حضور ﷺ مکان کی وجہ سے انہیں رخصت کرنا چاہتے تھے،
جب حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ابھی نہیں جا رہے تو حضور ﷺ اٹھے تو بہت سے حضور

۲۷۸۔ سورة الأحزاب: ۵۳/۳۳

۲۷۹۔ المسند للإمام أحمد: ۱۹۵/۳

۲۸۰۔ مُسْنَدُ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ، مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، بِرَقْم: ۱۲۰۶، ص ۳۶۲، ۳۶۳

۲۸۱۔ صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾،

بِرَقْم: ۴۷۹۱، ۴۷۹۲، ۴۷۹۳، ۲۶۲/۳، ۲۶۳۔

أَيْضاً كِتَابُ الْأَطْعَمَةِ، بِابِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا﴾ بِرَقْم: ۵۴۶۶، ۳۶۶/۳

۲۸۲۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نزول الحجاب الخ،

بِرَقْم: ۱۴۲۸، ص ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵

۲۸۳۔ السُّنَنُ الْكُبْرَى لِلنَّسَائِيِّ، كتاب التفسير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۳، ۲۲۳/۱۰

۲۸۴۔ تفسير ابن جرير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۳، ۳۲۳/۱۰

ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور تین پھر بھی بیٹھے رہے، تو حضور ﷺ ازواجِ مطہرات کے حجروں میں دورہ فرما کر تشریف لائے تو بدستور بیٹھے ہوئے تھے، حضور ﷺ پھر تشریف لے گئے تو وہ بھی اٹھے اور چلے گئے۔

حضور ﷺ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں اطلاع دی کہ وہ چلے گئے ہیں تو حضور ﷺ تشریف لائے اور حجرہ شریف کے دروازہ پر پردہ ڈال دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲۸۵)

اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت

ابن سعد (۲۸۶) اور ابن عساکر (۲۸۷) نے حضرت عائشہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زینب پر رحم فرمائے انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا کہ ایسا شرف کسی نے نہیں پایا، اللہ تعالیٰ نے اُن کا نکاح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور اُن کے ساتھ قرآن گویا ہوا، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے اُس وقت فرمایا جب کہ ہم سب آپ کے گرد جمع تھیں ”تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہیں جس کے ہاتھ دراز ہیں“ (۲۸۸)، تو آپ نے اُن کو جلد تر ملنے کی بشارت کے ساتھ نوازا، اور وہ جنت میں آپ کی زوجیت میں ہیں۔ (۲۸۹)

۲۸۵۔ تفسیر القرطبی، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۳، ۷/۱۴/۲۲۴

ایضاً تفسیر ابن کثیر، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۳، ۳/۶۶۷

۲۸۶۔ طبقات ابن سعد، طبقات النساء، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، ۶/۸۰

۲۸۷۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب ذکر بنیہ و بناتہ علیہ الصّلاة و السّلام و أزواجه، ۳/۲۱۳

۲۸۸۔ حضور ﷺ کے فرمان کہ ”تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھے ملنے والی ہے جس کے ہاتھ

دراز ہیں“ کو امام بخاری نے اپنی ”صحیح“ کے کتاب، الزکاة، باب بعد باب ای الصدقة

أفضل الخ، برقم: ۱۴۲۰، ۱/۳۴۸ میں اور امام مسلم نے اپنی ”صحیح“ کے کتاب الفضائل،

باب فضائل زینب ام المؤمنین، برقم: ۶۳۹۸/۱۰۱۔ (۲۴۵۲)، ص ۱۱۹۱ میں روایت

کیا ہے۔

۲۸۹۔ الخصائص الکبریٰ، باب بعد باب اختصاصہ ﷺ بحواز النکاح بغیر ولی و شہود،

۲/۲۴۶ و فی النسخة الثانية، باب المرأة تحلّ له بغیر عقد، ۲/۴۲۹

ابن جریر نے شعی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کے ساتھ تین باتوں پر ناز ہے اور یہ تینوں باتیں آپ کی ازواج میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ (۱) میرے جد اور آپ کے جد ایک ہیں، (۲) میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا، (۳) یہ کہ میرے سفیر جبریل علیہ السلام بنے۔ (۲۹۰)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درپاک وہ در ہے کہ جہاں ملائکہ بھی بغیر اذن حاضر نہیں ہوتے۔ ابن سعد و بیہقی نے جعفر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، انہوں نے اپنے والد سے طویل روایت کی کہ جب حضور نبی کریم ﷺ علیل تھے، جبریل علیہ السلام آتے اور حضور نبی کریم ﷺ سے خیریت دریافت کرتے، ایک دن جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفضیل اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے، اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے، فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”جبریل! میں خود کو مغموم پاتا ہوں، اور اے جبریل! خود کو مکروب پاتا ہوں“، اُس کے بعد ملک الموت نے دروازے پر اجازت چاہی، جبریل نے کہا یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں، حالانکہ انہوں نے آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت چاہیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”ان کو اجازت دو“، تو وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو حکم فرمائیں اُس میں آپ کی اطاعت کروں گا، اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اُسے قبض کروں اور اگر مجھے اپنی روح چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اُسے چھوڑ دوں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”اے ملک الموت! کیا تم یہ کرو گے“، ملک

۲۹۰۔ تفسیر الطبری، سورة الأحزاب، الآية: ۳۷، برقم: ۳۸۵۲۶، ۱/۳۰۳

ایضاً طبقات ابن سعد، طبقات النساء، زینب بنت جحش، ۶/۷۶

ایضاً الخصائص الکبریٰ، باب بعد باب اختصاصہ ﷺ بحواز النکاح بغیر ولی و

شہود ۲/۲۴۶ (و فی النسخة الثانية، باب المرأة تحل له بغیر عقد، ۲/۴۲۹)

الموت نے عرض کیا: ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا، الخ ملخصاً۔ (۲۹۱)

یہ وہ محبوب ہیں کہ جنہیں دانستہ یا نادانستہ ایذا پہنچ جائے تو خُدا ناراض ہو جاتا ہے چنانچہ جب اُن تین صحابہ کے ایک عمل سے نادانستہ حضور ﷺ کو ایذا پہنچی تو قرآن میں اعلان ہو گیا:

نبی کریم ﷺ کو ایذا

﴿إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ﴾ الآية (۲۹۲)

ترجمہ: بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ (کنز الایمان)

یعنی، یہ تمہارا طریقہ ہمارے نبی کی تکلیف کا موجب ہے اور وہ اپنی وسعتِ قلبی سے تمہیں صاف طور پر فرمانے پر حیا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب (ﷺ) کی حمایت حق سے حیا نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ عز و جل اپنے نبی مکرم کی معمولی ایذا بھی گوارا نہیں فرماتا جیسا کہ قرآن کریم میں کئی جگہ فرمایا گیا:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (۲۹۳)

ترجمہ: جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (۲۹۴)

ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی

۲۹۱۔ الخصائص الكبرى، باب ما وقع عند احتضاره ﷺ من الآيات و الخصائص، ۲/۲۷۳

۲۹۲۔ سورة الأحزاب: ۵۳/۳۳

۲۹۳۔ سورة التوبة: ۶۱/۹

۲۹۴۔ سورة النور: ۶۳/۲۴

فتنہ پہنچے یا اُن پر دردناک عذاب پڑے۔ (کنز الایمان)

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (۲۹۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اُس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اس حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے اور اپنی اُمت کے حال میں حدیث بیان فرمائی، اُس (حدیث) میں یہ ہے کہ ”قیامت کے دن بعض لوگ میرے حوض سے ہٹا دیئے جائیں گے، جیسا کہ بھولا ہوا اُونٹ ہٹا دیا جاتا ہے، پس میں انہیں پکاروں گا اِدھر آؤ، اِدھر آؤ، اِدھر آؤ، اُس وقت کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد طریقہ بدل لیا تھا، تب میں کہوں گا: دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ“ (یعنی حضور ﷺ اُن سے نفرت اور بیزاری کا اظہار فرمائیں گے)۔ (۲۹۶)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و اتباع جس طرح اللہ تعالیٰ عز و جل کی خوشی کا سبب و ذریعہ ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کی ایذاء اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ و سبب ہے۔ جہنم کا داخلہ اسی سے ہوگا، جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو محبوب رکھتا ہے، اُس کی تعریف بیان فرماتا ہے، اسی طرح اُمتی کو بھی نبی کریم ﷺ کی محبت میں زندگی گزارنا چاہئے،

۲۹۵۔ سورة النساء: ۴/۱۱۵

۲۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب إطالة الغرۃ الخ، برقم: ۳۹/۵۰۵۔

(۲۴۹)، ص ۱۴۰

أيضاً الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول في فرض الإيمان به الخ، فصل: و مخالفة أمره الخ، ص ۲۴۵

خدا تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۲۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (۲۹۷)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان) (۲۹۸)

آیت درود نبی کریم ﷺ کی صریح نعت ہے

یہ آیت کریمہ حضور نبی کریم ﷺ کی صریح نعت ہے، علامہ واحدی نیشاپوری لکھتے ہیں کہ عثمان واعظ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن محمد بن سلیمان کو سنا آپ نے فرمایا کہ یہ (درود و سلام کے حکم کا نزول) وہ شرف ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو مشرف فرمایا اور یہ شرف حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کردہ شرف سے زیادہ

۲۹۷۔ سورة الأحزاب: ۵۶/۳۳

۲۹۸۔ امام جلال الدین سیوطی اس آیہ کریمہ کے تحت اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ”جب آیت درود نازل ہوئی تو صحابہ کرام جوق در جوق بارگاہِ رحمت عالم ﷺ میں حاضر ہو کر آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرنے لگے (گلدستہ درود شریف، ص ۲۲، ۲۳ بحوالہ درّ منثور)

اور اس آیہ کریمہ کے بارے میں امام فاسی لکھتے ہیں کہ امام ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں جب تم چاہو کہ تم اس بات کو جان لو کہ نبی ﷺ پر درود تمام عبادات سے افضل ہے، اس آیہ کریمہ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ﴾ الایہ میں نظر کرو، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تمام عبادات کا حکم فرمایا اور درود پہلے خود بھیجا اور اپنے فرشتوں کو نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا، پھر مومنوں کو حکم دیا کہ وہ نبی ﷺ پر درود بھیجیں اھ۔ اور مومنوں کو درود کا حکم دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کے درود کی خبر دینے میں اس کی طرف اشارہ ہے جو ہم نے ذکر کیا جیسے اقتداء اور تخلیق یعنی جب تمہارا رب سبحانہ اُن پر درود بھیجتا ہے تم بھی اُس کی اتباع کرو اور اُن کی بارگاہ میں درود کے نذرانے پیش کرو اور لکھتے ہیں کہ اُس بات پر اجماع منعقد ہے کہ اس آیت میں نبی ﷺ کی تعظیم و تنوید ہے الخ (مطالع المسرات، فصل فی فضل الصلاة علی النبی ﷺ، ص ۲۱) علامہ یوسف بن اسماعیل مہبانی نے بھی اس پر اجماع کو اپنی کتاب ”الانوار المحمدیة“ (المقصد السابع، الفصل الثانی، ص ۲۷۴) میں ذکر کیا ہے۔

بلغ وتمام ہے جو فرشتوں کو سجدے کا حکم دے کر انہیں شرف عطا فرمایا گیا تھا کیونکہ یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شرف کے عطا فرمانے میں فرشتوں کے ساتھ شریک ہوتا اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی خبر دی ہے اور وہ شرف جو اللہ تعالیٰ سے صادر ہو اُس شرف سے ابلغ ہے جو شرف فرشتوں کے ساتھ مختص ہے۔ (۲۹۹)

اور اس آیت میں ایمان والوں کو اُس ذات پاک پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا، مگر لطف کی بات یہ ہے کہ کام ایک مگر کرنے والے تین (!) اللہ تعالیٰ، (۲) فرشتے، (۳) مومنین (۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”صلاة“ یہ ہے کہ اللہ رب العزت جل مجدہ لا تعداد فرشتوں کی محفل میں اپنے محبوب ﷺ کی مدح و ثنا کرتا اور اُن میں اپنی پیدا کردہ بے عیب شخصیت پر ناز فرماتا ہے، جیسا کہ ”بخاری شریف“ میں ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۰۰) سے منقول ہے:

صَلَاةُ اللَّهِ ثَنَاءٌ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ (۳۰۱)

یعنی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی مکرم ﷺ کی صلاة فرشتوں کی محفل میں آپ کی تعریف و تعظیم کا ذکر کرنا ہے۔ (۳۰۲)

(۲) جب ”صلاة“ کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق (فرشتے) اللہ کے محبوب ﷺ کے درجات کی مزید بلندی اور اُن کے مقامات کی مزید

۲۹۹۔ اسباب النزول للواحدي، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۲۲، ص ۳۷۵، ۳۷۶

۳۰۰۔ ابو العالیہ کا نام رفیع بن مہران ریاحی ہے اور بصری تابعی تھے اور تفسیر میں مشہور تھے، ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

۳۰۱۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ الآية، ۲۶۴/۳

ایضاً فضل الصلاة على النبي ﷺ للجهضمي، برقم: ۹۵، ص ۱۱۵

۳۰۲۔ علامہ فاسی لکھتے ہیں کہ ”صلاة“ کے معنی میں اختلاف ہے (اور اللہ تعالیٰ کی طرف جب صلاة کی نسبت ہو گی تو اس میں چند اقوال ہیں) (۱) رحمت و رضوان، (۲) مغفرت، (۳) رحمت، (۴) رحمت مقرونہ بالتعظیم، (۵) اللہ کی انبیاء پر ”صلاة“ اُن کی تعریف و تعظیم ہے، (۶) اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی ﷺ پر ”صلاة“ تشریف و زیادہ تکریم ہے (مطالع المسرات، فصل فی فضل الصلاة على النبي ﷺ، ص ۳۱)

رفت کے لئے ہر وقت دعا کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ حضور پر نور ﷺ کے در اقدس پر روزانہ ستر ہزار فرشتے صبح حاضر ہو کر شام تک اور شام کو ستر ہزار فرشتے حاضر ہو کر صبح تک صلاۃ و سلام پیش کرتے ہیں۔ (۳۰۳) جو فرشتہ ایک بار حاضری دے چکا پھر دوبارہ قیامت تک حاضر نہیں ہو سکے گا۔

(۳) جب ”صلاۃ“ کی نسبت اہل ایمان کی طرف ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ غلام اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے ادب و احترام کے ساتھ پیارے پیارے کلمات، جملوں اور الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ”صلاۃ“ کے منجانب اللہ ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ کے درود بھیجنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ عز و جل نے اس دنیا میں اپنے محبوب ﷺ کی شان کو اس طرح بلند فرمایا کہ اُن کا ذکر بلند رکھا، اُن کے دین کو غلبہ عطا فرمایا، اور اُن کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کا سلسلہ تا ابد جاری رکھا ہے۔ اور آخرت میں اُن کی عزت و عظمت کا اس طرح مظاہرہ ہوگا کہ گناہگاروں کے حق میں اُن کی شفاعت قبول ہوگی، انہیں بہترین اجر و ثواب عطا فرما کر بلند مقام پر فائز کیا جائے گا، جو مقام محمود کہلائے گا۔ اس طرح اوّلین و آخرین میں حضور ﷺ کی عظمت و فضیلت نمایاں ہوگی اور تمام مقربین پر آپ کی عزت آشکار ہو جائے گی۔ (۳۰۴)

۳۰۳۔ سنن الدارمی، المقدمة، باب إكرام الله تعالى نبيه ﷺ بعد موته، برقم: ۹۴، ۱/۳۴

أيضاً فضل الصلاة على النبي ﷺ للجهمي، برقم: ۱۰۲، ص ۱۱۷، ۱۱۸

أيضاً كتاب الزهد لابن المبارك، فهرس آثار التابعين، برقم: ۶۶۵

أيضاً نقله عنه صاحب المشكاة في ”مشكاته“ في كتاب أحوال القيامة و بدء الخلق،

باب الكرامات، الفصل الثالث، برقم: ۵۹۵۵، ۳، ۴۰۱/۴

أيضاً التشويق، الباب التاسع و العشرون، ص ۱۳۲، ۱۳۳

أيضاً نتمله السخاوي في ”القول البديع، الباب الأول في الأمر بالصلاة على رسول الله

ﷺ، ص ۵۲

أيضاً نقله الحسيني في ”فضل الصلاة على النبي ﷺ“ ص ۱۴۹

۳۰۴۔ تفسير روح المعاني، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۶، ۲۱۔ ۲۲/۳۴۴

علامہ ابن منظور نے صلوٰۃ و سلام کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے کہ جب بندہ مومن بارگاہِ الہی میں عرض کرتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

تو اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ! اپنے حبیب (ﷺ) کے ذکر کو بلند فرما، اور اُن کے دین کو غلبہ عطا فرما، اُن کی شریعت مطہرہ کو دوام عطا فرما، اُن کے مرتبہ کو بلند فرما، اور روزِ محشر گناہگاروں کے حق میں اُن کی شفاعت قبول فرما کر ان کا اجر و ثواب گونا گوں کر دے۔ (۳۰۵)

بعض اسلاف نے اس طرح وضاحت کی ہے کہ اللہ ربّ العزت جل و علانے اہل ایمان کو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کا حکم دیا لیکن ہم نہ تو اُن کے بلند مراتب سے کما حقہ واقف ہیں اور نہ ہی اُن کے دربارِ عالی کے آداب بجالانا ہمارے بس میں ہے، نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ اس حکمِ عالی کی تکمیل کا احسن طریقہ کیا ہے جو قبول ہو۔ پس ہم ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ“ کا ایک معروضہ دربارِ الہی میں پیش کرتے ہیں کہ مولیٰ! تو نے حکم دیا، ایسا حکم جس کی تکمیل کما حقہ ہمارے بس میں نہیں، پس ہم تجھ سے ہی التجا کرتے ہیں، کہ ہماری جانب سے اپنے پیارے محبوب ﷺ پر درود و سلام نازل فرما دے جیسا کہ حق ہے جو اُن کو پسند ہو، اور جو اُن کے دربارِ عالی میں مقبول ہو، اگر بندہ عاجز کا معروضہ قبول ہو گیا تو یقیناً جانے مقدّر چمک اٹھا، دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب ہو گئیں۔ (۳۰۶)

کوئی نا عاقبت اندیش یہ گمان نہ کرے کہ حضور ﷺ ہمارے درود و سلام کے محتاج ہیں، انہیں اس کی ضرورت ہے، کیونکہ آپ ﷺ جیسی ذات ہم جیسوں کی کبھی محتاج و ضرورت مند نہیں ہو سکتی بلکہ ہم حضور ﷺ کے محتاج ہیں، ہمیں آپ کی ضرورت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ”رحمت للعالمین“ فرمایا، تو آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف

۳۰۵۔ لسان العرب، حرف و ی، فصل الصاد المهملة، ۱۴/۶۶

۳۰۶۔ امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی لکھتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے والا دعا کرنے والا ہے اور حقیقت میں اپنے آپ کو مکمل کرنے والا ہے کیونکہ جب ہم نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت نازل فرماتا ہے۔ (الدُّرُّ الْمَنْصُود، مقدّمة الفائدة الرابعة، ص ۴۸) مطلب یہ ہے کہ درود پڑھنے والا اپنے فائدے کے لئے درود بھیجتا ہے اور اسی کا فائدہ اس کو پہنچتا ہے۔

لائے، رحمت ضرورت ہے اور عالمین ضرورت مند تو کائنات کا ہر ذرہ حضور ﷺ کا محتاج، علامہ ابن حجر مکی شافعی اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی نقل کرتے ہیں کہ ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ نبی ﷺ پر ہمارا درود حضور ﷺ کے لئے شفاعت نہیں ہے کیونکہ ہمارے جیسا حضور ﷺ کی شفاعت نہیں کر سکتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس ذات کو بدلہ دینے کا حکم فرمایا جس نے ہم پر احسان کیا پھر جب ہم اس سے عاجز ہو گئے تو ہم نے اس کا تدارک دعا کے ساتھ کرنے کی سعی کی، پس جب اللہ تعالیٰ کو بدلے سے ہمارا عاجز ہونا معلوم ہے تو اُس نے ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی تعلیم فرمائی اور ابن العربی نے فرمایا کہ درود کا فائدہ درود بھیجنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔ (۳۰۷)

اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو ہمارے درود کی کیا حاجت ہے، ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اس کی حاجت نہیں ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کے درود کے بعد فرشتوں کے درود کی حاجت ہے وہ صرف نبی ﷺ کی تعظیم کے اظہار کے لئے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا ذکر واجب کیا حالانکہ اُسے ہمارے ذکر کی حاجت نہیں، تو درود شریف کا حکم صرف ہماری طرف سے نبی ﷺ کی تعظیم کے اظہار کے لئے اور ہم پر شفقت کے لئے ہے کہ وہ ہمیں اس پر ثواب عنایت فرمائے، اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا ”جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرماتا ہے“۔ (۳۰۸)

حضور ﷺ پر درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اتنا خوش اور ہشاش بشاش دیکھا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ دیکھا۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج آپ مجھے اتنے خوش نظر آ رہے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی میں نے آپ ﷺ کو اتنا خوش نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی

۳۰۷۔ الدر المنصور، مقدمة، الفائدة الرابعة، ص ۴۷، ۴۸

ایضاً الأنوار المحمدية، المقصد السابع، الفصل الثاني، ص ۲۷۴

۳۰۸۔ التفسير الكبير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۶، ۱۸۲/۹

جبریل یہ پیغام سنا کر گئے ہیں کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ

”أَلَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا

يُسَلِّمُ عَلَيْكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا“ (۳۰۹)

یعنی، آپ کی امت میں سے جس نے آپ پر درود شریف پڑھا میں اُس

پر دس رحمتیں نازل کروں گا، اور جس نے آپ پر سلام عرض کیا میں اُسے

دس بار سلامتی عطا کروں گا۔ (۳۱۰)

علامہ ابوالحسن کبیر سندھی اس کے تحت لکھتے ہیں کہ اس میں امت کے لئے بشارت ہے کہ

دُرود کی جزا اُن ہی کی طرف لوٹے گی اسی وجہ سے نبی ﷺ کو غایت سرور حاصل ہوا۔ (۳۱۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے مجھ پر دُرود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس

۳۰۹۔ فضل الصلوة علی النبی ﷺ، برقم: ۲، ص ۵۸ و اللفظ له

ایضاً سُنن النسائی، کتاب السہو، باب فضل التسليم علی النبی ﷺ، برقم: ۱۲۸۳، ۳۱/۳/۲

ایضاً سُنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فضل الصلوة علی النبی ﷺ، برقم: ۲۷۳، ۲۵۰/۲

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۳۰/۶

ایضاً المختارة للضیاء المقدسی، مُسند عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، برقم:

۱۲۹/۳/۲، ۹۳۲

ایضاً نقلہ الہیتمی فی ”الدّر المنضود“ الفصل الرابع فی فوائد الصلوة الخ، ص ۱۳۸، ۱۳۹

۳۱۰۔ امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ ”جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے“ (صحیح مسلم،

کتاب الصلوة، باب الصلوة علی النبی ﷺ بعد التشہد، برقم: ۴۰۸، ۱۹۷ و سُنن

النسائی، کتاب السہو، باب فضل التسليم علی النبی ﷺ، برقم: ۱۲۸۳، ۱۳/۳) اور

امام احمد کی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت میں ہے کہ ”مَنْ صَلَّيْ عَلَى النَّبِيِّ

ﷺ وَاحِدَةً، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً“ (المسند للإمام أحمد، ۱۸۷/۲۔

ایضاً مجمع الزوائد، کتاب الأدعية، باب الصلوة علی النبی الخ، برقم: ۷۲۸۳،

۱۸۱/۱۰ و قال: رواه أحمد و إسناده حسن) یعنی، ”جس نے نبی ﷺ پر ایک بار درود پڑھا

تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔“

۳۱۱۔ حاشیة السندی علی السُنن للنسائی، کتاب السہو، باب فضل التسليم علی النبی ﷺ، ۳۱/۳/۲

گناہ مٹا دیتا ہے اور اُس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے اور وہ اُس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔“ (۳۱۲)

اس ارشاد میں اگرچہ حضور ﷺ کی انتہائی عظمت و بزرگی کا اظہار ہے لیکن آپ کو خوشی اس بشارت پر تھی کہ یہ عمل اُمت کی مغفرت و بخشش اور بلندی مراتب کا ذریعہ ہے۔

اگر یہ چاہتے ہو تم گناہ بخشے جائیں شفیع حشر پر اے عاصیو درود پڑھو
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اُس میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے نبی پر درود پڑھتے ہیں“:

”إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ مِنَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنْ شَاءَ عَذَابُهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ“ (۳۱۳)

یعنی، تو قیامت کے دن یہ مجلس اُن کے لئے وبال جان ہو جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں عذاب میں مبتلا کر دے اور اگر چاہے تو اپنے فضل و کرم سے اُن کی بخشش فرما دے۔

ادھر ادھر کی نہ باتیں کرو درود پڑھو شفیع حشر کی مدحت سُنو درود پڑھو
(مولانا حشمت علی رضوی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”الدُّعَاءُ وَالصَّلَاةُ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ“ (۳۱۴)

۳۱۲۔ القول البدیع، الباب الثانی، ص ۱۱۵، و قال: رواه ابن أبي عاصم في ”كتاب الصلاة“ له
۳۱۳۔ سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في القوم يجلسون
الخ، برقم: ۳۳۸۰، ۴/۳۰۰

ایضاً فضل الصلوة علی النبی ﷺ للجہضمی، برقم: ۵۴، ص ۹۱
ایضاً الدر المنثور، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۶، ۶/۵۷۷

۳۱۴۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الرابع، فصل في المواطن التي يستحب فيها الخ، ص ۲۷۵

یعنی، دعا اور نماز آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے اور وہ اُس وقت تک اللہ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوتی جب تک حضور ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ (۳۱۵)

یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی قول نہیں بلکہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے چنانچہ حافظ عراقی نے اس حدیث شریف کی شرح میں لکھا کہ یہ حدیث اگرچہ آپ پر موقوف ہے پس اس کی مثل قول اپنی رائے سے نہیں کئے جاتے، یہ امر تو قیفی ہے پس اس کا حکم مرفوع کا حکم ہے جیسا کہ ائمہ حدیث و اصول کی ایک بڑی جماعت نے اس کی تصریح کی ہے۔ (۳۱۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الدُّعَاءَ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلِّيَ الدَّاعِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (۳۱۷)

یعنی، دعا بارگاہِ الہی میں پیش نہ کی جائے گی جب تک کہ دعا کرنے والا نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے۔

جو چاہتے ہو کہ کچھ رزق کی کشائش ہو تو اس جناب پہ اے مفلسو درود پڑھو

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب ارادہ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں التجا کرے تو پہلے اپنے رب کی اُس کی شان کے مطابق ثنا کرے۔ پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنے رب سے التجا کرے تو اُمید کی جاسکتی ہے کہ اُس کی دعا

۳۱۵۔ امام ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ، لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ (سُنَنِ التِّرْمِذِيِّ، أَبْوَابُ الْوُتْرِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، برقم: ۴۸۶، ۲/۳۶۰) یعنی، دعا آسمان اور زمین کے مابین موقوف رہتی ہے اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوتی جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے۔

۳۱۶۔ تحقیق محمود محمد نصار علی السُّنَنِ التِّرْمِذِيِّ، أَبْوَابُ الْوُتْرِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ۲/۳۶۰

۳۱۷۔ الْمُعْجَمُ الْأَوْسَطُ لِلطَّرَانِي، برقم: ۷۲۱، ۱/۲۱۱

أَيْضاً مَجْمَعُ الزَّوَالِدِ، كِتَابُ الْأَدْعِيَةِ، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، برقم: ۱۷۲۷۸، ۱۰/۱۸۰ و قَالَ: رَجَالُهُ ثِقَاتٌ وَ فِيهِ: حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

ضرور قبول ہوگی۔ (۳۱۸)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما تھے، جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو میں نے پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھا، پھر اپنے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”سَلْ تُعْطَهُ، سَلْ تُعْطَهُ“ اب جو چاہو مانگو دیئے جاؤ گے، جو چاہو مانگو دیئے جاؤ گے۔ (۳۱۹)

اللہ تعالیٰ سے دُعا کا طریقہ نبی کریم ﷺ کی زبانی

امام ترمذی نقل فرماتے ہیں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اُس نے نماز پڑھی اور دعا مانگنے لگا کہ اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ”اے نمازی! تُو نے بہت جلدی کی جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو اللہ کی حمد و ثناء کرو، پھر مجھ پر درود پڑھو، پھر اللہ سے دعا کرو۔“

پھر دوسرا آدمی آیا، اُس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد و ثناء کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا، آپ نے فرمایا: ”أَيُّهَا الْمُصَلِّي اذْعُ تُحِبُّ“ اے نمازی! اب مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی۔ (۳۲۰)

۳۱۸۔ الْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ، بِرَقْم: ۸۷۸۰، ۹/۱۵۵، ۱۵۶

أَيْضاً مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ، كِتَابُ الْأَدْعِيَةِ، بَابُ فِيمَا يَسْتَفْتَحُ بِهِ الدَّعَاءُ الْخ، بِرَقْم: ۱۷۲۵۵،

۱۰/۱۷۳، ۱۷۴ وَقَالَ: رَجَالُهُ رَجَالُ الصَّحِيحِ إِلَّا أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ أَبِيهِ

أَيْضاً الشَّافِعِيُّ بِتَعْرِيفِ حَقْوُقِ الْمُصْطَفِيِّ، الْقِسْمُ الْأَوَّلُ، الْبَابُ الرَّابِعُ، فَصْلُ فِي الْمَوَاطِنِ

الَّتِي يَسْتَحِبُّ فِيهَا الْخ، ص ۲۷۵

۳۱۹۔ سُنَنِ التِّرْمِذِيِّ، أَبْوَابُ السَّفَرِ، بَابُ مَا ذَكَرْنِي الثَّنَاءُ عَلَى اللَّهِ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ

الدَّعَاءِ، بِرَقْم: ۵۹۳، ۱/۴۳۵

۳۲۰۔ سُنَنِ التِّرْمِذِيِّ، كِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي جَامِعِ الدَّعَوَاتِ، بَابُ (۶۵)،

بِرَقْم: ۳۴۷۶، ۴/۳۵۴

أَيْضاً الْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ، ۳۰۸/۱۸

أَيْضاً مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ، بِرَقْم: ۷۲۵۷، ۱۰/۱۷۴

اگر حضور کی مد نظر حضوری ہے حضورِ قلب سے اسے دوستو درود پڑھو جو اس حبیب کا مد نظر نظارہ ہے پڑھو درود پڑھو عاشقوں درود پڑھو (نہرۃ الواعظین)

حافظ نور الدین یثمتی کی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے دُعا کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

فَاذْكُرُونِي فِي أَوَّلِ الدُّعَاءِ، وَفِي وَسْطِهِ، وَفِي آخِرِ الدُّعَاءِ (۳۲۱)
یعنی، دعا کے اول میں اور اُس کے درمیان میں اور دعا کے آخر میں میرا ذکر کرو۔

جب قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیوں کا وزن کم ہوگا تو نبی کریم ﷺ انگلی کے برابر کاغذ کا ٹکڑا میزان میں رکھ دیں گے، جس سے اُس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا، یہ دیکھ کر وہ مومن عرض کرے گا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت و سیرت بہت اچھی بھلی ہے، تو حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے کہ ”میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود شریف ہے جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا اور آج تیری ضرورت کے وقت میں نے تجھے اُس کا بدلہ دے دیا“۔ (۳۲۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اُس کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر

۳۲۱۔ کشف الأستار، کتاب الأدعية، باب الصلاة على النبي ﷺ، برقم: ۳۱۵۶، ۴/۴۵

ایضاً مجمع الزوائد، کتاب الأدعية، باب فيما يستفتح به الدعاء الخ، برقم: ۱۷۲۵۶، ۱۰/۱۷۴

۳۲۲۔ اسے امام قسطلانی نے ”المواهب اللدنیة“ کے المقصد العاشر، الفصل الثالث فی تفضيله

ﷺ فی الآخرة، (۴۶۱/۳) میں اور امام ابن حجر مکی شافعی نے ”الدُّرُّ الْمَنْصُودُ“ کے الباب

الرابع (ص ۱۷۱، ۱۷۲) میں نقل کیا ہے اور امام زرقانی نے ”شرح الزرقانی“ (المقصد

العاشر، الفصل الثالث، ۱۲/۳۶۰) میں لکھا ہے کہ اسے ابن ابی الدُّنیا نے حضرت ابن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے تخریج فرمایا ہے اور امام اہلسنت کے والد حضرت علامہ نقی علی خان نے

”الکلام الأوضح“ (ص ۲۴۳) میں کچھ تغیر کے ساتھ نقل کیا اور علامہ سعادت علی قادری نے

”مجلد ستہ درود“ (ص ۱۹) میں ”المواهب اللدنیة مع شرح الزرقانی“ کے حوالے سے بعینہ

نقل کیا ہے۔

کیا گیا اور اُس نے مجھ پر دُر زونہ پڑھا۔ (۳۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کوئی مسلمان جب مجھ پر سلام عرض کرتا ہے چاہے وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، میرے رب کے فرشتے اُس کو سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں، کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! جب کوئی مدینہ میں سلام عرض کرتا ہے اُس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا، کریم کا جو برتاؤ اپنے پڑوسی سے ہوتا ہے۔ (۳۲۴)

امام سخاوی فرماتے ہیں کہ جب مزار پر انوار پر حاضر ہونے والے کا جواب حضور ﷺ عطا فرماتے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفاقِ عالم میں جو غلام بھی آپ پر درود و سلام پیش کرتا ہے آپ ﷺ اُس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ (۳۲۵)

درود شریف قربِ الہی کا ذریعہ ہے

حافظ ابو نعیم نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں لکھا کہ حضرت کعب کی ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا، اے موسیٰ! اگر دنیا میں میری حمد کرنے والے نہ ہوتے تو میں بارش کا ایک قطرہ بھی آسمان سے نازل نہ کرتا اور نہ ہی زمین سے کوئی دانہ پیدا ہوتا اور بہت سی چیزوں کا ذکر فرمایا، پھر ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں میرا قرب حاصل ہو، جیسے تمہارے کلام کو تمہاری زبان سے قرب ہے، جیسے

۳۲۳۔ سُنَن التِّرْمِذِ، کتاب الدَّعَوَات، باب قول رسول اللہ ﷺ ”رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ“، برقم: ۳۵۴۵، ۳۸۹/۴

أَيْضاً الشَّافِعِيُّ بِتَعْرِيفِ حَقِّقِ الْمُصْطَفَى، الْقِسْمُ الْأَوَّلُ، الْبَابُ الرَّابِعُ، فَصْلٌ فِي ذَمِّ مَنْ لَمْ يَصِلْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَإِثْمُهُ، ص ۲۸۳

۳۲۴۔ حَلِیَّةُ الْأَوَّلِیَاءِ، مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، برقم: ۲۴۲۱، ۳۰۳/۶، ۳۰۴، دَارُ إِحْیَاءِ الثَّرَاثِ الْعَرَبِيِّ، وَ ۳۴۹/۶ دَارُ الْكِتَابِ الْعَرَبِيِّ

أَيْضاً تَقْرِیْبُ الْبَغِیَّةِ، كِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ فِیْمَنْ یَسْلَمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْخ، برقم: ۱۷۷۳، ۱۰۶/۲، ۱۰۷

أَيْضاً الْجَوْهَرُ الْمُنَظَّمُ، الْفَصْلُ الثَّانِیُّ فِی فِضَائِلِ الزَّیَارَةِ وَ فَوَائِدِهَا، ص ۷۴، ۷۵، دَارُ الْحَاوِی

۳۲۵۔ الْقَوْلُ الْبَدِیعُ فِی الصَّلَاةِ عَلَى الْحَبِیْبِ الشَّفِیعِ، فَوَائِدُ نَخْتَمُ بِهَا، الْبَابُ الرَّابِعُ، ص ۱۶۸

خطراتِ قلب کو دل کے ساتھ قُرب ہے، جیسے آپ کی روح کو جسم کے ساتھ قُرب ہے اور جیسے آپ کی نظر کو آپ کی آنکھوں سے قُرب ہے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی ہاں مولیٰ، میں ایسا ہی قُرب چاہتا ہوں، پس اللہ عز وجل نے فرمایا، تو تم میرے حبیب ﷺ پر درود پڑھو۔ (۳۲۶)

”القول البديع“ (۳۲۷) اور ”مسالك الحنفاء“ (۳۲۸) میں ہے اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اگر آپ قیامت کے دن پیاس کی شدت سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو میرے محبوب ﷺ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو۔ (۳۲۹)

عارف باللہ سیدنا امام شعرانی کا ارشاد گرامی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے عہد لیا کہ ہم دن رات درود شریف بکثرت پڑھیں اور یہ کہ ہم مسلمان بھائی بہنوں کو درود پڑھنے کا اجر و ثواب بتائیں، اور ہم سید عالم نورِ مجسم ﷺ سے محبت و عظمت کے اظہار کے لئے درود پڑھنے کی انہیں بھرپور رغبت دلائیں (اور درود شریف پڑھنے والے کو چاہئے کہ با وضو حضورِ قلب کے ساتھ درود پڑھے، کیونکہ یہ بھی نماز ہی کی طرح مناجات ہے، اگرچہ اس میں وضو شرط نہیں)، اگر مسلمان روزانہ صبح و شام ہزار سے دس ہزار تک درود پڑھنے کا ورد بنالیں تو یہ سارے اعمال سے افضل ہوگا۔ درود شریف دربارِ (رسالت اور دربارِ خداوندی) میں قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کائنات میں کوئی نہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ عز وجل نے دنیا و آخرت میں صاحبِ حل و عقد اور صاحبِ بست و کشادہ بنایا ہو، لہذا جو

۳۲۶۔ القول البديع فی الصلاة علی الحبيب الشفیع، الباب الثانی من ثواب الصلاة علی النبی ﷺ الخ، ص ۱۳۷

أیضاً سعادة الدارين فی الصلاة علی سید الکونین ﷺ، الباب الثانی فیما ورد عن الأنبياء و العلماء فی فضل الصلاة علیہ ﷺ، ص ۱۰۵

۳۲۷۔ القوال البديع فی الصلاة علی الحبيب الشفیع، الباب الثانی، ص ۱۳۰

۳۲۸۔ مسالك الحنفاء، المطلب السادس، الفصل الثانی فی فوائدھا و ثمراتها، ص ۱۹۰، و قال: رواه أبو القاسم التیمی فی ”ترغیبه“

۳۲۹۔ تاریخ مدینة دمشق، موسیٰ بن عمران، ترجمة: رقم: ۷۷۴۱، ۶۱/۱۵۰

أیضاً أورده الهیتمی فی ”الذّر المنضود“ الفصل الرابع فی فوائد الصلاة الخ، ص ۱۷۲

مخض اس آقا کی اتباع و پیروی کرے اور صدق و محبت اور صفا سے اُس پر درود پڑھے، اُس کے لئے بڑے بڑے جابروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں، اور سب مسلمان اُس کی عزت کرتے ہیں، پھر بتایا کہ شیخ نور الدین ثونی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ دس ہزار مرتبہ درود پڑھا کرتے تھے اور شیخ احمد زواوی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چالیس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ (۳۳۰)

درود شریف نہ پڑھنے کا وبال

درود شریف پڑھنے کا ثواب اگر کثیر ہے تو نہ پڑھنے کی محرومی بھی بڑی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء سے ظاہر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت فرمائی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے“۔ (۳۳۱)

حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو اُسے جنت کا راستہ بھلا دیا جائے گا“۔ (۳۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ”جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کا راستہ بھلا دے گا“۔ (۳۳۳)

۳۳۰۔ لَوَاقِعُ الْأَنْوَارِ الْقُدْسِيَّةِ، برقم: ۱۳۰، الإكثار من الصلاة على الرسول ﷺ، ص ۲۰۳

۳۳۱۔ سُنَنِ التِّرْمِذِيِّ، كتاب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ ”رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ“، برقم: ۳۵۴۶، ۴/۳۹۰

۳۳۲۔ الشَّافِعِيُّ بِتَعْرِيفِ حَقِّقِ الْمِصْطَفَى، القسم الأول، الباب الرابع، فصل في ذم من لم يصل الخ، ص ۲۸۴

أَيْضاً فَضْلُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لِلْجَهْزَمِيِّ، برقم: ۴۲۰۴۱، ص ۸۴

أَيْضاً الْقَوْلُ الْبَدِيعُ، الباب الثالث في تحذير من ترك الصلاة عليه عند ذكره، ص ۱۵۱

۳۳۳۔ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ، كتاب إقامة الصلاة الخ، باب الصلاة على النبي ﷺ، برقم: ۹۰۸، ۱/۴۹۱

أَيْضاً الْمَعْنَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ، ۲/۱۸۰، عن ابن عباس رضي الله عنهما

بھولو نہ اس کو میری جان دل سے رکھو۔ مدام دھیان
سُن کے رسولِ حق کا نام بھیجو درود اور سلام

(مولانا حشمت علی رضوی)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ
تھی کہ جب چوتھائی رات گزر جاتی تو کھڑے ہو کر فرماتے اے لوگو! ذکرِ الہی کرو وقتہ و فساد کا
وقت آگیا، اور اُس کے پیچھے علاماتِ قیامت ظاہر ہو گئیں، موت اپنی تکلیفوں کے ساتھ آگئی۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر
بکثرت درود بھیجتا ہوں، تو میں آپ ﷺ پر درود کے لئے کتنا وقت مقرر کر لوں، فرمایا، ”جتنا
چاہو“، عرض کیا چوتھائی، فرمایا، ”جتنا چاہو اگر تم اس سے زیادہ کرو تو بہتر ہے“، عرض کی کیا
تہائی، فرمایا، ”جتنا چاہو اگر اس سے زیادہ کرو تو بہتر ہے“، عرض کیا، دو تہائی؟ فرمایا ”جتنا تم
چاہو اگر اس سے زیادہ کرو تو بہتر ہے“ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنا تمام وقت درود بھیجنے
کے لئے وقف کرتا ہوں، فرمایا، ”(جب تم اپنا تمام وقت درود کے لئے وقف کر دو گے) اور
تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے“۔ (۳۳۴)

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے تو پہلی سیڑھی پر فرمایا، آمین، پھر
جب دوسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا فرمایا، آمین، پھر جب تیسری سیڑھی پر جلوہ افروز ہوئے
تو فرمایا، آمین، اُس وقت حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا تو جواباً ارشاد فرمایا
کہ ”جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا اے محمد! (ﷺ) جس کے سامنے آپ کا نام اقدس
لیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے پھر وہ مرجائے تو اللہ عز و جل اُسے جہنم میں داخل کرے گا
اور اُسے آپ سے دُور کر دے گا، آپ نے فرمایا: آمین۔ اور کہا جس نے رمضان المبارک پایا

ایضاً الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الرابع، فصل في ذم من يصل
على النبي ﷺ وإثمہ، ص ۲۸۴

ایضاً الدر المنضود، الفصل الخامس في ذكر عقوبات من لم يصل عليه ﷺ، ص ۱۹۲، ۱۹۳

۳۳۴۔ سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة و الرقائق و الورع، باب (۲۳)، برقم: ۲۴۵۷، ۳/۳۶۱

ایضاً فضل الصلاة على النبي ﷺ للجہضمی، برقم: ۱۴، ص ۶۸

اور اُس نے اُس سے کچھ حصہ نہ لیا پھر وہ مر گیا تو اللہ عز وجل اُسے جہنم میں داخل کرے گا اور اُسے آپ سے دُور کرے گا، آپ نے فرمایا: آمین۔ اور کہا کہ جس نے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کو پایا اور اُن کی خدمت نہ کی پھر وہ مر گیا تو اللہ عز وجل اُسے جہنم میں داخل کرے گا اور اُسے آپ سے دُور کر دے گا، آپ نے فرمایا، آمین۔ (۳۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے، تو اللہ عز وجل مجھ پر میری روح کو واپس کرتا ہے، پھر میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“ (۳۳۶)

۳۳۵۔ اس حدیث شریف کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بروایت مجاہد امام طبرانی نے ”المعجم الکبیر“ (برقم: ۱۱۱۱۵، ۱۱/۶۸) میں اور سعید بن جبیر کی روایت سے ”المعجم الکبیر“ (برقم: ۱۲۵۵۱، ۱۲/۶۵، ۶۶) میں اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حافظ یثمی نے ”کشف الأستار“ کے کتاب الأذکار، باب الصلاة على النبي ﷺ (برقم: ۳۱۶۴، ۴/۴۷) میں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ”کشف الأستار“ کے مذکور باب (برقم: ۳۱۶۷، ۴/۴۸، ۴۹) میں حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ”کشف الأستار“ کے باب مذکور (برقم: ۳۱۶۶، ۴/۴۹) میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ”کشف الأستار“ کے باب مذکور (برقم: ۳۱۶۸، ۴/۴۹) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ”کشف الأستار“ کے مذکور باب (برقم: ۳۱۶۹، ۴/۴۹) میں، حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام طبرانی نے ”المعجم الکبیر“ (۱۹/۲۹۱، ۲۹۲، برقم: ۶۴۹) میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام طبرانی نے ”المعجم الکبیر“ (برقم: ۳۱۵، ۹/۱۴۴) میں روایت کیا ہے اور امام سیوطی نے اسے ”الجامع الصغیر“ (حرف المیم، برقم: ۷۹۸۶، ۴/۱۶۰۳) میں اور امام بہانی نے ”الفتح الکبیر“، (حرف المیم، برقم: ۱۰۷۳۶، ۳/۹۸) میں اور ابن القیم نے ”جلاء الأفهام“ (باب ما جاء في الصلاة على رسول الله ﷺ، برقم: ۱۹، ص ۱۸) میں نقل کیا ہے۔

۳۳۶۔ سنن أبی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، برقم: ۲۰۴۱، ۲/۳۶۶

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۲/۲۷۔

ایضاً المعجم الأوسط للطبرانی، برقم: ۳۰۹۰

ایضاً السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الحج، جماع أبواب الهدی، باب زیارة قبر النبی

ﷺ، برقم: ۱۸۲۷۰، ۵/۴۰۲

علامہ سید سعادت علی قادری نے ”مطالع المسرات“ سے نقل کیا (۳۳۷) کہ حضرت علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے درود شریف کو اپنی رضا اور قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ لہذا جو شخص جتنا درود پاک زیادہ پڑھے گا اتنا وہی رضا اور قرب کا حقدار قرار پائے گا اور اس بات کا مستحق ہوگا کہ اُس کے سارے کام آسان ہوں اور پورے ہوں اور اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں اور اُس کی سیرت پاکیزہ ہو اور اُس کا دل روشن ہو۔ (۳۳۸)

درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

امام فخر الدین رازی شافعی فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ انسان کی روح جبلی طور پر ضعیف ہے، پس درود پڑھنے سے اُس میں انوارِ الہی کی تجلیات قبول کر لینے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے، جس طرح آفتاب کی کرنیں مکان کے روشن دانوں

ایضاً حیاة الأنبياء للبيهقي، برقم: ۱۵، ص ۹۶، ۹۷

ایضاً مسند إسحاق بن راهويه، مسند أبي هريرة، برقم: ۵۲۰، ص ۲۰۴ و قال محققه: رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبي صخر وهو صدوق قاله ابن حجر في ”تقريب التهذيب“، برقم: ۱۵۴۶، ۱/۳۲۷

ایضاً أوردہ النووی فی ”الأذکار“ کتاب الصلاة علی النبی ﷺ، برقم: ۳۰۴ و صححه ایضاً العسقلانی فی ”التلخیص“ کتاب الحج، باب دخول مكة و بقية أعمال الحج إلى آخره، برقم: ۱۰۷۷ (۷۰)، ۲/۵۴۲

ایضاً الهيتمي فی ”مجمع الزوائد“، کتاب الأدعية، باب الصلاة علی النبی ﷺ الخ، برقم: ۱۷۲۹۶، ۱۰/۱۸۴

ایضاً الهيتمي فی ”الدُر المنصود“ الفصل الرابع فی فوائد الصلاة الخ، ص ۱۵۲ و قال: سند حسن: بل صححه النووی فی ”الأذکار“

۳۳۷۔ گلدستہ درود شریف، ص ۳۸، ۳۹

۳۳۸۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی سملالی حسنی روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”جس کی کسی حاجت کا پورا ہونا مشکل ہو جائے وہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھے تو اُس کے تمام غم و کرب دور ہو جائیں گے رزق میں کثرت ہوگی اور حاجتیں پوری ہوں گی۔“ (دلائل الخیرات، فصل فی فضل الصلاة علی النبی ﷺ، ص ۲۵)

سے اندر جھانکتی ہیں، تو اُس مکان کے درود یوار روشن نہیں ہوتے، لیکن اگر اُس مکان کے اندر پانی کا طشت یا آئینہ رکھ دیا جائے تو آفتاب کے عکس سے مکان کی چھت اور درود یوار چمک اٹھتے ہیں، اس طرح اُمت کی رو میں اپنی فطری کمزوری کی وجہ سے ظلمت کدہ میں پڑی ہوتی ہیں، وہ حضور ﷺ کی روح انور سے جو کہ سورج سے بھی روشن تر ہے، اُس کی نورانی کرنوں سے روشنی حاصل کر کے اپنے باطن کو چمکا لیتی ہیں، اور یہ استعداد صرف درود پاک سے حاصل ہوتی ہے جو پانی کے طشت یا آئینہ کی طرح ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أُولَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ“ (۳۳۹)

یعنی، قیامت کے دن مجھ سے قریب ترین وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ

درود بھیجتا ہوگا۔ (۴۴۰)

اے میرے مسلمان بھائیو! نبی کریم ﷺ پر بے شمار صلوٰۃ و سلام بھیجا کرو کہ یہ وہ عمل ہے جو سنت الہیہ ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ پر درود و سلام کے پھول نچھاور فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یہی گلدستے پیش کرتے رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ تم سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ تم بھی اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور کثرت سے درود و سلام پڑھو۔ یہی وہ واحد عمل ہے جس کے مردود و مسترد ہونے یا ناقابل قبول ہونے کا شبہ تک نہیں کیا جاسکتا، اور سنو! یہی وہ واحد عمل ہے جو رفیع درجات اور اللہ عز و جل اور اُس کے رسول ﷺ کا قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یہی وہ عمل ہے جو نبی کریم ﷺ کی خوشی کا سبب ہے، جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے، جس سے نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے اُس پر اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے۔

۳۳۹۔ سنن الترمذی، ابواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصّلاة علی النبی ﷺ، برقم: ۴۸۴، ۳۵۶/۱

ایضاً الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الأدعیۃ، برقم: ۹۰۸، ۱۳۳/۲

ایضاً موارد الظمان، کتاب الأدعیۃ، باب الصّلاة علی النبی ﷺ، برقم: ۲۳۸۹، ص ۵۹۴

ایضاً الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الرابع، فصل فی فضیلة

الصّلاة علی النبی ﷺ الخ، ص ۲۸۲

ایضاً الدر المنضود، الفصل الرابع فی فوائد الصّلاة الخ، ص ۱۷۷

۳۴۰۔ معارج النبوۃ، مقدمہ، فصل پنجم، در فضائل صلوات الخ، و وظیفہ ثانیہ در لطائف، آیہ

کریمہ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ﴾ الآية، اللطیفۃ الأخریٰ ۱/۱۰۴ (و معارج النبوۃ، ۳۱۸/۱)

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب جبریل امین درود پڑھنے والوں پر انعامات کے نزول کی خبر لے کر آئے حضور نبی کریم ﷺ بے حد خوش و مسرور تھے، کہ اس میں اُمت کی مغفرت و بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے جیسا کہ حدیث ابی طلحہ میں پہلے گزرا (۳۴۱) اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کو اُمت کی بخشش کا مودہ دے کر خوش کر رہا ہے۔ سبحان اللہ شانِ مصطفیٰ ﷺ کہ

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۳۔ ﴿يَسَّ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝﴾ (۳۴۲)

ترجمہ: حکمت والے قرآن کی قسم، بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔ (کنز الایمان)

”یس“ کے بارے میں اقوال علماء

”یس“ کے متعلق علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں: (۱) یہ سورت کا نام ہے، (۲) قرآن کے اسماء میں سے ہے، (۳) یہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے، (۴) یس کا معنی لغت ”طے“ میں ”یا انسان“ ہے اور اُس سے مراد انسانِ کامل یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، (۵) رحمتِ عالمیان ﷺ کے اسماء مبارکہ سے ہے، (۶) ابو بکر و راق کہتے ہیں اس کا

۳۴۱۔ ملا واعظ کاشفی نے ”معارج النبوة“ میں نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیہ کریمہ ﴿يَسَّ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾ نازل ہوئی تو نبی ﷺ کے مبارک چہرے کا رنگ انار کے دانوں کی طرح انتہائی خوشی سے کھل گیا اور فرمانے لگے مجھے مبارک باد پیش کرو کہ مجھ پر وہ آیت نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے ہر چیز سے بہتر ہے ﴿يَسَّ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾ (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے خوشخبری سُننے ہی کہا ﴿يَسَّ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾ یا رسول اللہ! آپ کو یہ نعمت مبارک ہو۔ پھر صحابہ کرام مبارک باد دیتے اٹھ (معارج النبوة، مقدمہ، فصل پنجم، وظیفہ ثانیہ،

اللطيفة الأخرى، ۱/۱۰۱ و معارج النبوة مترجم، ۱/۳۱۱)

معنی ہے ”یا سَيِّدَ الْبَشَرِ“۔ (۳۴۳)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

اللَّهُ تَعَالَى الْمُعْطَى وَ أَنَا الْقَاسِمُ فَمَنْزِلَتُهُ ﷺ مِنَ الْعَالَمِ بِأَسْرِهِ
بِمَنْزِلَةِ الْقَلْبِ مِنَ الْبَدَنِ فَمَا الْطِفَ افْتِتَاحَ قَلْبِ الْقُرْآنِ بِقَلْبِ
الْأَكْوَانِ (۳۴۴)

یعنی، حضور ﷺ نے فرمایا ”دینے والا اللہ تعالیٰ اور بانٹنے والا میں
ہوں“، اس حدیث پاک کے مطابق کائنات کے جسم میں حضور دل کی
مانند ہیں۔ اور سورہ یسین قرآن کریم کا دل ہے (۳۴۵) اس سورہ کا
آغاز کتنا پیارا ہے اس سورت کا کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے
دل کے ذکر سے شروع کیا جا رہا ہے۔

کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور طرح طرح کے الزامات
تراشتے اور استحالے پیش کرتے، خُداوندِ عالم قسم بیان فرما کر اپنے معظم و مکرم رسول کی
رسالت کی شہادت دے رہا ہے، فرمایا، اے انسان کامل، یا اے عرب و عجم کے سردار! مجھے
اس قرآن حکیم کی قسم کہ آپ اُن برگزیدہ انسانوں میں سے ہیں جن کو میں نے رسالت سے
سرفراز فرمایا ہے اور مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں۔

اے حبیب! جب تیرا پروردگار تیری رسالت کی شہادت دے رہا ہے اور وہ بھی قرآن
حکیم کی قسم بیان فرما کر، اس کے بعد اگر کوئی بد بخت تیری رسالت کو نہ مانے تو آپ اس پر
رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔

۳۴۳۔ تفسیر القرطبی، سورہ (۳۶) یس، الآیۃ: ۱، ۸، ۱۵/۴۰

ایضاً المواہب اللدنیۃ، المقصد السادس، النوع الخامس، الفصل الرابع، ۴۴۷/۳

ایضاً مدارج النبوة، باب سوم، وصل از مناقب جلیلہ، ۶۵/۱

۳۴۴۔ تفسیر روح المعانی، سورہ (۳۶) یسین، باب الإشارة، ۲۳، ۲۴/۸۵، ۸۶

۳۴۵۔ المسند للإمام أحمد، ۲۶/۵

ایضاً سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل یس، برقم: ۲۳۱۶، ۲۳۶/۲

قسم بیان فرماتے ہوئے صرف ”و القرآن“ نہیں فرمایا، بلکہ ”و القرآن الحکیم“ فرمایا، یعنی قرآن جس کی قسم بیان کی جا رہی ہے کہ یہ کوئی عام کتاب نہیں بلکہ یہ کتاب حکیم ہے یعنی یہ پر از حکمت ہے یا یہ ایسی محکم کتاب ہے کہ باطل کسی گوشہ سے اس پر حملہ نہیں کر سکتا۔ (۳۴۶)

نقاش رحمۃ اللہ علیہ (۳۴۷) کہتے ہیں کہ کتاب مجید میں اللہ عز و جل نے کسی نبی کی رسالت کی قسم نہیں بیان فرمائی سوائے حضور ﷺ کے اور اس میں حضور ﷺ کی بڑی تعظیم و ترقی ہے۔ (۳۴۸)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْخ (۳۴۹)

یعنی، میں قیامت میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ (۳۵۰)

۳۴۶۔ تفسیر ابن کثیر، سورۃ یسین: ۱/۳۶-۲، ۳/۷۴۶

۳۴۷۔ یہ ابو بکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد موصلی بغدادی مقری، مفسر ہیں (مُزِيلُ الْخِفاءِ عَنْ الْفَاضِلِ الشَّافِعِ، ص ۳۲)

۳۴۸۔ الشَّافِعِ بِتَعْرِيفِ حَقِيقِ الْمَصْطَفَى، الْقِسْمُ الْأَوَّلُ، الْبَابُ الْأَوَّلُ، الْفَصْلُ الرَّابِعُ، ص ۳۲

۳۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق، برقم: ۴/۶۰۰۳ - (۶۲۷۸)، ص ۱۱۱۸

أَيْضاً سُنَنُ أَبِي دَاوُدَ، كِتَابُ السُّنَّةِ، بَابُ فِي التَّخْيِيرِ بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، برقم: ۴۶۷۳، ۵/۳۶

أَيْضاً سُنَنُ التِّرْمِذِيِّ، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ فَضْلِ النَّبِيِّ ﷺ، برقم: ۳۶۱۵، ۴/۴۲۴

أَيْضاً سُنَنُ ابْنِ مَاجَةَ، كِتَابُ الزَّهْدِ، بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ، برقم: ۴۳۰۸، ۴/۵۶۵

أَيْضاً الْمُسْنَدُ لِلْإِمَامِ أَحْمَد: ۲/۳

أَيْضاً سُنَنُ الدَّارِمِيِّ، الْمَقْدِمَةُ، بَابُ مَا أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْفَضْلِ، برقم: ۵۲، ۱/۲۴ و فیہ: ”أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

۳۵۰۔ نبی ﷺ نے قیامت کے روز کی قید کیوں لگائی حالانکہ دنیا میں بھی تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، نبی ﷺ کا یہ فرمان اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ﴾ (سورۃ الفاتحہ: ۱/۳) ترجمہ: ”روزِ جزا کا مالک“۔ حالانکہ دنیا میں دنوں، راتوں غرض یہ کہ ہر شی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو روزِ قیامت کی قید کا مفاد یہ ہے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں لوگ اللہ تعالیٰ کو مالک

امام احمد (۳۵۶)، ابوداؤد (۳۵۲)، نسائی (۳۵۳)، ابن ماجہ (۳۵۴)، اور طبرانی (۳۵۵) نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”یٰسین قرآن کا دل ہے، اور اس لئے اس کا سورۃ کا نام سورۃ یٰسین رکھا“ اور فرمایا ”اس سورۃ مبارکہ کے لئے حکم ہے کہ اسے مرنے والوں پر تلاوت کرو“۔ (۳۵۶)

اور ابونصر سنجری رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں، فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کریم میں ایک سورت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”عظیمہ“ ہے اور اُس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا شرف والا ہے کہ قیامت کے دن (قبیلہ) ربیع و مضر کے لوگوں سے زیادہ کی شفاعت کرے گا، وہ سورۃ یٰسین ہے“۔ (۳۵۷)

امام بیہقی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ نے

نہیں مانتے اُس روز اللہ تعالیٰ کے مالک ہونے کا ایسا ظہور ہوگا کہ جو دنیا میں مالک نہیں مانتے تھے وہ بھی مانیں گے، اسی طرح لاکھوں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو حضور ﷺ کو سردار نہیں مانتے اس روز جب آپ شفاعت کا تاج پہن کر مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے تو جو دنیا میں آپ کو سردار نہیں مانتے وہ بھی مانیں گے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿عَسَىٰ اَنْ يَّتَعَثَّكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۹/۱۷) ترجمہ: ”قرب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں“۔

۳۵۱۔ المسند للإمام أحمد: ۲۶/۵

۳۵۲۔ سُنَنُ أَبِي دَاوُدَ، کتاب الجنائز، باب القراءة عند المیت، برقم: ۳۱۲۱، ۳۲۰/۳

۳۵۳۔ عمل اليوم و الليلة، للنسائی، ما یقرأ علی المیت، برقم: ۱۰۸۳، ص ۳۰۸

۳۵۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیما یقال عند المریض الخ، برقم: ۱۴۴۸، ۲۰۸/۲، ۲۰۹

۳۵۵۔ المعجم الكبير للطبرانی، برقم: ۵۱۱، ۲۲۰/۲۰، و برقم: ۵۴۱، ۲۳۰/۲۰، ۲۳۱

۳۵۶۔ پوری روایت تمام کتب مذکور میں نہیں ہے ”سُنَنُ أَبِي دَاوُدَ“ اور ”سُنَنُ ابْنِ مَاجَہ“ میں صرف مرنے والوں پر سورۃ یٰسین تلاوت کرنے کا حکم ہے اور ”سُنَنُ الدَّارِمِی“ (کتاب فضائل القرآن، برقم: ۳۴۱۶، ۳۳۶/۲) میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن کریم کا دل سورۃ یٰسین ہے۔

۳۵۷۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثانی و العشرون، سورۃ یس، ۶۰۷/۵

فرمایا: ”سورہ یٰسین توریت میں ”معیّمہ“ کہلاتی ہے، اس کے پڑھنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں، اور یہ دنیا و آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے، اور دنیا و آخرت کے ہول سے محفوظ رکھتی ہے، اور ہر قسم کی مصیبتیں جو اُس کے لئے مقرر ہوں، دفع کرتی ہے اور اُس کی تمام حاجتیں پوری کرتی ہے۔“ (۳۵۸)

اور حضرت عطاء بن ابی رباح روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دن کے ابتدائی حصہ میں سورہ یٰسین کی تلاوت کی اُس کی حاجتیں پوری کر دی گئیں“، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس نے صبح کے وقت سورہ یٰسین کی تلاوت کی اُسے اس دن کی شام تک آسانی دے دی گئی اور اس جس نے رات کی ابتداء میں پڑھی تو اُسے اس رات کی صبح تک آسانی دے دی گئی۔ (۳۵۹)

ترمذی (۳۶۰)، دارمی (۳۶۱) اور احمد (۳۶۲) حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ”جو سورہ یٰسین پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے دس قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔“

بعض نے ذکر کیا ہے جو سورہ یٰسین پڑھے، اُسے اللہ تعالیٰ بائیس قرآن کی تلاوت کا اجر عطا فرماتا ہے۔ (۳۶۳)

اور بیہقی ”شعب الایمان“ میں ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو کبار تابعین سے ہیں: ”جو سورہ یٰسین ایک بار تلاوت کرے اُس نے گویا گیارہ قرآن ختم کئے۔“ (۳۶۴)

۳۵۸۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثانی و العشرون، سورۃ یٰس، ۶۰۷/۵

۳۵۹۔ الأنوار اللمعة، کتاب فضائل القرآن، فضل سورۃ یٰس، برقم: ۹۸۱۳۔ (۴۵۷/۲) و ۹۸۳۲ (۴۵۷/۲)، ۳۴۴/۴

۳۶۰۔ سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل یٰس، برقم: ۲۸۸۷، ۱۰۰۹/۴

۳۶۱۔ سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل یٰس، برقم: ۳۴۱۶، ۳۳۶/۲

۳۶۲۔ المسند للإمام أحمد، ۲۶/۵

۳۶۳۔ الجامع لشعب الایمان، ذکر سورۃ یٰسین، برقم: ۲۲۳۷، ۹۶-۹۷

۳۶۴۔ الجامع لشعب الایمان للبیہقی، ذکر سورۃ یٰس، برقم: ۲۲۳۹، ۹۸-۹۹

ایک حدیث، مرفوع سے بھی جس کے راوی ابن عباس، معقل بن یسار، عقبہ بن عامر اور ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں دس بار قرآن پڑھنے کا اجر ثابت ہے۔ (۳۶۵)

جب بھی کسی بد بخت نے نبی کریم ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا کلمات کہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شان کو بلند و بالا کر کے اُن بد بختوں کو جواب عطا فرمایا۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر کلام و بقا کی قسم
ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح الامین
تو ہی سرور ہر دو سرا ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
(حدائق بخشش)

یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ جب کفار نے حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے قسم بیان فرما کر اُن کی رسالت کی تصدیق فرمائی اور محبوب ﷺ کے دل کو تسلی دی کہ اے محبوب! آپ غمزدہ نہ ہوں آپ تو میرے رسول ہیں اور آپ سیدھی راہ پر ہو یہ کفار بھٹکے ہوئے، راہ سے بے خبر ہیں۔ سبحان اللہ

خدا بڑھاتا ہے شان محمد ﷺ

۲۴۔ ﴿قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِغَفْرِ الذُّنُوْبِ جَمِیْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (۳۶۶)

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بند و جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

شان نزول: (۱) بعض مشرکین نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کا دین تو برحق

ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہو جائیں، کیا ہمارے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (۳۶۷)
 (۲) حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے ہاتھوں جنگِ اُحد میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں کہلا بھیجا اگر میں ایمان قبول کر لوں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (۳۶۸)

اس آیت میں بتایا گیا کہ جس نے میرے پیارے محبوب کریم ﷺ کی غلامی اختیار کر لی، اُس کا اسلام اُس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو گیا، اور جس نے میرے محبوب ﷺ کی غلامی میں رہتے ہوئے اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کی اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے بشرطیکہ سچے دل سے توبہ کرے، اور رحمتِ باری تعالیٰ سے نا اُمیدی فی نفسہ گناہ ہے (۳۶۹) اور تائب کی شان میں فرمایا:

”التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ“ (۳۷۰)

۳۶۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، الزمر، باب ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا﴾ الآية، برقم: ۴۸۱۰، ۳/۲۷۰

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الإسلام يهدم ما قبله الخ، برقم: ۱۲۲، ص ۷۸
 ایضاً تفسیر ابن کثیر، سورۃ (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۴/۷۳-۷۴
 ایضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۸/۱۶۹
 ایضاً خزائن العرفان، سورۃ الزمر، ص ۵۵۲

۳۶۸۔ المعجم الکبیر للطبرانی، برقم: ۱۱۴۸، ۱۱/۱۵۷، ۱۵۸
 ایضاً لباب النقول للسيوطی، سورۃ (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ص ۲۷۲
 ایضاً تفسیر زاد المسیر، سورۃ (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۴/۷-۵۹
 ایضاً الدر المنثور، سورۃ (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۷/۲۰۲، ۲۰۳
 ایضاً روح البیان، سورۃ (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۸/۱۶۹

۳۶۹۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ﴾ (سورۃ الزمر: ۳۹/۵۳) ترجمہ: اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔

۳۷۰۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، برقم: ۴۲۵، ۴/۵۳۴

ایضاً السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشہادۃ، باب شہادۃ القاذف، برقم: ۲۰۵۶۲، ۲۰۵۶۳، ۱۰/۲۵۹، ۲۶۰

ایضاً حلیۃ الاولیاء لأبی نعیم، ۴/۲۱۰

ایضاً نقلہ التبریزی فی ”مشکاتہ“ فی الدعوات (باب الاستغفار و التوبۃ، الفصل الثالث)، برقم: ۲۳۶۳، ۱-۲/۲۴۱

یعنی، گناہ سے توبہ کرنے کے بعد تائب ایسا ہو جاتا ہے گویا اُس کے ذمہ کوئی گناہ ہی نہیں۔

اور توبہ کے لئے اُس گناہ کا ترک ضروری ہے کہ جس سے توبہ کر رہا ہے نیز اس گناہ کے نہ کرنے کا مصمم ارادہ ضروری ہے، چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ رعشہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا، اطباء مایوس ہو گئے، بادشاہ نے ایک فقیر سے دعا کے لئے عرض کیا، فقیر نے کہا کہ میری دعا پر تیرے مظلوم قیدیوں کی بددعائیں غالب آگئی ہیں، پہلے مظلوموں کو آزاد کر، اُس پر توبہ کر، بادشاہ نے قیدیوں کو آزاد کر دیا، فقیر نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، مولیٰ کریم تیرا بھاگا ہوا غلام حاضر ہے، اُسے قبول فرمالے، فوراً آرام آ گیا۔ (۳۷۱)

توبہ کرنے والے ایک فقیر کا واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت ایک چنگی فقیر گویا فاسق تھا وہ بوڑھا ہو گیا، ور چنگ بچانے کے قابل نہ رہا، فاقہ (بھوک) سے مرنے لگا تو قبرستان میں جا کر کہا کہ خُدا یا و بڑا رحیم کریم ہے، تو مجھ پر رحم و کرم فرما، تو میری توبہ قبول فرما، مجھے بخش دے، چنگ پھینک بی، روتے روتے بیہوش ہو گیا، ادھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ہوا ہمارا بندہ خاص جنت بقیع میں بھوکا ہے، اُس کو سات سو درہم دے آؤ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قبرستان آئے تو سوائے چنگی بے ہوش کے کسی کو نہ پایا، بار بار یہی خیال دل میں لاتے یہ فاسق فاجر چنگی مردِ خدا کیسے ہو سکتا ہے، آپ کی چھینک سے چنگی کی آنکھ کھلی، چنگی نے خلیفہ کو سر ہانے بیٹھے پایا، خوف سے چاہا بھاگ جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازو پکڑ کر تھیلی پیش کی اور پیغام پہنچایا، چنگی اس کرم الہی کو دیکھ کر جاں بحق ہو گیا۔ (۳۷۲)

۳۷۔ بوستان سعدی، حکایت دریں معنی، ص ۴۴، ۴۵، و بوستان، باب اول، ص ۴۱، ۴۲، ط۔ ایران

۳۷۔ یہ واقعہ مولانا روم نے اپنی ”مثنوی“ کے حصہ سوم میں عنوان ”داستان پیر چنگی کہ در عہد عمر الخ“ کے تحت بیان فرمایا اور علامہ اویسی نے اسے ”صدائے نوحی شرح اُردو مثنوی“ (حصہ سوم، ص ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰) میں اور مفتی احمد یار خان نعیمی نے ”مواعظ نعیمیہ“ (حصہ دوم، وعظ: ۲۴، مسئلہ کا توبہ کا بیان، ص ۱۹۸) میں ذکر کیا ہے۔

اور اس آیہ کریمہ کا آغاز ”قُلْ يَا عِبَادِي“ سے ہوا اور اس کے متعلق مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

بندہ خواند احمد در رشاد جملہ عالم بخواں قُلْ يَا عِبَاد
یعنی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے عالم کو اپنا بندہ فرمایا، قرآن میں پڑھ لو
”قُلْ يَا عِبَاد“

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ”رسالہ فتح مکہ ترجمہ شائم امدادیہ“ میں فرماتے ہیں کہ ”عِبَادُ
اللّٰہ“ کو ”عِبَادُ الرَّسُول“ کہہ سکتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ
أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں۔ (۳۷۳)
محب طبری ”الریاض النضرۃ“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برسر منبر
خطبہ میں فرمایا:

قَدْ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكُنْتُ عَبْدَهُ وَخَادِمَهُ (۳۷۴)
یعنی، میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا پس میں آپ کا بندہ اور
غلام تھا۔ (۳۷۵)

۳۷۳۔ شائم امدادیہ، حصہ دوم، ص ۷۱

۳۷۴۔ الریاض النضرۃ، الباب الثانی فی مناقب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ، الفصل التاسع، ۲/۲۱۵

۳۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو نفع مجھے ابو
بکر کے مال نے دیا ہے اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا“ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رونے لگ گئے اور عرض کرنے لگے ”نہیں ہوں میں اور میرا مال مگر آپ کے اے اللہ کے رسول (یعنی
میں بھی آپ کا اور میرا مال بھی آپ کا) (سُنَن ابْن ماجہ، المقدمہ، باب فضائل اصحاب النبی
ﷺ، برقم: ۹۴، ۱/۷۸) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جواب کے تحت محشی صحاح
ستہ علامہ ابوالحسن کبیر سندھی نے لکھا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ادب اور تواضع کی رعایت کو دیکھئے کہ
حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں مثل غلام کے قرار دیا اور ادب
اسی طرح ہوتا ہے، پس یہ نبی ایمان والوں کا اُن کی جانوں سے زیادہ محبوب و مالک ہے (حاشیہ
السندی علی السُنَن لابن ماجہ، ۱/۷۸) اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے آپ کو حضور
ﷺ کا عبد ہی سمجھا کرتے تھے اور زبان سے بھی کہا کرتے تھے جیسا کہ متن میں مذکور بالا اور آگے آنے
والی عبارت سے اور حاشیہ میں مذکور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب سے یہی ظاہر ہے۔

”مثنوی شریف“ میں وہ واقعہ نقل ہے جب کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر لائے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کی: گفت ما دو بندگانِ گونے تو کردش آزاد ہم بروئے تو (مثنوی مولانا روم)

یعنی، عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں، میں اُن کو آپ کی بارگاہ میں آزاد کرتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ تمام کائنات کے مالک اور حامی و ناصر ہیں، اور کل کائنات آپ کی عیال ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ماں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہماری یتیمی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الْعَيْلَةُ تَخَافِينَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ (۳۷۶)

یعنی، کیا اُن پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں اُن کا والی و کارساز ہوں دنیا و آخرت میں۔

شیخ الحدیث ابوالفتح نصر اللہ خان صاحب ”مقدمہ عید میلاد النبی ﷺ“ میں لکھتے ہیں: ”وجود کائنات آپ ہی کے جو دو وجود پر مبنی ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو یہ سب نقوش غریبہ اور یہ سب احکام کائنات عالم وجود میں نہ آتے، نہ ہی اُن میں سے کچھ ہوتا، پس جو بھی فیوض و کمالات یا آثار و احکام رہے یا ہیں یا رہیں گے، وہ سب کے سب آپ ﷺ ہی کے وجود سراپا جو د پر ہی مبنی ہیں، آپ کے جو دو وجود کے احکام و آثار ہیں، خلاصہ یہ کہ جو دو موجودات کے لحاظ سے آپ ﷺ کائنات کے حقیقی باپ ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے ازواجِ مطہرات کو ایمان والوں کی مائیں قرار دے کر اُمہات المؤمنین کے لقب سے نوازدیا، فرمایا:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ الآية (۳۷۷)

۳۷۶۔ امام احمد نے ”المسند“ (۱/۴۰۴، ۴۰۵) میں اس حدیث شریف کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے لکھا ہے، فرماتے ہیں ہماری والدہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور ہماری یتیمی کا ذکر تو حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔

یہ نبی ایمان والوں کا اُن کی جانوں سے زیادہ محبوب، مالک، زیادہ قریب و مددگار ہیں کہ اولیٰ میں یہ تمام معنی موجود ہیں۔

معنی یہ ہوئے کہ مومن نبی پاک کو اپنی جان سے زیادہ قریب و بہتر مالک و محبوب تر سر پرست پائے گا، پس ایمان والوں کا اہم فریضہ یہ ہے کہ نبی پاک کو اپنی جانوں سے بہتر و بالا عزیز تر جان کر اپنی جانوں کو اپنے اور نبی پاک کے درمیان حائل و مانع نہ ہونے دیں، بلکہ اپنے جانوں کو بصد خوشی نبی پاک کی خوشنودی پر نثار کر دیں، تاکہ ہمیشہ نجات کا سہرا اُن کے سر پر رہے اور اگر اُن کی جانیں مانع رہیں تو اس مانع کی بنا پر سرورِ دوسرا سے محبوب رہیں گے، نجات نہ پائیں گے، کیونکہ نجات اسی میں ہے کہ سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ و الثناء کو اپنوں اور اپنی جانوں کا مالک جانیں کہ سرورِ دوسرا ہی خالق عالم کے مظہرِ اعظم اور تمام کائنات و عالم کے شہنشاہ معظم ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر جان کا اثر و جود ہے اور ہر جان سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ و الثناء کا جود، پس ہر جان و ہر اثر جان یعنی و جود کا منشاء و جود آپ ہی ہیں، تو آپ تمام کائنات و موجودات کے حقیقی باپ ہوئے اور احترام و توقیر میں ازواجِ مطہرات ایمان والوں کی مائیں ہوئیں، مقصدِ بالا کو سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ و الثناء کے کلمات طہیات اس طرح واضح فرما رہے ہیں:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَ أَنَا أَوْلَىٰ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اقْرَؤْا إِن شِئْتُمْ
﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَ
تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَن كَانَوْا، فَإِن تَرَكَ دِينًا، أَوْ ضِيَاعًا
فَلْيَأْتِنِي وَ أَنَا مَوْلَاهُ (۳۷۸)

۳۷۸۔ صحیح البخاری، کتاب الکفالة، باب الدین، برقم: ۲۲۹۸، ۶۸/۲، و کتاب فی الاستقراض الخ، باب الصّلاة علی من ترک دیناً، برقم: ۲۳۹۹، ۹۷/۲، و کتاب التفسیر، سورة الأحزاب، برقم: ۴۷۸۱، ۳۵۹/۳، و کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ "من ترک مالا فلاھلہ"، برقم: ۶۷۳۱، ۲۶۵/۴، و باب ابنی عمّ: أحدهما أخ للام، برقم: ۶۷۴۵، ۲۶۹/۴

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الفرائض، باب من ترک مالا فلو ورثته، برقم: ۱۶۱۹، ص ۷۷۹، و اللفظ للبخاری

یعنی، کوئی ایسا مومن ایمان والا نہیں جس کا میں اُس کے اور اُس کے دنیا و آخرت کے سارے معاملات میں اُس کی جان سے زیادہ مالک رہا ہوں بلکہ میں دنیا و آخرت میں اُس کے اور اُس کے تمام معاملات میں اُس کی جان سے زیادہ مالک رہا ہوں۔

کلمہ ”بہ“ میں اشارہ بلکہ تصریح اس بات کی ہے کہ اس کی جان کا بھی میں مالک رہا ہوں اس کے بعد فرمایا میرے فرمودات کی شہادت تو خود قرآن دے رہا ہے، چاہو تو پڑھ لو ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ (فرمایا) پس جو مومن مر جائے اور مال چھوڑ جائے اور اُس کا رشتہ دار کوئی ہو، اُس کا وارث رہے گا، اگر قرض چھوڑ جائے یا ضائع شی جیسی اولاد چھوڑے تو وہ میرے حضور حاضر ہو اور میری جانب رُخ کرے کہ میں ہی اُس کا آقا و سرپرست ہوں اور مددگار ہوں اور رہوں گا۔ (۳۷۹)

”خصائص کبریٰ“ میں حدیث مشاورت میں ہے کہ امام احمد، ابو بکر شافعی (فی الغیلا نیات)، ابو نعیم و ابن عساکر نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ ہم نے گمان کیا کہ اُس سجدہ میں آپ کی مبارک روح قبض کر لی گئی ہے، پھر جب آپ نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا ”میرے رب نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا کہ اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے، میں نے عرض کیا اے رب! تو نے پیدا کیا اور تیرے بندے ہیں جو تُو چاہے، پھر حق تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ فرمایا کہ اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور میں نے اس بار بھی وہی عرض کیا، پھر حق تعالیٰ نے تیسری بار مشورہ فرمایا اور میں نے وہی عرض کیا، اُس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا، میں تمہاری اُمت کے بارے میں ہر گز تم کو رُسوانہ کروں گا، اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری اُمت کے ستر ہزار جنت میں داخل ہوں گے اور اُن میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے کوئی حساب نہ لیا جائے گا اُس کے بعد میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ دعا کیجئے قبول کی جائے گی، اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور مجھے یہ عطا کیا گیا کہ وہ

میرے سبب سے میرے اگلے پچھلوں کے گناہ بخشے گا، اور میں زندہ صحیح چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری اُمت رُسوانہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوضِ کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے، اور میرے حوض میں بہہ کر آئی ہے اور یہ کہ مجھے قوت، نصرت، رُعب عطا فرمایا، جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑتا ہے اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں، میری اُمت کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا اور ہمارے لئے بہت سی وہ سختیاں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی تو میں نے اظہارِ تشکر کے لئے سجدہ ادا کیا۔“ (۳۸۰)

پس ان تصریحات سے ثابت ہوا، اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو حضور نبی کریم ﷺ کا بندہ فرما کر نبی کریم ﷺ کو اُمت کے بارے میں راضی فرمایا کہ آپ کی اُمت کا معاملہ آپ کی رضا پر ہوگا۔ ﷺ معلوم ہوا کہ

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۵۔ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُقَرِّوهُ ۖ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (۳۸۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سُنا تا، تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے محبوب ﷺ کی چند صفات بیان فرمائیں پھر ایمان کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی اپنے پیارے کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا تھا، پھر بعد میں اپنی یاد کا ارشاد فرمایا، نبی کریم ﷺ کی چند صفات کاملہ کا ذکر فرمایا:

شاهد: ارشاد فرمایا اے میرے نبی! ہم نے تجھے شاہد بنایا، شاہد کا معنی گواہ ہے اور گواہ

۳۸۰۔ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصہ ﷺ بان اُمتہ وضع عنهم الامر الخ، ۲/۲۱۰، ۲۱۱

۳۸۱۔ سورة الفتح: ۴۸/۸، ۹

کے لئے ضروری ہے کہ جس واقع کی وہ گواہی دے رہا ہے، وہ وہاں موجود بھی ہو، اور اُن کو اپنی آنکھوں سے دیکھے بھی چنانچہ امام راغب اصفہانی نے ”مفردات“ میں لکھا ہے:

الشُّهُودُ وَالشَّهَادَةُ: الْحُضُورُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ، إِمَّا بِالْبَصَرِ، أَوْ

الْبَصِيرَةِ (۳۸۲)

یعنی، شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور وہ اُسے دیکھے بھی خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا بصیرت کے نور سے۔

یہاں ایک بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا کہ ہم نے تجھے شاہد بنایا لیکن کس چیز کا شاہد بنایا اُس کا ذکر نہیں کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک چیز کا ذکر کر دیا جاتا تو شہادتِ نبوت وہاں محصور ہو کر رہ جاتی، اور یہاں اس شہادت کو کسی ایک امر پر محصور کرنا مقصود نہیں بلکہ اُس کی وسعت کا اظہار مطلوب ہے، مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کی تمام صفاتِ کمالیہ پر گواہ ہیں کیونکہ جب ایسی باکمال ذات اور ہمہ صفت موصوف ہستی یہ گواہی دے رہی ہو کہ ”لا الہ الا اللہ“ تو کسی کو اُس دعوت کے حق ہونے میں شک نہیں رہتا۔ دولت، حکومت، شخصی و جاہت، علم اور فضل و کمال یہ ایسے حجابات ہیں جن میں لوگ کھو جاتے ہیں اور اپنے خالق کریم کی ہستی سے غافل ہو جاتے ہیں، حضور ﷺ کی اس شہادت سے وہ سارے حجابات تار تار ہو گئے اور اس جلیل القدر نبی عظیم القدر رسول کی شہادتِ توحید کے بعد کئی سلیم الطبع آدمی اس کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا، حضور ﷺ اُس کے عقائد، اُس کے نظامِ عبادات و اخلاق اور اُس کے سارے قوانین کی حقانیت کے بھی گواہ ہیں، اسی کی اتباع و پیروی میں فلاح دارین مضمر ہے، جب قیامت کے روز سابقہ اُمتیں اپنے انبیاء کی دعوت کا انکار کر دیں گی کہ نہ اُن کے پاس کوئی نبی آیا نہ کسی نے اُن کو دعوت دی، نہ کسی نے انہیں گناہوں سے روکا، اُس وقت بھرے مجمع میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہمارے آقا و مولا ﷺ انبیاء کی صداقت کی گواہی دیں گے کہ ”اے اللہ! تیرے نبیوں نے تیرے احکام پہنچائے، اور تیری طرف بلانے میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی، یہ لوگ جو آج تیرے

انبیاء کی دعوت کا سرے سے انکار کر رہے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں پر پتھر برسائے، اُن کو طرح طرح کی اذیتیں دیں، انہیں جھٹلایا اور بعض نے تو تیرے نبیوں کو شہید تک کر دیا جب کہ وہ اُن لوگوں کے سراسر خیر خواہ بھلائی چاہنے والے ہیں انہیں عذاب خداوندی سے بچانا چاہتے تھے۔“

حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال پر گواہی دیں گے

اس کے علاوہ حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال پر گواہی دیں گے کہ فلاں نے کیا کیا اور فلاں سے کیا غلطی سرزد ہوئی، چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”شَاهِدًا عَلَى أُمَّتِكَ“ یعنی حضور ﷺ اپنی اُمت پر گواہی دیں گے، اپنی اس تفسیر کی تائید میں انہوں نے یہ روایت پیش کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر روز صبح و شام حضور ﷺ کی اُمت حضور ﷺ پر پیش کی جاتی ہے اور حضور ہر فرد کو اُس کے چہرے سے پہچانتے ہیں اسی لئے حضور ﷺ اُن پر گواہی دیں گے۔ (۳۸۳)

علامہ ابن کثیر نے اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا کہ

حضور اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اُس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر آگاہ فرما دیا ہے اور حضور نے انہیں دیکھا ہے اس لئے حضور شاہد ہیں۔ (۳۸۴)

اس قول کی تائید میں علامہ آلوسی نے مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کا یہ شعر نقل کیا ہے:

در نظر بودش مقامات العباد ز اں سبب نامش خدا شاہد نہاد (۳۸۵)

یعنی، بندوں کے مقامات حضور ﷺ کی نگاہ میں ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا

۳۸۳۔ تفسیر المظہری، سورة الأحزاب، ۳۳/۱۴۵، ۷/۳۵۶

۳۸۴۔ تفسیر ابن کثیر، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۳/۶۵۹

۳۸۵۔ روح المعانی، سورة الأحزاب، الآية ۳۳/۱۵، ۲۱-۲۲/۳۰۴، ۳۰۵

اسم پاک ”شاہد“ رکھا ہے۔

”تفسیر الحسنات“ میں ہے کہ اس آیت کریمہ میں حضور کو شاہد فرما کر تنوین تنکیر کے ساتھ شاہد مطلق بنایا، اور شاہد کے معنی حاضر کے ہیں، تو گویا بالفاظ دیگر یوں ارشاد ہو: ”إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ حَاضِرًا“ اور جو حاضر ہوتا ہے اُس کا ناظر ہونا لازمی ہے، بعض کوتاہ اندیش حاضر و ناظر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تساوی کا الزام دیتے ہیں۔

حالانکہ علامہ شامی (۳۸۶) نے (حافظ الدین محمد بن محمد شہاب کر دوی حنفی متوفی ۸۲۷ھ (۳۸۷) کے حوالے) سے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنے والے پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے اس لئے لفظ حاضر و ناظر کی تاویل ”يَا عَالِمُ مَنْ يَرَاهُ“ ہو سکتی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ نہ حاضر اور نہ ناظر اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں حاضر و ناظر استعمال نہیں کیا گیا، ننانوے اسماء حسنی جو لکھے گئے ہیں، اُس میں حاضر ناظر نہیں، اس لئے کہ یہ صفت اُس کی ہے، جس میں غائب ہونے کی اہلیت ہو اور ناظر اُس کی صفت ہے جو مقلہ چشم سے دیکھنے کا محتاج ہو، اللہ تعالیٰ نہ مقلہ چشم کا محتاج اور نہ کبھی غائب و معدوم، لہذا ثابت ہوا کہ حاضر و ناظر بندے ہی کو کہہ سکتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو تو ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا﴾ کے معنی ”حَاضِرًا“ بالکل صحیح ہیں، اور جو حاضر ہے اُس کو ناظر ماننا لازمی ہے تو ”شَاهِدًا“ کے ماتحت ”حَاضِرًا نَاطِرًا“ کہنا صحیح ہوگا۔

اور یہ جہالت خالص ہے کہ جو حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ لگاتے ہیں وہ عالم ہے وہ کائنات کا دیکھنے والا ہے، مگر کسی آلہ کا محتاج نہیں اور جب محتاج آلہ نہیں تو اُس کو ناظر کہنا غلط ہے اس لئے کہ ناظر کی لغت ہی اس کے لئے ہے جو مقلہ چشم کا محتاج ہو، اللہ تعالیٰ نے مقلہ چشم اور مردک حتیٰ کہ عین جسے کہا جاتا ہے سب بنائیں اور نہ وہ آنکھ کا محتاج نہ کان کا محتاج بلکہ وہ ذات ہے، جن کی صفت غزالی نے ”احیاء العلوم“ میں کی کہ:

۳۸۶۔ رد المحتار علی الد المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب: فی معنی درویش

درویشان، ۱۲۶/۱۳

۳۸۷۔ الفتاویٰ البزازیہ، کتاب أَلْفَاظُ تَكُونُ إِسْلَامًا أَوْ كُفْرًا الخ، الحادی عشر فیما یكون

خطاء، نوع آخر، ۳۴۷/۶

”سَمِيعٌ لَا بِالْأُذُنِ بَصِيرٌ لَا بِالْأَعْيُنِ“ (۳۸۸)

جو بغیر کان کے سنتا ہے بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے۔ (۳۸۹)

”روح البیان“ میں ہے کہ حضور علیہ السلام تمام عالم کے پیدا ہونے سے پہلے رب کی وحدانیت اور ربوبیت کو مشاہدہ فرماتے تھے اور جو ارواح نفوس، اجسام، حیوانات، نباتات، جمادات، جن، شیاطین، فرشتے اور انسان پیدا کئے گئے، اُن کے پیدا ہونے کو ملاحظہ فرما رہے تھے، اسی طرح تمام مخلوقات کے ہر ہر کام اور سزا و جزا شیطان کا اول عابد ہونا، بعد میں گمراہ ہونا، حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کے بعد اُن کی توبہ کا قبول ہونا، جنت میں رہنا، بعد میں زمین پر آنا، انبیاء علیہم السلام کا دنیا میں آنا، اُن کا تبلیغ فرمانا، قوموں کا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ یا بُرا سلوک کرنا، غرضیکہ ایک ایک واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر تھا، اسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”عَلِمْتُ مَا كَانَ وَ مَا سَيَكُونُ“

یعنی، میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور ہوگا۔

اور کیوں نہ ہوتا کہ دنیا کا وجود آپ کے وجود سے ہے، اور ہر نبی کے علوم، حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب، تمام پیغمبروں کے علوم حضور ﷺ کے علوم کا حصہ ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ دنیا میں ہر نیک بخت پر کرم مصطفیٰ ﷺ رہتا ہے، اور حضور ہی رقیب اور عقید ہیں جب کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی سے بے توجہی فرمالیتے ہیں، تو لغزش یا گناہ کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش کا صادر ہونا اس سبب سے ہوا کہ توجہ محبوب علیہ السلام کچھ ہٹ گئی تھی، اور اس کی طرف اُس حدیث میں اشارہ ہے

۳۸۸۔ بعینہ یہی الفاظ مجھے ”احیاء العلوم“ میں نظر نہیں آئے جو الفاظ ملے اُن کا مفہوم بھی یہی ہے اور وہ یہ

ہیں کہ ”وَ اِنَّهٗ تَعَالٰی سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ یَّسْمَعُ وَ یَرِیْ، یَرِیْ مِنْ غَیْرِ حُدُوْدٍ وَ اَحْفَانٍ وَ سَمِیْعٌ مِنْ غَیْرِ اَضْمَحَیْهِ وَ اَذَانٍ (احیاء علوم الدین، کتاب فوائد العقائد، الفصل الاول، السمع و البصر، ۱/۱۱۹)

۳۸۹۔ تفسیر الحسنات، الجزء السادس و العشرون، سورة الفتح، ۶/۶۹

کہ جو زانی زنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان نکال لیا جاتا ہے، اور جب اُس سے ہٹتا ہے ایمان واپس ہوتا ہے، ایمان مصطفیٰ ﷺ کی توجہ کا نام ہے، (۳۹۰) اس توجیہ سے ”شاید“ کے معنی حاضر و ناظر علم غیب اور امداد سب بخوبی ثابت ہوئیں۔ ملخصاً (۳۹۱)

مُبَشِّر: یعنی خوش خبری دینے والا جو اس دین پر ایمان لائے گا اُس کے ارشادات پر عمل کرے گا، وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہوگا۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

﴿مُبَشِّرًا﴾ لَأَهْلِ الْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ بِالْجَنَّةِ وَلَأَهْلِ الْمَحَبَّةِ

بِالرُّؤْيَا (۳۹۲)

یعنی، اہل ایمان اور اہل طاعت کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اہل محبت کو دیدار کی۔

اصہبانی نے ”الترغیب“ میں حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے جب ہم صحرا میں پہنچے تو اچانک ایک سوار سامنے سے آیا، رسول اللہ ﷺ نے اُس سے پوچھا ”تم کہاں سے آرہے ہو؟“، اُس نے کہا میں اپنے مال، اولاد اور کنبہ سے آرہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”کدھر کا قصد ہے؟“، اس نے عرض کی، رسول اللہ ﷺ کے حضور جا رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم پہنچ گئے“، پھر آپ نے اُسے اسلام سکھایا، اور اُس کے اُونٹ کا پاؤں چوہوں کے بل میں پڑا اور اُونٹ ایک طرف جھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل گرا اور اُس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، اُس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں دو فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اُس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں“۔ (۳۹۳)

۳۹۰۔ امام اہلسنت بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتَّوْحید میں عرض کرتے ہیں:

پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا دے دے ایسی بہار آقا

۳۹۱۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۴۸) الفتح، الآیۃ: ۹، ۲۳/۹، ۲۴

۳۹۲۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الآیۃ: ۴۵، ۷/۲۳۴

۳۹۳۔ الخصائص الکبریٰ، باب فیما اطلع علیہ من احوال البرزخ و الجنة و النار غیر ما تقدم، ۸۹/۲

اور ابن عساکر نے اس کی مانند حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور اتنا زیادہ کیا کہ جب اُسے اُس کی قبر میں دفن کیا تو حضور ﷺ اُس کی قبر میں بہت دیر ٹھہرے رہے، پھر باہر تشریف لا کر فرمایا کہ ”تمام حوریں اتر کر آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا نکاح اس کے ساتھ کر دیجئے، تو میں اس حال میں باہر آیا کہ میں نے ستر خوروں کا نکاح اُس کے ساتھ کر دیا۔“ (۳۹۴) اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کا نکاح جس خور سے کریں، جس طرح دنیاوی عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار حاصل ہے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دست مبارک بڑھایا اور اُسے کھینچ لیا، بعد میں ہم نے حضور ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میرے رُوبرو جنت لائی گئی، اور میں نے اُسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں، میں نے چاہا کہ کچھ خوشے توڑ لوں، پھر میرے رُوبرو دوزخ لائی گئی، اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے، یہاں تک کہ میں نے دیکھا میرا اور تمہارا سایہ اُس میں ہے۔“ (۳۹۵)

امام حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا دروازہ دکھایا، جس سے میری اُمت داخل ہوگی،“ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں اُس دروازے کو دیکھتا، حضور ﷺ نے فرمایا، ”سُوء! میری اُمت میں جنت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہو گے۔“ (۳۹۶)

۳۹۴۔ الخصائص الكبرى، باب فيما اطلع عليه من أحوال البرزخ والجنة والنار غير ما تقدم، ۸۹/۲

۳۹۵۔ الخصائص الكبرى، باب فيما اطلع عليه من أحوال البرزخ والجنة والنار غير ما تقدم، ۹۰/۲

۳۹۶۔ الخصائص الكبرى، باب فيما اطلع عليه من أحوال البرزخ والجنة والنار غير ما تقدم، ۹۰/۲

جہاں ہانی عطا کر دیں، بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں
(حضور تاج الشریعہ)

نَسِیْرًا: جیسا کہ احادیث مبارکہ میں گزرا حضور ﷺ جنت کی خوشخبری دینے والے اور جہنم سے ڈرانے والے تھے، ہر ہذرہ آپ کی نگاہ میں تھا، کون جنتی ہے کون جہنمی ہے۔
واقدی و طبرانی (۳۹۷) اور ابو نعیم و ابن عساکر (۳۹۸) نے رافع بن خدیج سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رجال بن عوفہ (۳۹۹) (نامی ایک شخص) خشوع و خضوع اور قرأتِ قرآن کے لزوم میں اور نیکی کرنے میں بہت عجیب تھا، ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک گروہ کی معیت میں (رجال بن عوفہ) بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ”اس گروہ میں ایک شخص جہنمی ہے“، رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے تمام لوگوں کو بنظرِ غائر دیکھا، میں نے ابو ہریرہ، ارویٰ دوسی، طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رجال بن عوفہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا، اور میں حیرت و تعجب کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا، اور دل میں کہہ رہا تھا ایسا شقی بد بخت کون ہوگا غرضیکہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال باکمال ہو گیا اور بنو حنیف پلٹ کر آئے تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عوفہ نے کیا کیا؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا، اور اُس نے مُسِلمہ کذاب کے حق میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف گواہی دی کہ (معاذ اللہ) حضور نے اپنے بعد اُسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے، یہ سُن کر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا وہی حق ہے۔ (۴۰۰)

۳۹۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی، برقم: ۴۴۳۴، ۴/۲۸۳

۳۹۸۔ تاریخ مدینہ دمشق، محمد بن سہل بن ابی حنمہ، ۵۳/۱۵۷

۳۹۹۔ ”معجم طبرانی“ میں رجال بن غنمویہ ہے جب کہ ”تاریخ دمشق“ کے مطبوعہ نسخے میں رجال بن عثمانیہ ہے یعنی باپ کا نام تینوں میں مختلف ہے ابن عساکر نے لکھا کہ اصل میں تمام جگہوں پر اسی طرح ہے یعنی عثمانیہ ہے اور درست یہ ہے کہ باپ کا نام عوفہ ہے اور لکھا کہ رجال جیم کے ساتھ ہے اور کہا گیا ہے کہ جاء کے ساتھ رجال ہے، یہ اُس کا لقب ہے نام اُس کا ”نھار“ تھا۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ۵۳/۱۵۷)

۴۰۰۔ الخصائص الکبریٰ، باب اخبارہ ﷺ بأن أحد النفر فی النار، ۲/۱۴۴

أیضاً حُجَّةُ اللہ علی العالمین، القسم الثالث، الباب السابع، ص ۳۵۵

خطیب نے ”زادۃ مالک“ میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کی کہ قیس بن مطاطہ اُس حلقہ کی جانب آیا، جس میں حضرت سلمان فارسی، صہیب رومی اور بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، اور اُس نے کہا کہ اوس و خزرج کے لوگ تو اُس شخص (یعنی حضور ﷺ) کی مدد پر کھڑے ہیں، ان لوگوں کا یہاں کیا کام ہے؟ ابوسلمہ نے کہا یہ سُن حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور اُسے گریبان سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے حضور لے آئے، اور حضور ﷺ کو اُس کی بکواس کی خبر دی، یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو کر اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے، اُس کے بعد ”الصَّلَوةُ جَامِعَةٌ“ کی ندا کی گئی، جب لوگ آگئے تو حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا، ”اے لوگو! بے شک رب ایک ہے اور باپ ایک ہی باپ ہے، اور دین ایک ہی دین ہے، اور عربیت تمہارا باپ نہیں، اور نہ تمہاری ماں ہے، وہ تو ایک زبان ہے، لہذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے“، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے پکڑے اور اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، ”اُسے جہنم کی طرف چھوڑ دو“، ابوسلمہ نے کہا کہ وہ شخص مرتدین میں سے ہو گیا اور ارتداد کی بنا پر اُسے قتل کیا گیا۔ (۴۰۱)

امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ

فصلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع
اُن پر کتاب اُتری بیانا لکن شی
اس پر شہادت آیت وحی و اثر کی ہے
مولیٰ کے قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے
تفصیل جس میں ماعمر و ماعمر کی ہے

﴿لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۴۰۲)

ترجمہ: تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ (کنز الایمان)

ایمان نام ہے نبی کریم ﷺ کی محبت کا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے اور آقائے

وہ جہاں ﷺ کی توجہ کا، گویا جس نے نبی کریم ﷺ کو شاہد و مبشر اور نذیر جان لیا اور اپنی ذات کو آقا علیہ السلام کی ملکیت میں سمجھ لیا تو وہ ایمان کی حلاوت سے مستفیض ہو جائے گا جس نے نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر نہ جانا اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی ملکیت سے دور جانا وہ ایمان دار نہیں۔

﴿وَتُعْزِرُوهُ وَتُقِرُّوهُ ط﴾ (۴۰۳)

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (کنز الایمان)

لہذا جو مومن ہے اُس کے لئے تعظیم و توقیر نبی کریم ﷺ کی واجب ہے۔

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و اعْلَمَنَّ أَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ وَ تَوْقِيرَهُ وَ تَعْظِيمَهُ لَازِمٌ
كَمَا كَانَ حَالُ حَيَاتِهِ وَ ذَلِكَ عِنْدَ ذِكْرِهِ ﷺ وَ ذِكْرَ حَدِيثِهِ وَ
سَمَاعِ اسْمِهِ وَ سِيرَتِهِ ﷺ الخ (۴۰۴)

یعنی، جان لو بے شک نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت اور آپ کی تعظیم و توقیر آپ کے وصال باکمال کے بعد بھی اُسی طرح ضروری و لازم ہے جس طرح کہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ضروری و لازم تھی اس کا اظہار خصوصاً آپ کے ذکر مبارک اور آپ کی حدیث شریف کی تلاوت اور آپ کے نام مبارک اور آپ کی سیرت طیبہ کے سننے کے وقت ہونا چاہئے۔

ابن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو جعفر امیر المؤمنین نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے رسول ﷺ کی مسجد میں مناظرہ کیا تو امام صاحب نے اُس سے فرمایا کہ اے امیر

المؤمنین! اس مسجد میں بلند آواز سے نہ بولو کیونکہ اللہ عز وجل نے ایک جماعت کو ادب سکھایا کہ ”تم اپنی آوازوں کو نبی اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو“، اور دوسری جماعت کی مدح فرمائی کہ ”بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پست کرتے ہیں“ اور ایک قوم کی مذمت فرمائی ”بے شک وہ جو تمہیں حجروں سے باہر پکارتے ہیں“، بلاشبہ آپ ﷺ کی عزت و حرمت اب بھی اسی طرح ہے جس طرح آپ کی حیات ظاہری میں تھی، یہ سن کر ابو جعفر خاموش ہو گیا۔

پھر دریافت کیا اے ابا عبد اللہ! (۴۰۵) میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر، آپ نے فرمایا: تم کیوں حضور ﷺ سے منہ پھیرتے ہو حالانکہ حضور ﷺ ہمارے اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے بروز قیامت اللہ عز وجل کی جناب میں وسیلہ ہیں، بلکہ تم حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر آپ ﷺ سے شفاعت طلب کرو گے، پھر اللہ عز وجل (تیرے حق میں) آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (۴۰۶)

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ مہاجرین و انصار کے پاس تشریف لایا کرتے، جہاں یہ صحابہ بیٹھا کرتے تھے، اُن میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود ہوتے، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا کوئی آپ ﷺ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا بھی نہ کرتا تھا، یہی دونوں صحابہ آپ ﷺ کو

۴۰۵۔ ابو عبد اللہ امام مالک بن انس علیہ الرحمہ کی کنیت ہے۔

۴۰۶۔ القربة إلى رب العالمين لابن بشكوال، ص ۸۴

أيضاً الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في

عادة الصحابة في تعظيمه ﷺ الخ، ص ۲۵۹، ۲۶۰

أيضاً شفاء السقام، الباب الرابع، ص ۶۹، ۷۰

أيضاً الجوهر المنظم للهيتمى، الفصل السابع، السادسة عشر، استقبال القبلة الخ، تنبيه ثان في استقبال القبر الخ، ص ۱۵۱ اور امام ابن حجر مکی یتیمی شافعی فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے امام مالک سے اس واقعہ کا انکار کیا ہے، نبی ﷺ سے توسل اور آپ سے شفاعت طلب کرنے کا انکار ابن تیمیہ کے خرافات میں سے ہے، وہ اس واقعہ کا انکار کیسے کرتا ہے حالانکہ یہ واقعہ امام مالک سے ایسی صحیح سند سے مروی ہے کہ جس میں کوئی طعن کی جگہ نہیں ہے۔

دیکھتے اور آپ ﷺ اُن کو دیکھتے اور باہم متبسم ہوتے۔ (۴۰۷)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں باریاب ہوا اور آپ ﷺ کے چاروں طرف صحابہ کرام جمع تھے، اُن کی کیفیت یہ تھی کہ گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں۔ (۴۰۸)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے دروازہ کو ناخنوں سے کھٹکایا کرتے تھے، براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتا تو آپ ﷺ کے رُعب کی وجہ سے برسوں اُس میں دیر ہو جاتی۔ (۴۰۹)

حضرت ابراہیم تحبیبی فرماتے ہیں کہ مسلمان پر واجب ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرے یا اُس کے سامنے آپ کا ذکر ہو تو خشوع و خضوع کے ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرے، اپنی حرکات میں سکون و قرار اور آپ ﷺ کی ہیبت و جلال کا مظاہرہ کرے اور یہ ایسا ہونا چاہئے کہ اگر وہ آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے دربار میں موجود ہو تو جیسی اُس کی حالت ہو ویسی ہی اُس وقت بھی ہو اور جیسا اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کا ادب سکھایا ویسا ادب کرو۔ (۴۱۰)

۴۰۷۔ سُنَن التِّرْمِذِي، کتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر عمر رضي الله عنهما كليهما، برقم: ۳۶۶۸، ۴/۴۴۹، ۴۵۰ وقال المزني في "تحفة الأشراف" (برقم: ۲۸۶، ۱۰۹/۱) انفراد به

أيضاً الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في عادة الصحابة في تعظيمه ﷺ، ص ۲۵۸

۴۰۸۔ سُنَن أَبِي دَاوُد، کتاب الطب، باب في الرجل يتداوى، برقم: ۳۸۵۵، ۴/۱۲۵

أيضاً الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في عادة الصحابة في تعظيمه ﷺ، ص ۲۵۸

۴۰۹۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في عادة الصحابة في تعظيمه ﷺ، ص ۲۵۹ (۲/۲۶، ۲۷)

۴۱۰۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في عادة الصحابة الخ، ص ۲۵۹

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے جب نبی ﷺ کا مبارک ذکر کیا جاتا تو آپ اتار دیتے کہ آنکھوں میں آنسو ختم ہو جاتے۔ (۴۱۱)

امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی حالانکہ وہ انتہا کے خوش مزاج اور تبسم فرمانے والے تھے لیکن جب بھی اُن کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل کیا جاتا، تو اُن کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور کبھی بے وضو حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ (۴۱۲)

حضرت عبدالرحمن بن قاسم جب نبی ﷺ کا ذکر فرماتے تو اُن کے رنگ کو دیکھا جاتا گویا آپ کے جسم سے خون نچوڑ لیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ہیبت سے آپ کے منہ میں زبان خشک ہو جاتی۔ (۴۱۳)

امام زہری کے سامنے جب نبی ﷺ کا مبارک ذکر ہوتا تو اُن کی حالت یہ ہو جاتی گویا کہ نہ وہ تجھے پہچانتے ہیں اور نہ تو انہیں پہچانتا ہے۔ (۴۱۴)

حضرت صفوان بن سلیم جو معتبدین مجتہدین میں سے تھے (۴۱۵) اُن کی حالت یہ تھی کہ اُن کے پاس جب نبی ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو روتے اور اتار دیتے کہ آپ کے پاس بیٹھے لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے۔ (۴۱۶)

حضرت عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث نبوی ﷺ بیان کرتے تو خاموش

۴۱۱۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في عادة الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۴۱۲۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في عادة الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۴۱۳۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في عادة الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۴۱۴۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في عادة الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۴۱۵۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے چالیس برس تک اپنی کروٹ زمین پر نہ رکھی۔ (مزیل الخفاء، ص ۲۶۰)

۴۱۶۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في عادة الصحابة الخ، ص ۲۶۰

رہنے کا حکم فرماتے اور فرماتے (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) کہ

﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ (۴۱۷)

ترجمہ: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ (کنز الایمان)

اس کی تاویل میں کہتے کہ قرأتِ حدیث کے وقت خاموش رہنا واجب ہے، جیسا کہ

خود آپ ﷺ سے مبارک ارشاد سننے کے وقت سکوت واجب ہے۔ (۴۱۸)

مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تو پہلے آپ کی باندی آتی اور اُن سے کہتی کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم حدیث کی سماعت کرنے آئے ہو یا مسئلہ دریافت کرنے، پس اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے آئے ہیں تو آپ فوراً ہی باہر تشریف لے آتے، اگر وہ کہتے کہ حدیث کی سماعت کرنے آئے ہیں، تو آپ پہلے غسل خانہ جاتے، غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور عمدہ لباس پہنتے، عمامہ باندھتے، پھر اپنے سر پر چادر ڈالتے، تخت بچھایا جاتا پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اُس تخت پر جلوہ افروز ہوتے، اس طرح کہ آپ پر انتہائی عجز و انکساری طاری ہوتی جب تک درسِ حدیث سے فارغ نہ ہوتے برابر عود کی خوشبو سُلگائی جاتی رہتی، دیگر راویوں نے کہا کہ اُس تخت پر آپ جب ہی تشریف فرما ہوتے جب کہ آپ کو حدیثِ رسول ﷺ بیان کرنی ہوتی۔ (۴۱۹)

ایک روایت میں ہے کہ جعفر بن سلیمان (۴۲۰) نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوڑے مارے تھے اور وہ امام صاحب پر بہت ناراض ہوا تھا، آپ کو بے ہوش وہاں سے اٹھا کر لایا گیا جب آپ کو ہوش آیا تو لوگ مزاج پُرسی کے لئے آئے، آپ نے اُن سے فرمایا،

۴۱۷۔ سورة الحجرات: ۲/۴۹

۴۱۸۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل قبل فصل في سيرة

السلف في تعظيم رواية الخ، ص ۲۶۱

۴۱۹۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل قبل فصل في سيرة

السلف في تعظيم رواية الخ، ص ۲۶۲

۴۲۰۔ یہ سلیمان بن عبد اللہ بن عباس کا بیٹا اور ابو جعفر منصور کے چچا کا بیٹا تھا اُسے امام مالک کے بارے میں

کسی نے بتایا تھا، آپ اُن کی بیعت کی قسم کو لازم نہیں سمجھتے کیونکہ آپ کے نزدیک مکڑہ کی قسم لازم نہیں

ہوتی (مُزِيل الخفاء عن أَلْفَاظ الشفاء، القسم الثاني، الباب الثالث، ص ۲۶۶)

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے مارنے والے (یعنی جعفر بن سلیمان) کو معاف کر دیا، کسی نے پوچھا، کیوں؟ آپ نے فرمایا، اس لئے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ اگر مجھے موت آ گئی اور اُس وقت نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو مجھے شرمندگی ہوگی کہ میری مار کے سبب سے حضور ﷺ کے کسی قراہتی کو جہنم میں ڈالا جائے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ منصور نے امام صاحب کا بدلہ جعفر بن سلیمان سے لینے کا ارادہ کیا تو امام صاحب نے فرمایا، میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں، بخدا اُس کے کوڑوں میں سے جو کوڑا بھی میرے جسم سے جدا ہوتا تھا، میں اُسی وقت معاف کر دیتا تھا، اس لئے کہ اُس کی رسول ﷺ سے قرابت تھی۔ (۴۲۱)

اللہ اکبر! یہ عظمت آلِ نبی ﷺ کی، اُن نیک لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات کو جانا پہنچانا، اور عظمتِ رسول ﷺ کے حکم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کا حکم ارشاد فرمایا:

﴿وَتَسْبِيحُهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً﴾ (۴۲۲)

ترجمہ: اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنز الایمان)

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پر قربان گیا
نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا
(حدائق بخشش)

اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو اپنی وہ یاد پسند ہے اور اُس کی بارگاہ میں وہ ذکر مقبول ہے جس میں تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ ہو، جس میں اطاعتِ نبی کریم ﷺ نہ ہو، وہ بارگاہِ خداوندی میں نامقبول و مردود ہے، اللہ تعالیٰ عز و جل کو اپنے پیارے محبوب ﷺ سے اتنا پیار ہے، کہ اُن کی ادا، اُن کا ذکر، اُن کی محبت، اُن کی غلامی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے وابستہ فرمایا، اپنی ذات کا مظہر اُتم بنایا، اسی لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ رضائے مصطفیٰ ﷺ ہی رضائے خدا

۴۲۱۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في سيرة

السلف في تعظيم رواية الخ، ص ۲۶۶

۴۲۲۔ سورة الفتح: ۴۸/۹

ہے۔ اور ہم کیوں نہ کہیں،

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۶۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ؕ فَمَنْ نَكثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ؕ وَ مَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمِنْ أَجْرٍ أَعْظِيمًا﴾ (۴۲۳)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اُس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اُس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: مذکورہ آیت کا شانِ نزول جاننے کے لئے اس واقعہ کو جاننا ضروری ہے ایک بار نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ میں امن سے داخل ہوئے کعبہ کی کنجی لی اور طواف فرمایا، عمرہ کیا، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ سن کر بہت خوش ہوئے، پھر حضور ﷺ نے عمرہ کا قصد فرمایا، تقریباً ایک ہزار چار سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ کیم ذیقعدہ چھ ہجری کو روانہ ہوئے، جب مقام حدیبیہ پہنچے تو کفار نے مداخلت کی کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لئے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، کفار کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی نے سفیر کی حیثیت سے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی اور دربار رسالت کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفیر کی حیثیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، عروہ بن مسعود ثقفی نے جب دربار نبی ﷺ کا ادب دیکھا اور مجلس پاک کا نظارہ کیا تو حیران و ششدر رہ گیا، جس کا تذکرہ کتب سیرت میں یوں ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے اپنی قوم میں واپس جا کر کہا، اے میری قوم! خدا کی قسم، مجھے بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے، اور میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے، خدا کی قسم! میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُس کے اصحاب اُس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں، جتنی تعظیم اصحابِ محمد، محمد ﷺ کی کرتے تھے، بخدا! وہ رینٹ یا

تھوک یا بلغم نہیں پھینکتے مگر وہ اُن میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتی ہے اور وہ اُس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے، (۴۲۴) اور جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ تعمیل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑ پڑیں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آواز پست کر لیتے ہیں اور اُن کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے کوئی اُن کی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا، انہوں نے تم پر رُشد و ہدایت کا کام پیش کیا ہے تو تم اُس کو قبول کر لو۔ (۴۲۵)

اسی اثنا میں یہ افواہ پھیلی کہ کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا، اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ساتھی جنگ کی تیاری کر کے نہیں آئے تھے، احرام کی دو چادریں اور قربانی کے جانور یہی اُن کا زادِ سفر تھا لیکن یکا یک ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی کہ تعداد کی قلت اور اسلحہ کے فقدان کی پرواہ کئے بغیر محض قوتِ ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکرانا ناگزیر ہو گیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ یہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک

۴۲۴۔ امام نووی شافعی لکھتے ہیں: فَقَدْ كَانُوا يَتَبَرَّكُونَ بِصَاقِهِ ﷺ وَ نُخَامَتِهِ وَ يَذْلُكُونَ بِذَلِكَ وَ جُوهَهُمْ وَ شَرِبَ بَعْضُهُمْ بَوْلَهُ، وَ بَعْضُ دَمَةٍ وَ غَيْرَهُ ذَلِكَ مِمَّا هُوَ مَعْرُوفٌ مِنْ عَظِيمِ اعْتِنَائِهِمْ بِآثَارِهِ ﷺ الَّتِي يُخَالِفُهُ فِيهَا غَيْرُهُ (شرح صحيح مسلم، كتاب الأطعمة، باب حوازل أكل المرق الخ، برقم: ۲۰۴۱، ۴/۱۳/۱۸۹) یعنی، حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی ﷺ کے لعابِ دہن، اور آبِ بنی سے برکت حاصل کیا کرتے اور انہیں (برکت کے لئے) اپنے چہروں پر مل لیا کرتے، اور اُن میں سے بعض نے آپ کا بول مبارک پی لیا اور بعض نے تو پچھنے کا خون مبارک پیا اور ان کے علاوہ وہ جو صحابہ کرام کا نبی ﷺ کا مبارک آثار سے عظیم اعتناء معروف ہے جن میں حضور ﷺ کے غیر کا حکم آپ ﷺ کے حکم کے خلاف ہے۔

۴۲۵۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في عادة الصحابة في تعظيمه ﷺ الخ، ص ۲۵۸

أيضاً الأنوار المحمدية، المقصد الأول، أمر الحد بيته ص ۶۲

أيضاً جلاء الأفهام، ص ۱۰۳

أيضاً التوشل بالنبي و بالصالحين، لأبي حامد بن مرزوق، الباب الثامن، ص ۲۰۲

ہمارے جسموں میں جان ہے، اور جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود ہے، ہم میدانِ جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اہل مکہ کو اس خیانت اور سفیرکشی کی عبرت ناک سزا دیں گے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غلامانِ حبیب کبریاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وائے وارد و دوز و دوز کر حاضر ہو رہے تھے اور اپنے آقا و مولیٰ کے دستِ اقدس پر اپنا ہاتھ رکھ کر جانبازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے تھے، الغرض چودہ سو ہمراہیوں میں سے کوئی ایک بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا۔

البتہ جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اُس نے بیعت نہ کی، بخدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرورِ عالمیاں ﷺ نے اپنے ان چودہ سو جانثاروں اور سرفروش مجاہدین کے بارے میں اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرمایا:

”أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ الْيَوْمَ“

یعنی، اے اسلام کے قابلِ فخر مجاہدو! آج روئے زمین پر تم سب سے بہترین لوگ ہو۔

اصحابِ شجرہ کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے:

”لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِّمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ“ (۴۲۶)

یعنی، جنہوں نے اُس درخت کے نیچے میری بیعت کی اُن میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔

ملاحِ فتح کا شانی شیعہ اپنی تفسیر ”منہج الصادقین“ میں لکھتا ہے:

آنحضرت (ﷺ) نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں

از سر نو بیعت کرنے کا حکم دیا، صحابہ کرام انتہائی شوق و رغبت اور بڑی سنجیدگی سے آگے بڑھے اور حضور کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ تادم واپس آئیں آنحضرت ﷺ کی متابعت کے راستے پر گامزن رہیں گے اور کسی وقت بھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے، صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اس بیعت کا نام ”بیعت رضوان“ رکھا گیا اور اس اثنا میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴۲۷)

یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ حق پرست پر ہو رہی تھی لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی، اگرچہ بظاہر نبی کریم ﷺ کا دستِ اقدس تھا لیکن درحقیقت یہ دستِ خُدا تھا، جس طرح حضور ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرمایا گیا ہے اسی طرح حضور ﷺ سے بیعت، اللہ تعالیٰ سے بیعت اور حضور ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت فرمایا گیا۔ (۴۲۸)

کیونکہ ہو اُس ہاتھ میں سب خُدائی کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا (ذوقِ نعت)

علامہ اسماعیل ہنسی صوفیا کی اصطلاح کے مطابق اس آیت کی یہ تشریح کرتے ہیں:

و قال أهل الحقيقة هذه الآية كقوله تعالى ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ فالنبي عليه السلام قد فنى عن وجوده بالكلية فتحقق بالله في ذاته و صفاته و أفعاله و كل ما صدر عنه صدر عن الله۔ (۴۲۹)

یعنی، اہل حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بعینہ اس فرمانِ خداوندی کی طرح ہے کہ ”جو رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے“۔ نبی

۴۲۷۔ ضیاء القرآن، سورۃ (۴۸) الفتح، الآیۃ: ۱۰، ۴/۵۳۹

۴۲۸۔ علامہ بدر القادری لکھتے ہیں دستِ رسول کی بیعت خُداوندِ قدوس کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے دستِ احمد عین دستِ ذوالجلال آمدہ در بیعت و اندر قتال (سنت کی آئینی حیثیت، ص ۳۱، ۳۲)

۴۲۹۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۴۸) الفتح، الآیۃ: ۱۰، ۲۶/۹

کریم ﷺ اپنی ذات و صفات سے فنا ہو کر بقا باللہ کے مقام پر فائز تھے،
اس لئے جو فعل حضور ﷺ سے صادر ہوتا درحقیقت اللہ سے صادر ہوتا۔
آج کل جو ہم کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اسی سنت کا اتباع ہے،
علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

يقول الفقير: ثبت بهذه الآية سنة المبايعه و أخذ التلقين من
المشائخ الكبار و هو الذين جعلهم الله قطب إرشاد بان
أوصلهم إلى التجلي العيني بعد التجلي العلمي (٤٣٠)
یعنی، فقیر کہتا ہے کہ اس آیت سے بیعت کی سنت اور مشائخ کبار سے
اکتساب فیض ثابت ہے، وہ مشائخ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطب ارشاد
کے مقام پر فائز کیا ہے وہ اس طرح کہ علمی تجلی سے ترقی دے کر انہیں
مشاہدہ کی تجلی تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضرت شہاد بن اوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، ان
دونوں نے کہا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے دریافت فرمایا کہ ”تم میں کوئی بے گانہ (یعنی اہل کتاب) تو نہیں؟“ ہم نے نفی میں
جواب دیا، ارشاد فرمایا، ”دروازہ بند کر دو، اور اپنے ہاتھ بلند کر دو اور کہو“ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“
ایک گھڑی ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس نیچے کیا
اور گویا ہوئے، ”الحمد لله، اے اللہ! تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس کلمہ کا
حکم دیا اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمہ پر پکارے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تو وعدہ
کی خلاف ورزی نہیں کرتا“، پھر فرمایا، ”اے فرزند ان اسلام! تمہیں مژدہ ہو، اللہ تعالیٰ نے تم
سب کو معاف فرما دیا“۔ (٤٣١)

٤٣٠۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٤٨) الفتح، الآیۃ: ١٠، ٩/٢٧

٤٣١۔ المسند للإمام أحمد، ٤/١٢٤

ایضاً مجمع الزوائد، کتاب الأذکار، باب ما جاء فی فضل لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،

اس قسم کی متعدد صحیح روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ایسے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے، مستورات کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے، لیکن اُن کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے ایک پیالہ میں پہلے حضور ﷺ اپنا دست مبارک رکھتے، اُس کے بعد اُن کو اُس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے، (۴۳۲) حضور ﷺ نے کبھی کسی اجنبیہ کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا، محض قول سے بیعت فرماتے یا کپڑے سے کہ جس کی ایک طرف خود دست مبارک میں لیتے اور دوسری طرف مستورات کے ہاتھ میں ہوتی۔ (۴۳۳)

اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کر کے جس نے بیعت کو توڑ دیا اُس نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا، اور جس نے اُس بیعت کو پورا کیا اور اُس عہد کو ایفاء کیا اُس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا، وہ جنت میں اقامت گزین ہوں گے اور اُس میں انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں وہ کھٹکیں:

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ (۴۳۴)

جن نفوس قدسیہ نے اُس درخت کے نیچے بیعت کی سعادت حاصل کی اُن میں سے کسی

۴۳۲۔ یعنی وہ پیالہ انہیں عنایت فرما کر اُس میں ہاتھ ڈالنے کا حکم فرماتے۔

۴۳۳۔ علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے کہ بیعت میں ہاتھ پکڑنا مردوں کی بنسبت ہے سوائے عورتوں کے کیونکہ مروی ہے کہ عورتیں نبی ﷺ کی بارگاہ میں جمع ہوئیں اور ہاتھ سے معاہدہ چاہا تو فرمایا، ”میرا ہاتھ عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوئے گا لیکن ایک عورت سے بھی اس طرح زبانی بیعت ہوگی جس طرح سو عورتوں سے“ تو آپ ﷺ نے ان سے زبانی بیعت لی پھر انہوں نے آپ سے برکت طلب کی تو آپ نے اپنا دست اقدس پانی میں ڈالا اور وہ پانی انہیں دے دیا کہ وہ (برکت حاصل کرنے کے لئے) اپنے ہاتھ اس میں ڈال دیں، اسی طرح شیخ عبدالعزیز دیرینی نے ”الروضة الاقضية“ میں ذکر کیا ہے (تفسیر روح البیان، سورة (۴۸) الفتح، الآية: ۱۰، ۲۸/۹)

۴۳۴۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، برقم: ۳۲۴۴،

۳۴۳/۲، و کتاب التفسیر، سورة (۳۲) تنزيل السجدة، باب ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا

أُخْفِيَ لَهُمْ﴾ برقم: ۴۷۷۹، ۴۷۸۰، و کتاب التوحید، باب قول الله تعالى ﴿يُرِيدُونَ

أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾ برقم: ۷۴۹۸

ایضاً صحیح مسلم، کتاب صفة الجنة و صفة نعيمها فيها و أهلها، باب صفة الجنة

برقم: ۲/۷۲۳۴، ۳/۷۲۳۵، ۴/۷۲۳۶۔ (۲۸۲۴)، ص ۱۳۵۴

نے اُس بیعت کو نہیں توڑا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ عَلَى الْمَوْتِ وَ عَلَى الْآ
نَفَرٍ فَمَا نَكُثَ أَحَدٌ مِنَّا الْبَيْعَةَ إِلَّا جَدُّ بْنُ قَيْسٍ وَ كَانَ مُنَافِقًا
اخْتِبَاءً تَحْتَ إِبْطِ بَعِيرِهِ (۴۳۵)

یعنی، ہم نے اُس درخت کے نیچے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے بیعت کی کہ ہم جان دے دیں گے لیکن راہ فرار اختیار نہیں کریں گے، پس ہم میں سے کسی نے بیعت کو نہیں توڑا (۴۳۶) بجز جد بن قیس کے وہ درحقیقت منافق تھا اور جب مسلمان بیعت کر رہے تھے تو وہ اپنے اونٹ کی بغل میں چھپا ہوا تھا۔

اس میں یہ بھی ہے کہ جب تمام صحابہ بیعت کر چکے تو حضور رؤف الرحیم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا کہ یہ ہاتھ رسول اللہ کا ہے اور میں خود عثمان کی طرف سے بیعت کر رہا ہوں۔

حضور ﷺ کو پروردگارِ عالم نے وہ مرتبہ عطا فرمایا، جو کسی کو نہ ملا، رب کے لئے نبی کریم ﷺ نے سب کو چھوڑا، اب رب تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور حضور ﷺ رب العالمین کے، حضور ﷺ سراپا مظہر ذات الہی ہیں، وجود حضور نبی کریم ﷺ کا اور اُس میں ظہور رب کی قدرت کا۔

عاشق رسول امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں:

مَظْهِرٌ حَقٌّ هُوَ تَمَّهِیں، مَظْهِرٌ حَقٌّ هُوَ تَمَّهِیں تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود (حدائق بخشش)

۴۳۵۔ تفسیر الکشاف، سورة الفتح، الآية: ۱۰، ۴/۳۲۶

أيضاً تفسیر روح البیان، سورة (۴۸) الفتح، الآية: ۱۰، ۹/۲۶، ۲۷

۴۳۶۔ ان نفوس قدسیہ کا مقام یہ ہے کہ امام مسلم نے روایت کیا کہ حضور ﷺ اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ اصحاب شجرہ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا (صحیح مسلم، کتاب فضائل

الصَّحَابَةِ، باب فضائل أهل الشَّجَرَةِ، برقم: ۶۴۸۸/۱۶۳۔ (۲۴۹۶)، ص ۱۲۱۱)

اس لئے فرماتے ہیں:

”مَنْ رَانِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ“ (۴۳۷)

یعنی، جس نے مجھ کو دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

مگر ضبط کا عالم یہ ہے کہ ہر ہر ادا سے اپنی شانِ بندگی کا اظہار فرماتے ہیں، لیکن جب حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں تو فرمایا:

”لَمْ يَعْرِفْنِي غَيْرُ رَبِّي“ (۴۳۸)

یعنی، میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ کو معلوم ہے کیا جائیے کیا ہو (ذوقِ نعت)

وہی نورِ حق وہی ظنِ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں اُن کی ملک میں آسماں کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں
وہی لامکان کے مکین ہوئے سرِ عرشِ تخت نشین ہوئے
یہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکان وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں
کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہان سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(حدائقِ بخشش)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۴۳۷۔ صحیح البخاری، کتاب التَّعْبِير، باب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ، برقم: ۶۹۹۶، ۴/۳۳۸
أَيْضاً صحیح مسلم، کتاب الرُّؤْيَا، باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ”مَنْ رَانِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَانِي“
برقم: ۵۹۸۳، (۲۲۶۷) ص ۱۱۱۴

۴۳۸۔ مذکور حدیث شریف کو علامہ غلام حسن قادری نے ”جمع الوسائل“ (۷/۲)، ”زرقانی علی
المواہب“ (۱۹۸/۵)، ”مطالع المسرات“ (ص ۱۲۹) اور ”أنوار محمدیہ“ (ص ۸۷)
وغیرہا کے حوالے سے اپنی تصنیف ”شانِ مصطفیٰ“ ص ۸۶ میں نقل کیا ہے۔

۲۷۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (۴۳۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو،

بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: بعض صحابہ نے بقر عید کے دن حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے یعنی نماز عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے روزہ شروع کر دیتے تھے، اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ (۴۴۰)

اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی عزت و تکریم کا حکم دیا جا رہا ہے، ادب و احترام کے انداز سکھائے جا رہے ہیں چونکہ ادب ہوگا تو دل میں تعظیم ہوگی، تعظیم ہوگی تو اس کے ہر حکم کی تعمیل کا جذبہ پیدا ہوگا، جب تعمیل حکم کی خوشنختہ ہوگی تو محبت کی نعمت مرحمت فرمائی جائے گی اور جب محبوب رب کے عشق کی شمع روشن ہوگی تو حریم کبریائی تک جانے والا سارا راستہ منور ہو جائے گا۔

ادب و احترام کے درس کا آغاز ”لَا تَقْدِمُوا“ سے فرمایا جا رہا ہے، علامہ ابن جریر لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے پیشوا یا امام کے ارشاد کے بغیر خود ہی امر و نہی کے تضاد میں جلدی کرے تو عرب کہتے ہیں کہ ”فلان يقدم بين يدي إمامه“ (۴۴۱) یعنی، فلاں شخص اپنے امام کے آگے آگے چلتا ہے۔

علامہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس جملہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے:

لَا تَقُولُوا خِلَافَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ (۴۴۲)

یعنی، کتاب و سنت کے خلاف مت کہو۔

۴۳۹۔ سورة الحجرات: ۱/۴۹

۴۴۰۔ لُبَابُ النُّقُولِ فِي أَسْبَابِ النُّزُولِ، سورة الحجرات، ص ۲۹۳

۴۴۱۔ تفسیر ابن جریر، سورة الحجرات، الآية: ۱، ۱۱/۳۷۷

۴۴۲۔ تفسیر ابن کثیر، سورة الحجرات، الآية: ۱، ۴/۲۵۶

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کسی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے کریم رب اور اُس کے مکرم رسول کے ارشاد کے خلاف کوئی بات کہے، یا کوئی بات کرے جب انسان اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے تو وہ اس امر کا بھی اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ آج کے بعد وہ اپنی ہر خواہش اپنے خالق حقیقی اور اُس کے محبوب رسول اللہ ﷺ کی مرضی اور حکم پر بلاتاً مثل قربان کر دے گا۔

یہ ارشاد فقط اہل ایمان کی شخصی اور انفرادی زندگی تک محدود نہیں بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں سیاسی و اقتصادی اور اخلاقی کو بھی محیط ہے نہ کسی مرد کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو کتاب و سنت کے متصادم ہو اور نہ کسی عدالت و پنچایت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ احکام شرعی کے برعکس کوئی فیصلہ کرے۔

﴿لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ کے مختصر کلمات میں معافی و مطالب کا بحر پیکراں موجزن ہے یہاں ایک چیز غور طلب ہے ﴿لَا تُقَدِّمُوا﴾ متعدی ہے لیکن اس کا مفعول مذکور نہیں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ذکر کر دیا جاتا تو صرف اُس کے بارے میں حکم کی خلاف ورزی ممنوع ہوتی، مفعول کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ کوئی عمل ہو، کوئی قول ہو، زندگی کے کسی بھی شعبے سے اُس کا تعلق ہو، اُس میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ارشاد سے انحراف ممنوع ہے، نیز اگر مفعول ذکر کر دیا جاتا تو سامع کی توجہ ادھر ہی مبذول ہو جاتی مگر اسے ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ تمہاری تمام تر توجہ ﴿لَا تُقَدِّمُوا﴾ کے فرمان پر مرکوز ہونی چاہئے۔

نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ

”بخاری شریف“ میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان کچھ تنازع ہوا تھا، نبی کریم ﷺ چند صحابہ کے ساتھ اُن میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے، نماز کا وقت آ گیا اور حضور تشریف نہیں لائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی، حضور ﷺ اب بھی تشریف نہیں لائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ حضور وہاں رُک گئے

ہیں، نماز تیار ہے کیا آپ امامت کریں گے، فرمایا اگر تم کہو تو پڑھا دوں، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے مصلیٰ امامت پر جلوہ افروز ہوئے، کچھ دیر بعد حضور ﷺ تشریف لائے، اور صفوں سے گزر کر صفِ اول میں تشریف لے جا کر قیام فرمایا، لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوں، (مگر جب وہ نماز میں ہوتے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے مگر جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ مارنا شروع کیا) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُدھر توجہ کی دیکھا کہ حضور ﷺ اُن کے پیچھے تشریف فرما ہیں، حضور کے لئے پیچھے ہٹنے لگے تاکہ حضور ﷺ آگے تشریف لے جائیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جیسے نماز پڑھا رہے ہو پڑھاؤ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور اُلٹے پاؤں پیچھے چل کر صف میں شامل ہو گئے، حضور ﷺ آگے تشریف لائے اور نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا، ”اے لوگو! نماز میں کوئی بات پیش آ جائے تو تم نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا، یہ کام عورتوں کے لئے ہے اگر کوئی چیز نماز میں کسی کو پیش آئے تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہے، امام جب اُس کو سُنے متوجہ ہو جائے گا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، ”اے ابو بکر! جب میں نے اشارہ کر دیا تھا پھر تمہیں نماز پڑھانے سے کون سا امر مانع ہوا“، عرض کی یا رسول اللہ! ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کو یہ سزاوار نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے آگے نماز پڑھے (یعنی امام بنے)۔ (۴۴۳)

یہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے تو یہ تعظیم کی کہ عین نماز کی حالت میں حضور کی خاطر مصلیٰ امامت خالی کر دیا، اور خود پیچھے مقتدیوں میں شامل

۴۴۳۔ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب من دخل لیوم الناس، فجاء الإمام الأول، برقم: ۶۸۴، ۱/۱۶۵، و کتاب العمل فی الصلاة، باب ما يجوز فی التسبیح و الحمد فی الصلاة للرجال، برقم: ۱۲۰۱، ۱/۲۹۱، و باب رفع الأیدی فی الصلاة الخ، برقم: ۱۲۱۸، ۱/۲۹۵، و باب الإشارة فی الصلاة، برقم: ۱۲۳۴، ۱/۳۰۰، و کتاب الصلح، باب ما جاء فی الإصلاح بین الناس، برقم: ۲۶۹۵، ۲/۱۸۴، و کتاب الأحکام، باب الإمام یأتی قومًا فیصلح بینہم، برقم: ۷۱۹۰، ۴/۳۸۸، ۳۸۹

ہو گئے۔ (۴۴۴)

اور اپنے قول سے تعظیم کی کہ حضور ﷺ کی عظمت و بزرگی کا برملا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا، ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضور کے آگے بڑھ کر نماز پڑھے۔

۴۴۴۔ اور اس حدیث شریف کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی محمد شوکت نئی سیالوی لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں مکمل صراحت موجود ہے کہ نماز شروع ہو چکی ہے اور دوران نماز صحابہ کرام نے تصفیق زور زور سے کی اور کثرت سے کی، کیوں؟ تاکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چل جائے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں۔

بتائیے۔ صحابہ کرام دوران نماز یہ سارا کام نبی علیہ السلام کے لئے کر رہے ہیں یا نہیں؟ دوران نماز ان کی توجہ نبی علیہ السلام کی طرف گئی یا نہیں؟ دوران نماز ہی نبی کریم ﷺ کی خاطر وہ سب کیا یہ خواہش نہیں کر رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے آ جائیں اور نبی علیہ السلام مصلیٰ پر پہنچ جائیں؟

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رخ تو قبلہ شریف کی طرف جب بہت زیادہ تصفیق ہوئی (یعنی تالیاں بجانا ہوا) تو بخاری و مسلم دونوں میں ہے ”التَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ“ وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، نبی علیہ السلام پہلی صف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے کی طرف ہیں جب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہرہ مبارک کے پیچھے کی جانب نہ پھیریں تب تک نبی علیہ السلام کو نہیں دیکھ سکتے تو پتا چلا کہ دوران نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ شریف سے رخ انور پھیر کر ذاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتقاء کو دیکھا، پھر نبی علیہ السلام کی تعظیم بجالاتے ہوئے پچھلی صف میں آ گئے۔

بتائیے؟ نبی علیہ السلام کی طرف دوران نماز توجہ کی یا نہیں اور تعظیم بجالائے یا نہیں؟ نبی پاک ﷺ نے سوال فرمایا تو عرض کی ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا جرأت کہ نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑا ہو جائے تو ثابت ہوا کہ وہ تعظیم کی خاطر ہی پیچھے آئے تھے۔

پھر نبی علیہ السلام نے ضرورت کے وقت تسبیح و تصفیق کا مسئلہ بتایا مگر یہ تو نہیں فرمایا کہ تم لوگوں نے چونکہ دوران نماز میری طرف توجہ لگا دی اور ابوبکر۔ نہ تو مکمل توجہ ہی لگا دی چہرہ بھی دوران نماز پیچھے کی طرف پھیر کر مجھے دیکھ لیا پھر میری تعظیم بھی بجالایا، لہذا سب کی نماز گئی اور تم شرک کے بھی مرتکب ہو گئے۔

اگر نبی علیہ السلام نے ایسا کوئی فتویٰ ارشاد نہیں فرمایا اور یقیناً نہیں فرمایا تو (اگر وہ وہابیہ کے سرغنہ) شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کے پیروکار کو نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر کون سا کلمہ کہہ سکتا ہے؟ (نہ از م تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۳۱، ۳۲)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ جن دنوں نبی کریم علیہ السلام سے تکلیف شرف حاصل کر رہی تھی، آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس ایک دن نبی کریم ﷺ نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو آپ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے، اس وقت حضرت ابوبکر لوگوں کی امامت فرما رہے تھے جیسے ہی حضرت ابوبکر کو معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے ہیں تو آپ پیچھے ہٹ گئے، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ رہو، پھر نبی کریم ﷺ اُن کے پہلو میں تشریف فرما ہو گئے، پس حضرت ابوبکر نبی کریم ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور تمام لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے۔ (۴۴۵)

۴۴۵۔ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من قام الی جنب الإمام لعلہ، برقم: ۶۸۳، ۱/۱۶۵۔
ایضاً صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، استخلاف الإمام إذا عرض الخ، برقم: ۸۶۶/۹۰۔
(۴۱۸)، ص ۲۰۱

اور اس حدیث شریف کے تحت مفتی محمد شوکت سیالوی لکھتے ہیں جب نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت ابوبکر امامت کروا رہے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز شروع تھی اور دوران نماز نبی علیہ السلام پہلی رکعت میں تشریف لائے، اب دوران نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ کی تعظیم کی خاطر جو پیچھے ہٹنے لگے تھے تو بتلائے یہ تعظیم نبی علیہ السلام اُن کو شرک کی طرف کھینچ کر لے گئی؟ اور کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ہستی کو نماز کی اہمیت یا بارگاہ خداوندی کے ادب کا پتا نہیں تھا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ بھی کر رہے ہیں اور تعظیم بھی بجالا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نظریہ یہ تھا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ کر دینا یا نبی علیہ السلام کی تعظیم بجالانا ہرگز ہرگز نماز پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالتا، یہ محض (امام الوہابیہ) شاہ اسماعیل دہلوی کی نماز ہے اور انہیں کی توحید ہے کہ دوران نماز گائے بیل گدھے کا خیال تو اتنا برا نہیں مگر نبی علیہ السلام کا خیال اور آپ کی طرف توجہ گائے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے زیادہ بدتر ہے (نعموذ باللہ من هذه الهفوات)، کتاب وسنت میں ہمیں صحابہ کرام کی پیروی کا حکم ہے نہ کہ شاہ اسماعیل دہلوی کی تحقیق اینق پر عمل کرنے کا۔ (نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ، ص ۲۷، ۲۸)

پھر نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا یہ پہلا واقعہ نہیں تھا جب یہ معلوم تھا کہ سید الصحابہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں بھی نبی کریم ﷺ کی تعظیم بجاتے ہیں اور یہ تعظیم ممنوع ہوتی تو حضور ﷺ اپنے پیار

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مرض وصال والے دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھایا کرتے تھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے وصال اقدس والا دن پیر آگیا اس کی نماز فجر ہے ہم سب لوگ صف بہ صف نماز میں ہیں اسی دوران نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرہ مقدسہ کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرمادیا آپ ﷺ حالت قیام میں تھے اور چہرہ اقدس خوشی سے ایسے لگ رہا تھا گویا کہ قرآن کا ورق ہو۔ پھر آپ ﷺ کھل کر مسکرانے لگے، پس ہم نے مصمم ارادہ کر لیا کہ نماز سے توجہ ہٹالیں اور صرف نبی کریم ﷺ کا دیدار کرتے رہیں ایسا ارادہ نبی کریم ﷺ کے دیدار کی مسرت و فرحت کی وجہ سے ہم نے کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ شاید نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں، پس نبی کریم ﷺ نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز کو مکمل کرو اور اس کے بعد پردہ نیچے گرا دیا اسی دن آپ ﷺ نے وصال باکمال فرمایا۔ (۴۴۶)

اسی حدیث شریف میں امام مسلم کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں یہ

غار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے منع فرمادیتے اگر منع نہ فرماتے تو کسی اور کے لئے امامت کا حکم ارشاد فرماتے ایسا بھی نہ ہوا، حکم پھر انہی کے لئے ہوتا ہے کہ وہ نماز پڑھائیں اور صحابہ کرام کی ایک جماعت اس بات کی گواہ ہے کہ حضور ﷺ نے نماز میں امامت کے لئے حکم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ وہ امامت کروائیں چنانچہ امام ابن عساکر نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کی امامت کروائیں اور اسے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت علی بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، عمر بن خطاب، زید بن ارقم، عبد اللہ بن عباس، ابو موسیٰ اشعری، عبد اللہ بن زمعہ، سالم بن عبد اللہ، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں اور اکثر روایاتہم مخرجة فی "الصحيح" (إتحاف الرّائز، فصل فی ذکر وفاته الخ ص ۱۲۷) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تعظیم ہرگز ہرگز ممنوع و ناپسندیدہ نہیں ورنہ شارع علیہ السلام اس سے روک دیتے یا کسی اور کے لئے حکم ارشاد فرماتے ان حقائق کی موجودگی میں مسلمان اسماعیل دہلوی اور اس کے قبیحین و ہابیہ و دیابنہ کے افکار و نظریات کو بھلا کیسے قبول کر سکتے ہیں۔

الفاظ بھی ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہم سمجھے کہ آپ باہر تشریف لارہے ہیں تو ہم دیوانے ہو گئے آپ کے دیدار کی وجہ سے حالانکہ اس وقت ہم نماز میں تھے“ (۴۴۷)

۴۴۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصلۃ، باب استخلاف الإمام إذا الخ، برقم: ۹۸/۸۷۴۔

(۴۱۹)، ص ۲۰۴۔ اس حدیث شریف کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی شوکت علی سیالوی لکھتے ہیں: درج بالا حدیث شریف سے واضح ہے کہ آقا نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ ظاہری شہری کی یہ سب سے آخری نماز تھی۔ اسی دن دوپہر کے وقت آقا نبی کریم ﷺ کا وصال شریف ہو گیا چونکہ یہ پیر کے دن صبح کی نماز کا واقعہ ہے اس عمل کے خلاف نہ تو کسی آیت قرآنی کا نزول ممکن تھا کیونکہ قرآن پاک کی تکمیل اس سے قبل ہو چکی تھی۔ نہ ہی نبی علیہ السلام نے کوئی ایسی بات اس واقعہ کے خلاف وصال اقدس تک ارشاد فرمائی۔ جو اس امر کی ناسخ قرار پاسکتا ہے۔

لہذا اس حدیث محکم صریح ثابت میں یہ چیز واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز شروع فرما چکے ہیں کہ آقا نبی کریم ﷺ حجرہ مقدس کا پردہ اٹھا کر صحابہ کرام کو ملاحظہ فرماتے ہیں جب انسان قبلہ رخ ہو تو حجرہ مقدس مسجد نبوی کے بائیں جانب جانتا ہے۔ اب آقا نبی کریم ﷺ نے بائیں جانب سے پردہ اٹھایا تھا تو جب تک صحابہ کرام قبلہ رخ ہٹا کر نہ دیکھیں وہ نبی کریم ﷺ کا دیدار حالت نماز میں کر ہی نہیں سکتے۔ جس سے واضح ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوران نماز چہرے قبلہ سے پھیر کر حضور کریم ﷺ کا دیدار کیا۔ جب تک دل میں پہلے سے ارادہ نہ آئے توجہ نہ ہو تو کوئی کام معرض وجود میں نہیں آتا۔

لہذا پتہ چلا کہ صحابہ کرام کے چہرے بھی نبی علیہ السلام کی طرف پھر گئے اور ان کی دلی توجہ بھی نبی علیہ السلام کی جانب ہو گئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہاں بھی یہی کیفیت تھی کہ ”فَنَكَصُ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقْبَيْهِ“ حضرت ابوبکر اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے ہیں، یہ سمجھتے ہوئے شاید نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لارہے ہیں، کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر کو فرمایا کہ ابوبکر! تم نے دوران نماز میری تعظیم کی ہے کہ میری خاطر پیچھے ہٹنے لگے تو توجہ میری جانب کی، لہذا تمہاری نماز ٹوٹ گئی؟ ہرگز نہیں فرمایا، اسی طرح باقی صحابہ کرام نے جو دوران نماز آپ ﷺ کا دیدار فرمایا، قبلہ مقدسہ سے چہرے پھیر کر، اور دوران نماز ہی ان پر نبی علیہ السلام کے دیدار کی فرحت و خوشی کی وجہ سے جو کیفیات طاری ہوئیں، ان کے باعث نبی علیہ السلام نے کوئی زجر و توبیخ فرمائی؟ یا فرمایا کہ تمہاری نماز ٹوٹ گئی؟ یا فرمایا کہ تم دوران نماز میری تعظیم میں چلے گئے اور تعظیم شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی لہذا تم مشرک ہو گئے؟ جب صاحب شریعت نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا ”أَنْ أَيْتُمُوا صَلَاتَكُمْ“ اپنی نماز مکمل کرو، اگر نبی علیہ السلام فرماتے کہ دوبارہ اپنی نماز پڑھو..... ایسا نہیں فرمایا بلکہ اسی نماز کو پورا کرنے کا حکم فرمایا لہذا ثابت ہوا کہ دوران نماز آقا نبی کریم ﷺ کی طرف توجہ کر دینے یا آپ کی تعظیم بجالانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ، ص ۳۲، ۳۵، ۳۶)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے آداب تعظیم و توقیر کا حکم ارشاد فرما کر بتا رہا ہے کہ میری رضا اس میں ہے کہ میرے پیارے ﷺ کی تعظیم و توقیر کر کے میرے محبوب ﷺ کو خوش کرو تا کہ میری خوشی تمہیں حاصل ہو۔ ﷺ

یارب ہرا بھرا رہے داغ جگر کا باغ
ہر مہ مہ بہار ہو ہر سال سال گل
(حدائق بخشش)

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۸۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (۴۴۸)
ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنز الایمان)

شان نزول: یہ آیت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے، (۴۴۹) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد خانہ نشین ہو گئے، بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر نہ ہوئے، حضور ﷺ نے اُن کی غیر حاضری کا سبب پوچھا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اُن کے پڑوسی تھے، انہوں نے حضرت ثابت بن قیس سے پوچھا وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں، میری آواز اونچی ہو گئی، حضور رحمۃ للعالمین نے فرمایا، ”اُن سے کہو وہ جنتی ہیں“۔ (۴۵۰)

۴۴۸۔ سورة الحجرات: ۲/۴۹۔

۴۴۹۔ زاد المسیر، سورة (۴۹) الحجرات، الآية: ۲، ۴/۷/۲۲۰۔

ایضاً تیسیر الوصول، سورة (۴۹) الحجرات، الآية: ۲، ص ۳۲۱۔

۴۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب مخافة المؤمن من أن تحبط عمله، برقم:

۲۲۹/۱۸۷- (۱۱۹)، ص ۷۶، ۷۷۔

ایضاً تفسیر ابن کثیر، سورة (۴۹) الحجرات، الآية: ۱-۳، ۴/۳۵۶۔

ایضاً تفسیر القرطبی، سورة (۴۹) الحجرات، الآية: ۲، ۸/۱۶/۳۰۴۔

ایضاً نور العرفان، سورة الحجرات، الآية: ۲، ص ۸۲۲۔

اس آیت طیبہ میں بھی بارگاہ رسالت کے آداب کی تعلیم دی جا رہی ہے، پچھلی آیت میں بتایا کہ قول و فعل میں سرورِ عالم ﷺ سے سبقت نہ کرو، اب گفتگو کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف یا بی نصیب ہو اور ہم کلامی کی سعادت سے بہرور ہو تو خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے، جب حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن کر حاضری دو، اگر اس سلسلہ میں تم نے ذرا سی غفلت برتی اور بے پرواہی سے کام لیا تو سارے اعمالِ حسنہ ہجرت، جہاد، عبادات وغیرہ کے تمام اکارت ہو جائیں گے۔

پہلی آیت میں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ سے خطاب ہو چکا تھا، یہاں خطاب کی ضرورت نہ تھی لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اہل ایمان کو ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ سے خطاب کیا، بطور تاکید بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ اس پر زندگی بھر کی طاعتوں نیکیوں اور حسنات کے مقبول و نامقبول ہونے کا دار و مدار ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہستہ آہستہ کلام کرنے کا اپنا معمول بنالیا، (۴۰۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے آپ پر یہ قرآن نازل فرمایا، میں تادم واپس حضور سے آہستہ آہستہ بات کروں گا، جب کوئی وفد حضور ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ طیبہ پہنچتا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے، جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔ (۴۰۲)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو پہلے ہی سراپا ادب و احترام تھے، اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد مزید محتاط ہو گئے، جب ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے، اس آیہ کریمہ کے نزول کے بعد اُن پر تو گویا قیامت ٹوٹ پڑی، گھر میں ہی بیٹھ رہے، دروازہ کو قفل لگا دیا اور دن رات زار و قطار رونا شروع کر دیا، مُرشد کریم علیہ الصلوٰۃ و

۴۰۱۔ اسی طرح المواہب اللدنیۃ، المقصد الرابع، الفصل الثانی، ۲/۲۸۶ میں ”صحیح البخاری“ کے حوالے سے ہے۔

۴۰۲۔ روح المعانی، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ: ۲، ۲۵-۲۶/۴۰۱

أيضاً تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحجرات، الآیۃ: ۱-۳، ۴/۲۵۷

التسلیم نے جب ایک، دو روز ثابت کونہ دیکھا تو اُن کے بارے میں دریافت فرمایا، عرض کیا گیا کہ انہیں تو دن رات رونے سے کام ہے، دروازہ بند کر رکھا ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بلا بھیجا اور رونے کی وجہ پوچھی، غلام اطاعت شعار نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری آواز اونچی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہوگئی، دل نواز آقا نے یہ مژدہ جانفزا سنایا:

أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَعِيشَ حَمِيدًا وَ تُقْتَلَ شَهِيدًا وَ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ
یعنی، کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو اور
شہید قتل کئے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

عرض کیا ”رَضِيتُ“ اپنے رب کریم کی اس نوازش بے پایاں پر یہ بندہ راضی ہے۔ (۴۵۳)
علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ جب مُسْلِمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر گھمسان کا رن پڑا تو مسلمانوں کے قدم ڈمگانے لگے حضرت ثابت اور حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپس میں کہا کہ عہد رسالت میں تو ہم کفار سے اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے، دونوں نے اپنے اپنے لئے گڑھا کھودا اور اُس میں جم کر دشمنوں پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی، حتیٰ کہ دونوں نے جام شہادت نوش کیا، اُس روز حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نفیس اور قیمتی زِرہ پہن رکھی تھی۔

ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اُس نے وہ زِرہ اُتار لی اور جا کر مچھپا دی، اُسی شب حضرت ثابت نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں خبردار! یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض خواب ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں، سو میں کل جب مقتول ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا، اور میری زِرہ اُتار لی اُس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے آخری کنارہ پر ہے، اُس کی نشانی یہ ہے کہ اُس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے، جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی بندھی ہوئی ہے، اُس شخص نے میری زِرہ پر ایک دیگچہ اُتار رکھ دیا ہے، اُس کے اوپر اونٹ کا کجاوا ہے، تم صبح حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ انہیں کہو کہ

میری زرہ اُس شخص سے لے لیں، دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ پہنچو تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرضہ ہے وہ ادا کر دیں، اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کر دیں۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا قرض ادا کر دیا۔ (۴۵۴)

جن خوش نصیبوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم ﷺ کا ادب ہوتا ہے اُن کی ارفع اعلیٰ شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
ان نعمتوں برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے رب کریم عز وجل نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جان نثاری کا حکم ارشاد فرمایا، یہ آداب یہ تعظیم و توقیر کس لئے تاکہ محبوب ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے، محبوبوں کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

جس سے میرے ولی سے دشمنی کی اُس کو میرا اعلانِ جنگ ہے۔ (۴۵۵)
پھر سب محبوبوں کے محبوب، مولیٰ تعالیٰ کے پیارے، عالمیاں کی جان، اللہ کی ربوبیت کے مظہر اتم ﷺ جن کی رضا اللہ تعالیٰ چاہے ہم کیوں نہ کہیں:
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۴۵۴۔ الروح لابن القيم، فصل فی الاستدلال علی سماع الموتی، ص ۱۵،
نوٹ: ابن قیم وہ شخص تھا جو ابن تیمیہ کا پیروکار اور وہابیہ کا معتمد ہے، وہابیہ جو یہ سب نبی کریم ﷺ کے لئے ماننے کے لئے تیار نہیں اُن کے امام نے تو یہ ایک صحابی کے لئے ثابت کر دیا ہے۔

۴۵۵۔ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، برقم: ۶۵۰۲، ۴/۲۱۰،
ایضاً مشکاة المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عز و جل و التقرب إلیہ، الفصل الأول، برقم: ۲۲۶۶، ۱-۲/۴۲۳

۲۹۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝﴾ (۴۵۶)

ترجمہ: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: ایک دفعہ بنو تمیم کا وفد جو ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) نفوس پر مشتمل تھا، مدینہ طیبہ آیا اس وفد میں زبرقان بن بدر، عطار دبن معبد، قیس بن عاصم، قیس بن حارث اور عمرو بن اہتم شامل تھے، دوپہر کا وقت تھا، سرورِ عالم ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ میں قیلولہ فرما رہے تھے، اُن لوگوں نے حضور ﷺ کی آمد تک انتظار کو اپنی شان کے خلاف سمجھا اور باہر کھڑے ہو کر صدائیں دینے لگے ”يَا مُحَمَّدُ أَخْرِجْ“ حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لے کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس باہر آئیے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو اُن لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا:

يَا مُحَمَّدُ إِنَّ مَدْحَنَا زَيْنٌ، وَإِنْ شَتْمَنَا شَيْنٌ وَ نَحْنُ أَكْرَمُ الْعَرَبِ
یعنی، ہم جس کی مدح کرتے ہیں اُسے مُزین کر دیتے ہیں، جس کی مذمت کرتے ہیں اُس کو معیوب بنا دیتے ہیں، ہم تمام عربوں سے اشرف ہیں۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كَذَبْتُمْ بَلْ مِدْحَةُ اللَّهِ تَعَالَى زَيْنٌ وَ شَتْمُهُ شَيْنٌ وَ أَكْرَمُ مِنْكُمْ
يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ
یعنی، اے بنی تمیم! تم نے غلط کہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعثِ زینت ہے اور اُس ہی کی مذمت باعثِ تحقیر ہے اور تم سے اشرف حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابرہیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں۔

پھر انہوں نے کہا ہم مفاخرت کی غرض سے آئے ہیں، چنانچہ پہلے اُن کا خطیب عطار دبن حاجب کھڑا ہوا اور اُس نے اپنے قبیلے کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے

اور اپنی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کیا۔

اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس کا جواب دینے کا حکم فرمایا، جب اس مکتبِ نبوت کے شاگردِ رشید نے لبِ کُشائی کی تو اُن کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ سہم کر رہ گئے، اس کے بعد اُن کا شاعرِ برقان بن بدر کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھ ڈالا، حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشارہ فرمایا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی البدیہہ اُن کے تفاخر کی دھجیاں بکھیر دیں، اور اسلام کی صداقت اور حضور ﷺ کی عظمت کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ اُن کا غرور خاک میں مل گیا، اقرع کو تسلیم کرنا پڑا کہ نہ ہمارا خطیب حضور ﷺ کی خطیب کا ہم پلہ ہے اور نہ ہمارا شاعر دربارِ رسالت ﷺ کے شاعر سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔ (۴۵۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ کرم سے اُن پر اپنا خصوصی کرم فرمایا اور اُن کے دلوں کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیا، سارے کے سارے مُشرفِ بایمان ہوئے، رحمتِ دو عالم ﷺ نے انعام و اکرم سے انہیں مالا مال کر دیا۔

علامہ آلوسی تحریر فرماتے ہیں کہ ان آیات میں بارگاہِ نبوت میں بے ادبی کی قباحت عیاں کرنے کے ساتھ ساتھ ادب کی بھی تعلیم دی جا رہی ہے، علماء کرام نے ان آیات سے خوب استفادہ کیا ہے، حضرت ابو عبیدہ جو بلند پایہ عالم تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کسی استاد کے دروازے پر دستک نہیں دی بلکہ میں اس انتظار میں رہتا جب وہ از خود تشریف لاتے

۴۵۷۔ رواہ الترمذی فی "سُنَنہ" فی التفسیر (باب و من سورة الحجرات، برقم: ۳۲۶۷، ۲۳۱/۴) عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ مختصراً، و أخرجه الطبري فی "تفسیره" (سورة الحجرات، الآية: ۴، ۵، برقم: ۳۱۶۷۶، ۱۱/۳۸۱) مختصراً، و زاد السيوطی فی "الدر المنثور" (سورة (۴۹) الحجرات، الآية: ۴، ۵، ۷/۴۸۱) فی عزوه لابن المنذر و ابن ابی حاتم عن البراء بن عازب (و لكن رواه الرازي بلفظ آخر عن زيد بن أرقم أنظر تفسير ابن أبي حاتم، سورة الحجرات، ۷/۴۴۵) و له شاهد من حديث أبي سلمة بن عبد الرحمن عن الأقرع بن حابس نحوه عند أحمد فی "المسند" (۳/۴۸۸، ۶/۳۹۳، ۳۹۴)، و الطبرانی فی "المعجم الكبير" (۱/۳۰۰، برقم: ۸۷۸) و الطبري فی "تفسیره" (سورة الحجرات، الآية: ۴، ۵، برقم: ۳۱۶۷۹، ۱۱/۳۸۲)

تو اُن سے استفادہ کرتا، قاسم ابن سنان کوئی سے بھی اسی قسم کا قول منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاتے تو اُن کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے، بلکہ خاموشی سے اُن کا انتظار کرتے یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر آتے، حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات بڑی گراں گزری، کہا آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا تا کہ میں فوراً باہر آ جاتا، اور آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانا پڑتی، آپ نے جواب میں کہا:

العَالِمُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾

یعنی، عالم اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ ترجمہ: اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے حق میں بہتر تھا۔

اس کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا اور عمر بھر اس کے مطابق اپنے اساتذہ کے ساتھ معاملہ کیا۔ (۴۵۸)

دنوی بادشاہوں کے دربار کے آداب بادشاہ خود بناتے ہیں لیکن دربار حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آداب خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے نیز یہ آداب اُس وقت کے انسانوں کے لئے نہیں بلکہ قیامت ہر انسان، جن، فرشتہ پر ہر وقت کے لئے جاری ہیں، خواہ محبوب کریم ﷺ ظاہری حیات میں جلوہ گر ہوں یا پردہ کی حالت میں، آداب ہمیشہ کے لئے ایک ہی ہیں، اگر ان آداب میں معمولی سی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کریں اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہیں وہ محبوب کریم ﷺ جن کی شان محبوبی میں زندگی گزارنے کا طور

طریقہ رب کریم ارشاد فرما رہا ہے۔

اسم محمد و احمد کی فضیلت

حضور ﷺ کی تو بڑی شان ہے آپ کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ حضور ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی شان اور عظمت یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے ”جس کا نام محمد یا احمد ہو وہ جنت میں جائے گا“، حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”قیامت کے دن دو بندے دربار الہی میں کھڑے کئے جائیں گے، اُن میں ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام احمد ہوگا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا ان دونوں کو جنت میں لے جاؤ، وہ عرض کریں گے یا اللہ ہم کس عمل کی وجہ سے جنت کے حقدار ہوئے، حالانکہ ہم نے تو کوئی عمل جنتیوں والا نہیں کیا، اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا“:

أَدْخُلَا الْجَنَّةَ فَإِنِّي آتِيْتُ عَلَى نَفْسِي أَلَّا يَدْخُلَ النَّارَ مَنْ اسْمُهُ
أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدٌ (۴۵۹)

یعنی، تم دونوں جنت میں جاؤ کیونکہ میں اپنی نے ذات پر قسم یاد فرمائی

۴۵۹۔ اس حدیث قدسی کو علامہ محمد عبدالرؤف المناوی نے ”فیض القدير“ (حرف الميم، برقم: ۷۹۳۲، ۵/۵۷۸) میں اور امام قسطلانی نے ”المواهب اللدنیة“ (المقصد الرابع، الفصل الثاني فيما خصه الله به الخ، ۲/۳۰۱) میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ حافظ ابن طاہر السلفی نے حدیث حمید الطویل سے نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ یوقوف عبدان بین یدی اللہ عز وجل فیقول اللہ لهما ”ادخلا الجنة فإنی آتیت علی نفسی أن لا یدخل من اسمہ محمد ولا أحمد“ اور امام قسطلانی نے دوسری روایت بھی نقل کی کہ ابو نعیم نے غبط بن شریط سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے کہ ”مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم، میں کسی ایسے شخص پر عذاب نہ دوں گا جس نے (اے محبوب!) تیرے نام پر نام رکھا ہو (المواهب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثاني فيما خصه الله به الخ، ۲/۳۰۱) اور امام زرقانی نے اس کے تحت لکھا کہ امام بغوی، اور ابن السکن نے اس حدیث کی من وجہ آخر تخریج کی ہے اور لکھا ہے کہ غبط راوی حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد ایک زمانہ تک حیات رہے (شرح العلامة الزرقانی علی المواهب، المقصد الرابع، الفصل الرابع، ما اختص به ﷺ من الفضائل و الکرامات، ۷/۳۰۶)

ہے جس کا نام احمد یا محمد ہو گا وہ دوزخ نہیں جائے گا۔

حضور ﷺ کی تعظیم کرنے والا کیسے محروم رہ سکتا ہے جب کہ صرف حضور ﷺ کے مبارک اسم کی تعظیم کرنے والا نواز دیا جاتا ہے چنانچہ ”القول البدیع“ (۴۶۰)، ”حلیۃ الاولیاء“ اور ”مقاصد السالکین“ میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا، اُن کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گناہگار و بدکردار تھا، اُس نے سو سال اور ایک قول کے مطابق دو سو سال نافرمانی میں گزارے، جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اُس کو غسل تک نہ دیا بلکہ اُسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہو گیا ہے، اُسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے، آپ اُس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور تجھیز و تکفین کر کے دفن کر دیں، اس حکم ربانی پر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اُس کو گندگی سے اٹھا کر غسل دیا کفن دے کر نماز جنازہ پڑھا اور دفن کر دیا، بعد میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دربارِ الہی میں عرض کی یا اللہ! یہ اتنا بڑا گنہگار تیرے کرم کا کیسے حقدار ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے پیارے کلیم! تھا تو بڑا گنہگار لیکن ایک دن اِس نے تورات کھولی تو اُس میں میرے حبیب کا نام مبارک محمد (ﷺ) تحریر تھا، جب اِس کی نظر اُس پر پڑی تو اُس کے دل میں میرے حبیب (ﷺ) کی محبت نے جوش مارا، اُس نے محبت و پیار و ادب سے اُس کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اور درود پاک پڑھا، اِس نام پاک کی تعظیم کی وجہ سے میں نے اُس کے سارے گناہ معاف فرمادیے اور مقبول بندوں میں داخل فرما دیا۔ (۴۶۱)

اسم محمد ﷺ کی برکت

”نزہۃ المجالس“ میں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا، اُس نے تورات میں نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ چارجگہ

۴۶۰۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، الباب الثانی من ثواب الصلوٰۃ علی رسول

اللہ ﷺ، ص ۱۲۴

۴۶۱۔ نَزْهَةُ الْمَجَالِسِ، باب فی مناقب سید الاولین و الآخرین، ۲/۳۹۰

ایضاً تحفہ درود شریف، درود و سلام کی فضیلت، ص ۲۸، ۲۹

لکھا ہوا دیکھا، بغض و کینہ سے اُس نام پاک کو کھرچ ڈالا (مثلاً دیا)، دوسرے دن جب توریت کھولی تو آٹھ جگہ نام محمد ﷺ لکھا دیکھا، غصہ میں آکر اُن سب ناموں کو کھرچ ڈالا، تیسرے دن جب توریت کھولی تو بارہ جگہ نام گرامی خوبصورت حروف میں نمودار پایا، اب اُس کی حالت دگرگوں ہوئی اس نام کی محبت نے دل میں جگہ پائی، اور حضور ﷺ کی زیارت کے لئے شام سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا، اتفاق سے ادھر یہ روانہ ہوا، ادھر آقائے دو جہاں ﷺ وصال باکمال فرما گئے، جب مدینہ طیبہ پہنچا تو اُس کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وصال باکمال کی خبر سن کر سخت بے چین ہوا، اور اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ حضور ﷺ کے بدن انور سے مس کردہ کوئی کپڑا لا کر دکھائیے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا استعمال کردہ کپڑا مبارک لا کر دیا، اس یہودی نے اُسے سونگھا، اور پھر روضہ انور پر حاضر ہو کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور دعا کی، الہی! اگر تو نے میرا اسلام قبول فرما لیا ہے تو میری روح قبض فرما لے، پس فوراً روح پرواز کر گئی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل و کفن دے کر جنازہ پڑھا اور بقیع میں دفن کر دیا۔ (۴۶۲)

خليفة اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمن کی لکھی ہوئی ایک نعت ملاحظہ فرمائیں:

آنکھوں کا تارا نام محمد	دل کا اُجالا نام محمد
ہیں یوں تو کثرت سے نام لیکن	سب سے ہے پیارا نام محمد
شیدانہ کیوں ہوں اس پہ مسلمان	رب کو ہے پیارا نام محمد
پائیں مرادیں دونوں جہان میں	جس نے پکارا نام محمد
روز قیامت میزان و پل پر	دے گا سہارا نام محمد

حضرت امام سیدی عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ”طبقات الشافعیہ“ میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے وقت مدینہ طیبہ میں ایک شدید زلزلہ آیا، زمین ہلنے لگی، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر اللہ

عز وجل کی حمد و ثناء کرتے رہے مگر زلزلہ ختم نہ ہوا، اللہ اکبر! غلام مصطفیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آگئے، آپ نے اپنا ڈرتا زمین پر دے مارا، فرمایا:

قَرِئِ اَلَمْ اُعِدِلْ عَلَيْكَ فَاسْتَقَرَّتْ مِنْ وَقْتِهَا (۴۶۳)

یعنی، اے زمین! ساکن ہو جا، کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا، اتنا فرمانا تھا زمین ساکن ہوگئی، زلزلہ ختم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کا ادب اور ان کی تعظیم و تکریم جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ہے، بندہ جب اس پر عمل کرتا ہے، تمام مخلوق اس بندہ خدا کی تعظیم و تکریم کرتی ہے، وہ بندہ نبی کریم ﷺ کی محبت میں اپنی ہستی مٹا دیتا ہے۔

من تو خدم تو من خدی من تن خدم تو جان خدی پس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا بندہ بن جا، تو اللہ تعالیٰ تیرا ہو جائے گا جب وہ تیرا ہو گیا تو ساری خدائی تیری ہوگئی، پس اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کی محبت میں تیرا چلنا، پھرنا، جینا، مرنا مطلوب ہے، حضور ﷺ راضی تو اللہ تعالیٰ راضی (ﷺ)

حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان فضائل غلامان مصطفیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو ہو جائے تمہارا اس پہ حق کا پیار ہو جائے بنے اللہ والا وہ جو تیرا یار ہو جائے جو سر رکھ دے تمہارے قدموں پہ سردار ہو جائے جو تم سے کوئی سر پھیرے ذلیل و خوار ہو جائے ۳۰ ﴿فَذِكْرُ لِمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ﴾ (۴۶۴)

ترجمہ: تو اے محبوب! تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون۔ (کنز الایمان)

۴۶۳۔ علامہ یوسف بن اسماعیل بہانی متوفی ۱۳۵۰ھ نے اس کرامت کو امام الحرمین کی تصنیف ”کتاب الشامل“ کے حوالے سے نقل کیا ہے دیکھئے ”حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى الْعَالَمِينَ“ الخاتمة: المطلب الثالث، و من کرامات عمر رضی اللہ عنہ، ص ۶۱۲ اور اس کے تحت امام الحرمین نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقہ ظاہر اور باطن میں امیر المؤمنین تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے محبوب! کفار آپ کو جو کچھ کہتے ہیں اُس سے پریشان نہ ہوں کیونکہ وہ بے سرو پا باتیں ہیں، آپ وعظ و نصیحت فرماتے رہئے، کفار کی بے بنیاد اور شر انگیز باتوں سے دلبرداشتہ یا رنجیدہ نہ ہوں، آپ اپنا کام دعوت و ارشاد انجام دیتے رہیں۔
آپ نہ ہی تو کاہن ہیں اور نہ مجنون بلکہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں، کفار کی باتوں پر توجہ نہ فرمائیں، آپ لوگوں کو نصیحت کریں، آپ اپنا کام جاری رکھیں، آپ کے پروردگار نے آپ کو شرف رسالت سے سرفراز فرمایا اور عقل سلیم بکمال عطا فرمائی۔

آپ کاہن نہیں، کاہن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کاہن وہ ہوتا ہے جو اٹکل سے غیب کی خبر دیں۔ امام راغب نے کہا کاہن وہ شخص ہے جو اس طرح گزری ہوئی پوشیدہ باتیں بتائے، عَرَاف اُسے کہتے ہیں جو یونہی مستقبل کی خبریں دے۔ (۴۶۵)

۴۶۵۔ (مفردات ألفاظ القرآن، کتاب الکاف، ص ۲۲۷) نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ”جو شخص عَرَاف یا کاہن کے پاس آئے اور پھر اُس کی تصدیق کرے تو اس نے اُس کے ساتھ کفر کیا جو ابو القاسم (رحمہ اللہ) پر نازل ہوا۔“ اس حدیث شریف کو امام احمد نے ”المسند“ (۲/۲۴۹) میں، امام ابو داؤد نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الطَّب (باب فی الکاهن، برقم: ۳۹۰، ۴/۱۴۵) میں، امام ترمذی نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الطَّهارة (باب ماجاء فی کراهة إتيان الحائض، برقم: ۱۳۵، ۱/۱۰۷) میں، امام ابن ماجہ نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الطَّهارة و سننها (باب السنہی عن إتيان الحائض، برقم: ۶۳۹، ۱/۳۴۸، ۳۴۹) میں، امام دارمی نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الطَّهارة (باب من أتى امرأته فی دبرها، برقم: ۱۱۳۶، ۱/۱۷۸) میں، امام طحاوی نے ”شرح معانی الآثار“ کے کتاب النکاح (باب وط النساء فی أدبارهن، برقم: ۳۱۵۲، ۶/۲۷۶) میں اور ابن الجارود نے ”المنتقى“ (باب الحيض، برقم: ۱۰۷، ص ۷۴) میں روایت کیا ہے لہذا عَرَاف اور کاہن سے اپنے معاملات میں مدد لینا اُن سے آئندہ کا حال معلوم کرنا ناجائز و حرام ہے، مسلمانوں کو اس سے احتراز لازم ہے اور پھر یہ جاہل مطلق تمہیں بھلا کیا بتائیں گے ان کو اپنے حال کی کچھ خبر نہیں ہوتی، یہ فستاق تمہیں بھلا کیا دیں گے یہ تو تم لوگوں کے انتظار میں رہتے ہیں کہ تمہیں لوٹ کر اپنا گھر چلائیں، رسول خُدا ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی پھٹکار یہ ہے کہ لوگ مال بھی گنوا جاتے ہیں اور بہتیرے عزتیں لٹا کر آتے ہیں، خُدا کے کلام میں یقیناً شفا ہے اللہ تعالیٰ کے نام میں یقیناً اثر ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں لیکن جادوگر، کاہن اور عَرَاف قسمت کا حال بتانے کا دعویٰ کرنے والے ان سے کوسوں دُور ہیں ان کا کام صرف زوجین میں جدائی ڈال کر بھائی بہن میں اختلاف پیدا کر کے خاندانوں کو آپس میں لڑا کر باطل طریقے سے لوگوں کے مال کھانا ہے۔

کُفار آپ کو کاہن کہتے حالانکہ جانتے تھے کہ آپ نہ ہی کاہن ہیں اور نہ ہی آپ میں کوئی کاہنوں جیسی بات ہے، آپ نبی و رسول ہیں۔

نبوت اور کہانت میں کیا تعلق ہے سوائے اس کے کہ محض الزام تراشی ہو، جو فی نفسہ باطل اور گھٹیا حرکت ہے، کُفار کبھی کاہن کہتے کبھی مجنوں اس تضاد سے اُن کی بے ہودگی واضح ہے کہ کاہن نہ مجنون ہو سکتا ہے نہ ہی مجنوں کاہن۔

آپ دونوں باتوں سے پاک و منزہ ہیں، اس لئے کہ آپ نبی و رسول ہیں، آپ کو جو صداقت و سچائی اور عقل کی وجاہت حاصل ہے وہ کسی کو عطا نہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ نعمت کے ساتھ ”ب“ قسمیہ ہے، جو عظمت و نصرت اور شرافت و کرامت پر دلالت کرتی ہے اور ایک قول ہے ”ب“ سببیہ ہے جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے اور مطلب ہے کہ کُفار کا یہ مقولہ انتہائی لغو ہے اور فی نفسہ اُن کی تکذیب کرتا ہے کُفار میں جس شخص نے آپ کو کاہن کہا وہ ”شیبہ بن ربیعہ“ تھا۔

”اور نہ ہی مجنون“، مجنون وہ شخص ہوتا ہے جس کی عقل میں خرابی ہو اور وہ غور و فکر کی استعداد نہ رکھتا ہو، کُفار میں عقبہ بن ابی معیط نے یہ بکواس کی تھی، حالانکہ تمام کُفار کو آپ کی عظمت کلام و وفور عقل اور اعلیٰ بصیرت کا اعتراف تھا، اُن کا مقصد صرف آپ کو رنج پہنچانا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں اُن کے لغو اقوال کی تردید کی اور اپنے فضل و نعمت کا بتا کید ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی تشفی فرمائی اور اس رنج سے آپ کو دور کیا جو آپ کی شانِ محبوبیت پر دلالت کرتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ محبوب! ان لوگوں کی بے ہودہ باتوں کو خاطرِ اقدس میں جگہ نہ دیجئے اور اپنا وعظ و نصیحت جاری رکھئے اور اُس پر جبرے رہئے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ اگرچہ نوعِ انسان میں سے بشر ہیں، اور آپ ﷺ کی طبیعت پر اُن باتوں کا اطلاق جائز و ممکن ہے، جو دیگر انسانوں کی طبیعت پر ہوتی ہیں لیکن یقینی طور پر دلائل قاطعہ قائم ہو چکے ہیں، اور کلمہ اجماع پورا ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ عام انسانوں کی طبیعت سے باہر ہیں۔

اور ہر اُس آفت سے مُنرّہ و مُبرّا ہیں جو قصداً و اختیاراً یا بغیر قصد و اختیار کے واقع ہوں۔ (۴۶۶)

انبیاء علیہم السلام کا ظاہر اور باطن

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری اعضاء و اجسام بشری اوصاف سے مُتَّصِف ہوتے ہیں اور اُن پر وہ تمام باتیں طاری ہوتی ہیں، جو انسانی عوارضات کے لئے خاص ہیں، مثلاً بیماریاں، موت وغیرہ اور یہ اُن میں نقص نہیں لیکن اُن کی ارواح قدسیہ اور باطنی کیفیات انسانیت کی اُن اعلیٰ درجہ کی صفات پر فائز ہوتی ہیں، جو ملاً اعلیٰ سے متعلق ہوتی ہیں، اور وہ صفات فرشتوں کے ساتھ متشابہ ہوتی ہیں جو ہر قسم کے تغیر و آفات سے منرّہ و محفوظ ہیں، اکثر حالات میں بشری کمزوریاں اور انسانی ناطقتی اُن تک پہنچ ہی نہیں سکتیں، کیونکہ اگر اُن کا باطن بھی اُن کے ظاہری انسانی اعضاء کی طرح خالص ہوتے تو یقیناً وہ ملائکہ سے وحی لینے، اُن کو دیکھنے، اُن سے کلام کرنے اور اُن سے میل جول کی طاقت نہ رکھتے، جس طرح دوسرے عام انسان و بشر اس کی طاقت نہیں رکھتے اور اگر اُن کے اجسام اور ظاہری حالت ملائکہ پر انسانی صفات کے خلاف ہوتے تو ہرگز انسان و بشر اور وہ لوگ جن کی طرف انہیں بھیجا گیا ہے اُن سے ملنے جُلنے کی طاقت نہ رکھتے۔

انبیاء اپنی ظاہری حالت اور اجسام کے لحاظ سے تو بشر و انسان کے مشابہ ہیں لیکن اپنی باطنی حالت ارواح کے لحاظ سے ملائکہ کے ساتھ ملتے ہیں، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر میرا دل بیدار رہتا ہے“ (۴۶۷)

۴۶۶۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول فيما يختص بالأمور الدينية الخ، ص ۲۹۷

۴۶۷۔ صحيح البخاري، كتاب التَّهَجُّد، باب قيام النَّبِيِّ ﷺ بالليل في رمضان وغيره، برقم: ۱۱۳۷، ۱/۲۷۷، و كتاب صلاة التَّراويح، باب فضل من قام رمضان، برقم: ۲۰۱۳، ۱/۴۹۵ و كتاب المناقب، باب كان النَّبِيُّ ﷺ تنام عينه و لا ينام قلبه، برقم: ۳۵۶۹، ۲/۴۲۸

ايضاً صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل و عدد ركعات النَّبِيِّ

اور فرمایا کہ ”میں ہرگز تم جیسا نہیں ہوں، میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے“ (۴۶۸)
اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے دل کی معمولی سی پریشانی کو بھی جلدی رفع فرماتا ہے کہ حبیب رنجیدہ نہ ہوں۔

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز کوئین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۳۱۔ ﴿وَ النَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝﴾ (۴۶۹)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم! جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگرو جی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (کنز الایمان)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ”نجم“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هو النبي ﷺ و هو ی به نزوله من السماء ليلة المعراج

ﷺ فی اللیل، برقم: ۱۶۷۰/۱۲۵ - (۷۳۸)، ص ۳۳۲

ایضاً الموطا للإمام مالک، کتاب صلاة اللیل، باب صلاة النبی ﷺ فی الوتر، برقم: ۱۲۲/۲/۷، ص ۹۷

ایضاً سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی صلاة اللیل، برقم: ۱۳۴۱، ۵۹/۲، ۶۰،
ایضاً سنن الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی وصف صلاة النبی ﷺ باللیل، برقم: ۴۳۹، ۳۲۷/۱

ایضاً الشائل المحمدیة، للترمذی، باب صفة عبادة النبی ﷺ، برقم: ۲۷۰، ص ۱۷۸
۴۶۸۔ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب بركة السحور من غیر ایجاب، برقم: ۱۹۲۲،
۴۷۳/۱، و باب الوصایا من قال: الخ برقم: ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، و باب
الوصال إلى السحر، برقم: ۱۹۶۷، ۴۸۳/۱، ۴۸۴۔ ملخصاً
الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثاني فيما يختصهم فی الأمور
الذنبیة الخ، ص ۳۴۶، ۳۴۷

۴۶۹۔ سورة النجم: ۵۳/۱ تا ۴

یعنی، اس سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں اور ”ہوئی“ سے مراد اُن کا آسمانوں سے شبِ معراج اُترنا ہے۔ (۴۷۰)

”تفسیر خازن“ میں بھی اسی قول کو ترجیح دی گئی ہے، (۴۷۱) واضح مفہوم یہ ہے کہ پروردگار نے حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کی قسم یاد فرمائی جب کہ وہ معراج سے اُترے اور یہ معراج سے واپس آپ کا نیچے تشریف لانا اور مخلوق کو ہدایت فرمانا اللہ کریم کا بے مثل احسان و انعام ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام جعفر سے مروی ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کا قلبِ اطہر ہے اور یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ اللہ عز و جل کے فرمان:

﴿هُوَ السَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝﴾ (۴۷۲)

ترجمہ: آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا۔

اس میں بھی ”النجم“ سے مراد حضور ﷺ ہیں، سلمیٰ نے اس کو حکایت کیا۔ (۴۷۳) یہ آیات کریمہ حضور ﷺ کے فضل و شرف میں اس حد تک پہنچی ہوئی ہیں کہ کوئی عدد اس کو گھیر نہیں سکتا، اللہ عز و جل نے حضور ﷺ کی ہدایت اور خواہشات نفسانی کے اتباع سے آپ کے منزہ ہونے اور جو آپ تلاوت فرماتے ہیں اُس میں آپ کے سچے ہونے اور یہ کہ یہ وحی ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے جسے جبریل علیہ السلام جو مضبوط طاقت والے ہیں لے کر

۴۷۰۔ تفسیر البغوی، سورة النجم، ۶/۲۵۵

۴۷۱۔ تفسیر الخازن، سورة النجم، ۶/۲۵۵

۴۷۲۔ سورة الطارق: ۸۶/۱ تا ۳

۴۷۳۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرابع، ص ۳۳، و

الفصل الخامس، ص ۳۵

آئے کی قسم بیان فرمائی۔ (۴۷۴)

آیت میں ﴿صَاحِبُكُمْ﴾ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ہے، (۴۷۵) ”صاحب“ کا معنی سید اور مالک بھی ہے، کہتے ہیں: ”صَاحِبُ الْبَيْتِ“ گھر کا مالک۔ اور اس کا معنی ساتھی اور رفیق بھی ہے لیکن صرف ایسے ساتھی کو صاحب کہا جاتا ہے جس کی رفاقت اور سنگت بکثرت ہو۔ (۴۷۶)

علامہ راغب ”ضلال“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدھے راستے سے رُوگردانی کو ضلال کہتے ہیں، اُس کی ضد ہدایت ہے، بعض نے مزید تشریح کی ہے کہ راستے سے رُوگردانی دانستہ ہو یا بھول کر ہو، تھوڑی ہو یا زیادہ ہو اُس کو ضلال کہتے ہیں۔ (۴۷۷)

اور ”غوی“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، یعنی وہ جہالت جو باطل عقیدہ کی وجہ سے ہو۔ (۴۷۸)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں، اعتقادی غلطی کو ”غواۃ“ کہتے ہیں اور ”ضلال“ عام ہے، یہ اقوال، افعال، اخلاق اور عقائد کی غلطی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۴۷۹)

نیز اس آیت سے ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا﴾ کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ اس آیت میں ”ضال“ کا معنی گمراہ نہیں بلکہ کسی کی محبت میں سرگرداں اور حیران ہونا ہے جو اس لفظ کا دوسرا

۴۷۴۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، فصل في قسمه تعالى جده له لتحقيق مكانته عنده، ص ۳۵

۴۷۵۔ امام راغب اصفہانی آیہ کریمہ ﴿تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جَنَّةٍ﴾ (سبا: ۴۶/۳) کے تحت لکھتے ہیں و قد سُمِّيَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَاحِبَهُمْ تَنبِيْهًا أَنْكُمْ صَحِبْتُمُوهُ الْخ (مفردات ألفاظ القرآن، ص ۴۷۶) اور تفسیر البغوی (۲۵۵/۶) اور تفسیر الخازن (۲۵۵/۶) میں ہے قوله: ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ﴾ یعنی محمد ﷺ

۴۷۶۔ مفردات ألفاظ القرآن، ص ۴۷۵

۴۷۷۔ مفردات ألفاظ القرآن، ص ۵۰۹

۴۷۸۔ مفردات ألفاظ القرآن، ص ۶۲۰

۴۷۹۔ تفسیر روح البیان، سورة النجم، الآية: ۱-۴، ۲۴۹/۹

معنی ہے۔ (۴۸۰)۔

”تفسیر الحسنات“ میں یوں تحریر ہے: ﴿صَاحِبُكُمْ﴾ سے مراد سید عالم ﷺ ہیں یعنی آپ نے کبھی بھی حق و ہدایت کے راستہ کو ترک نہ کیا، جو آخرت کی کامرانی کا ذریعہ ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے اقوال و افعال میں ہمیشہ راہِ صواب پر گامزن اور طریقِ حق پر فائز و متمکن ہیں، آپ کے دامنِ عصمت پر کسی بھی امرِ مکروہ، اعتقادِ فاسد کی گرد نہ پہنچی، اور ہمیشہ اور ہر وقت اپنے ربِّ کریم کی توحید و عبادت میں ہیں۔

﴿وَمَا غَوَى﴾ یعنی آپ ﷺ پر کبھی بھی اعتقادِ فاسدہ کی گرد نہ پہنچی، اس میں گروہِ قریش سے خطاب ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا بیشتر حصہ تمہارے سامنے گزرا اور تمہیں ان کے اقوال، افعال اور احوال کی تفصیلاً خبر بھی ہے، پھر تم اس باطل خیال میں اُلجھے ہوئے ہو کہ آپ کو بہکا ہوا یا بے راہ سمجھتے ہو، حالانکہ آپ ہمیشہ سے راہِ صواب پر گامزن ہیں اور راہِ حق میں متمکن ہیں، آپ ہر امرِ مکروہ سے محفوظ رہے اور اعتقادِ فاسد سے معصوم ہیں تو کیا تمہیں اُن کے ہادی و مہدی ہونے میں کوئی شک ہے، جو پہلے ہی طریقِ حق پر قائم ہیں اب وہ کیسے راہِ حق سے بہک سکتے ہیں، اے گروہِ قریش! یہ تمہاری کج فہمی کجروی اور اعترافِ حقیقت سے فرار ہے، جو تم ایسا خیال کرتے ہو۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى﴾ یعنی نبی اکرم ﷺ جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر

۴۸۰۔ اسی لئے امام اہلسنت امام احمد رضا حنفی قدس سرہ نے ”کنز الایمان“ کے نام سے معروف اپنے ترجمہ قرآن میں سورہٴ صٰحٰی کی آیہ کریمہ ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى﴾ (۷/۹۳) کا ترجمہ یہ کیا کہ ”تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی“ (کنز الایمان) اور قاضی عیاض نے اپنی کتاب ”الشفا“ میں قرآن کریم کی آیت ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى﴾ کی متعدد تفاسیر ذکر کی ہیں اُن میں سے ابنِ عطاء کی تفسیر یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا﴾: اِیْ مُجِبًّا لِمَعْرِفَتِیْ یعنی اس کا معنی ہے کہ آپ کو اپنی معرفت کا مَحْبُوب پایا، اور ضال مَحْبُوب ہے جیسا کہ فرمایا ﴿اِنَّكَ لَمِّنْیْ ضَالًّا لِّکَ الْقَدِیْمِ﴾ (یوسف: ۹۵/۱۴) یعنی آپ اپنی پرانی محبت میں ہیں، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے یہاں دین میں ضلال مراد نہ لیا کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نبی کے حق میں اس طرح کہتے تو کافر ہو جاتے اس کی مثل یہ قول ہے ”اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ“ یعنی ہم اُسے ظاہرِ ظہور محبت میں دیکھتے ہیں (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثالث، الباب الاول، فصل: واما عصمتهم الخ، ص ۳۰۶)

فرمایا یعنی ﴿صَاحِبُكُمْ﴾ (تمہارے صاحب) کہہ کر اور ”نطق“ (بولتا) متضمن ہے قول الہی میں کچھ کہنا (میلانِ نفس کے تحت) اور ﴿عَنِ الْهَوَى﴾ (خواہش سے) اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں، اپنی رائے سے کچھ کہنا، اور آپ سے ایسا ہرگز نہیں۔ یعنی آپ پروردگار کی طرف سے قرآن میں جو کچھ تمہارے پاس لائے ہیں اس میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے یا قرآن میں اپنی مرضی یا میلانِ نفس کے تحت کوئی بات نہیں بتاتے، اور نہ رائے کے تحت کچھ بولتے ہیں، واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں خواہ وہ قرآن ہو یا آپ کے فرمودات (یعنی حدیث) وہ سب منجانب اللہ ہیں، (۴۸۱) یہاں تک کہ امور اجتہاد میں بھی امر الہی کے تحت ناطق ہوتے ہیں یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور کا بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں، اور یہ امر آپ کی عظمت و شان پر دلالت کرتا ہے، مرا تپ نفس میں اعلیٰ ترین یہ ہے کہ بندہ اپنی خواہش ترک کر دے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ ”فنا فی اللہ“ کے اُس درجہ پر ہیں کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا، اور آپ کی بات حق کی بات ہو گئی ہے جیسا کہ کلام ربانی میں دیگر نظائر سے ظاہر ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (۴۸۲)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ (۴۸۳)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

کفار کا یہ طعن کہ آپ نے قرآن حکیم گھڑ لیا، فضول و لغو ہے۔

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ یعنی جو کچھ بھی آپ گفتگو فرماتے ہیں، یا قرآن سے

بیان کرتے ہیں، وہ سیاق سے اس مفہوم پر دلالت کرتا ہے کہ اُن کا فرمانا خالص وحی الہی ہے،

۴۸۱۔ امام ابوالحسن بغوی لکھتے ہیں کہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى﴾ میں ”ہوی“ سے مراد ہے کہ حضور

ﷺ باطل نہیں بولتے، اس قول کے نزول کی وجہ یہ ہے کہ وہ (کفار) کہا کرتے تھے کہ بے شک محمد

(ﷺ) اپنی طرف سے قرآن بنا رہے ہیں۔ (تفسیر البغوی، ۶/۲۵۵)

۴۸۲۔ سورة النساء: ۴/۸۰

۴۸۳۔ سورة الفتح: ۴۸/۱۰

جوانہیں بھیجی جاتی ہے، اور وہ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے ﴿إِلَّا وَحْيَ﴾ مگر وحی الہی من اللہ عز وجل یعنی اللہ کی طرف سے، ﴿يُوحِي﴾ جوانہیں کی جاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ انہیں وحی فرماتا ہے، واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وحی الہی کے تحت فرماتے ہیں، اپنی منشا و مرضی کے تحت نہیں اور نہ ہی اپنی رائے سے کچھ کہتے ہیں، اُن کا ارشاد وحی خالص ہے، خواہ وحی جلی ہو یا خفی یا امور فکری واجتہادی اور ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحِي﴾ کے جملہ سے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ کی تاکید ظاہر ہے۔ (۴۸۴)

کتابت احادیث کی اجازت

کُتُب احادیث میں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ منقول ہے وہ کہتے ہیں میرا یہ دستور تھا کہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ سُنا وہ لکھ لیا کرتا تھا، قریش کے بعض احباب نے مجھے اس سے منع کیا، اور کہنے لگے تم حضور کا ہر قول لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور ﷺ انسان ہیں، کبھی غصے میں بھی کوئی بات فرما دیتے ہیں، چنانچہ میں نے لکھنا بند کر دیا، بعد میں اس کا ذکر بارگاہ رسالت ﷺ میں ہوا اور میں نے سلسلہ کتابت بند کرنے کی وجوہ بیان کیں، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اُكْتُبْ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي إِلَّا الْحَقُّ“ (۴۸۵)

یعنی، اے عبداللہ! تم میری ہر بات لکھ لیا کرو، (۴۸۶) اُس ذات کی قسم

۴۸۴۔ تفسیر الحسنات، الجزء السابع والعشرون، سورة النجم، ۶/۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰

۴۸۵۔ سُنَن أَبِي دَاوُد، کتاب العلم، باب کتابة العلم، برقم: ۳۶۴۶، ۴۱/۴

أَيْضاً تَقْيِيدُ الْعِلْمِ لِلْخَطِيبِ الْبَغْدَادِيِّ، بَاب (۷) ذِكْرُ الرِّوَايَاتِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُمَا، برقم: ۱۴۱، ص ۸۰، ۸۱

۴۸۶۔ امام حاکم نے حضرت مجاہد سے روایت کی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ

انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں جو آپ سے سُنا ہوں اُسے لکھ لیا کروں، حضور ﷺ نے فرمایا:

”ہاں“ فرماتے ہیں میں نے عرض کی، غضب اور رضا کے وقت تو فرمایا: ”ہاں“ بے شک میں حق ہی

بولتا ہوں“ (المستدرک، کتاب العلم، باب الأمر بکتابة الحديث، برقم: ۳۶۵، ۳۰۲/۱)

أَيْضاً الشِّفَا بِتَعْرِيفِ حَقِيقِ الْمَصْطَفِيِّ ﷺ، الْقِسْمُ الثَّانِي، الْبَابُ الْأَوَّلُ، فَصْل: أَمَّا

أَقْوَالُهُ ﷺ فَقَدْ خُذَ (ص ۳۱۳)

جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلتی۔ (۴۸۷)

۴۸۷۔ امام ابو داؤد نے اسے روایت کیا اور اس حدیث سے امام ابو داؤد نے سکوت فرمایا، یعنی اس پر جرح و قدح نہ کی۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے ورنہ ”حسن“ تو ضرور ہے (مقام رسول ﷺ، ص ۳۹۴) چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں ”امام ابو داؤد احادیث پر کلام فرماتے ہیں، منذری نے فرمایا جس سے آپ سکوت فرمائیں تو وہ روایت ”حسن“ کے درجے سے نیچے نہیں آتی اور امام نووی نے فرمایا وہ حدیث ”صحیح“ ہوتی ہے یا ”حسن“۔ ابن عبدالبر نے فرمایا وہ ”صحیح“ ہوتی ہے۔ ابن مندہ، ابن السکن اور حاکم نے ”سنن ابی داؤد“ میں جتنی بھی احادیث پر صحت کا اطلاق کیا ہے (کوثر النبی للفرہاروی، ورق نمبر ۸) اسی حدیث شریف کو امام احمد نے ”المسند“ (۱۶۲/۲) میں، امام دارمی نے اپنی ”سنن“ (المقدمة، باب من رخص فی کتابہ العلم، برقم: ۴۸۴) میں، امام حاکم نے ”المستدرک“ (کتاب العلم، باب الأمر بکتابہ الحدیث: برقم: ۳۶۶، ۳۰۲/۱) میں، حافظ علائی نے ”بغیۃ المُلتمس“ (الجزء الثالث، فصل ذکر جماعۃ من الخ، ص ۸۷) میں روایت کیا ہے اور علامہ ابن کثیر نے اسے آیہ کریمہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ (سورۃ النجم: ۳/۵۳) کے تحت نقل کیا ہے، دیکھئے ”تفسیر ابن کثیر“ (۳۰۱/۴) اور امام ابو جعفر طحاوی حنفی نے اسے ”لَا يَنْبَغِي أَنْ أَقُولَ إِلَّا حَقًّا“ کے الفاظ سے ”شرح معانی الآثار“ کے کتاب الکراہۃ، باب کتابہ العلم (برقم: ۷۱۲۸، ۳۱۹/۴) میں روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا“ یعنی میں ہمیشہ حق ہی فرماتا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ (۳۵) النجم، الآیۃ: ۴/۱، ۳۱۰/۴، ایضاً النخائص الکبریٰ، ۲/۲۷۵، ایضاً تدریب الراوی، النوع الخامس و العشرون، ۶۲/۲) اور سنن ابی داؤد کی روایت کے تحت امام خطابی نے کتابت حدیث پر بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ سے لکھا گیا پھر اُمت نے اُس پر عمل کیا اور روایات نے اُسے نقل کیا اور علماء سلف و خلف میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تو اس بات نے کتابت حدیث و علم کے جواز پر دلالت کی (معالم السنن للخطابی، کتاب العلم، باب فی کتاب العلم، برقم: ۳۶۴، ۶۱/۴) اور ”طبقات ابن سعد“ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کہ میں آپ کی سنی ہوئی احادیث کتاب میں لکھا کروں، آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی، میں نے احادیث کتاب میں لکھیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس صحیفہ کو ”صادقہ“ کہا کرتے تھے (طبقات ابن سعد، ۲/۲۸۵) اور ابن سعد نے مجاہد سے نقل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاک صحیفہ کو دیکھا، میں نے اس

حضور سیدی اعلیٰ حضرت، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی زبانِ اقدس کی شان میں عرض

کرتے ہیں:

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا چشمہٴ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
(حدائقِ بخشش)

اس حدیث شریف میں منکرینِ حدیث کا رد بھی ہے کہ وہ عوام المسلمین کو بہکاتے ہیں کہ حدیث شریف کا کیا اعتبار یہ تو حضور ﷺ کے وصال کے صدیوں بعد لکھنا شروع کی گئی یا پھر یہ کہتے ہیں کہ حدیث شریف لکھنے سے نبی ﷺ نے خود منع فرمایا ہے، اس میں اور مندرجہ ذیل احادیث و آثار صحابہ میں تصریح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حدیث شریف لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور صحابہ کرام نے احادیث لکھی ہیں، امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا، آپ سے حدیث سُنتا، اُسے پسند کرتا لیکن وہ حدیث اُسے یاد نہ رہتی، اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو آپ نے فرمایا ”اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو“ اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا (۴۸۸) امام ترمذی لکھتے ہیں کہ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔ (۴۸۹)

کے متعلق سوال کیا تو فرمایا یہ ”صادقہ“ ہے اس میں وہ سب مرقوم ہے جو میں نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے سنا، درمیان میں کوئی واسطہ نہیں (طبقات ابن سعد، ۲/۱۲۵ القسم الثالث، ایضاً علمی سرگرمیاں، صحابہ کرام کا احادیث تحریر کرنا، ص ۱۱۵)

۴۸۸۔ راہرزی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سند روایت کیا ہے حضرت رافع بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ سے کچھ چیزیں سنتے ہیں کیا ہم ان کو لکھ لیں؟ آپ نے فرمایا: ”انہیں لکھ لو کوئی حرج نہیں“ (المُحَدَّثُ الْفَاضِلُ لِلرَّاهِرَزِيِّ، باب الكتاب، برقم: ۳۳۱، ص ۳۶۹، ایضاً تدریب الراوی، النوع الخامس و العشرون، ۲/۶۳۔ ایضاً علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہد صحابہ میں، صحابہ کا احادیث تحریر کرنا الخ، ص ۱۱۳)

۴۸۹۔ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فیہ، برقم: ۲۶۶۶، ۳/۶۹

ایضاً تدریب الراوی، النوع الخامس و العشرون، ۲/۶۲، ۶۳

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یاد نہ رہنے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ”اپنے ہاتھ سے مدد لو (لکھ لیا کرو)“ اور اس میں ایک راوی اسماعیل بن یوسف ضعیف ہے۔ (۴۹۰)

اور ایسی روایات موجود ہیں کہ جن سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام میں احادیث لکھنے کا رواج تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے پاس صحابہ کرام موجود تھے، میں اُن میں سب سے کم عمر تھا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جو مجھ پر دانستہ جھوٹ کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔“ جب لوگ باہر آئے میں نے اُن سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کیوں کر بیان کرتے ہو حالانکہ آپ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سن چکے ہیں تم تو رسول اللہ ﷺ سے احادیث نقل کرنے میں منہمک رہتے ہو، صحابہ کرام ہنسے اور فرمایا: بھتیجے! آپ ﷺ سے جو کچھ سنتے ہیں وہ ہمارے پاس کتاب میں محفوظ ہے۔ (۴۹۱)

صحابہ کرام احادیث نبویہ ﷺ لکھتے اور انہیں بڑی حفاظت سے رکھتے اور ضرورت کے وقت انہیں نکالتے چنانچہ ”مسند امام احمد“ میں ابوقبیل سے مروی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھے، آپ سے سوال کیا گیا کہ کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہر قل کا شہر پہلے فتح ہوگا“ (۴۹۲)

۴۹۰۔ علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہد صحابہ میں، صحابہ کرام کا احادیث تحریر کرنا الخ، ص ۱۱۴

۴۹۱۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم، برقم: ۶۷۸، ۱/۲۰۳

ایضاً علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہد صحابہ میں، صحابہ کا احادیث تحریر کرنا، ص ۱۱۳

۴۹۲۔ المسند للإمام أحمد: ۱۷۶/۲

ایضاً سنن الدارمی، کتاب العلم، باب من رخص فی کتابۃ العلم، برقم: ۴۸۶، ۱/۵۸

ایضاً مجمع الزوائد، کتاب المغازی و السیر، باب فتح قسطنطنیہ و رومیہ، برقم: ۱۰۳۸۵،

۶/۲۳۴ و قال رواہ أحمد و رجالہ رجال الصحیح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا مجھ سے زیادہ عالم کوئی نہیں سوائے اس کے جو عبداللہ بن عمرو کے پاس ہے، وہ اپنے ہاتھ سے احادیث لکھتے اور دل میں یاد رکھتے تھے، میں صرف یاد رکھتا تھا، ہاتھ سے نہیں لکھتا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لکھنے کی اجازت

احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء سے یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے احادیث لکھ کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی پیش کیں چنانچہ بغوی نے ”معجم“ میں زید الرقاشی سے نقل کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں جب ہم بکثرت حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانے لگے تو آپ ہمارے پاس ایک کتاب لائے اور فرمایا یہ احادیث ہیں میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور لکھا ہے اور حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا ہے۔ (۴۹۳)

طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی (سنن الترمذی، أبواب العلم، باب الرخصة فی كتابة العلم، برقم: ۲۶۶۸، ۴۶۹/۳۔ أيضاً المسند للإمام أحمد، ۴۰۳/۲۔ أيضاً مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب كتابة العلم، برقم: ۶۷۶، ۲۰۳/۱ اور ”صحيح البخاری“ (کتاب العلم، باب كتابة العلم، برقم: ۱۱۳، ۳۸/۱) کے الفاظ ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما) لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہد صحابہ میں، ص ۱۱۶)

۴۹۳۔ علمی سرگرمیاں عہد رسالت و عہد صحابہ میں، صحابہ کرام کا احادیث تحریر کرنا الخ، ص ۱۱۷۷

۳۲۔ ﴿يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ط وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (۴۹۴)

ترجمہ: کہتے ہیں ہم مدینہ پھر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے، اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: نبی کریم ﷺ نے غزوہٴ مریض سے فارغ ہو کر جب ایک کنوئیں کے قریب قیام فرمایا تو وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم چچاہ غفاری اور عبداللہ بن ابی منافق کے دوست سنان ابن دبرجہنی میں لڑائی ہو گئی اُس وقت عبداللہ بن ابی منافق نے سنان کی طرفداری کی اور کہنے لگا کہ مدینہ پہنچ کر ہم عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ باتیں کیں، اور اپنی قوم سے کہنے لگا اگر تم ان مکہ والوں کو اپنا پس خوردہ (یعنی جھوٹا) نہ کھانے دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں از خود مدینہ سے بھاگ جائیں گے، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو وہاں موجود تھے) کو یہ سن کر تاب نہ رہی، انہوں نے اُس منافق سے فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے، رسول اللہ ﷺ کے سر پر تو معراج کا تاج ہے، رحمن نے اُن کو قوت اور عزت دی ہے، ابن ابی کہنے لگا چپ رہو میں تو یہ باتیں ہنسی اور مذاق سے کہہ رہا تھا، زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچائی، نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی منافق سے پوچھا کہ کیا تو نے یہ کہا تھا، وہ قسم کھا گیا کہ میں نے نہیں کہا، اس پر اُس کی قوم کے لوگوں نے عرض کیا، عبداللہ ابن ابی بوڑھا آدمی ہے جھوٹ نہیں بول سکتا، زید کو دھوکا ہو گیا ہوگا، تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں عبداللہ ابن ابی منافق کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت بیان فرمائی گئی۔ (۴۹۵)

۴۹۴۔ سورة المنافقون: ۶۳/۸

۴۹۵۔ اس آیت کا شانِ نزول ”صحیح البخاری“ کے کتاب التفسیر، باب قوله ﴿مَوَآءَ عَلَيْهِمْ﴾

الآیۃ (۶)، برقم: ۴۹۰۵، ۳/۳۰۵، و باب قوله: ﴿لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ﴾ الآیۃ (۸)،

برقم: ۴۹۰۷، ۳/۳۰۶ میں اور تفسیر الطبری، سورة (۶۳) المنافقون، الآیۃ: ۸، ۱۲/۱۰۶،

۱۰۷، ۱۰۸ میں اور أسباب نزول القرآن للواحدي، برقم: ۸۲۱، ص ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳

میں اور لباب النقول فی أسباب النزول للسيوطی، ص ۳۲۹ وغیرہا میں مذکور ہے۔

علامہ اسماعیل ہاشمی نے اس آیت کے تحت بیان فرمایا کہ عبد اللہ ابن ابی کا فرزند جلیل القدر صحابی تھا جن کا نام بھی عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا، جب اُس کو یہ خبر پہنچی کہ میرے باپ نے ایسا ملعون کلمہ منہ سے نکالا ہے تو انہوں نے مدینہ منورہ کے دروازہ پر اپنے باپ ابن ابی منافق کو پکڑا اور تلوار نکال لی، مدینہ پاک میں جانے سے اُسے روک دیا، اور کہا اے میرے باپ! تو اقرار کر کہ اللہ اور اُس کا رسول ﷺ عزت والے ہیں، اور میں ذلیل ہوں، ورنہ ابھی تیری گردن مار دوں گا، چنانچہ ڈر کے مارے ابن ابی منافق نے اقرار کیا کہ میں ہی ذلیل ہوں، اللہ عز وجل و رسول اللہ ﷺ عزت و تعظیم والے ہیں، یہ واقعہ سن کر نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائیں دیں۔

اور دعا کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں:

”جَزَاكَ اللَّهُ عَنْ رَسُولِهِ وَ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ خَيْرًا“ (۴۹۶)

یعنی، اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور مومنوں کی جانب سے تجھے اچھی جزا عطا

فرمائے۔ (۴۹۷)

۴۹۶۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۶۳) المنافقین، الآیۃ: ۸، ۹/۶۳۰

۴۹۷۔ اسی طرح امام طبری نے اپنی ”تفسیر“ (سورۃ المنافقون، الآیۃ: ۸، برقم: ۳۴۱۷۱، ۱۲/۱۰۶)

میں الفاظ کے کچھ اختلاف سے روایت کیا ہے اور حافظ نور الدین ہاشمی نے ”کشف الاستار“ کے

کتاب علامات النبوة، باب مناقب عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی، برقم: ۲۷۰۸، ۳/۲۶۰)

میں روایت کیا ہے اور اُس میں ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ کے رسول! اگر آپ

چاہیں تو میں اس کا سر لا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کر دوں الخ، اور علامہ نور الدین ہاشمی نے اسے اپنی

کتاب ”مجمع الزوائد“ (کے کتاب المناقب، باب فی مناقب عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی

رضی اللہ عنہ، برقم: ۱۵۷۶۱، ۹/۳۹۰) میں نقل کیا اور لکھا کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور

اس کے رجال ثقات ہے، علامہ نور الدین ہاشمی نے ”مجمع الزوائد“ کے مذکور کتاب کے مذکور باب

میں (برقم: ۱۵۷۵۹، ۹/۳۹۰) میں امام طبرانی کے حوالے سے روایت نقل کی جس میں ہے کہ رسول

اللہ ﷺ جب غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لائے تو ابن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو

گئے اور اپنے باپ (رئیس المنافقین ابن ابی) پر تلوار نکال لی اور فرمایا کہ میں اسے اس وقت تک نیاں میں

نہیں ڈالوں گا جب تک ٹوہ نہ کہے (میرے آقا و مولیٰ) حضرت محمد ﷺ اعز (زیادہ عزت والے) اور

میں اذل (ذلیل ترین) ہوں تو اس کے باپ نے (خوف کے مارے) کہا تیرے لئے ہلاکت ہو،

اس آیت میں اللہ تعالیٰ عز وجل اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لئے عزت ثابت ہوئی، عزت کے معنی ہیں غلبہ اور قوت اور حقیقت بھی یہی کہ غلبہ اللہ جل وعلا اور رسول اللہ ﷺ اور ان کی مدد سے مسلمانوں کو ہی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

اللہ کی عزت تو یہ ہے کہ کائنات میں کوئی کام اللہ عز وجل کے ارادہ کے بغیر نہیں ہو سکتا، وہی عظمت والا، وہی حقیقی قدرت والا، اُس کی قاہرہ حکومت ہے، وہی سب کا والی و مددگار ہے، جسے وہ عزت دے اُسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا، جسے وہ ذلت دے، اُس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا اُس کی عظمت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی سب کو فنا، وہ باقی، سب اُس کے محتاج وہ غنی جل جلالہ و عز شانہ

رسول اللہ ﷺ کی عزت یہ ہے کہ انہیں خرابی خاتمہ کا ڈر نہیں، اُن کے پروردگار نے انہیں عزت و شفاعت دی، اُن کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمایا، اللہ اُن کو کافی، اُن کو مخلوق میں سے کسی کی حاجت نہیں بلکہ سب اُن کے حاجت مند ہیں، اُن کی تعظیم رب کی تعظیم ہے، اُن کی اہانت اللہ تعالیٰ کی اہانت ہے، اُن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اُن کی مخالفت رب جل وعلا کی مخالفت، اُن کی ذات مظہر ذات الہی، تمام گنہگاروں کو اُن کے درِ پاک پر حاضری کا حکم، دنیا کی ہر چیز پر اُن کی حکومت، جانور پتھر اور درخت وغیرہ اُن کے ملائی، جن وانس و فرشتے اُن کے دعا گو، عالم کے سلاطین اُن کے در کے بھکاری، جبریل علیہ السلام اُن کے درِ پاک کے خادم، عرش پر اُن کا پایہ تخت، وہ عرش کے مسند نشین، بروزِ قیامت سب کی نگاہ تمنا اُن کے ہاتھوں کو تنگے گی، بس اُن کو جو عزت ملی اُن کا دینے والا جانے یا لینے والے محبوب ﷺ جانیں، ہم جانتے ہیں تو بس اتنا جانتے ہیں کہ:

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

حضرت محمد ﷺ اعز ہیں اور میں اذل (ذلیل ترین) ہوں، پس رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ کو (اپنے غلام کا یہ فعل) اچھا لگا اور اُن سے اسے قبول فرمایا، اور یہ حدیث شریف (بسر قلم: ۱۵۷۶۰، ۹/۳۹۰) نقل کی کہ حضرت ابن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے اپنے باپ (رئیس المنافقین) کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے فرمایا ”اپنے باپ کو قتل نہ کر“ اور لکھا! سے امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح ہیں۔

سارے اونچوں میں اونچا سمجھتے جسے
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی
ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
(حدائق بخشش)

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ
بعد از خدا بزرگ تویی قصہ مختصر

مومنین کی عزت یہ ہے کہ جہنم میں ہمیشہ کے عذاب سے محفوظ ہیں، اپنے رب کے سچے بندے اور وفادار رعایا ہیں، اُن کے سامنے دینی لحاظ سے قومیں ذلیل و خوار ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کریم کے صدقہ مومنین کو بھی عزت کا تمغہ عطا فرما دیا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑا اسی رہے تھے، سورج اپنے پورے جو بن پر تھا، گرمی بہت تھی، حضرت عمر فاروق نے سورج سے فرمایا، محمد ﷺ کے غلاموں پر اتنی شدت، فوراً سورج کی گرمی کی شدت کم ہوگئی۔ (۴۹۸)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادسیہ کی فتح کے بعد جب دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو دجلہ پر پُل ٹوٹا ہوا پایا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے مجاہدین کو دریا میں کودنے کا حکم ارشاد فرمایا، لیکن سب سے پہلے اپنے گھوڑے سمیت خود دریا میں کود پڑے، مجاہدین نے جب سپہ سالار کا گھوڑا دریا میں دیکھا سب کے سب دریا میں کود پڑے، اللہ اکبر! کیا شان ہے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی، جب تمام مجاہد پار کر گئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدین کو جمع کر کے فرمایا کہ کیا کسی مجاہد کی کوئی چیز دریا میں تو نہیں گری، ایک غریب مجاہد نے عرض کی کہ حضور میرا پانی پینے کا پیالہ پانی میں گر گیا ہے، یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا سے خطاب فرمایا، اے دریا! میرے ایک ساتھی کا پیالہ تیرے پاس ہے وہ ہمیں واپس کر دے، یکا یک ایک موج نے پانی کا پیالہ باہر پھینک دیا، کسی مجاہد نے عرض کیا حضور دریا کب سے آپ کا حکم مانتا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا، اے جماعتِ مجاہدین! جس دن سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مکرم ﷺ کا حکم ماننا

شروع کر دیا، اُسی دن سے ساری کائنات میرا حکم مانتی ہے۔ (۴۹۹)

مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

اُن کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے اُن سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

(دیوان سالک)

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے تو آپ نے اپنی غلامی کا حق ادا کر دیا، آقائے دو جہاں ﷺ کی محبت میں ایسے سرشار ہوئے کہ بس سب سے منہ پھیر لیا، اور حضور ﷺ کے ہو کر رہ گئے، ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے، آقائے دو جہاں ﷺ کسی سے جو گفتگو تھے، بغیر سلام کئے گزر گئے، جب واپس آئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”حارثہ! تم نے ہمیں سلام کیوں نہ کیا۔“

عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایک شخص سے جو گفتگو تھے، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ درمیان میں دخل اندازی کروں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ”کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا؟“، عرض کی، ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا ”وہ جبریل آمین تھے، کہہ رہے تھے اگر یہ سلام کرتا تو ہم بھی سلام کا جواب دیتے۔“

حضرت حارثہ ایک مرتبہ دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ

اے حارثہ! آج کس حال میں صبح کی۔

عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس حال میں صبح کی کہ مجھے یقین ہے کہ میں

۴۹۹۔ اس واقعہ کو امام واقدی نے اپنے ”مغازی“ میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ”نشر الذرر“ (ذکر فتوح عراق،

بیان حال مسلمانان در حین گزشتن شان از دجلہ، ص ۷۷۲، ۷۷۳) میں ہے اور علامہ ابو محمد

احمد بن اعثم نے ”کتاب الفتوح“ (ذکر عبور المسلمین الدجلۃ، ۱-۲/۱۶۸) میں، علامہ ابو

الربیع سلمان حمیری نے ”الإکفاء“ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کے ضمن میں ”ذکر فتح

المدائن“ (۵۱۳/۲) میں، علامہ ابن کثیر نے ”البدایۃ النہایۃ“ (کے ۱۶ھ کے واقعات میں ذکر فتح

المدائن کے تحت، ۵/۱۳۵، ۱۳۶) میں اور علامہ عصری نے اپنی تاریخ بنام ”تاریخ خلیفہ بن

نعباط“ کے ۱۵ھ کے واقعات (ص ۹۱) میں کچھ اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مومن ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا، ”تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟“ عرض کی، یا رسول اللہ! گویا میں اپنے رب تعالیٰ کا عرش دیکھ رہا ہوں، اہل بہشت کو ایک دوسرے سے ملتے دیکھ رہا ہوں اور اہل جہنم کو اپنے گناہوں کے عذاب کی وجہ سے چیختے کراہتے دیکھ رہا ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منور کر دیا ہے“۔ (۵۰۰)

منافقین کی ذلت

”مسلم شریف“ میں ہے ایک شخص کا تب وحی تھا کچھ ایسی پھٹکار پڑی مرتد ہو گیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیب لگانے لگا، جب وہ مر گیا اور اُس کو دفن کیا تو زمین نے اُسے اپنے اندر قبول نہ کیا، باہر نکال کر پھینک دیا، گھر والے سمجھے شاید اصحاب رسول ﷺ نے اُس کو نکال دیا، دوبارہ گہرا گڑھا کھود کر اُس میں دفن کیا پھر بھی زمین نے باہر پھینک دیا، غرض کئی بار اُس کے گھر والوں نے اُسے دفنایا، لیکن ہر بار زمین نے باہر نکال دیا، (۵۰۱)

معلوم ہوا جسے دربارِ مصطفیٰ میں رسائی نہیں اُس کو کسی جگہ بھی امن نہیں۔ اے اللہ! دنیا و آخرت میں ہمیں اپنے محبوب کے دامن سے وابستہ رکھ، آمین

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سر پل پہ کہیں نہ چھٹے ہاتھ سے دامنِ معلیٰ تیرا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و اُمّ کلثوم، ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں، اُس وقت مشرکین سے نکاح حرام نہ تھا، جب ”سورۃ لہب“ نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو، ورنہ میں تم کو میراث سے محروم کر دوں گا، چنانچہ عتبہ نے تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر با ادب معذرت کر کے طلاق دے دی، عتیبہ نے گستاخانہ طریقہ سے طلاق دی، اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ”اے اللہ! کسی کتے کو عتیبہ پر مقرر فرما دے، جو اُس کو سزا دے“، عتیبہ یہ سن کر کانپ گیا، اور آ کر اپنے باپ کو بتایا، ابولہب نے کہا اب میرے بیٹے کی خیر نہیں، محمد (ﷺ) کی دعا اُس

کے پیچھے پڑ گئی، ابولہب ہر طرح سے اُس کی نگرانی کرنے لگا، ایک بار عتیبہ مال لے کر شام کو روانہ ہوا، ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ عتیبہ کو اپنے درمیان سٹلایا کریں، ایک جگہ رات کو جنگل میں قیام کیا، رات کو سب سو گئے، جنگل سے ایک شیر نکلا، ہر ایک کا منہ سونگھنے لگا، جب عتیبہ کا منہ سونگھا تو اُسے چیڑ پھاڑ کر رکھ دیا۔ (۵۰۲)

معلوم ہوا گستاخ رسول ﷺ کے منہ سے ایسی گندی ہوائ نکلتی ہے جسے جانور بھی پہچانتے ہیں کہ یہ گستاخ رسول ہے، اس لئے آقائے دو جہاں ﷺ سے منافقوں کے پاس بیٹھنے، اُن کے ساتھ کھانے پینے، اُن کی عیادت، اُن کے جنازہ میں شرکت، اُن کی اقتداء میں نماز پڑھنے، اُن سے نکاح، غرض یہ کہ اُن کے ساتھ ہر قسم کے تعلق رکھنے سے منع فرمایا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”ان (بد مذہبوں) سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں“۔ (۵۰۳)

حضرت ابن عمر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”گمراہ لوگ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو اُن کے جنازے میں پر حاضر نہ ہو“۔ (۵۰۴)

۵۰۲۔ تفسیر القرطبی، سورة (۵۳) النجم، الآية ۱۔ ۱۰، ۸۳/۱۷/۹

ایضاً تفسیر روح المعانی، سورة (۱۱۱) المسد، الآية: ۱۔ ۳، ۶۸۷/۳۰/۱۰

ایضاً مدارج النبوة، قسم پنجم، وصل دختران آنحضرت علیہ السلام، ۴۵۸/۲، ۴۵۹

ایضاً وسیلة الإسلام بالنبی ﷺ، الباب الثانی، الفصل الثانی، ص ۶۲

۵۰۳۔ صحیح مسلم، المقدمة، باب النہی عن الروایة عن الضعفاء الخ، برقم: ۷/۱۷۔ (۷)، ص ۱۶

۵۰۴۔ سنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، برقم: ۴۶۹۱، ۴۶/۵۔

ایضاً المسند للإمام أحمد: ۸۶/۲

ایضاً السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشهادات، باب ما تردّ به الشهادة، برقم: ۲۰۸۶۹، ۲۰۸۷

۳۴۲/۱۰، ۲۰۸۷

ایضاً السنة لابن أبی عاصم، باب قول النبی علیہ السلام الخ، برقم: ۳۳۸، ص ۷۴، و

باب القدریة محسوس هذه الأمة، برقم: ۳۴۷، ۳۴۸، ص ۷۷، ایضاً کتاب القدر

للفریابی، برقم: ۲۱۸۔ (۴۲)، ص ۱۰۰ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث

میں یہ بھی ہے کہ ہیں کہ ”یہ دجال کی جماعت ہیں“۔

حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جب بیمار ہوں تو اُن کی عیادت نہ کرو اور جب مرجائیں تو اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھو“۔ (۵۰۵)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو“۔ (۵۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”بد مذہبوں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ“۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا ”بد مذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ بحث مباحثہ نہ کرو“۔ (۵۰۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ”اُن کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ پانی نہ پو، ساتھ کھانا نہ کھاؤ، شادی بیاہ اُن سے نہ کرو“۔ (۵۰۸) ابن حبان کی روایت میں ہے ”اُن کے

۵۰۵۔ السنّة لابن أبي عاصم، باب قول النّبيّ عليه السّلام الخ، برقم: ۳۳۷، ص ۷۴

۵۰۶۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب في القدر، برقم: ۹۲، ۷۷/۱

أيضاً السنّة لابن أبي عاصم، باب (۶۶) قول النّبيّ ﷺ الخ، برقم: ۳۳۷، ص ۷۴

۵۰۷۔ سنن أبي داود، كتاب السنّة، باب في القدر، برقم: ۴۷۱۰، ۵۷/۵

أيضاً المسند للإمام أحمد: ۳۰/۱

أيضاً السنّة لابن أبي عاصم، باب نهى النّبيّ ﷺ عن مجالسة أهل القدر، برقم: ۳۳۹، ص ۷۴

أيضاً شرح أصول اعتقاد أهل السنّة، سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ في النهي عن مناظرة

أهل البدع الخ، برقم: ۱۸۶، ص ۵۴

أيضاً مسند أبي يعلى، مسند عمر بن الخطاب، برقم: ۱۰۶/۲۴۵، ۱۰۷/۲۴۶،

ص ۸۵، ۸۶، حدیث شریف میں اس کے لئے ”وَلَا تُفَاتِحُوهُمْ“ آیا ہے اور یہ لفظ دو معنی کا احتمال

رکھتا ہے ایک یہ کہ اُن بد مذہبوں کو حکم نہ بناؤ یعنی حاکم اگر بد مذہب ہو تو اپنا معاملہ اُس کے پاس نہ لے

جائے، دوسرا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ بد مذہبوں کے ساتھ مناظرہ اور مجادلہ میں پہل نہ کرو، دیکھئے:

تعلیق سنن أبي داود، لعزت عبید الدّعاس و عادل السید، ۵۷/۵

۵۰۸۔ الضّعفاء الكبير للعقيلي، ۱۲۶/۱

جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن کے ساتھ نماز (۵۰۹) نہ پڑھو“۔ (۵۱۰)

ہشام سے روایت ہے کہ امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور اُن سے بحث و مباحثہ نہ کرو اور اُن سے نہ سنو۔ (۵۱۱)

دیلی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ”میں اِن سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں اُن پر جہاد ایسا ہے جیسا کہ کافرانِ ترک و دِلیم پر“ (۵۱۲) اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ”جب کسی بد مذہب کو دیکھو تو اُس کے رُوبرو اُس سے تُرش رُوئی کرو، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے، اُن میں کوئی پُل صراط پر گزرنے پائے گا بلکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈی اور کھیاں گرتی ہیں۔ (۵۱۳)

لوگ خیال کرتے ہیں ہم مسلمان ہیں ہم پر اُن کا کیا اثر پڑے گا لیکن نگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں اِس بات کی حقیقت زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے سُنے اور اُس پر عمل کیجئے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

۵۰۹۔ وہابیہ وغیرہا کی اقتداء میں نماز کے معاملے میں بہت سے لوگ غیر محتاط ہوتے ہیں اِن احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء نے اِس مسئلہ کو بھی حل فرما دیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے لہذا مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے نبی کے حکم پر عمل کرے۔

۵۱۰۔ کنز العمال، برقم: ۳۲۵۲۹، ۱۱/۵۴۰۔

ایضاً میزان الاعتدال، رقم الترجمة: ۱۲۰۳، ۱/۳۲۰۔

رسول اللہ ﷺ کے اِن ارشادات کو امام ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عقیلی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۵۱۱۔ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ و الجماعۃ، سیاق ما روی عن النبی ﷺ فی النہی عن مناظرۃ اہل البدع الخ، برقم: ۲۴۰، ص ۶۳، اور اس میں ہے کہ ”اُن سے نہ سنو“ جس سے معلوم ہوا کہ بد عقیدہ لوگوں کے بیانات، اُن کی تقاریرِ مستنوع ہے۔

ایضاً جامع بیان العلم و فضلہ، باب (۶۷) ما یکرہ فیہ المناظرۃ و الجدل و المراء، برقم: ۹۲۰، ۲/۱۹۴۔

۵۱۲۔ فردوسُ الأخبار، برقم: ۳۲۵۴، ۲/۴۴۹۔

۵۱۳۔ تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ذکر من اسمہ عمار، عمار بن الحسن الخ، برقم الترجمة: ۵۱۴۳، ۵۱۴۴، ۴۳/۳۳۷۔

مَنْ سَمِعَ بِالذَّجَالِ فَلْيَنْتَهِ عَنْهُ، فَإِنَّ اللَّهَ إِذَا رَجُلٌ لِيَأْتِيَهُ وَهُوَ
يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ، فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنْ انْتِزَاجَاتٍ (۵۱۴)
یعنی، جو دجال کی خبر سنے اُس پر واجب ہے کہ اُس سے دُور بھاگے کہ
خدا کی قسم آدمی اُس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو
مسلمان ہوں (یعنی مجھے اس سے کیا نقصان پہنچے گا) وہاں اُس کے
دھوکوں میں پڑ کر اُس کا پیرو ہو جائے گا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (۵۱۵)

ترجمہ: تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنز الایمان)

ایک اور حدیث پاک میں یوں ارشاد فرمایا:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ
الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاءُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَاهُمْ،
لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ (۵۱۶)

یعنی، آخر زمانہ میں دجال کذاب لوگ ہوں گے کہ وہ ایسی باتیں
تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سُنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، تو
اُن سے دُور رہو، اور انہیں اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر
دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

۵۱۴۔ سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، برقم: ۴۳۱۹، ۴/۳۲۲

ایضاً المسند، للإمام أحمد، ۴/۴۳۱

ایضاً نقلہ التبریزی فی "مشکاتہ" فی الرقاق أو کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی

الساعة و ذکر الدجال، الفصل الثانی، برقم: ۵۴۸۸، ۳-۴/۳۰۱

۵۱۵۔ سورة الأنعام: ۶۸/۶

۵۱۶۔ صحیح مسلم، المقدمة، باب النهی عن الروایة عن الضعفاء الخ، برقم: ۷/۱۷- (۷)، ص ۱۶

ایضاً المسند المستخرج علی صحیح مسلم، الجزء الأول، باب الضعفاء و الکذابين

الخ، برقم: ۷۱۰۷، ۱/۹۶، ۹۷

ان ارشادات حبیب خدا ﷺ سے واضح ہو گیا کہ لوگوں کا یہ خیال غلط ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ بد مذہب لوگوں کی صحبت زہر قاتل ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ ”بد مذہبوں کے پاس مت بیٹھو، بے شک ان کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار کر دیتا ہے“۔ (۵۱۷)۔ (۵۱۸)

ایوب نے روایت کیا کہ ابو قلابہ فرمایا کرتے تھے کہ بد مذہبوں کے ساتھ مت بیٹھو اور نہ ان سے بحث کرو، پس میں اس سے بے خوف نہیں ہوں کہ کہیں تمہیں گمراہی میں نہ ڈبودیں یا تم پر دین کا کچھ حصہ مشتبہ کر دیں جو تم پر مشتبہ نہیں کیا گیا۔ (۵۱۹)

اسلاف کی ایک بڑی جماعت نے بد عقیدہ کے ساتھ نکاح، اس کی اتداء میں نماز ان کے مریض کی عیادت اور ان کے جنازے میں شرکت سے منع کیا ہے چنانچہ حافظ ابوالقاسم ہبہ اللہ اللاکائی شافعی نے ان ائمہ میں سے چند کے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے اس سے منع کیا ہے اور وہ نام یہ ہیں: سلام بن ابی مطیع، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، ابو ضمہ، انس بن عیاض، ابو معاویہ الضمری، یزید بن زریع، یزید بن ہارون، حاتم بن اسماعیل، ابن علیہ، عبدالرحمن بن مہدی، قبیسہ بن عقبہ، حجاج بن المنہال، عبید اللہ بن عائشہ، فطر بن حماد،

۵۱۷۔ اس روایت میں بیماری سے مراد عقائد کا خراب ہونا ہے یعنی ان کی صحبت عقائد خراب کر دیتی ہے اور وہ بد مذہب ہو جاتا ہے۔

۵۱۸۔ کتاب الشریعة، باب ذم الجدل و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۳۲، ۴۵۲/۱
ایضاً الإبانة الكبرى، ذم المراء و الخصومات فی الدین الخ، برقم: ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳،
۱۳۶/۱، ۱۳۷، و برقم: ۶۱۹، ۶۲۰، ۱۸۲/۱

۵۱۹۔ کتاب الشریعة، باب ذم الجدل و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۱۴، ۴۳۶/۱، ۴۳۷،
و قال محققہ: إسناده ”صحیح“۔

ایضاً سنن الدارمی، المقدمة، باب اجتناب اهل الأهواء الخ، برقم: ۳۹۷، ۷۵/۱
ایضاً السنّة لعبد الله بن أحمد، برقم: ۹۹

ایضاً کتاب البدع و النهی عنها لابن وضّاح، باب النهی عن الجلوس مع اهل البدع،
برقم: ۱۲۷، ص ۴۶

ایضاً شرح اصول اعتقاد اهل السنّة و الجماعة، سیاق ما روى عن النبی ﷺ فی النهی
عن مناظرة اهل البدع الخ، برقم: ۲۴۴، ص ۶۳

معلى بن منصور رازی، احمد بن حنبل، ربیع بن سلیمان المرادی۔ (۵۲۰)
بعض لوگ بد مذہب اور گمراہ لوگوں سے اجتناب نہیں کرتے ان کی تعظیم و تکریم کرتے
ہیں، ان کے ساتھ دوستی کا دم بھرتے ہیں، ان سے رشتہ جوڑنے سے اجتناب نہیں کرتے،
(۵۲۱) اور مندرجہ بالا ارشادات کو سن کر بھی ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اسے ہلکا جانتے ہیں، اہم
نہیں سمجھتے چنانچہ مندرجہ ذیل سطور میں وہ ارشادات بیان کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا
کہ ان لوگوں سے موالات، دوستی، تعلق، تعظیم کو ترک کرنا کتنا ضروری اور اہم ہے چنانچہ امام
ابونعیم اصفہانی روایت کرتے ہیں:

”عن عبد الله بن بشير رضى الله عنهما عن النبي ﷺ: مَنْ وَقَرَ

صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَذِمِ الْإِسْلَامِ (۵۲۲)

یعنی، حضرت عبد اللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی نبی کریم ﷺ

نے فرمایا، ”جو کسی بد مذہب کی توقیر کرے اُس نے اسلام کو ڈھانے میں

میں مدد دی۔“

اور امام طبرانی اور ابونعیم نے روایت کیا:

عن معاذ رضى الله عنه عن النبي ﷺ: ”مَنْ مَشَى إِلَى صَاحِبِ

بِدْعَةٍ لِيُوقِرَهُ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَذِمِ الْإِسْلَامِ (۵۲۳)

۵۲۰۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، سياق ما روى من أفتى فيمن قال الخ، ص ۱۴۶

۵۲۱۔ حالانکہ ہمارے آقا ﷺ نے صریح اور واضح ارشاد فرمایا ہے کہ ”ان کے ساتھ شادی نہ کرو“ لہذا ہر وہ بد مذہب کہ

جس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہو اُس سے نکاح نہیں ہوتا کیونکہ اسلام نکاح کے بنیادی شرائط سے ہے

لہذا جب ایسے شخص سے نکاح ہو جو دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔ نکاح ہی نہ ہو جب نکاح نہ ہو تو مرد

عورت کا میل ملاپ سوائے زنا کے کچھ نہ ہوگا، نادانوں کی نگاہ صرف مال و دولت و ظاہری رکھ رکھاؤ وغیرہ پر

ہوتی ہے اسی لئے ایسی غلیظ حرکت کرتے ہیں، کاش ان کی توجہ اپنے محسن غمخوار آقا کے فرمان کی طرف ہوتی تو

کبھی بھی اپنی بہن بیٹی کو حرام کاری کے لئے پیش نہ کرتے۔

۵۲۲۔ حلیۃ الأولیاء، خالد بن معدان، برقم: ۳۲۶، ۲۱۸/۵

ایضاً شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة سياق ما روى عن النبي ﷺ فی النہی

الخ، برقم: ۲۷۳، ص ۶۶ عن إبراهيم بن ميسرة، أيضاً الباعث لأبي شامة، ص ۲۷

۵۲۳۔ المعجم الكبير للطبرانی، خالد بن معدان عن معاذ بن جبل رضى الله عنه، برقم: ۱۸۸، ۹۶/۲۰

ایضاً حلیۃ الأولیاء، ثور بن یزید، برقم: ۳۴۵، ۹۷/۶

یعنی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں، ”جو کسی بد مذہب کی طرف اُس کی توفیر کرنے کو چلے اُس نے اسلام ڈھانے میں اعانت کی۔“

اور صحابی رسول، پروانہ آثارِ نبوت، دلدادہ سنتِ رسالت سیدنا و ابن سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ و نظریہ امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری کی روایت سے سنیں اور بد مذہب کے مکرو فریب سے اپنے آپ کو بچائیں چنانچہ امام بخاری نے اپنی ”صحیح“ میں لکھا کہ:

وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَرَاهُمُ، شِرَارَ الْخَلْقِ، وَ قَالَ: إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُواهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (۵۲۴)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن کو تمام مخلوقِ خدا سے شریر جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ خارجی (نجدی، وہابی اور اُن کے ہموا) اُن آیتوں کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (۵۲۵)

۵۲۴۔ صحیح البخاری، کتاب استتابة، و المرتدين الخ، باب قتل الخوارج الخ، ۳۱۵/۴
۵۲۵۔ قارئین کرام! یہ بات حق اور سچ ہے کہ یہ لوگ وہ آیات جو کافروں اور بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں پڑھ کر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں عوام الناس کو چونکہ علم نہیں ہوتا وہ نہیں جانتے کہ یہ آیت مبارکہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے انبیاء کرام و اولیاء عظام کے بارے میں یا کافروں اور اُن کے بتوں کے بارے میں اس لئے وہ اُن کی تقریروں اور تحریروں کو سن اور پڑھ کر حق اور سچ سمجھ لیتے ہیں اور اپنے ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں اعتبار نہ ہو تو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی ”تقویۃ الایمان“ لے کر کسی صحیح العقیدہ سنی عالم دین کے پاس چلے جاؤ وہ آپ کو دکھائے گا کہ کس طرح انہوں نے کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء کرام اور اولیاء عظام پر چسپاں کر کے عوام المسلمین کے ایمانوں کو خراب کرنے کی ناپاک سعی کی ہے اور اس لئے عافیت کی راہ یہی ہے کہ سنی علماء جس کے بارے میں فرمادیں کہ یہ شخص یا جماعت بد عقیدہ ہے تو ہمیشہ کے لئے اُن کی تقریر و تحریر سننے، پڑھنے سے دُور رہنا اپنے اوپر لازم کر لو اس طرح آپ کے ایمان محفوظ رہیں گے جس طرح فی

ہمارے اسلاف کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمودات پر عمل ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ بد مذہبوں کے ساتھ اُن کا معاملہ کیسا تھا، چنانچہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی ﷺ میں نمازِ مغرب کے بعد کسی مسافر کہ بھوکا پیاسا پایا اُسے اپنے ساتھ کاشانہ خلافت میں لے آئے اُس کے لئے کھانا منگایا، جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بد مذہبی کی اُس سے ظاہر ہوئی فوراً سکم ہوا کہ کھانا اٹھالیا جائے اور اُسے نکال دیا جائے، سامنے سے کھانا اٹھوالیا اور اُسے نکلوا دیا۔ (۵۲۶)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے آکر عرض کی: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے، فرمایا: لَا تَقْرُؤْهُ مِنِّي السَّلَامَ، خَائِنِي سَمِعْتُ أَنَّهُ أُحْدِثَ میری طرح سے اُسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے کہ اُس نے کچھ بد مذہبی نکالی ہے۔ (۵۲۷)

زمانہ میڈیا کا دور ہے اور اس نے اسلام کو نفع کم اور نقصان زیادہ پہنچایا ہے اور اس پر ہر قسم کے لوگ آکر اسلام پر گفتگو کرتے ہیں جن میں اکثریت اُن لوگوں کی ہوتی ہے کہ جن کے دل عظمتِ مصطفیٰ ﷺ، محبتِ مصطفیٰ ﷺ بلکہ نورِ ایمان سے خالی ہوتے ہیں اور عوام المسلمین کا حال یہ ہے کہ اُن کی اکثریت ہر ایک کو سنتی ہے، اُن کو بھی سنتے ہیں جو اہل بیتِ اطہار سے بغض رکھتے ہیں، اُن کو بھی سنتے ہیں جو صحابہ کرام سے عداوت رکھتے ہیں، اُن کو بھی سنتے ہیں جو خارجی یا رافضی ہیں اُن کو بھی سنتے ہیں جو سنتِ رسول ﷺ سے انکاری ہیں، اُن کو بھی سنتے ہیں جو تقلید کے منکر ہیں، اُن کو بھی سنتے ہیں جو صلحِ کلّیت کے داعی و علمبردار ہیں، بد مذہبوں سے میل ملاپ کا درس دیتے ہیں، اُن کی اقتداء میں نماز درست ہی نہیں سمجھتے بلکہ موقع ملے تو پڑھ بھی لیتے ہیں، اُن کو بھی سنتے ہیں جو اپنے سوا دوسرے کسی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے ایسے ناظرین یا سامعین کے ایمانوں کا کیا بنے گا، اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے علماء جس کے لئے کہہ دیں کہ بد مذہب ہے اس کے عقائد و نظریات درست نہیں، یا یہ صلحِ کلّی ہے تو اس کو ہرگز نہ سنیں اور نہ پڑھیں جیسے ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ، فرحت ہاشمی، ڈاکٹر نائیک، زید حامد، اسلم شیخوپوری، جنید جمشید، بابر چوہدری، جاوید غامدی، ڈاکٹر اسرار، ڈاکٹر طاہر القادری وغیرہم

٥٢٦۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر، رسالۃ الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النباشرۃ، ١٥/١٠٦

٥٢٧- فتاوى رضوية، كتاب السير، رسالة الدلائل القاطعة على الكفرة النياشرة، ١٥/١٠٦

علامہ ابن بطہ حنبلی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت نافع سے مروی ہے کہ ہم صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا، اہل شام میں سے ایک شخص کے بارے میں کہنے لگا کہ فلاں نے آپ کو سلام کہلوایا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ

حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں ایوب، یونس، اور ابن عونؒ کے ساتھ تھا کہ اُن کے پاس سے عمرو بن عبد نامی ایک بد مذہب گزرا، اُس نے انہیں سلام کیا اور کھڑا ہو گیا، پس ان حضرات نے اُس بد مذہب کے سلام کا جواب نہ دیا۔ (۵۲۸)

اسی طرح کلثوم بن جبیر نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت سعید بن جبیر (تابعی) سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اُس کا کوئی جواب نہ دیا، آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: یہ اُن میں سے ہے (یعنی بد مذہبوں میں سے ہے)۔ (۵۲۹)

معمّر نے بیان کیا کہ ابن طاؤس تشریف فرما تھے کہ ایک معتزلی (یعنی بد مذہب) شخص آیا اور باتیں کرنے لگا، معمّر کہتے ہیں کہ ابن طاؤس نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹا! اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لے اور انگلیوں کو زور دے تاکہ اس بد مذہب کی باتوں سے کچھ بھی نہ سُن سکے۔ (۵۳۰)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستہ میں ایک گمراہ ملا، اور کہنے لگا کہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، حضرت سعید نے انکار کر دیا اور فرمایا میں نہیں سُننا چاہتا، وہ گمراہ پھر کہتا ہے ایک کلمہ ہی سُن لیجئے، حضرت سعید نے اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا تو ایک کلمہ کی بات کرتا ہے میں آدھا کلمہ بھی نہیں سُننا چاہتا، لوگوں نے پوچھا کیا سبب ہے؟ آپ نے اُس شخص کے ساتھ اس قدر نفرت و مُرّش

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے بد مذہبی نکالی ہے، پس اگر اس طرح ہے تو اُسے میری طرف سے سلام نہ کہنا پھر وہ گھر چلا گیا اُن حضرات نے اس کا ذکر تک نہ کیا۔ (الإبانة الكبرى، الجزء الحادی عشر، باب جامع فی القدر و ما روى فی أهله، برقم: ۱۸۸۵، ۶۲/۲) اور امام دارمی نے اسے اپنی ”سنن“ کے مقدمہ (باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة، برقم: ۳۹۳، ۷۴/۱) میں بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اہل شام کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۸۔ الإبانة الكبرى، الجزء الحادی عشر، الباب الثانی فی ذکر الأئمة المضلین الخ، برقم: ۱۹۶۴، ۸۳/۲

۵۲۹۔ سنن الدارمی، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة، برقم: ۳۹۹، ۷۵/۱

۵۳۰۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة و الجماعة، سیاق ما روى عن النبی ﷺ فی النهی عن

مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۴۸، ص ۶۴

رُوئی برقی، آپ نے فرمایا وہ گمراہوں میں سے ہے۔ (۵۳۱)

اور سلام بن ابی مُطِیْع نے بیان کیا کہ بد مذہبوں میں سے ایک شخص نے حضرت ایوب سختیانی سے کہا اے ابوبکر! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں، راوی کہتے ہیں کہ آپ نے اس طرف پیٹھ پھیر لی اور اپنی انگلی سے اشارہ فرمانے لگے کہ آدھی بات بھی نہیں آدھی بات بھی نہیں (۵۳۲) (آپ نے اس سے نفرت کا اظہار فرمایا اور اُسے کوئی بات کہنے کی اجازت نہ دی)۔ (۵۳۳)

ایک شخص نے بد مذہب کے ہاں ایک لقمہ کھا لیا، یہ خبر جب حضرت ابن المبارک کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: میں اس سے تیس (۳۰) دن تک بات نہیں کروں گا۔ (۵۳۴)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں، اُن کی خدمت میں دو گمراہ اشخاص آئے اور کہنے لگے، اے ابوبکر (محمد بن سیرین) ہم آپ کے سامنے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا، نہیں، وہ پھر کہتے ہیں کم از کم اتنی اجازت دیجئے کہ ہم قرآن کی کوئی آیت ہی تلاوت کریں، آپ نے فرمایا: نہیں، تم بالکل میرے پاس سے اٹھ جاؤ ورنہ میں اُٹھ جاتا ہوں، دونوں گمراہ مایوس

۵۳۱۔ فتاویٰ رضویۃ، کتاب السیر، رسالۃ: الدلائل الخ، ۱۵/۱۰۶

۵۳۲۔ سُنن الدارمی، المقدمة، باب اجتناب اهل الأهواء و البدع الخ، برقم: ۳۹۸، ۷۵/۱
ایضاً کتاب الشریعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۲۰، ۴۳۹/۱،
۴۴۰، وقال محققه: إسناده "صحيح"

ایضاً الابانة الكبرى الجزء الثالث، باب التحذیر من صحبة قوم یمرضون القلوب و یفسدون الإیمان، برقم: ۴۸۲، ۱۷۴/۱

ایضاً شرح أصول اعتقاد أهل السنة و الجماعة، سیاق ما روى عن النبی ﷺ و النهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۹۱، ص ۶۹

۵۳۲۔ آپ نے ایک تابعی حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ایوب سختیانی کا عمل دیکھا کہ آپ بد مذہبوں سے کتنی شدید نفرت فرماتے تھے، سابقہ صفحات میں جو احادیث نبویہ علیہ التحیۃ و الثناء ذکر کی گئیں اُن سے یہی استفادہ ہوا کہ بد مذہبوں، گمراہوں سے سخت نفرت کی جائے اُن سے کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار نہ کیا جائے اور اپنے دل کے کسی بھی گوشے میں اُن کے لئے نرمی محسوس بھی نہ کی جائے۔

۵۳۴۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة و الجماعة، سیاق ما روى عن النبی ﷺ فی النهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۷۱، ص ۶۶

ہو کر چل دیئے۔ (۵۳۵)

لوگوں نے عرض کی اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سناتے، فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات و احادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے اور میں ہلاک ہو جاؤں۔ (۵۳۶)

اور حافظ اللہ لکائی کی روایت میں ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا حضرت کیا حرج تھا کہ آپ پر آیت کی تلاوت کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے ناپسند سمجھا کہ وہ مجھ پر آیت تلاوت کرتے پھر اس میں تحریف کرتے اور وہ تحریف میرے دل میں جم جاتی۔ (۵۳۷)

امام ابن سیرین تابعی ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی ﷺ کے بڑے امام اور ہزاروں لاکھوں محدثین کے استاد ہیں، دیکھئے وہ بد مذہبوں اور گمراہوں سے کتنا ڈرتے ہیں (۵۳۸) کیونکہ کائنات کے سردار ﷺ نے فرمایا کہ ”ان سے دُور رہو (۵۳۹) اور ان کو اپنے

۵۳۵۔ سنن الدارمی، المقدمة، باب اجتناب اهل الأهواء و البدع و الخصومة، برقم: ۳۹۷، ۷۵/۱
ایضاً کتاب الشريعة، باب ذم الحدال و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۲۱، ۴۴۰/۱-۴۴۱، و قال محققه: إسناده صحيح

ایضاً الإبانة الكبرى، الجزء الثالث، باب التحذیر من صحبة البخ، برقم: ۳۹۸، ۱۴۰/۱۔
ایضاً السنة لعبد الله بن أحمد، برقم: ۹۸، ص ۲۴
ایضاً کتاب البدع و النهی عنها، ص ۳۵

۵۳۶۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر، رسالة الدلائل القاهرة على الكفرة النياشرة، ۱۰۶/۱، اس کے تحت امام اہلسنت لکھتے ہیں کہ ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت و لا حول و لا قوة إلا بالله
۵۳۷۔ شرح اصول اعتقاد اہل السنة و الجماعة، سیاق ما روى عن النبي ﷺ فی النهی عن مناظرة اهل البدع الخ، برقم: ۲۴۲، ص ۶۳

۵۳۸۔ ابوالجوزاء سے مروی ہے کہ فرمایا اگر میرے گھر کے پڑوس میں بندہ اور خنزیر ہوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پڑوس میں اُن میں سے کوئی ہو یعنی بد مذہب لوگ۔ (شرح اصول اعتقاد اہل السنة و الجماعة، سیاق ما روى عن النبي ﷺ فی النهی عن مناظرة اهل البدع، برقم: ۲۳۱، ص ۶۱)

۵۳۹۔ امام اوزاعی کی روایت سے یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے آپ نے فرمایا ”بد مذہب جب تمہیں راستے میں مل جائے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لو“۔ (کتاب الشريعة، باب ذم الحدال،

سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، فتنے میں نہ ڈال دیں۔“ پھر اپنی بے خونی کو دیکھئے (۴۰) اور جان لیجئے کہ بے خونی ایک نہ ایک دن نقصان پہنچا کر رہتی ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی سادگی، کم عملی، راسخ العقیدہ علماء کی صحبت سے دُوری کی وجہ سے بد مذہب کی ظاہری مسلمانوں والی شکل صورت، اُن کی ظاہری عبادات کو دیکھ کر اُن کی بظاہر میٹھی میٹھی باتوں کو سُن کر مرعوب ہو جاتے ہیں پھر کچھ تو اُن بد مذہب سے محبت، اُلفت رکھنے لگ جاتے ہیں اس طرح وہ گمراہ لوگ ان کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو اُن سے محبت و اُلفت نہ بھی رکھتے ہوں لیکن اُن کے ظاہر کو دیکھ کر انہیں بُرا نہیں جانتے اور نہ کسی کو انہیں بُرا کہنے دیتے ہیں یہ سب اُن بد مذہبوں کے ظاہر سے فریب کھانے کی بنا پر

الخصومات فی الدین، برقم: ۱۱۵، ۱/۴۵۸، و الإبانة الکبریٰ، الباب الثالث، باب التحذیر من صحبة قوم یمرضون القلوب الخ، برقم: ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۱/۱۵۷، و کتاب البدع و النہی عنها، باب النہی عن الحلوس مع أهل البدع، برقم: ۱۲۵، ص ۴۶، و شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سیاق ما روى عن النبی ﷺ فی النہی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۵۹، ص ۶۵

۴۰۔ عبدالصمد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سنا کہ بد مذہب کے پاس جانے۔ سے بچو بے شک وہ حق سے روکتے ہیں، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سنا آپ نے فرمایا بد مذہب کے ساتھ ست بیٹھو پس مجھے خوف ہے کہ تم پر لعنت نازل ہو، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سنا آپ نے فرمایا بد مذہب کے پاس مت بیٹھ اللہ تعالیٰ نے اُس کے عمل کو ضائع فرما دیا ہے اور اُس کے دل سے نور اسلام کو نکال دیا ہے، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سنا آپ نے فرمایا بد مذہب سے اپنے دین پر بے خوف مت ہو اور نہ اُس سے اپنے معاملے میں مشورہ لے اور نہ اُس کے پاس بیٹھ پس جو شخص بد مذہب کے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ اُسے اندھا کر دے گا (یعنی اُس کے دل کو اندھا فرما دے گا) اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سنا آپ نے فرمایا بے شک کہ فرشتے ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں پس تو دیکھ کہ تیری بیٹھک کس کے ساتھ ہے تیری مجلس بد مذہب کے ساتھ نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ اُن کی جانب نظرِ رحمت نہیں فرماتا اور نفاق کی علامت یہ ہے کہ آدمی کھڑا ہو اور بد مذہب کے پاس بیٹھ جائے۔ (شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سیاق ما روى عن النبی ﷺ فی النہی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ص ۶۵، ۶۶)

ہوتا ہے حالانکہ نہ اُن کی نماز نماز ہے نہ روزہ روزہ ہے نہ حج حج ہے اُن کی کسی بھی عبادت کا اعتبار نہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ کی زبانی سنئے آپ ﷺ فرماتے ہیں ”بد مذہب کا نہ روزہ قبول ہوگا نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ صرف، نہ عدل، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے آٹے سے پالہ“۔ (۵۴۱)

اور گمراہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ خوا مخواہ دین میں بحث مباحثہ کرتے ہیں اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کرتے ہیں اور آپ اُن سے نہ کوئی دینی مسئلہ پوچھیں گے اور نہ کسی دینی موضوع پر بات کریں گے، وہ لوگ مختلف بہانے بنا کر خود ہی آپ سے بات شرع کریں گے، آغاز گفتگو اکثر اچھا رکھیں گے کہ آپ کو اپنے سے مانوس کریں گے پھر کبھی صراحتاً اور کبھی اشارۃً و کنایۃً تمہارے عقائد کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے، ہمارے آقا سرورِ دو جہاں ﷺ نے ان کی پہلے ہی خبر دے دی کہ ان لوگوں کی عادت اور فطرت کیا ہوگی چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو قوم بھی ہدایت کے بعد گمراہ ہوئی مگر اس نے بحث مباحثہ شروع کر دیا“ پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:

﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ (۵۴۲)

ترجمہ: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں

۵۴۱۔ سنن ابن ماجہ، المقدمة، باب اجتناب البدع و الجدال، برقم: ۴۹، ۵۲/۱۔ اسی طرح حضرت امام حسن بصری کا فرمان بھی ہے جو ہشام بن حسان سے مروی ہے جیسا کہ امام آجری کی ”کتاب الشریعة، باب ذم الجدال و الخصومات فی الدین“ (برقم: ۱۰۱۳۷/۱۰۵۹) میں اور ابنِ وضاح کی ”البدع و النہی“ (ص ۲۷) میں ہے۔ نیز امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ بد مذہب سے اللہ تعالیٰ کوئی شے قبول نہیں فرماتا (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ و الجماعۃ، سیاق ما روی عن النبی ﷺ فی النہی عن مناظرۃ اہل البدع الخ، برقم: ۲۷۱، ص ۶۶) اور عبدالصمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضیل نے فرمایا کہ بد مذہب کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی ہار گاہ میں پیش نہیں کیا جاتا۔ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ و الجماعۃ، سیاق ما روی عن النبی ﷺ فی النہی عن مناظرۃ اہل البدع الخ، برقم: ۲۷۱، ص ۶۶)

جھگڑا لو لوگ۔ (۵۴۳)

۵۴۳۔ اس حدیث شریف کو امام آجری نے ”کتاب الشریعة“، (باب ذم الجدل و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۰۹، ۱/۲۹، ۴۳۰) میں، ابن جریر طبری نے اپنی ”تفسیر“ (سورة الزخرف، ۸۸/۲۵) میں، ابن بطہ نے ”الإبانة الكبرى“ الجزء الثالث، باب ذم المرء و الخصومات، (برقم: ۵۲۹، ۱/۱۶۴) میں، اور امام طبرانی نے ”المعجم الكبير“ (۲۷۷/۸) میں یعلیٰ بن عبید کے طریق سے روایت کیا ہے اور ”کتاب الشریعة“ کے محقق نے کہا کہ ”إسناده صحيح“ اور امام آجری نے ”کتاب الشریعة“ (باب ذم الجدل و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۱۰، ۱/۴۳۰، ۴۳۱) میں، ابن جریر نے اپنی ”تفسیر“ (سورة الزخرف، الآية: ۵۶، ۵۷، برقم: ۳۰۹۲۳، ۱۱/۲۰۰، ۲۰۱) میں، ابن ماجہ نے اپنی ”سنن“ کے المقدمة، باب اجتناب البدع و الجدل، (برقم: ۴۸، ۱/۵۱) میں اور دیوری نے ”المجالسة و جواهر العلم“ (الجزء الثامن، برقم: ۴، ۱۱۰، ۱/۴۲۶) میں، محمد بن بشر کے طریق سے، اور امام احمد نے اپنی ”مسند“ (۲۵۶/۵) میں اور امام اللاکائی نے ”شرح أصول اعتقاد أهل السنة و الجماعة“ (سیاق ما روى عن النبي ﷺ فی النهی عن مناظرة أهل البدع، برقم: ۱۷۷، ص ۵۳) میں ابن نمیر کے طریق سے اور امام احمد نے اپنی ”مسند“ (۲۵۲/۵) میں، شہاب بن خراش، عن حجاج کے طریق سے اور امام حاکم نے ”مستدرک“ (کتاب التفسیر، ما ضل قوم بعد هدى الخ، برقم: ۳۷۲۶، ۳/۲۴۰) میں جعفر بن عون کے طریق سے روایت کیا اور فرمایا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں فرمائی اور امام ذہبی نے ”کتاب تلخیص المستدرک“ (کتاب التفسیر من سورة الزخرف، برقم: ۳۷۲۵، ۳/۵۴) میں فرمایا کہ یہ حدیث ”صحیح“ ہے، اور ابن بطہ نے ”الإبانة الكبرى“ (باب ذم المرء الخ، برقم: ۵۳۰، ۱/۱۶۴) میں اور امام رویانی نے اپنی ”مسند“ (الجزء الثلاثون، مسند أبی أمامہ، برقم: ۱۱۸۷، ص ۱۸۳، ۱۸۴) میں، ابن ابن الدنیانے ”کتاب الصمت“ (باب ذم المرء، برقم: ۱۳۵، ۷/۹۸) میں عبد الواحد بن زیاد کے طریق سے اور ابن بطہ نے ”الإبانة الكبرى“ (برقم: ۵۲۶، ۱/۱۶۳) میں قاسم عن ابی امامہ کے طریق سے، ابن عبد البر نے ”جامع بيان العلم و فضله“ (باب ما يكره فيه المناظرة الخ، برقم: ۹۲۷، ۲/۱۹۶) میں یحییٰ بن الیمان عن الحجاج کے طریق سے روایت کیا ہے اور امام آجری ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ جب تابعین میں سے اہل علم اور بعد کے ائمہ المسلمین نے یہ سنا تو انہوں نے دین میں شک نہ کیا اور نہ دین میں جھگڑا کیا اور مسلمانوں کو دین میں بحث مباحثہ سے ڈرایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ سنت کو (مضبوطی سے) تھامیں اور اُسے (مضبوطی سے) تھامیں۔ جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور یہی اہل حق کا طریقہ ہے۔ (کتاب الشریعة، ۱/۴۳۴)

پھر وہ لوگ جو علم کے بغیر دینی بحث مباحثہ کثرت سے کرتے ہیں آپ اُن کو دیکھیں گے کہ انہیں قرار نہیں ہوگا کبھی کچھ ہوا گے تو کبھی کچھ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جس نے اپنے دین کو خصومات کے لئے نشانہ بنایا اس نے کثرت سے دین بدلنا کیا۔ (۵۴۴)

میرا اپنے سنی بھائیوں کو مشورہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل نہ اُجھیں اگر بحث مباحثہ کریں اپنی علمی ت جھاڑیں، گمراہ کرنے کی کوشش کریں تو اُن سے کہہ دو کہ ہمارے جو عقائد ہیں وہ ہمارے نزدیک بالکل درست ہیں، تم اپنے ایمان کی خیر مناد اور ہمارے اسلاف

۵۴۴۔ سنن الدارمی، المقدمة، باب من قال العلم: الخشية و تقوى الله، برقم: ۳۰۴، ۶۳/۱۔
ایضاً کتاب الشریعة، باب ذم الحدال و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۱۶، ۴۳۷/۱، و
قال محققه: إسناده صحيح

ایضاً الإبانة الكبرى، الجزء الثالث، باب ذم المرء و الخصومات الخ، برقم: ۵۷۷-۵۸۰۔
بعده طرق، ۱۷۵/۱

ایضاً جامع بان العلم و فضله، باب ما يكره المناظرة الخ، برقم: ۹۰۲، ۱۸۵/۲۔
ایضاً السنة لعبد الله بن أحمد، برقم: ۱۰۳

ایضاً تاویل مختلف الحديث لابن قتيبة، حیرنہم و عدم استقرارہم علی رأي، ص ۶۳
معن بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت امام مالک بن انس ایک روز مسجد سے لوٹے اور آپ میرے ہاتھ کے سہارے چل رہے تھے کہ پیچھے سے ایک شخص آکر آپ سے ملا جسے ابوالجیر یہ کہا جاتا تھا جس پر ارجاء (یعنی بد مذہب ہونے) کی تہمت تھی، کہنے لگا اے ابا عبد اللہ مجھ سے کچھ سنیے میں آپ سے کچھ بات کرنا اور بحث کرنا اور اپنی رائے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا اگر تو بحث مباحثہ میں غالب آگیا تو؟ کہنے لگا پھر آپ میری پیروی کریں گے، آپ نے فرمایا: پھر اگر اور شخص آجائے اور ہم سے بات کرے اور ہم پر غالب آجائے؟ تو وہ کہنے لگا ہم اس کی پیروی کریں گے تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے (ہمارے آقا و مولا) حضرت محمد ﷺ کو ایک دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تجھ میں دیکھتا ہوں کہ تو ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہو رہا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنے دین کو خصومات کے لئے نشانہ بنایا اُس نے کثرت سے دین بدلنا کیا۔ (کتاب الشریعة، باب ذم الحدال و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۱۷، ۴۳۷/۱، ۴۳۸۔ و الإبانة الكبرى، الجزء الثالث، باب ذم المرء و الخصومات فی الدین، برقم: ۵۸۳، ۱۷۶/۱)

کا یہی طریقہ رہا ہے جیسا کہ حضرت امام حسن بصری کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابا سعید! آؤ میں آپ سے دین میں بحث کروں تو امام حسن بصری نے فرمایا میں نے تو اپنا دین دیکھ لیا ہے اگر تم اپنے دین کو گم کر چکے ہو تو اسے تلاش کرو۔ (۵۴۵)

اسی لئے بزرگانِ دین، علماءِ حق نے ہمیشہ سے بد مذہبوں سے اجتناب کا حکم دیا (۵۴۶) اور ان کے ساتھ کسی قسم کے تعلق کو جائز نہیں رکھا، بزرگانِ دین و علماءِ حق نے وہی کیا جو ان پر لازم تھا کیونکہ اگر کوئی شخص بد مذہب ہو تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو اس کے بد مذہب ہونے کے بارے میں بتا دے اگر نہیں بتائیں گے تو عوام تو عوام خواص کے بھی اس کے دامِ فریب میں پھنس جانے کا خوف ہے اور یہ بتانا غیبت بھی نہیں ہے چنانچہ امام حسن بصری فرماتے ہیں: تین اشخاص ہیں کہ جن کو کوئی غیبت نہیں ان میں سے ایک بد مذہب ہے۔ (۵۴۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بد مذہب، اور اعلانیہ فسق کرنے والے کی کوئی غیبت نہیں ہے۔ (۵۴۸)

۵۴۵۔ کتاب الشریعة، باب ذم الجدل و الخصومات فی الدین، برقم: ۱۱۸، ۱/۴۳۸

ایضاً الإبانة الکبریٰ، برقم: ۵۸۶، ۱/۱۷۶

۵۴۶۔ اس حقیر کو جن اللہ والوں کی زیارت و صحبت کا شرف حاصل ہوا خصوصاً قدوة العلماء عارف باللہ حضرت ہیرا برہم جان سرہندی، سیدی و سندی، استاذی شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی کے تالیا محترم قطبِ وقت حضرت الحاج الہی بخش میندھر و نقشبندی قادری، اور میرے شیخ طریقت، مربی و محسن، قدوة الانام حضرت الحاج خولجہ غلام رسول نقشبندی مجتہد دی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم، میں نے دیکھا کہ یہ حضرات بد مذہبوں سے شدید نفرت فرمانے والے اور اپنے مریدین و متوسلین کو ان سے دور رکھنے والے تھے، ان کی تحریریں اور تقریریں اس پر شاہد عادل ہیں، یہ حضرات خود بد مذہبوں سے بے علاقہ تھے اور جو ان سے تعلق جوڑتا اس سے بھی بے علاقہ ہو جایا کرتے۔

۵۴۷۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سیاق ما روى عن النبي ﷺ فی النهی عن مناظرة أهل

البدع الخ، برقم: ۲۷۷، ۲۷۸، ص ۶۷

۵۴۸۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سیاق ما روى عن النبي ﷺ فی النهی عن مناظرة أهل

البدع الخ، برقم: ۲۷۹، ص ۶۷

اور بعض بے علم اور بعض پڑھے لکھے بے وقوف لوگ انہیں شدت پسندی کا طعنہ دیتے رہے لیکن تجربہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے ان محسوس کی بات مان لی اُن کے ایمان محفوظ رہے اور اُن کی اولادیں آج بھی گمراہی سے بچی ہوئی ہیں اور ایک مسلمان کے نزدیک ایمان سے بڑھ کر کوئی شے زیادہ اہم نہیں ہوتی، اور جن لوگوں نے اُن کی خیر خواہی کو قبول نہ کیا، اُن میں سے کچھ تو خود بد مذہب ہو گئے اور کچھ کا حال یہ ہے کہ اُن کے سامنے بد مذہبوں کو بُرا کہا جائے تو برداشت نہیں کر پاتے، (۵۴۹) اپنی اولادوں کی نسبت بد مذہبوں سے طے کرتے ہیں اُن سے رشتے ناطے جوڑتے ہیں اور اس پر اُن کو ذرا برابر افسوس نہیں ہوتا، اُن کی صحبت اختیار کرتے ہیں، اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، اُن کا لڑیچر پڑھتے ہیں، اُن کو سُنتے ہیں، اُن کی تعریف و توصیف کرتے ہیں، اپنے بچوں کو بد مذہبوں سے تعلیم دلواتے ہیں گویا کہ وہ اپنے بچوں کو خود گمراہ بنانے کی سعی کر کے اپنی نسل کو برباد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ اور حضور کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے بد بختوں کو خطاب فرمایا، عزت ساری اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کی ہے، جس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنا ناطہ جوڑ لیا، محبت رسول ﷺ میں سب کچھ قربان کر دیا وہ لوگ بھی عزت کے لائق ہو گئے، ساری عزتیں ساری عظمتیں اُس محبوب رب العالمین کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہیں، جس کو انہوں نے قبول فرمالیا عزت والا ہو گیا، جس سے منہ پھیرا ذلیل و خوار ہوا۔

کیونکہ خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۳۳۔ ﴿يَنْ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ مَا أَنْتَ بِمُجْنُونٍ ۝ وَإِنْ لَكَ

أَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝﴾ (۵۰۰)

ترجمہ: قلم اور اُن کے لکھے کی قسم۔ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔ اور ضرور

۵۴۹۔ حضرت ابوہل نے فرمایا کہ بد مذہبوں کے لئے کوئی (عزت و) حرمت نہیں ہے۔ شرح اصول

اعتقاد اہل السنۃ، سیاق ما روى عن النبي ﷺ في النهي عن مناظرة أهل البدع الخ،

برقم: ۲۷۷، ۲۷۸، ص ۶۷

۵۵۰۔ سورة القلم: ۶۸ / ۱ تا ۶

تمہارے لئے بے انتہاء ثواب ہے۔ اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔
شانِ نزول: مِشَرِ کین مکہ خصوصاً ولید بن مغیرہ حضور نبی کریم ﷺ کو مجنون (دیوانہ)
کہا کرتا تھا۔ قلبِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ کو اس ملعون لفظ سے ایذا پہنچی، رب تعالیٰ نے قسمیں
بیان کر کے آپ کے فضائل بیان فرما کر آپ کے قلبِ پاک کو تسلی دی۔

سید شریف جرجانی میں لکھتے ہیں: ”النون سے مراد دو بات ہے جو علمِ اجمالی سے عبارت ہے
کیونکہ حروف جو علم کی صورتیں ہیں بالاجمال اس میں موجود ہیں، اور (نَو القلم) میں ”ن“ سے
مراد علمِ اجمالی ہے جو مرتبہٴ اُحدیت میں ہوتا ہے اور ”القلم“ تفصیل کا مرتبہ ہے۔“ (۵۵۱)

صرف قلم کی قسم بیان کر کے آپ (ﷺ) کی عزت افزائی نہیں کی گئی بلکہ ﴿وَمَا
يَسْطُرُونَ﴾ فرما کر علم کے اُن جواہر پاروں کی بھی قسم بیان کی گئی ہے، جو نوکِ قلم سے صفحہ
قرطاس کی زینت بنتے ہیں، بعض مفسرین نے فرمایا کہ قلم بھی حضور کا نام ہے، کیونکہ ایک
حدیث میں ہے: ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ“۔ (۵۵۲)

دوسری حدیث میں ہے ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ (۵۵۳) یہ دونوں حدیثیں اس
طرح جمع کی گئیں کہ قلم اور نور دونوں سے حقیقتِ محمدیہ مراد ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس

۵۵۱۔ کتاب التعریفات، باب النون، ص ۱۷۱

۵۵۲۔ سُنَنِ التِّرْمِذِي، کتاب القدر، باب (۱۷)، برقم: ۲۱۵۵، ۲۰۱/۳ و کتاب التفسیر۔

سورة (۶۸) القلم، باب (۶۶)، برقم: ۳۳۱۹، ۲۶۴/۴

أَيْضاً سُنَنِ أَبِي دَاوُد، کتاب السُّنَّة، باب فِي الْقَدْرِ، برقم: ۴۷۰۰، ۵۲/۵

أَيْضاً الْمُسْنَدُ لِلْإِمَامِ أَحْمَد: ۳۱۷/۵

أَيْضاً الْمَوَاهِبُ اللَّدْنِيَّة، الْمَقْصِدُ الْأَوَّل، تَشْرِيفُ اللَّهِ تَعَالَى لَهُ ﷺ، ۳۷/۱

أَيْضاً تَفْسِيرُ رُوحِ الْبَيَان، سورة القلم، الآية: ۱-۶، ۱۱۷/۱۰

أَيْضاً مَدَارِجُ النَّبَوَّة، ۲/۲

۵۵۳۔ مَدَارِجُ النَّبَوَّة، ۲/۱، ۲/۲

أَيْضاً تَفْسِيرُ رُوحِ الْبَيَان، سورة القلم، الآية: ۱-۶، ۱۱۵/۱۰

اس حدیث شریف کے مزید حوالہ جات کے لئے علامہ منظور احمد فیضی کی تصنیف ”مقامِ مصطفیٰ“،

ص ۲۱۸، ۲۱۹ کا مطالعہ کیجئے

لئے قلم کہتے ہیں کہ جیسے تحریر سے پہلے قلم ہوتا ہے، ایسے ہی عالم سے پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہوئے اور جیسے کہ قلم الہی کی تحریر کوئی بدل نہیں سکتا اسی طرح حضور کا فرمان دنیا میں کوئی پلٹ نہیں سکتا گویا حضور علیہ السلام قلم الہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی شانِ اقدس میں اپنے کلام مبارک میں کئی جگہ قسم ارشاد فرمائی:

﴿لَعَمْرُكَ﴾ (۵۵۴)

ترجمہ: اے محبوب تمہاری جان کی قسم۔ (۵۵۵)

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ ۝ اِنَّكَ لِمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (۵۵۶)

ترجمہ: اے محبوب حکمت والے قرآن کی قسم تم رسول میں سے ہو۔

﴿لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ (۵۵۷)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (۵۵۸)

﴿وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ﴾ (۵۵۹)

ترجمہ: تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

﴿قُلْ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ (۵۶۰)

۵۵۴۔ سورۃ الحجر: ۷۲/۱۵

۵۵۵۔ اس ارشادِ ربانی کے تحت صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور مخلوقِ الہی میں سے کوئی جان بارگاہِ الہی میں آپ کی جان پاک کی طرح عزت و حرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کی عمر کے سوا کسی کی عمر و حیات کی قسم نہیں فرمائی، یہ مرتبہ صرف حضور ہی کا ہے۔ (خزائن العرفان، سورۃ الحجر: ۷۲/۱۵، ص ۳۱۷)

۵۵۶۔ سورۃ یسین: ۱/۳۶ تا ۲

۵۵۷۔ سورۃ البلد: ۱/۹۰ تا ۲

۵۵۸۔ اس آیہ کریمہ کے تحت صدر الافاضل لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو سید عالم ﷺ کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔ (خزائن العرفان، سورۃ البلد، ۲/۹۰، ص ۷۰۶)

۵۵۹۔ سورۃ البلد: ۳/۹۰

۵۶۰۔ سورۃ قی: ۱/۵۰

ترجمہ: عزّت والے قرآن کی قسم۔

﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ (۵۶۱)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

﴿وَالْفَجْرِ ۝ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ﴾ (۵۶۲)

ترجمہ: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔

سفار و مشرکین آپ ﷺ پر بخون کا بہتان لگاتے تھے، اُن کے اس جھوٹے الزام کی تردید خود خالق دو جہاں قسم بیان کر کے فرما رہا ہے، فرمایا: ”قسم ہے قلم اور اُس کے لکھے کی“ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس ذات پاک کے بارے میں یہ ایسی لغو باتیں کرتے ہیں وہ تو ایسی ستودہ صفات کی ہستی ہے کہ قلم کو اُس کی تعریف و ثنا سے فرصت نہ ملے گی، وہی تحریریں علمی دنیا کے لئے باعثِ عز و افتخار ہوں گی جن میں اُس محبوبِ دلِ با ﷺ کا ذکر پاک ہوگا، اُن پر تو اُن کے رب نے فضل و کرم فرمایا ہے، اُن کے روئے زیبا کو دیکھ کر کفر سرنگوں ہوگا، اُن سے بڑا پاگل دیوانہ اور کون ہو سکتا ہے جو اس محبوبِ کبریا ﷺ کی شان میں ایسے نازیبا الفاظ اپنی زبان پر لا کر اپنے آپ کو دائمی عذاب کا مستحق بنالے۔

علامہ اسماعیل ہقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں (۵۶۳)، ”تاویلاتِ نجمیہ“ میں ہے کہ مجنون کا معنی مستور ہے آیت کا معنی یہ ہے، اے حبیب! اللہ تعالیٰ کی نعمت آپ پر جو ازل میں ہو چکی یا جو ابد تک ہونے والی ہے، وہ مستور پوشیدہ نہیں، کیونکہ مجنون جن سے ہے اور اس کا معنی پردہ ہے اور جن کو بھی جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کی آنکھ سے اٹھپا ہوتا ہے بلکہ آپ تو جو کچھ ہو چکا اس سے بھی واقف ہیں اور جو ہوگا اس سے بھی خبردار ہیں اور حضور کے اس علم کامل پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اُس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں پایا، پس میں نے ”مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ“ (جو ہو گیا

۵۶۱۔ سورة النجم: ۱/۵۳

۵۶۲۔ سورة الفجر: ۱/۸۹ تا ۲

۵۶۳۔ تفسیر روح البیان، سورة (۶۸) القلم، الآية: ۱-۶، ۱۰/۱۲۱

اور جو ہوگا) کو جان لیا۔ (۵۶۴)

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ (جس نے معاذ اللہ! حضور ﷺ کو مجنون کہا تھا) کے یہ

عیب بیان فرمائے:

﴿وَلَا تُطِيعُ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مُّشَاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مُنَاعٍ

لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتْلٍ مَّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ ۝﴾ (۵۶۵)

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سنتا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت

طعن دینے والا، بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا

روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار، درشت خواہ سب پر طرہ یہ کہ

اُس کی اصل میں خطا۔ (کنز الایمان)

اُس کے بعد فرمایا ﴿سَنَسِيْمُهُ عَلَى الْخُرُطُومِ﴾ (۵۶۶) ترجمہ: ”قریب ہے کہ ہم

اُس کی سُر کی سی تھو تھنی پر داغ دیں گے“، (کنز الایمان) جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید نے

اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) نے میرے حق میں دس باتیں بیان فرمائی ہیں نو

(۹) کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات میری اصل میں خطا ہونے کی

اس کا حال مجھے معلوم نہیں، یا تو تُو مجھے سچ بتا دے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا، اس پر

۵۶۴۔ سُنَنِ الدَّارِمِيِّ، كِتَابُ الرُّؤْيَا، بَابُ فِي رُؤْيَا الرَّبِّ تَعَالَى فِي النَّوْمِ، بِرَقْمٍ: ۲۱۴۹، ۲/۱۷۰

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَاشٍ

أَيْضاً أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي ”سُنَنِهِ“ تَعْلِيْقاً مِنْ قَوْلِ الْبُخَارِيِّ بَعْدَ حَدِيثٍ: ۳۲۳۵

(۲۱۴، ۲۱۳/۴)

أَيْضاً مَشْكَاةُ الْمَصَابِيحِ، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الْمَسَاجِدِ وَ مَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، الْفَصْلُ الثَّانِي،

بِرَقْمٍ: ۳۲۵۔ (۳۷)، ۱۰۲/۱۵۲

۵۶۵۔ سُورَةُ الْقَلَمِ: ۶۸/۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۵۶۶۔ سُورَةُ الْقَلَمِ: ۶۸/۱۶

اُس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا تو اُس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا، تو اُس سے ہے۔ (۵۶۷)

﴿وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ﴾ (۵۶۸)

ترجمہ: ”اور ضرور تمہارے لئے بے انتہاء ثواب ہے“ (کنز الایمان)

یعنی آپ کی شفاعت کبھی ختم نہ ہوگی، ازل سے ابد تک آپ ہی کے طفیل سب کی مصیبتیں دُور ہوں گی، اے محبوب! تمہارا ثواب کبھی بند نہ ہوگا، قیامت تک آپ کی اُمت رہے گی اُن کی نیکیاں رہیں گی جن سب کا ثواب صد ہا گنا ہو کر آپ کو ملتا رہے گا۔

”مواہب لدنیہ“ میں ہے کہ مسلمان جو بھی نیک کام کرتے ہیں اس کا ایک ثواب تو کرنے والے کو اور دو اُس کے مُرشد کو اور چار اُس کے مُرشد کے مُرشد کو اور آٹھ اُس کے مُرشد کے مُرشد، اس طرح جس قدر اوپر جاؤ، سلسلہ بڑھتا رہے گا، جب یہ ثواب بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچتا ہے تو بے شمار اور بے حساب ہو کر پہنچتا ہے۔ (۵۶۹)

یہ تو ایک اُمتی کا ایک نیک کام ہے، اب روزانہ کتنے اُمتی کتنے نیک کام کرتے ہیں، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا ثواب پہنچایا جاتا ہے، جو حساب سے باہر ہے، حدیث میں ہے:

”مَنْ ذَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ“ (۵۷۰)

یعنی، جو شخص نیکی پر رہبری کرے اُس کو کرنے والے کی طرح ثواب

ملتا ہے۔

اور تمام جہانوں کے اعلیٰ رہبر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں، جو کوئی کسی قسم کی بھی نیکی کرتا ہے یا قیامت تک کرے گا، وہ حضور ﷺ کی رہبری میں کرے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجر کا کیا پوچھنا۔

۵۶۷۔ خزائن العرفان، سورة القلم، ۶۸/۱۳، ص ۶۷۲

۵۶۸۔ سورة القلم: ۶۸/۳

۵۶۹۔ سعادة الدارين، المقدمة، المسئلة الرابعة، ص ۴۷، ۴۸

۵۷۰۔ صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله الخ، برقم:

۹۳۳/۱۳۳۔ (۱۸۹۳)، ص ۹۳۷، ۹۳۸

امام ربانی مجید دالف ثانی فاروقی سرہندی اپنے ”مکتوبات“ میں فرماتے ہیں، جب ”ذکر“ نبی ﷺ سے ماخوذ ہے تو اُس کا ثواب جس قدر ذکر کرنے والے کو پہنچتا ہے اُس قدر ثواب آنحضرت ﷺ کو بھی پہنچتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ سَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةٍ فَلَهُ أَجْرُهَا وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا“ (۵۷۱)

یعنی، جس شخص نے کسی نیک طریقہ کو جاری کیا، اُس کو اُس کا اپنا اجر بھی ملے گا اور اُس شخص کا بھی جو اُس پر عمل کرے گا۔

اس طرح جو نیک عمل امتیوں سے وجود میں آتے ہیں، اُس عمل کا اجر جس طرح عامل کو پہنچتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی جو اُس عمل کے واضح ہیں پہنچتا ہے، بغیر اس کے کہ عامل کے اجر کو کچھ کم کریں، اس بات کی ضرورت نہیں کہ عمل کرنے والا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت پر عمل کرے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے، عامل کو اُس میں کچھ دخل نہیں، ہاں اگر عامل سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت بھی ظاہر ہو جائے تو عامل کے زیادہ اجر کا باعث ہے اور یہ زیادتی بھی نبی کریم ﷺ کی طرف عائد ہوگی (یعنی لوٹ گی)۔ (۵۷۲)

لطیفہ: شطرنج کے ایجاد کرنے والا شطرنج کو لے کر بادشاہ کے پاس گیا، بادشاہ نے کہا کہ کچھ انعام مانگو، اُس نے کہا کہ میرے شطرنج کے خانوں کو چاولوں سے اس طرح بھر دو، کہ ہر اگلے خانے میں پہلے خانہ سے دو گنا ہوں، یعنی پہلے خانہ میں ایک دوسرے میں دو تیسرے میں چار چوتھے میں آٹھ، پانچویں میں سولہ، بادشاہ نے کہا جاؤ یہ حساب کون لگائے، جو چاول

۵۷۱۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة و لو الخ، برقم: ۶۹/۲۳۱۴۔

(۱۰۱۷)، ص ۴۵۳، کتاب العلم، باب مَنْ سَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةٍ الخ، برقم: ۶۸۹۷، ۱۵/۔

(۱۰۱۷م)، ص ۲۸۴

ایضاً سَنَّ النَّسَائِي، کتاب الزکاة، باب التحريض علی الصدقة، برقم: ۲۵۵۴،

۵۵، ۵۴/۵/۳

ایضاً سَنَّ ابن ماجہ، المقدمة، باب مَنْ سَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةٍ الخ، برقم: ۲۰۳، ۱۲۵/۱،

ایضاً سَنَّ الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فیما دعا الی ہدی الخ، برقم: ۲۶۷۵،

۴۷۲/۳، ۴۷۳

۵۷۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۵۷، ص ۲۰

کے بورے باورچی خانہ میں ہیں سب لے لو، اس پر شطرنج کے مالک نے کہا سرکار مجھے تو حساب سے دو جب حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے ممالک میں اتنے چاول نہیں ہوتے جتنے حساب سے اُس نے مانگے ہیں، وجہ یہ ہے کہ شطرنج کے چونسٹھ خانے ہیں، آٹھ چاول ایک رتی، آٹھ رتی کا ایک ماشہ، بارہ ماشے کا ایک تولہ، اسی تولے کا ایک سیر، جو حساب لگایا چھیسویں خانہ میں ایک من چاول بنے، اب جو فی خانہ دو گنا کیا گیا تو آخر میں اتنا چاول ہوا کہ اگر اُس چاول کی قیمت میں سونا دیا جائے، اگر چاول فی روپیہ چار کلو ہوا اور سونا پچیس روپے تولہ تو سونا انیس کروڑ من ہوتا ہے، چاولوں کا حساب ہی کیا لگتا یہ چونسٹھ کا حساب تھا جو بادشاہ پورا نہ کر سکا۔

مگر ہمارے آقا کی بارگاہ میں امتی کا عمل جب پہنچتا ہے تو دو گنا، چہار گنا، آٹھ گنا علی الترتیب اتنا بڑھ جاتا ہے کہ عدد وہاں کام نہیں کرتا، یہ حساب و کتاب دنیا کے حساب دانوں کا مگر رب العالمین دینے والا اور لینے والے محبوب کریم ﷺ، نہ دینے والے کے خزانوں میں کمی نہ ہی لینے والے محبوب کریم ﷺ کے دامن کی کوئی حد، اور نہ ہی محبوب کریم ﷺ کے تقسیم کرنے میں کوئی کمی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
ان کی نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
نم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (۵۷۳)

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔ (کنز الایمان)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ”خُلُق“ کے متعلق فرماتے یعنی خُلُقِ نَفْس کے اُس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے اُس کے لئے افعالِ جمیلہ اور خصالِ حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔ (۵۷۴)

پھر فرماتے ہیں کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے، لیکن اُس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے، کام خُلق اُس وقت کہلائے گا، جب اُس کے کرنے میں تکلف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے۔ (۵۷۵)

یعنی جس طرح آنکھ بے تکلف دیکھتی ہے کان بے تکلف سنتے ہیں، زبان بے تکلف بولتی ہے، اسی طرح صفات، شجاعت، حیا، حق گوئی، تقویٰ وغیرہ تجھ سے کسی تڑد اور توقف کے بغیر صُدر پذیر ہونے لگیں تو اُس وقت ان امور کو تیرے اخلاق شمار کیا جائے گا، عظیم، بہت بڑا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ

لَا يُدْرِكُ شَأْوَةً أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ (۵۷۶)

یعنی مخلوق میں سے جس کی سرعت رفتار یا بلند عزم کو کوئی نہ پاسکے اُسے عظیم کہتے ہیں۔

”علی“ استعلاء کے لئے ہے (۵۷۷) یعنی کسی پر حاوی ہونا، چھا جانا اور قابو پالینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، آیت یوں نہیں ”وَإِنْ لَكَ خُلُقًا عَظِيمًا“ بلکہ ”وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ“ ہے، حق یہ ہے کہ اخلاقِ حمیدہ اور افعالِ پسندیدہ پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے، یہ سب زیر فرمان ہیں، یہ سب مرگب ہیں حضور ﷺ اُن کے راکب اور شہسوار ہیں، اس لئے حضور ﷺ کو ان امور کے لئے کسی تکلف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں، آفتابِ محمدی سے صفاتِ محمدیہ اور کمالاتِ احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹی رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا:

﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ (۵۷۸)

ترجمہ: (اے حبیب!) تم فرماؤ کہ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ (یعنی تکلف کرنے) والوں میں نہیں۔ (کنز الایمان)

۵۷۵۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۶۰۱/۱۰

۵۷۶۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۴۰/۲۹

ایضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۱-۶، ۱۲۱/۱۰

۵۷۷۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۶۰۱/۱۰

۵۷۸۔ سورۃ ص: ۸۶/۳۸

﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (۵۷۹) فرما کر بتا دیا کہ حضور ﷺ کی ذات تمام کمالات کی جامع ہے، وہ کمالات جو پہلے نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے وہ مجموعی طور پر اپنی تمام جلوہ سامانیوں اور اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ اُس ذاتِ اقدس و اطرہ میں موجود ہیں، شکرِ نوح، خلتِ ابراہیم، اخلاصِ موسیٰ، صدقِ اسماعیل، صبرِ یعقوب و ایوب، تواضعِ سلیمان علیہم الصلوٰۃ والسلام سب یہاں جمع ہیں۔ (۵۸۰)

حَسَنَ يَوْسُفَ دَمِ عَيْسَىٰ يَدِ بَيْضَا دَارِي آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (۵۸۱)
امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاقَ النَّبِيِّنَ فِي خُلُقٍ وَ فِي خُلُقٍ وَلَمْ يُدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ (۵۸۲)
فَإِنَّهُ شَمْسٌ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرُونَ أُنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ (۵۸۳)

یعنی، نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری شکل میں اور صورت و سیرت و اخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء سے برتر ہیں، کوئی نبی آپ کے مقامِ علم اور شانِ کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا، حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی آفتاب ہے سارے انبیاء آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے عہدِ جاہلیت کے اندھیروں میں آپ کے انوار اور تابانیوں کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔

اور عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بودھم بحر مکرمت ہم کان کوہرش کان خلقه القران

۵۷۹۔ سورة القلم: ۶۸/۴

۵۸۰۔ تفسیر روح البیان، سورة (۶۸) القلم، الآية: ۱-۲، ۱۲۲/۱

اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ کسی عارف نے کہا

لِكُلِّ نَبِيٍّ فِي الْأَنْسَامِ فَضِيلَةٌ وَ حُمِلَتْهَا مَجْمُوعَةٌ لِمُحَمَّدٍ (ﷺ)

یعنی، ہر نبی کو لوگوں میں فضیلت ہے اور جملہ فضائل حضرت محمد ﷺ کے لئے جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۵۸۱۔ یعنی، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

روشن ہاتھ وہ جو انبیاء علیہم السلام جداگانہ کمالات رکھتے ہیں آپ تنہا سارے کمالات رکھتے ہیں

۵۸۲۔ قصيدة البردة، برقم: ۳۸، ص ۳۸

۵۸۳۔ قصيدة البردة، برقم: ۵۳، ص ۴۲

وصف خلق کسی کہ قرآنست
خلة رانعت اوچه امکانست (۵۸۴)
اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کسی نے خُلق مُصطفویٰ
کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:
”كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ“ (۵۸۵)
یعنی، حضور ﷺ کا خُلق قرآن تھا۔

ایک دوسرے نے یہی سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ”سورة
المؤمنون“ کی پہلی دس آیتیں پڑھ لو۔ (۵۸۶)

حکیم ترمذی نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خُلق سے کسی کا خُلق اعلیٰ نہیں
کیونکہ حضور اپنی مرضی اور مشیت سے دستکش ہو گئے اور اپنے آپ کو کلیۃً حق تعالیٰ کے سپرد کر
دیا، امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ نہ آلام و مصائب کے باعث شاہدِ حقیقی سے منہ
موڑا اور نہ جو دو عطا سے دامن بھر لینے کے بعد اُس سے بے رُخی برتی۔ (۵۸۷)

حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے خُلق کو عظیم اِس لئے کہا گیا
ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر حضور کی کوئی خواہش نہ تھی۔ (۵۸۸)
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

۵۸۴۔ تفسیر روح البیان، سورة (۶۸) القلم، الآية: ۱-۶، ۱۰/۱۲۲، ۱۲۳

۵۸۵۔ دلائل النبوة للبيهقي، باب ذكر أخبار رؤيت في شمائله و أخلاقه الخ، ۱/۱۳۱

أيضاً المسند للإمام أحمد، برقم: ۲۴۶۴۵، ۶/۹۲، ۱۶۴

أيضاً أخلاق النبي ﷺ للأصبهاني، ص ۲۲

۵۸۶۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب جامع صلاة الليل و من نام عنه

أو مرض، برقم: ۱۶۸۶/۱۳۹۔ (۷۴۶)، ص ۳۳۴

أيضاً أخلاق النبي ﷺ للأصبهاني، ص ۲۹

۵۸۷۔ تفسیر روح البیان، سورة (۶۸) القلم، الآية: ۱-۶، ۱۰/۱۲۳

۵۸۸۔ تفسیر القرطبي، سورة (۶۸) القلم، الآية: ۴، ۹/۱۸/۲۲۷

أيضاً تفسیر المظهری، سورة القلم، ۹/۳۷۰

أيضاً تفسیر روح البیان، سورة (۶۸) القلم، الآية: ۱-۶، ۱۰/۱۲۳

لَهُ هِمَمٌ لَا مُنْتَهَى لِكِبَارِهَا وَ هِمَّتُهُ الصُّغْرَى أَجَلٌ مِنَ الدَّهْرِ (۵۸۹)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کی ہمتیں اور حوصلے بے شمار ہیں، جو اُن میں سے بڑے حوصلے ہیں، اُن کی تو حد ہی نہیں، حضور ﷺ کی چھوٹی سے چھوٹی ہمت اور حوصلہ زمانہ سے بزرگ تر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

أَدَبِي رَّبِّي تَأْدِيًّا حَسَنًا (۵۹۰)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اُس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے لگاتار دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی، حضور ﷺ نے مجھے کبھی بھی اُف نہیں کہا، جو کام میں نے کیا اُس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے کیوں کیا، اور جو کام نہیں کیا اُس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا کیوں نہیں کیا، (۵۹۱) حضور ﷺ حُسن و جمال میں تمام لوگوں سے برتر تھے، میں نے کسی اطلس یا ریشم کو حضور ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا، کوئی مُشک کوئی عطر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینے سے زیادہ خوشبودار میں نے نہیں سونگھا۔ (۵۹۲)

۵۸۹۔ تفسیر روح البیان، سورة (۶۸) القلم، الآية: ۱-۶، ۱۰/۱۲۳

۵۹۰۔ تفسیر القرطبی، سورة (۶۸) القلم، الآية: ۴، ۹/۱۸/۲۲۸

۵۹۱۔ صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب استخدام الیتیم فی السفر والحضر،

برقم: ۲۷۶۸، ۲/۲۱۴

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس خلقاً، رقم:

۶۰۷۷، ۶۰۷۸، ۵۱/۶۰۷۹، ۵۲/۶۰۸۰، ۵۳/۶۰۸۰، (۲۳۰۸)، ص ۱۱۳۰، ۱۱۳۱

ایضاً سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی خلق النبی ﷺ،

برقم: ۲۰۱۵، ۳/۱۱۷، ۱۱۸

ایضاً الشَّمال، باب ما جاء خلق رسول اللہ ﷺ، رقم: ۳۴۳، ص ۲۱۶

ایضاً سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الحلم و أخلاق النبی ﷺ، رقم: ۴۷۷۳،

۴۷۷۴، ۵/۸۸، ۸۷

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۶/۱۷۴، ۲۳۶، ۲۴۶

۵۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحة النبی ﷺ و لین یت، رقم:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہ ہوگی، اور اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بد زبان سے بغض رکھتا ہے“۔ (۵۹۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ”میرے نزدیک تم میں سے زیادہ محبوب اور روز قیامت تم میں مجھے سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے“، پھر فرمایا، ”میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ دُور بیہودہ باتیں کرنے والا، زبان دراز اور مُتَفِیْہِقُون ہوں گے“، عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے دو لفظوں کا مطلب ہماری سمجھ میں آگیا، تیسرے لفظ کا مطلب کیا ہے، فرمایا: ”متکبر لوگ“۔ (۵۹۴)

”روح البیان“ میں علامہ اسماعیل حلی نے یہ حدیث نقل کی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”اللہ کے نزدیک خُلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں، جس میں توحید کے ساتھ اُن میں سے ایک صورت بھی پائی گئی، وہ جنت میں داخل ہوگا“۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَلْ فِيَّ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
صديق رضى الله تعالى عنه نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُن میں سے کوئی چیز مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔

قَالَ: ”كُلُّهَا فِيكَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَ أَحَبُّهَا إِلَى اللَّهِ السَّخَاءُ“ (۵۹۵)
حضور ﷺ نے فرمایا، ”اے ابو بکر! تم میں حسن خلق کی سب کی سب

۱۱۲۳/۸۱ - (۲۳۳۰)، ص ۱۱۳۷

ایضاً سُنَن الترمذی، کتاب البر و الصلۃ، باب ما جاء فی خُلُق النبی ﷺ، برقم: ۲۰۱۵، ۱۱۸، ۱۱۷/۳

ایضاً المسند للإمام أحمد: ۱۷۴/۶، ۲۳۶، ۲۴۶

۵۹۳ - سُنَن الترمذی، کتاب البر و الصلۃ، باب ما جاء فی حُسن الخُلُق، برقم: ۲۰۰۲، ۱۱۲/۳

۵۹۴ - تفسیر القرطبی، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۲۲۸/۱۸/۹

۵۹۵ - تفسیر روح البیان، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۱-۶، ۱۲۳/۱۰، وقال الشیخ أحمد عزو

عناية: أخرج نحوه ابن سليم القرشي فی حدیث غیثمۃ (تحقیق روح البیان، ۱۴۱/۱

صورتیں موجود ہیں، اور اُن میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخاوت بہت محبوب ہے۔“

صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اس مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ ﷺ کے ہمراہ اونٹنی یا گدھی پر سوار ہوئیں تو اُس نے تین مرتبہ سُوئے کعبہ سجدہ کیا اور بزبان فصیح بولی، میری پشت پر افضل الانبیاء، سید المرسلین، حبیب کبریاء ﷺ سوار ہیں۔ (۵۹۶) (غرضیکہ جانور نے اعترافِ عظمت کیا) امام احمد کی ”مسند“ اور امام مالک کے ”موطا“ (۵۹۷) میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (۵۹۸)

یعنی، میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کر دوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر حسین و جمیل (۵۹۹) اور سب سے زیادہ صاحبِ جود و سخا و عطا (۶۰۰) اور شجاع ترین تھے (۶۰۱) اور یہ کہ

۵۹۶۔ تفسیر المظہری، سورة القلم، ۳۶۹/۹

۵۹۷۔ الموطا للإمام مالك، كتاب حُسن الخُلق، باب ما جاء في حُسن الخُلق، (برقم: ۴۷/۱/۶۹۴)، ص ۵۵۶

۵۹۸۔ تفسیر القرطبی، سورة القلم، ۲۲۷/۱۸/۹

ایضاً تفسیر المظہری، سورة القلم، ۳۷۱/۹

۵۹۹۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، برقم: ۳۵۴۹، ۴۲۵/۲

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی صفة النبی ﷺ و أنه کان أحسن الناس وجهاً، برقم: ۲۱۳۴/۹۱۔ (۲۳۳۷)، ص ۱۱۳۹

۶۰۰۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحي، باب: ۶، برقم: ۵، ۷/۱

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان النبی ﷺ أجود الناس بالخير الخ، برقم: ۶۰۷۵، ۶۰۷۶/۵۰ (۲۳۰۸)، ص ۱۱۳۰

۶۰۱۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب الشجاعة فی الحرب و الجبن، برقم: ۲۸۲۰، ۲۲۸/۲

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعة النبی ﷺ الخ، برقم: ۶۰۷۲/۴۸۔ (۲۳۰۷)، ص ۱۱۲۹، ۱۱۳۰ بلفظ عن أنس قال: کان رسول الله ﷺ أحسن الناس وَ کان أشجع الناس الخ

رسول اللہ ﷺ نے کسی سائل کو جواب میں ”لا“ کبھی نہ فرمایا۔ (۶۰۲)

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا ”نہیں“ سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں نے بہت گستاخیاں کیں، یہاں تک کہ آپ کو زخمی کر دیا، جبریل امین نے عرض کی حضور دعا فرمائیں ابھی ابھی ان کو ہلاک کر دیا جائے، فرمایا، ”جبریل! میں رحمت بن کر آیا ہوں، زحمت بن کر نہیں آیا، اے اللہ! ان پتھر برسائے والوں پر رحمت برسا دے، یہ نہیں جانتے میں کون ہوں“، جبریل نے عرض کیا، اے اللہ کے حبیب! یہ تو اب ایمان نہ لائیں گے، فرمایا، ”امید ہے کہ ان کی اولاد ایمان لے آئے“، فتح مکہ کے روز ہر ایک خوف سے لرزاں اور ٹرسان تھا اُن میں سے ہر ایک مایوسی اور ناکامی کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا، خوف کے مارے اُن کے چہرے زرد پڑ گئے تھے، اُس وقت سرور کونین ﷺ نے اُن سے دریافت کیا:

”اے جماعت قریش! آج تمہارا وہ غرور اور گھمنڈ کہاں ہے، سنو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُس جاہلیت کے غرور اور تکبر اور نسب کے فخر کو مٹا دیا ہے، تمام آدمی آدم کی اولاد ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام خاک ہی سے بنے تھے۔“

قریش نے یہ سُن کر کچھ جواب نہ دیا، شرم و ندامت سے اُن کی نظریں زمین پر گڑی ہوئی تھیں، حضور ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا، ”اے قریشی سردارو! تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔“

سردارانِ قریش نے جواب دیا، آپ ہمارے شریف بھائی ہیں، اور شریف برادر زادہ ہیں، یہ جواب سُن کر نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات فرمائے:

اذْهَبُوا فَاَنْتُمْ الطُّلَقَاءُ وَلَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (۶۰۳)

۶۰۲۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ما سئل رسول اللہ ﷺ قط فقال: لا الخ،

برقم: ۶۰۸۴/۵۶۔ (۲۳۱۱)، ص ۱۱۳۱

۶۰۳۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب السیر، باب فتح مکہ حرّمہا اللہ تعالیٰ، رقم: ۱۸۲۷۶، ۹/۲۰۰

”جاؤ تم آزلو ہو، آج تم پر کوئی ملامت یا گرفت نہیں اور اللہ تعالیٰ بھی تم

کو معاف فرما دے گا وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔“

ولید بن مغیرہ نے نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ الفاظ کہے اُس پر اللہ تعالیٰ

نے اپنے پیارے محبوب کو قسم بیان فرما کر اور آپ کے اوصافِ حمیدہ بیان کر کے حضور ﷺ

کے دل سے اُس غم و اندوہ کو دور فرمایا (۶۰۴)، کیسی ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ جن کی دلجوئی اللہ عز

وجل اپنے کرم خاص سے فرماتا ہے، اور محبوب کے سامنے اپنی رحمتوں برکتوں اور لازوال

نعمتوں کا ذکر فرما کر محبوب ﷺ کی شان کو بلند و بالا فرماتا ہے، صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم

اُسے منظور بڑھانا تیرا

۳۴۔ ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَ نِصْفَهُ وَ ثُلُثَهُ وَ طَائِفَةٌ مِّنَ

الَّذِينَ مَعَكَ ۖ وَاللَّهُ يَقْدَرُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۖ عَلِمَ أَنْ لَّنْ نَّحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۖ﴾ (۶۰۵)

ترجمہ: بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے

قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی اور اللہ رات

اور دن کا اندازہ فرماتا ہے، اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو

سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان

ہو اتنا پڑھو۔ (کنز الایمان)

جب حضور نبی کریم ﷺ پر ﴿قُمِ اللَّيْلَ﴾ (۶۰۶) کا حکم نازل ہوا تو حضور نبی کریم

ﷺ پر نماز تہجد ادا کرنا اور اُس میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا فرض ہو گیا، بعض علماء فرماتے

ہیں کہ ابتداء میں نماز تہجد تمام مسلمانوں پر فرض تھی اور بعض کا خیال ہے کہ نماز تہجد صرف حضور

ﷺ پر ہی فرض تھی، (۶۰۷) لیکن جب مسلمانوں نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصف

۶۰۴۔ دیکھئے: سورۃ (۶۸) القلم، آیت: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۶۰۵۔ سورۃ المزمل: ۷۳/۲۰

۶۰۶۔ سورۃ المزمل: ۷۳/۲

۶۰۷۔ علامہ ابوالحسنات اس قول کے تحت لکھتے ہیں کہ ”فرضیت سب کے لئے نہ تھی، فرضیت آپ ﷺ کے

شب یا کم وزیادہ عبادت میں مصروف دیکھا تو اُن کے دل میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی اتباع کا شوق پیدا ہوا اور وہ بھی اپنے ہادی و مولیٰ کے ساتھ اپنے مالک کی عبادت میں مشغول رہنے لگے، کیونکہ نصف رات کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے تھے اس لئے بسا اوقات دو تہائی رات نماز پڑھتے پڑھتے گزر جاتی، یہاں تک کہ اُن کے پاؤں سوج گئے چہروں کی رنگت زرد پڑ گئی، اللہ تعالیٰ نے لطف و کرم فرمایا اس حکم میں تخفیف کر دی، اب نصف رات جاگنے کی پابندی نہیں، جتنا تم آسانی سے جاگ سکتے ہو اور جتنا آسانی قرآن پڑھ سکتے ہو اتنا ہی کافی ہے۔

یہ آیت پہلے حکم کے کتنے عرصہ بعد نازل ہوئی اس میں مختلف قول ہیں، آٹھ ماہ، سولہ ماہ، ایک سال کی مختلف روایات منقول ہیں، امام ابن جریر نے اپنی ”تفسیر“ میں بارہ ماہ کا عرصہ لکھا ہے، (۶۰۸) بعض نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ تم اس کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے، (۶۰۹) اس وقت کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس سے بالیقین پتہ چل جائے کہ ٹھیک آدمی رات گزر گئی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں نرمی فرمادی اور بعض نے ”لَنْ تُحْصَوْهُ“ کا معنی ”لَنْ تُطِيقُوا قِيَامَهُ“ کیا ہے (۶۱۰) کہ تم ہمیشہ اتنی دیر قیام کی طاقت نہیں رکھتے تم اس حکم کو نباہ نہ سکو گے، کیونکہ بیماری، سفر وغیرہ کے عوارض انسان کے ساتھ ہیں، جن کے باعث نصف رات جاگنا از حد مشکل ہو جاتا، ان وجوہ کی بنا پر لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر آسانی اور تخفیف کر دی، اب جتنا آسانی سے جاگ سکتے ہو اور آسانی سے تلاوت کر سکتے ہو، اتنا ہی کافی ہے۔

”تفسیر الحسنات“ (۶۱۱) میں ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نماز تہجد سنن الزوائد

لئے خاص تھی البتہ تخفیف امت کے ضعف کے پیش نظر فرمائی گئی کہ اتباع سنت میں یہ امر اُن کے حق میں نفل ہو جائے اور برکات قیام شب سے محروم نہ ہوں کیونکہ آپ ﷺ کی اتباع و پیروی دین کی اصل ہے (تفسیر الحسنات، سورة المزمل، ۲۹/۷)

۶۰۸۔ تفسیر ابن جریر، سورة المزمل، الآية: ۱۹، ۲۰، ۲۱/۱۲، ۲۹۵

۶۰۹۔ تفسیر المظہری، سورة المزمل، الآية: ۲۰، ۲۱/۱۰، ۷۸

۶۱۰۔ تفسیر ابن جریر، سورة المزمل، الآية: ۱۹، ۲۰، ۲۱/۱۲، ۲۹۳

۶۱۱۔ تفسیر الحسنات، سورة المزمل، ۲۹/۷، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶

سے ہے یاسقّت مؤکدہ تو جمہور کے نزدیک نماز تہجد سُنن الرّواۃ سے ہے یعنی مستحب ہے، البتہ مستحبات میں افضل ترین ہونے کی وجہ سے اس کے ترک کو ناپسندیدہ جانا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ”اُس شخص کی طرح نہ ہونا جو پہلے نماز تہجد پڑھا کرتا تھا پھر اس نے اُسے ترک کر دیا“۔ (۶۱۲)

اور امام ترمذی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم (لوگ) نماز شب کا التزام کرو کہ یہ گزشتہ اُمّتوں کے صالحین کا طریقہ ہے اور (بے شک قیام لیل) قُرب الہی کا ذریعہ، گناہوں کو باز رکھنے والا ہے، اور خطاؤں کو مٹانے والا (اور بیماری کو جسم سے دُور کرنے والا ہے)۔ (۶۱۳)

اس کی تفسیر میں بعض علماء کا فرمانا ہے کہ مراد پنجگانہ نمازوں میں قرأت ہے، اور حسن کا قول ہے کہ مغرب اور عشاء کی قرأت مراد ہے، اور نماز میں قرأت کی کتنی مقدار واجب ہے امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر فاتحہ پڑھو، پھر جو کچھ چاہو پڑھو۔ (۶۱۴) اور امام دارقطنی کی روایت فاتحہ سے پہلے ثنا پڑھنا بھی آیا ہے۔ (۶۱۵) اور فاتحہ کے بعد یہ الفاظ آئے ہیں اور جس چیز کے پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے یعنی ”فَاقْرَؤْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ“۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اسی حکم کے تحت نماز میں کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات مثل سورہ کوثر جواز نماز کے لئے کافی ہیں، (۶۱۶) یعنی اس قدر

۶۱۲۔ الزہد لابن المبارک، برقم: ۹۴۱، ص ۵۱۴

ایضاً کتاب التہجد للأشبیلی، فیمن ترک قیام اللیل بعد ما کان یقومہ، برقم: ۸۹۲، ص ۱۷۴

۶۱۳۔ سُنن الترمذی، کتاب الدّعاء، باب ما جاء فی دُعاء النّبی ﷺ، برقم: ۳۵۴۹، ۳۹۱/۴
ایضاً مشکاة المصابیح، کتاب الصّلاة، باب التحریص علی قیام اللیل، الفصل الثانی
برقم: ۱۲۲۷، ۱-۲۴۲/۲

۶۱۴۔ المسند للإمام أحمد: ۴۲۰/۲

۶۱۵۔ سُنن الدّار قطنی، کتاب الصّلاة، باب دعاء الاستفتاح بعد التّکبیر، برقم: ۱۱۲۷،
۱۱۲۸، ۱/۱-۲۹۸

۶۱۶۔ جب کہ ”ہدایہ“ میں ہے کہ امام اعظم کے نزدیک کم از کم ایک آیت اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات جواز نماز کے لئے کافی ہیں، دیکھئے: الہدایہ،

کتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، فصل فی القراءة، ۱-۲۷/۲

قرأت لازم ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی (۶۱۷) اور امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے، البتہ اُن کے نزدیک فاتحہ کے بعد قرأتِ سورت مسنون ہے واجب نہیں، اور اُن کے ساتھ امام شافعی اور امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے، اور وہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے کے قائل ہیں، یعنی فرض قرار دیتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے نزدیک فاتحہ اور اُس کے ساتھ کسی سورت کا انضمام (یعنی ملانا) واجب ہے۔ کما قبل فی ”الہدایۃ“ (۶۱۸)

اور امام کے پیچھے سورت الفاتحہ کا پڑھنا اختلافی مسئلہ ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی خواہ سری ہو یا جہری سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت ہے، اور اُن کی دلیل امام احمد (۶۱۹) اور دارقطنی (۶۲۰) کی مروی حدیث حجت ہے:

”قِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةً لَهُ“ (۶۲۱)

یعنی، امام کی قرأت مقتدی کو بھی کافی ہے۔ (۶۲۲)

اور امام ابو داؤد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح

۶۱۷۔ یعنی مطلقاً قرأت فرض ہے سورۃ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ چھوٹی سورت جیسے سورۃ کوثر، چھوٹی تین آیات اس طرح ایک آیت یا دو آیات جو چھوٹی تین آیات کے برابر ہوں فرض کی پہلی دو رکعات میں اور فرائض کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں ملانا واجب ہے جیسا کہ ”در مختار“ (کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ص ۶۴) میں ہے۔

۶۱۸۔ الہدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ۱-۲/۶۰

۶۱۹۔ المسند للإمام أحمد، ۳/۳۳۶

۶۲۰۔ سُنَنِ الدَّارِ قُطْنِي، کتاب الصلاۃ، باب ذکر قوله ﷺ ”مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً، بِرَقْم: ۱۲۲۳، ۱/۱/۳۲۱

۶۲۱۔ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ، کتاب الصلاۃ، باب إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصَتُوا، بِرَقْم: ۸۵۰، ۱/۴۶۰

۶۲۲۔ اور حدیث شریف جسے امام ولی الدین ترمیزی نے ”مشکاة المصابیح“ کے کتاب الصلاۃ، باب الْقِرَاءَةُ فِي الصَّلَاةِ (الفصل الأول) میں نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ ”جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ“ اس کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کے منع ہونے اور اس پر جہری خواہ سری نماز میں قرأت کے واجب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ (لمعات التنقیح، کتاب الصلاۃ، باب القراءة فی الصلاۃ، الفصل الأول، بِرَقْم: ۸۲۷، (۶)، ۳/۱۳۴)

ہے، جسے امام محمد نے ”موطا“ (۶۲۳) میں بطریق موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن جابر روایت کیا ہے۔ (یہاں پر ”تفسیر الحسنات“ کا بیان مکمل ہوا) (۶۲۴)

نماز تہجد امت کے حق میں اگرچہ نہ فرض ہے اور نہ واجب لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان جو نبی ﷺ کے افعال کے اتباع کو اپنے لئے ضروری و لازمی جانتے تھے اُن سے یہ متصور نہیں کہ وہ اس کے تارک ہوں چنانچہ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات میں بکثرت احادیث و آثار ہیں جن کا احاطہ نہیں ہو سکتا، لیکن بحیثیت مجموعی طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے افعال کی پیروی اور اتباع کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

جب آپ ﷺ نے اپنی نعلین مبارک اُتاری تو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی جوتیاں اُتار دیں۔ (۶۲۵)

۶۲۳۔ موطا الإمام مالك، رواية محمد بن حسن شيباني، أبواب الصلاة، باب القراءة في الصلاة

خلف الإمام، برقم: ۱۱۷، ص ۶۱

۶۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اُس کی اقتداء کی جائے پس وہ جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو“ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الصلاة، (باب الإمام يصلي من قعود، برقم: ۶۰۴، ۱/۲۸۷) میں، امام نسائی نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الافتتاح و باب إكتفاء المأموم بقراءة الإمام، برقم: ۹۲۲، ۱/۲۰۴) میں، امام ابن ماجہ نے اپنی ”سُنن“ کے کتاب الصلاة (باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا، برقم: ۸۴۶، ۱/۴۵۸) میں اور امام احمد نے ”المسند“ (۴/۳۵۳) میں روایت کیا اور ولی الدین تبریزی نے ”مشكاة المصابيح“ کے کتاب الصلاة، باب القراءة في الصلاة (الفصل الثاني، برقم: ۸۵۷، ۱-۲/۱۷۸) میں نقل کیا ہے۔

۶۲۵۔ سُنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة في النعل، برقم: ۶۵۰، ۱/۳۰۲

أيضاً سُنن الدارمي، كتاب الصلاة، باب الصلاة في النعلين، برقم: ۱۳۷۸، ۱/۲۳۵

أيضاً مسند عبد بن حميد، من مسند أبي سعيد الخدري، برقم: ۸۸۰، ص ۲۷۸

أيضاً صحيح ابن خزيمة، جماع أبواب اللباس في الصلاة، باب ذكر الدليل على أن

المصلي الخ، برقم: ۷۸۶، ۱/۴۰۵

أيضاً الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الصلاة، باب فرض متابعة الإمام، ذكر

یہ تھا ذوق و محبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا، (۶۲۶) یہ بھی اُن صحابہ کرام کی محبت کا صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکالیف کو دیکھتے ہوئے پیارے محبوب ﷺ کی رحمت و شفقت پر کرم فرمایا کہ اس حکم میں آسانی کی اُمت کی مغفرت کے غم میں رہتے تھے اور اپنے امتیوں کی معمولی سی تکلیف، دکھ، درد، مصیبت کو برداشت نہ فرماتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (۶۲۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر

الأمر لمن أتى المسجد النخ، برقم: ۲۱۸۲، ۳/۳، ۳۰۵، ۳۰۶

أيضاً المسند للإمام أحمد: ۳/۲۰، ۹۲

أيضاً بلوغ الأمان من أسرار الفتح الرباني، كتاب الصلاة، إجتنب النجاسة النخ، الصلاة في النعل، برقم: ۱۴۲۷، ۱/۳۸۰

أيضاً فتح المتعال في مدح النعال، الباب الأول، حكم الصلاة في النعال، ص ۴۵

۶۲۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ جمعہ کے دن حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے انہوں نے سنا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بیٹھ جاؤ“ تو حضرت ابن مسعود مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ لیا، فرمایا اے عبداللہ بن مسعود ادر آؤ (سُنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب الإمام یکلم الرجل فی خطبته أيضاً صحیح ابن خزيمة، کتاب الجمعة، جماع أبواب الأذان، باب أمر الإمام النخ، برقم: ۱۷۸۰، ۲/۸۶۳۔ أيضاً جامع بیان العلم و فضلہ، باب (۶۱) نکتہ يستدل بها على استعمال عموم الخطاب النخ، برقم: ۸۶۲، ۲/۱۳۳، ۱۳۴) اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں تھے کہ آپ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بیٹھ جاؤ“ تو وہ وہیں راستے میں بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس سے گزرے تو فرمایا ”تیرا کیا حال ہے؟“ عرض کی حضور میں نے آپ کو ”بیٹھ جاؤ“ فرماتے سنا تو میں بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے (وعادی کہ) ”اللہ تعالیٰ تیری طاعت کو زیادہ کرے“ (جامع بیان العلم و فضلہ، باب (۶۱) نکتہ يستدل بها النخ، برقم: ۸۶۲، ۲/۱۳۴) متن اور حاشیہ میں ذکر کردہ ان چند واقعات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کے قول اور فعل کو واجب العمل گردانتے تھے، مسلمانو! حضرات صحابہ کرام کا عمل دیکھو پھر اپنے آپ کو دیکھو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ سے وہ تعلق ہے جسے یوں بیان فرمایا:

كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ (ﷺ) (۶۲۸)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم، خُدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

۳۵۔ ﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَاِذَا قُرْآنُهُ

فَاتَّبَعَ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝ ﴾ (۶۲۹)

ترجمہ: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ تو جب ہم اُسے پڑھ چکیں اُس وقت اُس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔ پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: بخاری و مسلم اور دیگر کُتبِ احادیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزولِ وحی کی ہدایت کی وجہ سے جلد جلد پڑھتے، اور اپنی زبان مبارک اور اپنے مقدس ہونٹوں کو جلد جلد حرکت دیتے، اس خوف سے کہ نازل شدہ آیات سے کچھ حصہ یاد سے نہ رہ جائے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (۶۳۰)

نبوت کی گراں ذمہ داریوں کا حضور ﷺ کو از حد احساس تھا جب وحی نازل ہوتی تو حضور ﷺ پوری طرح متوجہ ہوتے اور جبریل امین جو نبی اللہ تعالیٰ کے کلام کی قرأت شروع کرتے حضور بھی جلدی جلدی سے تلاوت فرماتے، مبادا کوئی لفظ رہ نہ جائے، بیک وقت تین

۶۲۸۔ ان کلمات کی تخریج کتاب کے ابتدائی صفحات میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

۶۲۹۔ سورة القيامة: ۷۵/۱۶ تا ۱۹

۶۳۰۔ صحيح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب: ۴، برقم: ۵، ۷/۱

أيضاً صحيح مسلم، کتاب الصلاة، باب الاستماع للقرأة، برقم: ۹۳۵/۱۴۷۔

(۴۴۸)، ص ۲۱۳، ۲۱۴

أيضاً تفسير ابن كثير، سورة (۷۵) القيامة، الآية: ۱۶، ۵۸۰/۴

أيضاً تيسير الوصول، سورة (۷۵) القيامة، الآية: ۱۶، ص ۳۷۷

کام، سراپا توجہ بن کر سُننا، اُس کی تلاوت کرنا، اور اُس کے مفہوم کو سمجھنا بڑا دِقّت طلب اور تکلیف دہ کام تھا، اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی یہ تکلیف گوارا نہ فرمائی، اس زحمت سے بچانے کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔

چونکہ یہاں قیامت اور قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہو رہا تھا، مضمون کی اہمیت کے پیش نظر حضور ﷺ نے اپنے تین کاموں میں مزید کوشش فرمائی اللہ عزوجل نے اس شدّت کو کم کرنے اور اس تکلیف سے بچانے کے لئے اپنے پیارے نبی مکرم ﷺ پر خصوصی رحمت فرمائی ہے کہ محبوب! آپ کو اس قدر کوشش کرنے کی ضرورت نہیں، جب جبریل ہماری آیتیں پڑھ کر سُنا رہے ہیں تو اس وقت آپ صرف دھیان سے سُنتے جائیں اور یہ فکر نہ کریں کہ کلام کا کوئی حصہ فراموش ہو جائے گا یا کوئی حکم پوری طرح سمجھانہ جائے گا، یہ فکر دل سے نکال دیں یہ کام ہم نے اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔

جب جبریل وحی کا القا کر چکیں گے تو اُس کا ایک ایک کلمہ ایک ایک حرف آپ کے حافظہ میں نقش ہو جائے گا، اس سارے کلام کو ہم آپ کے سینہ مبارک میں جمع کر دیں گے، اور پھر ہر آیت کا، آیت کے ہر کلمہ کا مقصد اور مفہوم آپ کو سمجھا دینا یہ بھی ہمارا کام ہے، ان چار آیات نے فتنہ انکارِ سنت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا، منکرینِ سنت کے زبردست اعتراضات کا قلع قمع کر کے رکھ دیا، ہر وہ شخص جو قرآن کو خداوندِ عالم کا کلام سمجھتا ہے اُس کے لئے نجات کا راستہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

منکرینِ سنت کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر صرف قرآن کریم نازل فرمایا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی وحی حضور ﷺ پر نہیں اُتری، قرآن کی جو تعبیر یا احکام قرآنی کی جو تفصیل ہمیں کُتبِ احادیث میں ملتی ہے یہ حضور کی ذاتی رائے ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

قرآن کی ایک چھوٹی آیت ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (۶۳۱) ترجمہ: ”پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا“۔ نے اعتراضات کے اس طومار کو نیست و نابود کر دیا، فرمایا جو کلام آپ پر نازل کیا جا رہا ہے اس کا یاد کر دینا اُس کو آپ کے سینہ میں جمع کر دینا بھی ہمارا

کام ہے اور اُس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

یعنی قرآن کریم کے احکامات ارشادات کے مفہوم اور مدعا کو پوری طرح سمجھا دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے، یہ آپ کی صوابدید یا اجتہاد پر موقوف نہیں، بلکہ ہم نے (جو عالم الغیب و الشہادہ ہیں، ماضی، حال، مستقبل کے زمانوں اور اُن کے ہر لحظہ بدلتے ہوئے تقاضوں کے خالق ہیں) انہیں کھول کر آپ کو سکھایا ہے، جب قرآن اور قرآن کا بیان دونوں مُنزَل مِن اللہ ہیں، تو دونوں کا اتباع ہر مومن پر لازم ہوگا اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ ایک تو واجب العمل قرار دے اور دوسرے کو ساقط العمل۔

منکرینِ سنت نے ﴿إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ایک حکم جو ایک جگہ قرآن میں مجملًا مذکور ہے، دوسری آیت میں اُس میں تفصیل درج کر دی گئی اور یہی بیان قرآن ہے جس کا وعدہ کیا گیا، اس کو وہ تفسیر القرآن بالقرآن پر بھاری بھر کم اور رُعب دار اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں، ہم بصد ادب اُن کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ سارے قرآن سے حج کرنے کا طریقہ ہمیں سمجھا دیں، ہم ان کی قرآن فہمی کی داد دیں گے اگر وہ سنت کی روشنی کے بغیر حج ادا کرنے کے حکم کی تعمیل کریں گے تو انہیں نویں ذی الحجہ کا تعین ملے گا، نہ طواف کا طریقہ، نہ احرام کی تفصیلات، نہ سعی نہ دیگر افعال حج کا انہیں صحیح علم ہوگا، اُن کے اجتہاد کے مطابق ملتِ اسلامیہ کا یہ بین الاقوامی اجتماع انتشار و اختلاف کی نذر ہو جائے گا۔

حج سے بھی زیادہ اہم عبادت نماز ہے، آپ نماز کے بارے میں قرآن کریم کی سب آیتوں کو چُن کر جمع کر لیں، پھر عربی لغت کی ساری کُتب جو دستیاب ہو سکتی ہیں وہ بھی فراہم کر لیں، مزید یہ کہ عربی زبان کے ماہرین کو تلاش کریں اُن میں جو ماہر ترین ہوں اُن کی ایک جماعت کو بھی پاس بٹھالیں اور ہمیں ”اقِیْمُوا الصَّلَاةَ“ کا معنی سمجھا دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس حکم کی تعمیل ہم سے کس صورت میں چاہتا ہے، یہ لوگ برسوں مغز ماری کرتے رہیں، سنتِ نبوی کی مدد کے بغیر آیت کریمہ کے ان دو کلمات کا معنی نہیں بتا سکتے چہ جائیکہ سارے قرآن کو سمجھنے کا دعویٰ کریں۔

قرآن اور بیانِ قرآن (سنتِ نبوی) اس آیت کے مطابق سب مُنزَل مِن اللہ ہیں، ان

کو جُدا نہیں کیا جاسکتا عمل کرنا ہے تو دونوں پر عمل کرنا ہوگا، اگر بیانِ قرآن کو نظر انداز کر دیں تو ممکن ہی نہیں کہ قرآن کا اس طرح اتباع کریں جس طرح اُس کے نازل کرنے والے کا منشاء ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ عز وجل کے ذکر کے ساتھ ذکرِ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنیں:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۳۲)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۳۳)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ (کنز الایمان)

﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولَهُ﴾ (۶۳۴)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کے سوا۔ (کنز الایمان)

﴿بِرَأْيِهِ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۶۳۵)

ترجمہ: بیزاری کا حکم سننا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (کنز الایمان)

﴿وَإِذَا نَزَلَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۶۳۶)

ترجمہ: اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (کنز الایمان)

﴿مَنْ يُخَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۳۷)

ترجمہ: جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿مَا اتَّهَمُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۳۸)

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول نے اُن کو دیا۔ (کنز الایمان)

﴿إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ﴾ (۶۳۹)

ترجمہ: اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے۔ (کنز الایمان)

۶۳۲۔ سورة النساء: ۱۳/۴	۶۳۳۔ سورة النساء: ۱۴/۴
۶۳۴۔ سورة التوبة: ۱۶/۹	۶۳۵۔ سورة التوبة: ۱/۹
۶۳۶۔ سورة التوبة: ۳/۹	۶۳۷۔ سورة التوبة: ۶۳/۹
۶۳۸۔ سورة التوبة: ۵۹/۹	۶۳۹۔ سورة التوبة: ۵۴/۹

﴿وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۴۰)

ترجمہ: اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔ (کنز الایمان)

﴿أَغْنَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (۶۴۱)

ترجمہ: اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (کنز الایمان)

﴿الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۴۲)

ترجمہ: جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا۔ (کنز الایمان)

﴿الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۴۳)

ترجمہ: وہ کہ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے۔ (کنز الایمان)

﴿قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (۶۴۴)

ترجمہ: تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔ (کنز الایمان)

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۴۵)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے۔ (کنز الایمان)

﴿فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ (۶۴۶)

ترجمہ: تو اُس کا پانچواں حصہ خالص اللہ اور رسول کا ہے۔ (کنز الایمان)

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (۶۴۷)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۶۴۸)

ترجمہ: اور جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں۔ (کنز الایمان)

﴿أَنْ يُحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولَهُ﴾ (۶۴۹)

۶۴۱۔ سورة التوبة: ۹/۷۴

۶۴۲۔ سورة التوبة: ۹/۹۰

۶۴۳۔ سورة المائدة: ۵/۳۳

۶۴۴۔ سورة الأنفال: ۸/۱

۶۴۵۔ سورة الأنفال: ۸/۴۱

۶۴۶۔ سورة النور: ۲۴/۵۱

۶۴۰۔ سورة التوبة: ۹/۹۴

۶۴۱۔ سورة التوبة: ۹/۹۰

۶۴۲۔ سورة الأنفال: ۸/۱

۶۴۳۔ سورة الأنفال: ۸/۴۱

۶۴۴۔ سورة النور: ۲۴/۵۱

۶۴۵۔ سورة النور: ۲۴/۵۰

ترجمہ: (یا یہ کہ ڈرتے ہیں کہ) اللہ و رسول اُن پر ظلم کریں گے۔ (کنز الایمان)

﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۶۵۰)

ترجمہ: وہ جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے۔ (کنز الایمان)

﴿وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (۶۵۱)

ترجمہ: اور سچ فرمایا اللہ اور اُس کے رسول نے۔ (کنز الایمان)

﴿أَطَعْنَا اللَّهَ وَ اطَعْنَا الرَّسُولَ﴾ (۶۵۲)

ترجمہ: ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور اس کے رسول کا حکم مانا ہوتا۔ (کنز الایمان)

بکثرت آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر فرمایا۔ یہاں پر اُن میں سے چند کا ذکر کیا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تقریباً اپنے تیس (۳۰) ناموں سے مخصوص فرمایا وہ اسماء حسب ذیل ہیں:

الْأَكْرَمُ، الْأَمِينُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الْبَشِيرُ، الْجَبَّارُ، الْحَقُّ، الْخَبِيرُ،
ذُو الْقُوَّةِ، الرَّؤُوفُ، الرَّحِيمُ، الشَّهِيدُ، الشَّكُورُ، الصَّادِقُ، الْعَظِيمُ،
الْعَفْوُ، الْعَالِمُ، الْعَزِيزُ، الْفَاتِحُ، الْكَرِيمُ، الْمُبِينُ، الْمُهِينُ، الْمُقَدَّسُ،
الْمَوْلَى، الْوَلِيُّ، النُّورُ، الْهَادِي، طه، اور یس (۶۵۳)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيَجْلَهُ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَ هَذَا مُحَمَّدُ (۶۵۴)

یعنی، اللہ عز و جل نے اپنے نام سے آپ ﷺ کا نام نکالا، تاکہ آپ

۶۵۰۔ سورۃ النور: ۲۴/۶۲ ۶۵۱۔ سورۃ الأحزاب: ۳۳/۲۲

۶۵۲۔ سورۃ الأحزاب: ۳۳/۶۶

۶۵۳۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے جو تفصیل ذکر کی اُن میں سے مذکورہ بالا اسماء لئے کئے گئے ہیں، دیکھئے:

الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الثالث، فصل في تشریف الله

تعالیٰ بما سَمَّاه به من أسمائه الحُسنى الخ، ص ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷

۶۵۴۔ دیوان حسان بن ثابت الأنصاری، قافية الدال، ص ۱۳۱

ﷺ کی عزت ہو پس صاحب عرش (اللہ تعالیٰ) محمود ہے اور آپ محمد

ﷺ ہیں۔ (۶۰۵)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پس ان تیس (۳۰) ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآن کریم میں ملتے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

الْأَحَدُ، الْأَصْدَقُ، الْأَحْسَنُ، الْأَجْوَدُ، الْأَعْلَى، الْأَمِيرُ، النَّاهِي،
الْبَاطِنُ، الْبَرُّ، الْبُرْهَانُ، الْحَاشِرُ، الْحَافِظُ، الْحَفِیْظُ، الْحَسِیْبُ،
الْحَكِيمُ، الْحَلِيمُ، الْحَيُّ، الْخَلِیْفَةُ، الدَّاعِي، الرَّافِعُ، الْوَاضِعُ،
رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ، السَّلَامُ، السَّيِّدُ، الشَّاکِرُ، الصَّابِرُ، الصَّاحِبُ
الطَّيِّبُ، الظَّاهِرُ، الْعَدْلُ، الْعَلِيُّ، الْغَالِبُ، الْغَفُورُ، الْغَنِيُّ، الْقَائِمُ،
الْقَرِیْبُ، الْمَاجِدُ، الْمُعْطَى، النَّاسِخُ، النَّاشِرُ، الْوَفِيُّ، حَمَّ اور
نُون (ﷺ) (۶۰۶)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَضَمَّ إِلَهَ اسْمِ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ (۶۰۷)
یعنی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا، جب مؤذِّن پانچویں
وقت ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہتا ہے تو اُس کے ساتھ ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ
اللَّهِ“ کا بھی اظہار کرتا ہے۔ (۶۰۸)

اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ سے کتنا پیار ہے، اپنے ذکر کے ساتھ محبوب کا ذکر
شامل فرما کر آپ کی شان کو بلند فرمایا، چنانچہ ایک عاشق صادق جسے دنیا امام اہلسنت کے نام
سے جانتی ہے فرماتے ہیں:

۶۰۵۔ الشِّفَاءُ بِتَعْرِيفِ حَقِّ الْمَصْطَفَى، الْقِسْمُ الْأَوَّلُ، الْبَابُ الثَّالِثُ، فَصْلٌ فِي تَشْرِيفِ اللَّهِ

تَعَالَى بِمَا سَمَّاهُ بِهِ الْخ، ص ۱۵۴

۶۰۶۔ الْخَصَائِصُ الْكُبْرَى، بَابُ اخْتِصَاصِهِ ﷺ بِمَا سَمَّى بِهِ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى، ۷۸/۱

۶۰۷۔ دِيْوَانُ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَافِيَةُ الدَّالِ، ص ۱۳۱

۶۰۸۔ الْخَصَائِصُ الْكُبْرَى، بَابُ اخْتِصَاصِهِ ﷺ بِاشْتِقَاقِ اسْمِهِ الشَّرِيفِ الشَّهِيرِ مِنْ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى، ۷۸/۱

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
 نہیں اُن کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں
 کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
 دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
 کھلے کیا راز محبوب و محبت مستانِ غفلت پر

شراب قد رَأَى الْحَقَّ جَامِ مَنْ رَأَىٰ هِيَ (حدائق بخشش)
 ۳۶۔ ﴿وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾ (۶۵۹)
 ترجمہ: چاشت کی قسم، اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہارے خدا نے نہ چھوڑا اور
 نہ مکروہ جانا۔

شانِ نزول: ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفار نے بطریق طعن کہا
 کہ محمد (ﷺ) کو اُن کے رب نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۶۶۰)
 دوسری روایت جو شیخین سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ علالتِ طبع کے باعث دو تین
 روز سحری کے وقت بیدار ہو کر مصروفِ عبادت نہ ہوئے، تو ابو لہب کی بیوی اُم جمیل جس کا
 مکان حضور ﷺ کے پڑوس میں تھا وہ آئی اور کہنے لگی:

يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ
 قَرَبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ

یعنی، میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، دو تین
 رات سے میں نے اُسے تمہارے پاس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس گستاخی کے جواب میں یہ سورہ پاک نازل ہوئی۔ (۶۶۱)

۶۵۹۔ سورۃ الضحیٰ: ۱/۹۳ تا ۳

۶۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد و السیر، باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین و
 المنافقین، برقم: ۴۶۷۹/۱۱۴۔ (۱۷۹۷)، ص ۸۸۸

۶۶۱۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾ برقم: ۴۹۵۰، ۴۹۵۱،
 ۳۲۹/۳ و کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزول الوحي الخ، برقم: ۴۹۸۳، ۳۴۲/۳
 ایضاً صحیح مسلم، کتاب الجہاد و السیر، باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین و
 المنافقین، برقم: ۴۶۸۰/۱۱۵۔ (۱۷۹۷)، ص ۸۸۹

چاشت کے متعلق مُفسرین کے کئی اقوال منقول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہی وہ سعید وقت ہے جس وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، جس میں جادوگر عظمت رسالت دیکھ کر سجدہ ریز ہوئے، بعض علماء نے کہا کہ مراد ہے رُوئے محبوب (ﷺ) کی قسم ہے اور شبِ کنا یہ ہے کہ آپ کے گیسوئے عنبریں سے۔ (۶۶۲)

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”تفسیر“ میں فرماتے ہیں: بعض مُفسرین نے کہا کہ ”ضُحیٰ“ سے مراد حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن اور ”لیل“ سے شبِ معراج ہے، ”ضُحیٰ“ سے مراد حضور ﷺ کا رُخِ انور ہے، اور ”لیل“ سے زلفِ عنبریں اور بعض نے فرمایا ”ضُحیٰ“ سے مراد نورِ علم ہے جو آنجناب کو دیا گیا تھا، جس کے سبب سے عالمِ غیب کے مخفی اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے اور ”لیل“ سے مراد حضور کا عفو و درگزر کا خلق ہے جس نے اُمت کے عیبوں کو ڈھانپ لیا ہے، بعض علماء کا ارشاد ہے کہ ”ضُحیٰ“ سے مراد حضور ﷺ کے ظاہری احوال ہیں، جن سے مخلوق آگاہ ہے، اور رات سے مراد حضور ﷺ کے احوالِ باطن ہیں جن کو علّام الغیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ (۶۶۳)

امام عشق و محبت فرماتے ہیں:

ہے کلامِ الہی میں شمس و ضُحیٰ تیرے چہرہ نور افزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں رازِ یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

(حدائقِ بخشش)

روشن دن اور پُر سکون تاریک رات کی قسم بیان کر کے کفار کے اعتراضات اور مطاعن کی تردید فرمائی اور ساتھ ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلجوئی کر دی، کہ اے محبوب! آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض ہے، بلکہ نُزولِ وحی کی اس تاخیر میں بھی اُس کی حکمت تھی، اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا ایک واقعہ ”تاج المذکرین“ اور ”ثمار الغراولیں“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

۶۶۲۔ روح البیان، سورۃ (۹۳) الضُحیٰ، الآیۃ: ۱، ۱۰/۵۴۲

ایضاً خزائن العرفان، سورۃ (۹۳) الضُحیٰ، ص ۷۰۸

۶۶۳۔ تفسیر عزیزی، پارہ عم، سورۃ الضُحیٰ، ص ۲۱۹

زبانی درج ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد! جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعت عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا، پھر مجھے پوچھا: ”مَنْ خَلَقَكَ؟“ (جبریل تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟) میں نے کہا اے پروردگار! ”أَنْتَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمَعْبُودُ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا الْعَبْدُ الذَّلِيلُ الْخَاضِعُ الْمُنْقَادُ“ بعد ازاں پھر مجھے اٹھارہ سال کوئی خطاب نہ کیا، پھر خطاب فرمایا ”مَنْ خَلَقَكَ وَمَنْ أَنَا“ جبریل تمہیں کس نے پیدا کیا؟ اور میں کون ہوں؟ میں نے کہا اے پروردگار! ”أَنْتَ خَالِقِي وَرَزَاقِي وَمُحْيِي وَمُمِيتِي وَوَارِثِي وَأَنَا الْعَبْدُ الضَّعِيفُ الْمُسْكِينُ وَالْمُسْتَكِينُ“ پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا پھر مجھے خطاب ہوا مجھے پوچھا گیا، میں کون ہوں؟ اور تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا، ”أَنْتَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِي وَأَنَا الْعَبْدُ الْعَاذِرُ الْخَاضِعُ الْخَاشِعُ“ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم نے صحیح کہا، میں نے جرات کرتے ہوئے عرض کی اے اللہ! مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق پیدا فرمائی ہے، حکم ہوا سامنے دیکھو، میں نے اُس نور کے دائیں بائیں، شمال جنوب میں نور کے ارد گرد چار ہالے دیکھے، میں نے عرض کی یا اللہ! یہ نور کون ہے؟ اس کی ضیاؤں سے میری آنکھیں چندھیائے جا رہی ہیں۔

فرمایا یہ نور اُس کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا، تمام فرشتوں اور تمام مخلوقات کو صرف اُسی کی برکت سے پیدا کروں گا، اور اُس کے وجود گرامی کو اُن سب پر مشرف و مکرم بنا دیا ہے، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت و دوزخ اس ہستی کے طفیل عالم وجود میں آئیں، میں نے عرض کیا یا اللہ! یہ چار نور کے ہالے کون ہیں؟ فرمایا، آپ کے دائیں طرف آپ کے وزیر ابو بکر صدیق، بائیں طرف آپ کے وزیر عمر بن خطاب ہیں، آپ کے آگے آپ کے حبیب عثمان بن عفان اور آپ کے پیچھے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ ”نثار الغرادلہ“ میں پیچھے کی طرف حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کیا اور سامنے کی طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، فرمایا کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ! چار افراد کتنے برگزیدہ ہیں؟ فرمایا یہ میرے دوست ہوں گے، جو ان کو دوست رکھے گا میں اُسے دوست رکھوں گا، جو ان سے دشمنی رکھے گا میں اُس سے دشمنی رکھوں گا، ان کے دوستوں کو بہشت میں

اپنی رضا دوں گا اور ان کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ میں مبتلا کروں گا۔ (۶۶۴)

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر جو اپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے
(حدائق بخشش)

یہ ہے وہ پیارا محبوب ﷺ جس کو رب نے اپنا محبوب بنایا اُن کی بارگاہ میں جب بھی
کسی نے گستاخی کی، اللہ تعالیٰ نے اُس کا جواب عطا فرما کر اُن کو ذلیل و خوار فرمایا اور اپنے
حبیب ﷺ کی دلجوئی فرما کر شان کو دوبالا فرمایا، اُن کا چرچا اپنی مخلوق کی زبان پر جاری و
ساری فرمایا۔ سبحان اللہ

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام
اُن کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود اُن کے اصحاب و عمرت پر لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

۳۷۔ ﴿وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝﴾ (۶۶۵)
ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے، اور بے شک قریب ہے
کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنز الایمان)

فرمایا بلکہ آپ پر آپ کے رب کے لطف و کرم اور انعام و احسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری
رہے گا، ہر آنے والی ساعت گزری ہو ساعت سے ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں
سے، ہر آنے والی حالت گزشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ تر، بہتر سے بہتر تر اور ارفع سے ارفع
تر ہوگی، اس ایک جملہ میں کفار کے طعن و تشنیع کا سد باب بھی ہو گیا، اور اسلام کے درختاں
مستقبل کے بارے میں خوشخبری بھی سُنادی۔

دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور کو ذرا تصور میں لائیے، ابھی گنتی کے چند افراد نے
دینِ حق کو قبول فرمایا تھا، باقی تمام اہل مکہ نبی اسلام اور اہل اسلام کے خون کے پیاسے تھے،
انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اسلام کا چراغ بجھا کر رہیں گے، تو حید کا یہ گلشن جو مصطفیٰ ﷺ

۶۶۴۔ اسے علامہ اویسی نے ”مدارج النبوة“ کے حوالے سے اپنی کتاب ”شہد سے بیٹھا نام محمد ﷺ“،
ص ۹۰، ۹۱، ۹۲ میں ذکر کیا ہے۔

۶۶۵۔ سورة الضحیٰ: ۹۳/۴، ۵

لگا رہے ہیں، اُس کا ایک ایک پودا جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیں گے، اُس وقت یہ کون خیال کر سکا تھا کہ یہ دین چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ عرب کا چپہ چپہ نور اسلام سے جگمگانے لگا۔ نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ وہ عزت و سروری اور شانِ محبوبی عطا فرمائے گا کہ آج جو خون کے پیاسے ہیں کل اشارہ پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے، اور حضور ﷺ کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیں گے اُس کو چہروں اور سینوں پر ملیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضور کی اُمت جو بعد میں فتوحات حاصل کرے گی وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائیں، جسے دیکھ کر حضور بہت خوش ہوئے، اُسی وقت جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿وَلَا خَيْرَ لَكَ مِنَ الْأُولَى﴾ (۶۶۶)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

یعنی ہماری نوازشات صرف ان فتوحات ہی میں منحصر نہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اشاعتِ اسلام اور اُس کی ترقی کے لئے ہر وقت فکر مند رہا کرتے تھے، دینِ حق کی سر بلندی کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تمام قوتیں اور کوششیں مرکوز فرما رکھی تھیں، ہر لمحہ اپنی اُمت کی بخشش و مغفرت کی فکر دامن گیر رہتی تھی، ان تمام تفکرات اور اضطرابات کو یہ فرما کر دُور کر دیا، کہ آپ کا رب اپنے لطف و کرم کا آپ پر وہ مینہ برسائے گا کہ آپ کا قلب اطہر خود مسرور ہو جائے گا۔

علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا کریمانہ وعدہ ہے، جو اُن تمام عطیات کو شامل ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دنیا میں سرفراز فرمایا، یعنی کمالِ نفس، اولین و آخرین کے علوم، اسلام کا غلبہ، دین کی سر بلندی اُن فتوحات کے باعث جو عہدِ رسالت میں ہوئیں، اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئیں، یا دوسرے مسلمان بادشاہوں نے حاصل کیں اور اسلام کا دنیا کے مشارق و مغارب میں پھیل جانا، نیز یہ وعدہ اُن عنایات اور عزت افزائیوں کو بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے لئے آخرت کے لئے محفوظ رکھی ہیں، جن کی حقیقت اور نہایت کو اللہ تعالیٰ کے

بغیر کوئی اور نہیں جان سکتا۔ (۶۶۷)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ بن شریح کہتے ہیں کہ میں نے امام مذکور سے پوچھا کہ جس شفاعت کا ذکر اہل عراق کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ نے فرمایا بخدا! حق ہے مجھ سے محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَشْفَعُ لِأُمَّتِي حَتَّى يُنَادِيَ رَبِّي أَرْضِيَتْ
يَا مُحَمَّدًا! فَأَقُولُ: نَعَمْ يَا رَبِّ رَضِيَتْ (۶۶۸)

یعنی، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنی اُمت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ میرا رب مجھے بند اکرے گا اور پوچھے گا اے پیارے! کیا آپ راضی ہو گئے، میں عرض کروں گا ہاں اے میرے پروردگار! میں راضی ہو گیا۔ اُس کے بعد امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص سے کہا کہ اہل عراق تم یہ کہتے ہو کہ قرآن کریم کی سب سے اُمید افزا آیت یہ ہے

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ط﴾ (۶۶۹)

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

لیکن ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب الہی میں سب سے زیادہ اُمید افزا آیت یہ ہے:

۶۶۷۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۹۳) الضحیٰ، الآیۃ: ۵، ۵۲۹/۱۰
۶۶۸۔ اس حدیث شریف کو امام بزار نے اپنی ”مسند“ کے الجزء الثامن، مآروی محمد عن علی، (برقم: ۶۳۸، ۲۳۹/۲، ۲۴۰) میں، امام طبرانی نے ”الأوسط“ کے باب الألف، من اسمہ أحمد، (برقم: ۲۰۶۲، ۱/۵۵۹، ۶۶۰) میں اور حافظ نور الدین سیوطی نے ”کشف الأستار“ کے کتاب البعث، باب الشفاعة، (برقم: ۳۴۶۶، ۴/۱۷۰، ۱۷۱) میں اور ”مجمع البحرین“ کے کتاب البعث، باب الشفاعة، (برقم: ۴۷۹۸، ۴/۲۹۲، ۲۹۳) میں روایت کیا ہے۔

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾ (۶۷۰)

ترجمہ: بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنز الایمان)

امام مسلم نے اپنی ”صحیح“ میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی:

﴿فَمَنْ تَبِعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ (۶۷۱)

ترجمہ: جس نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہے۔

پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ جس میں عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

﴿إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ (۶۷۲)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ میرے بندے ہیں۔ (کنز الایمان)

پھر اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند فرمایا، اور عرض کی الہی! میری اُمت، میری اُمت، پھر حضور ﷺ راز و قطار رونے لگے، اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ فوراً میرے حبیب کے پاس جاؤ اور انہیں جا کر یہ پیغام پہنچاؤ کہ ہم آپ کو آپ کی اُمت کے معاملے میں راضی کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ (۶۷۳)

جائے گی خلد میں ہستی ہوئی اُمت اُن کی کب گوارہ ہوئی اللہ کو رقت اُن کی (حدائق بخشش)

بیہقی نے ”شعب الایمان“ (۶۷۴) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

۶۷۰۔ روح المعانی، سورۃ (۹۳) الضحیٰ، الآیۃ: ۵، ۳۰/۵۲۹

ایضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (۹۳) الضحیٰ، الآیۃ: ۵، ۱۰/۳۰/۲۲۹

۶۷۱۔ سورۃ ابراہیم: ۱۴/۳۶

۶۷۲۔ سورۃ المائدہ: ۵/۱۱۸

۶۷۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب دُعاء النبی ﷺ لأمتہ و بُکاءہ شفقتاً علیہم،

برقم: ۴۱۹/۳۴۶۔ (۲۰۲)، ص ۱۲۳

ایضاً تفسیر روح المعانی، سورۃ (۹۳) الضحیٰ، الآیۃ: ۵، ۱۰/۳۰/۵۳۰

۶۷۴۔ الجامع لشعب الایمان، فضل فی حدب النبی ﷺ لأمتہ و رافقہ بہم، برقم: ۱۳۷۴، ۳/۴۴

قال: رَضَاؤُهُ أَنْ تَدْخُلَ أُمَّتُهُ كُلُّهُمْ الْجَنَّةَ (۶۷۵)
یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ کی رضا
ہے کہ اُن کی ساری اُمت جنت میں داخل ہو۔ (۶۷۶)

خطیب سے روایت ہے:

لَا يَرْضَى مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِهِ فِي النَّارِ (۶۷۷)
محمد ﷺ ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک اُن کا ایک اُمتی بھی دوزخ
میں ہوگا۔ (۶۷۸)

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن تُو ہے اُن کا حسن تیری ہے جنت تیری
(ذوق نعت)

”تفسیر خزائن العرفان“ میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ
جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا، آیت کریمہ صاف دلالت
کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول اللہ ﷺ راضی ہوں گے اور احادیث
شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگار اِن اُمت بخش
دیئے جائیں۔ (۶۷۹) اسی لئے کسی شاعر نے کہا:

۶۷۵۔ تفسیر روح البیان، سورة (۹۳) الضُّحَى، الآية: ۵، ۱۰/۳۰/۵۲۹

أَيْضاً الدُّرُ الْمَنْشُور، سورة (۱۳) الضُّحَى، الآية: ۵، ۸/۴۹۸

۶۷۶۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سُدی کے طریق سے آیہ مذکور کے تحت
روایت کیا کہ قَالَ: مِنْ رَضَا مُحَمَّدٍ ﷺ أَلَّا يَدْخُلَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ (تفسیر ابن جریر،
الضُّحَى، الآية: ۱-۸، ۱۲/۶۲۴۔ أَيْضاً تفسیر روح المعانی، سورة الضُّحَى، الآية: ۵،
۱۰/۳۰/۵۲۹۔ أَيْضاً الدُّرُ الْمَنْشُور، سورة الضُّحَى، الآية: ۱-۱۱، ۸/۴۹۸، یعنی،
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت محمد ﷺ کی رضا یہ ہے کہ اُن کے اہل بیت میں سے
کوئی ایک (بھی) دوزخ میں داخل نہ ہو۔

۶۷۷۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۹۳) الضُّحَى، الآية: ۵، ۱۰/۳۰/۵۲۹، وقال: وَفِي

رواية الخطيب في "تلخيص المتشابه" من وجه آخر عنه

أَيْضاً الدُّرُ الْمَنْشُور، سورة (۹۳) الضُّحَى، الآية: ۱-۱۱، ۸/۴۹۸

۶۷۸۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورة الضُّحَى، ۷/۱۴۰

۶۷۹۔ خزائن العرفان، سورة (۹۳) الضُّحَى، ص ۷۰۸

أَلَمْ يَرْضَكَ الرَّحْمَنُ فِي سُورَةِ الضُّحَى فَحَاشَاكَ أَنْ تَرْضَى وَفِينَا مُعَذِّبٌ (۶۸۰)

یعنی، کیا راضی نہیں فرمایا آپ کو رحمن نے سورہ ضحیٰ میں، پس آپ سے ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ راضی ہو جائیں اور ہم میں کسی کو عذاب دیا جا رہا ہو۔

اور جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقربین تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور محنتیں اٹھاتے ہیں وہ کریم اللہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کو راضی کرنے کے لئے عطاء عام فرماتا ہے۔ (۶۸۱)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خُدا چاہتا ہے رضا ہے محمد ﷺ

۳۸۔ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۖ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۚ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۖ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۚ﴾ (۶۸۲)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا، جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی، اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔ (کنز الایمان)

علامہ راغب اصفہانی ”شرح“ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی گوشت کاٹنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو ”الشرح“ کہتے ہیں، اسی سے شرح صدر ماخوذ ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ نور الہی سے سینہ کا کشادہ ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے تسکین و طمانیت کا حاصل ہو جانا، اُس کی طرف سے دل میں مسرت و راحت کا شعور پیدا ہو جانا۔ (۶۸۳)

علامہ سید آلوسی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”الشرح“ اصل میں کشادگی اور فراخی کا مفہوم ادا کرتا ہے کسی اُلجھی ہوئی اور مشکل بات کی توضیح کو بھی ”شرح“ کہتے ہیں، فرماتے ہیں، شرح کے لفظ کا استعمال دلی مسرت اور قلبی خوشی کے لئے بھی ہوتا ہے، آخر میں لکھتے ہیں، یعنی شرح صدر کا یہ مفہوم بھی لیا جاتا ہے کہ نفس کو قوت قدسیہ اور انوار الہیہ سے اس طرح مؤید کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے، ملکات کے ستاروں کے لئے آسمان بن جائے، اور گونا گوں تجلیات کے لئے عرش بن جائے، جب کسی

۶۸۰۔ تحقیق روح المعانی، سورة الضحی، الآية: ۵، ۱۰/۳۰/۵۲۹

۶۸۱۔ خزائن العرفان، سورة (۹۳) الضحی، ص ۷۰۸

۶۸۲۔ سورة الإنشراح: ۱/۹۴ تا ۴

۶۸۳۔ مفردات ألفاظ القرآن، کتاب الشین، ص ۴۴۹

کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اُس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کر سکتی، اُس کے نزدیک مستقبل، حال اور ماضی سب یکساں ہو جاتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے احسان کا ذکر فرما رہا ہے۔ (۶۸۴)

اس تحقیق کے بعد آیت کی تشریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو گشادہ نہیں کر دیا کہ غیب کے دونوں جہان اس میں سما گئے، استفادہ اور افادہ کی دونوں ملکیتیں جمع ہو گئی ہیں، علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے حصول میں رکاوٹ نہیں، خلق کی بہبود کے ساتھ آپ کا تعلق معرفت الہی میں استغراق سے رکاوٹ نہیں۔ (۶۸۵)

علامہ ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی نے بھی ”تفسیر مظہری“ میں اس طرح کی تفسیر بیان کی ہے۔ (۶۸۶)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”قصیدہ بردہ“ میں یوں بیان فرمایا:

فَبِإِنْ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ (۶۸۷)

یعنی، دنیا و آخرت دونوں آپ کے جود و کرم کے مظہر ہیں اور لوح و قلم آپ کے علوم کا حصہ ہے۔

ملا علی قاری حنفی آخری مصرعہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

عِلْمُهَا أَنْ يَكُونَ سَطْرًا مِنْ سَطُورِ عِلْمِهِ وَ نَهْرًا مِنْ بُحُورِ عِلْمِهِ (۶۸۸)

یعنی، لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے دفتر کی ایک سطر ہے اور آپ کے علم کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری ظاہری زندگی اس آیت کریمہ کی آئینہ دار ہے

۶۸۴۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۹۴) الانشراح، الآیۃ: ۱-۴، ۱۰/۳۰/۵۳۷، ۵۳۸

۶۸۵۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۹۴) الانشراح، الآیۃ: ۱-۴، ۱۰/۳۰/۵۳۸

۶۸۶۔ تفسیر المظہری، سورۃ الانشراح، ۱۰/۲۶۷

۶۸۷۔ قصیدۃ البردۃ، برقم: ۱۵۵، ص ۶۸

۶۸۸۔ الزبدۃ العمدۃ فی شرح البردۃ، ص ۱۵۵

سرور کائنات ﷺ نے جس بلند حوصلگی اور اُلو العزى سے فرائضِ نبوت کو ادا کیا ہے، جس صبر و شکر کے ساتھ اس راہ میں آنے والی مشکلات اور مصائب کو برداشت کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرح صدر کے بغیر نہ تھا، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے علم کے نور سے متور فرمایا، اس کو بھی شرح صدر کی برکت کے سوا اور کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے کلیم اللہ علیہ السلام اور حبیب اللہ علیہ السلام کے درمیان فرق بھی واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں کو شرح صدر بخشا گیا لیکن کلیم اللہ علیہ السلام کو مانگنے پر اور حبیب اللہ علیہ السلام کو بن مانگے پھر دونوں کے شرح صدر میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔
”نزہۃ المجالس“ میں ہے:

قال النّسفی: قال موسى عليه السلام: يا ربّ أنا كليّمك و
محمد حبیبك فما الفرق بين الكليّم و الحبیب فقال: الكليّم
يعمل برضاء مولاه، و الحبیب يعمل مولاه برضائه، و الكليّم
يحب الله و الحبیب يحبّه الله، و الكليّم يأتي إلى طور سيناء
ثمّ يناجى و الحبیب ينام على فراشه فيأتي به جبريل إلى
مكاني في طرفة عين لم يبلغه أحد من المخلوقين (۶۸۹)

امام نسفی علیہ الرحمہ نے فرمایا، موسیٰ علیہ السلام نے رب سے پوچھا کہ
مولیٰ! میں تیرا کلیم ہوں اور محمد (ﷺ) تیرے حبیب، یہ تو فرما کہ کلیم
اور حبیب میں کیا فرق ہے؟ خدا نے فرمایا، کلیم وہ ہے جو اپنے مولیٰ کی
رضا سے کام کرے اور حبیب وہ ہے جس کی رضا سے مولیٰ کام کرے،
کلیم وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھے، حبیب وہ ہے جس سے اللہ محبت
رکھے، کلیم وہ ہے جو خود طورِ سیناء پر آ کر التجا کرے اور حبیب وہ ہے جو
اپنے بستر پر آرام فرما ہو اور جبریل (تحکم خدا) حاضر ہو کر اُسے ایک
پل میں وہاں لے جائے جہاں مخلوقات سے کوئی نہ پہنچا ہو۔

نبی سرور پر رسول و ولی ہے

نبی رازدارِ مع اللہ لی ہے

(حدائق بخشش)

”انْقَضَ“ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: اَنْقَضَ، اَثْقَلَ ظَهْرَهُ ایسا بوجھ جو پیٹھ کو بوجھل کر دے، (۶۹۰) صاحب قاموس نے ”انْقَضَ“ کا ایک اور معنی تحریر کیا ہے، یعنی کسی چیز کا لاغر اور دُبلّا ہونا۔ (۶۹۱) ”تاج العروس“ میں یوں ہے یعنی اس بوجھ نے آپ کی پیٹھ کو دُبلّا اور لاغر کر دیا، پیہم سفر اور متواتر کام کرنے سے گوشت دُبلّا ہو جاتا ہے۔ (۶۹۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے، کہ ”وہ بوجھ جس نے آپ کی پشت کو بوجھل بنا دیا تھا“۔ (۶۹۳)

لُغَتِ عرب میں جب اونٹ کی پشت پر زیادہ بوجھ لا دیا جائے تو اُس کی پسلیوں سے ایک قسم کی کڑکڑ کی آواز نکلتی ہے، اُسے بھی ”انْقَضَ“ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں، علماء تفسیر نے متحدہ اقوال لکھے ہیں لیکن اُن سے دو اقوال یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱)..... اپنی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ کر خاطر عامر کو بہت تکلیف ہوتی ہے اُن کا بے جا بتوں کو پوجنا، فسق و فجور میں غرق رہنا، قمار بازی اور شراب نوشی میں اپنی صحت و دولت دونوں کو برباد کرنا، غریبوں مسکینوں پر ظلم ڈھانا، اُن کے حقوق غضب کرنا، باہمی جنگ و جدال اور قتل و غارت اُن کی اخلاقی پستی، اُن کی معاشی بد حالی، اُن کی سیاسی بد حالی اور اُن کی سیاسی ابتری، ان تمام چیزوں کو دیکھ کر حضور ﷺ کو بہت دکھ ہوتا، اور اس صورت حال کو یکسر بدل ڈالنے کے لئے ہر وقت مضطرب رہتے، اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت پر فائز کیا، اور قرآن کریم جیسا صحیفہ رشد و ہدایت عطا فرمایا، دین اسلام جیسا جامع اور مکمل نظام حیات مرحمت فرمایا، جس سے یہ بوجھ اتر گیا، منزل کا تعین بھی ہو گیا، اور اُس منزل کی طرف لے جانے والا راستہ بھی نورِ نبوت سے روشن ہو گیا۔

۶۹۰۔ لسان العرب، حرف الضاد المعجمہ، فصل النون، ۲۴۴/۷

۶۹۱۔ القاموس المحيط، باب الضاد، فصل النون، ۸۸۷/۱

۶۹۲۔ تاج العروس، باب الضاد المعجمہ، فصل النون مع الضاد، ۵۰/۱۹/۳

۶۹۳۔ ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ، سورۃ الإنشراح، ص ۷۲۳

(۲)..... یا اس بوجھ سے باریزوت و رسالت مراد ہے، ایسے لوگ صد ہا سال سے معبودانِ باطل کی پوجا میں مشغول تھے، جن کی کئی پختیں اخلاقی آوارگی کی نذر ہو چکی تھیں، ظلم و ستم، لوٹ و مار، جن کے نزدیک فخر و مباہات کا سبب تھا، اُن کو ان پستیوں سے نکال کر توحید، اخلاقِ حسنہ، نظم و ضبط کی بلندیوں پر لے جانا بڑا جان جوکھوں کا کام تھا، اس راستہ میں مشکلات کے فلک بوس پہاڑ سینہ تانے کھڑے تھے، اور نا کامیوں کی گہری غاریں منہ کھولے ہوئے نکل جانے کے لئے بے تاب تھیں، اس عظیم فرض کی ادائیگی کا احساس دل کو ہر وقت بے چین رکھتا، اور پھر اُن کا تعصب و عناد، اور باطل سے چمٹے رہنے پر اُن کا احمقانہ اصرار اس بے چینی میں مزید اضافہ کرتا، اللہ تعالیٰ نے شرح صدر کی دولت سے مالا مال فرما کر آپ کے اس بوجھ کو ہلکا کر دیا، طبیعت میں قلق و اضطراب کی جگہ، صبر و عزیمت نے لے لی، اپنی قوم کی بے اعتنائی اور دل آزار یوں پر دل گرفتہ ہونے کے بجائے ہمت و حوصلہ پیدا ہو گیا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی، آپ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات پر پہنچنے کا تقاضا کرتی ہے قلب مبارک کو جسمانی ترکیب یا نفسانی تشویشات کی وجہ سے اُن پر فائز ہونا دشوار معلوم ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا، وہ دشواریاں جاتی رہیں، اور سب بوجھ ہلکا ہو گیا۔ (۶۹۴)

جہاں ذکرِ خدا وہاں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی رفعت کا ذکر یوں بیان فرمایا:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (۶۹۵)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنز الایمان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي وَرَبَّكَ يَقُولُ تَدْرِي كَيْفَ

رَفَعْتُ ذِكْرَكَ؟ قَالَ: وَاللَّهِ أَعْلَمُ، قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتُ مَعِيَ (۶۹۶)

۶۹۴۔ تفسیر عزیزی، پارہ: ۲۹، سورۃ الم نشرح، ص ۲۳۴

۶۹۵۔ سورۃ الإنشراح: ۴/۹۴

۶۹۶۔ مُسْنَدُ أَبِي يَحْيَى، مُسْنَدُ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، برقم: ۱۳۹۱، ص ۳۰۴۔

ایضاً مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوة، باب عظم قدر ﷺ، برقم: ۱۳۹۲، ۸/۳۲۴

یعنی، میرے پاس جبریل امین آئے اور عرض کی کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ آپ کا ذکر کیسے بلند کیا گیا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، جبریل امین نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا ذکر کیا جائے۔ (۶۹۷)

حضور سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمدِ خدا تیری ہی مدح و ثناء کرتے ہیں
(حدائق بخشش)

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

جَعَلْتُ تَمَامَ الْإِيمَانِ بِذِكْرِكَ مَعِي، وَ قَالَ أَيْضاً جَعَلْتُكَ ذِكْرًا
مِنْ ذِكْرِي مَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي (۶۹۸)

یعنی، میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے

۶۹۷۔ اَيْضاً الشَّافِعِيُّ بِتَعْرِيفِ حَقِّقِ الْمُسْتَفْطَى، الْقِسْمُ الْأَوَّلُ، الْبَابُ الْأَوَّلُ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ، ص ۲۴۔ قاضی عیاض نے ”الشَّافِعِيُّ“ میں اور امام جلال الدین سیوطی نے ”در منثور“ میں زیر آیت ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ أخرج ابن جریر، و ابن المنذر، و ابن أبي حاتم، و أبو الشيخ عن مجاهد ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرَّعْد: ۲۸) قال: بمحمد ﷺ و أصحابه، و اللفظ للسيوطي (الشَّافِعِيُّ بِتَعْرِيفِ حَقِّقِ الْمُسْتَفْطَى ﷺ، الْقِسْمُ الْأَوَّلُ، الْبَابُ الْأَوَّلُ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ، ص ۲۶۔ و الذُّرَّ الْمُنْثَوْر، سُورَةُ الرَّعْد، الْآيَةُ: ۲۵-۲۹، ۵۶۹/۴) یعنی، مجاہد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ”آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں“ مُرَادِ اس سے (حضرت) محمد ﷺ کا ذکر اور صحابہ کا ذکر ہے، کیا ہی خوب لکھا ہے مولانا مولوی محمد انور اللہ صاحب حیدر آبادی نے اپنی کتاب ”انوار احمدی“ میں

پھر ہو ذکر سرورِ عالم کا کیا مرتبہ جس کا ذکر پاک ہے گویا کہ ذکرِ کبریا

رفعِ ذکرِ پاک ثابت ہے کلامِ اللہ سے مطمئن ہوتے ہیں دل ذکرِ شہ لولہ سے

(الذِّكْرُ الْمَحْمُود، حضور ﷺ کا ذکرِ خدا کا ذکر ہے، ص ۱۲)

۶۹۸۔ الشَّافِعِيُّ بِتَعْرِيفِ حَقِّقِ الْمُسْتَفْطَى، الْقِسْمُ الْأَوَّلُ، الْبَابُ الْأَوَّلُ فِي ثَنَاءِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ الْخ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيمَا جَاءَ مِنْ ذَلِكَ الْخ، ص ۲۴

محبوب) میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہو اور میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے، پس جس نے آپ کا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا۔

عالم ربانی غوث صمدانی پیر و سنگیر سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی تفسیریوں بیان فرمائی، فرماتے ہیں:

حيث قرنّا اسمك باسمنا و خلقناك عنّا و اخترنا لخلافتنا و نيابتنا، لذلك أنزلنا في شأنك:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (٦٩٩)

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ (٧٠٠)

إلى غير ذلك من الآيات و أتى رفع و كرامة أعلى و أعظم من ذلك؟ یعنی، ہم نے آپ کے ذکر کو یوں بلند رکھا ہے کہ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا اور آپ کو اپنا خلیفہ (اعظم) بنا دیا اور اپنی خلافت و نیابت کے لئے منتخب فرمالیا، اسی لئے ہم نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے آپ کی شان میں یہ اور اس طرح کی دیگر آیات نازل فرمائیں:

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی“

”بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں“۔

اور اس سے بڑھ کر اور کیا عزت و کرامت اور رفعت کا تصور کیا جاسکتا ہے؟

و بعد ما كَرَّمْنَاكَ بِأَمْثَالِ هَذِهِ الْكَرَامَاتِ الْعَلِيَّةِ، لَا تَبَاسُ مِنْ سَعَةِ رَوْحِنَا وَ رَحْمَتِنَا وَ إِعَانَتِنَا وَ إِغْنَاةِنَا، وَ لَا تَحْزَنُ عَلَى أَذَى قَوْمِكَ وَ اسْتِهْزَائِهِمْ وَ تَطَاوُلِ مَعَادَاتِهِمْ وَ عِنَادِهِمْ مَعَكَ (٧٠١) یعنی، اے حبیب! جب ہم نے آپ کو اس قسم کی عظیم کرامات سے معزز و

مشرف فرمایا تو پھر ہماری وسیع تر رحمت اور اعانت سے مایوس نہ ہونا اپنی قوم کی ایذا رسانی یا استہزاء، دشمنی اور عناد پر غمگین نہ ہونا۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ضحاک سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ اذان، اقامت، تشہد میں اور جمعہ کے روز منبروں پر اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ، ایام تشریق، یوم عرفہ، رمی جمار کے وقت اور صفا و مروہ پر اور خطبہ نکاح میں اور زمین کے مشارق و مغارب میں جہاں اور جب کہیں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو اُس کے ساتھ اے حبیب! آپ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے، اگر کوئی شخص اللہ جلّ ذکرہ کی عبادت کرے اور جنت، دوزخ اور تمام دینی امور کی تصدیق کرے اور اس بات کی شہادت نہ دے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اُس کی عبادت اُسے کچھ فائدہ نہ دے گی بلکہ وہ کافر ہی رہے گا۔ (۷۰۲)

اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور آخرت میں بھی ہم آپ کو مقام محمود پر فائز فرما کر اور بلند و بالا درجات سے نواز کر آپ کے ذکر کو بلند کریں گے۔ (۷۰۳)

اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: علماء کرام نے ذکر کیا کہ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ میں رفعت ذکر سے صرف آپ کی نبوت ہی مراد نہیں بلکہ اس کا دائرہ وسیع اور عام ہے کہ آسمانوں زمینوں میں آپ کی شہرت ہے، عرش پر آپ کا نام نامی لکھا ہوا ہے، کلمہ شہادت اور تشہد میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام ذکر کیا جاتا ہے، کُتب سابقہ میں آپ کا ذکر ہے، تمام آفاق میں آپ کا ذکر پھیلا ہوا ہے، نبوت آپ پر ختم کر دی گئی ہے، خطبوں اور اذانوں میں آپ کا ذکر کیا جاتا رہے گا، کُتب و رسائل کے آغاز و اختتام میں آپ کا تذکرہ ہوتا رہے گا، قرآن کریم میں متعدد مقامات میں آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آتا ہے مثلاً

﴿وَٱللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ﴾ (۷۰۴)

ترجمہ: اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

۷۰۲۔ تفسیر القرطبی، سورة الشرح، الآية: ۴-۶، ۱۰، ۲۰/۱۰۶/۱۰۷

۷۰۳۔ تفسیر القرطبی، سورة الشرح، الآية: ۴-۶، ۱۰، ۲۰/۱۰۶/۱۰۷

۷۰۴۔ سورة التوبة: ۹/۶۲

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۷۰۵)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (۷۰۶)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ دیگر انبیاء علیہم السلام کو اُن کے ناموں سے ندا فرماتا ہے، مثلاً یَا مُوسٰی، یَا عِیْسٰی، جب کہ آپ کو نبی اور رسول کے عنوان سے خطاب فرماتا ہے مثلاً یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت رکھ دی ہے، آپ کا ذکر انہیں اچھا لگتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ساری کائنات کو آپ کے قبیعین اور غلاموں سے بھروں گا، وہ آپ کی نعت خوانی اور مدح سرائی کرتے آپ پر درود بھیجتے رہیں گے اور آپ کی سنتوں کی حفاظت کرتے رہیں گے بلکہ ہر نماز میں فرائض کے ساتھ ساتھ سنتیں بھی ہیں، فرض میں میرے حکم پر اور سنت میں آپ کے حکم پر عمل پیرا ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ﴾ (۷۰۷)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا ہے:

﴿اِنَّ الدِّیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللَّهَ﴾ (۷۰۸)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے

ہیں۔ (کنز الایمان)

سلاطین آپ کی اطاعت کو عار نہیں جانیں گے، قراء آپ کے الفاظ قراءت کو محفوظ رکھیں گے، مفسرین آپ کی کتاب (یعنی آپ پر نازل ہونے والی کتاب) کی تفسیر کرتے رہیں گے، بلکہ تمام علماء و سلاطین آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہیں گے اور آپ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو

کر سلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کے روضۃ القدر کی خاک کو اپنے چہروں پر منلیں گے، اور آپ کی شفاعت کی امیدوار ہوں گے، سو آپ کا شرف و تاقیامت باقی رہے گا۔ (۷۰۹)

علامہ آلوسی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں، اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا، حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا، اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے **يَا أَيُّهَا الْمُرْقِلُ**، **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ**، **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ**، **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ**، پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا، تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔ (۷۱۰)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی اپنی ”تفسیر“ (۷۱۱) میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** کے تحت لکھتے ہیں کہ ”آپ (ﷺ) کے لئے آپ کا ذکر ہر جگہ بلند کیا، اسی وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر ملکوں میں اس طرح بلند فرمایا کہ آپ کا نام نامی اسم سامی اپنے مبارک نام کے ساتھ رکھا جہاں بھی جس جگہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو گا وہاں اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم ﷺ کا ذکر بھی ہو گا، پھر وہ خطبہ ہو، اذان ہو، (۷۱۲) نماز میں تشہد ہو،

۷۰۹۔ التفسیر الکبیر، سورۃ الشرح، الآیۃ: ۷، ۸، ۱۱/۳۲/۲۰۸

۷۱۰۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۹۴) الشرح، الآیۃ: ۴، ۱۰/۳۰/۵۴۳ اور امام قسطلانی نے بھی اسے ”المواہب اللدنیۃ، (المقصد الرابع، الفصل الثانی، ۲/۲۸۶) میں ذکر کیا ہے۔

۷۱۱۔ تفسیر ہاشمی (منظوم)، پارہ عم، سورۃ الانشراح، ص ۲۴۲

۷۱۲۔ اذان اور رفعت ذکر معطلی ﷺ: علامہ محبت اللہ لوری لکھتے ہیں رفعت ذکر معطلی کی ایک نہایت واضح، خوبصورت اور ناقابل تردید حقیقت اذان بھی ہے، شب روز چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ دنیا کے کسی گوشے میں اذان نہ ہو رہی ہو، کئی سال ہوئے پاک فوج کے ایک ترجمان ماہ نامہ ”الہلال“ میں سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد شعیب کا ایک ایمان افروز مضمون شائع ہوا تھا، موضوع کی مناسبت سے ایسے یہاں من و عن درج کیا جا رہا ہے: ”دنیا کے نقشے کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۃ ارض کے مشرق میں واقع ہے یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے، جن میں جاوا، ساٹرا، بورنیو اور سیلہن مشہور جزیرے ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ۱۸ کروڑ آبادی کے اس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹھ میں نمک کے برابر ہے۔ طلوع سحر سیلہن کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوع سحر کے ساتھ ہی

کلمہ طیبہ ہو یا کلمہ شہادت، اس کے علاوہ قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک نام کو اپنے مبارک اسم کے ساتھ رکھا جو مندرجہ ذیل نو جگہوں (۷۱۳) پر آیا ہے الخ

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے

انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے، اور ہزاروں مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں مؤذنین کی آواز گونجنے لگتی ہے، جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سائر میں شروع ہو جاتا ہے اور سائر کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے، جکارتہ سے اذانوں کو جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھا کہ پہنچتا ہے، بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں، دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔

سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے، سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادریک چالیس منٹ کا فرق ہے، اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے، پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے، اس عرصے میں اذانیں حجاز مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے اس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے، اس عرصے میں شمالی افریقہ میں، لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا، ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔ فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھا کہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں، یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہو جاتا ہے، مغرب کی اذانیں سبیلو سے بمشکل سائر تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرہ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں لاکھوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں، انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ (رفعت شان و رفعتنا لک ذکوک، اذان رفعت شان الخ، ص ۲۱، ۲۲)

حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو، پس خلافت کو تقویٰ کا تاج اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہو، اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ نام محمد (ﷺ) کا ذکر کرنا، کیونکہ میں نے اُن کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے، جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا، پھر میں نے تمام آسمانوں پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آئی جہاں نام محمد (ﷺ) لکھا ہوا نہ ہو، اور میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا، تو میں نے جنت کے ہر محل اور ہر بالا خانے اور برآمدے پر اور تمام خوروں کے سینوں پر اور جنت کے تمام درختوں کے پتوں پر اور شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان نام محمد (ﷺ) لکھا ہوا دیکھا ہے، لہذا تو کثرت سے اُن کا ذکر کیا کرو کیونکہ فرشتے ہر وقت اُن کے ذکر میں مشغول ہیں۔ (۷۱۴)

اللہ اکبر رب العلاء نے ہر شے پہ لکھا نام محمد ﷺ
نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ سب کا ہے آقا نام محمد ﷺ
حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ فخر دو عالم ﷺ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اللہ عز وجل قرآن کریم میں اپنی اطاعت، معصیت، فرائض، احکام، وعدہ اور وعید وغیرہا کے ذکر کے وقت اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام یا منصب بھی متصلاً ذکر کیا:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (۷۱۵)

ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۷۱۶)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔ (کنز الایمان)

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۷۱۷)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے۔ (کنز الایمان)

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (۷۱۸)

۷۱۴۔ زرقانی علی المواہب، ۳۱۵/۸ مختصراً و قال رواہ ابن عساکر عن کعب الأحبار

۷۱۵۔ سورة النساء: ۵۹/۴ ۷۱۶۔ سورة التوبة: ۷۱/۹

۷۱۷۔ سورة الأحزاب: ۵۷/۳۳ ۷۱۸۔ سورة الأنفال: ۱۳/۸

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے۔ (کنز الایمان)

﴿وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولَهُ﴾ (۷۱۹)

ترجمہ: اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے رب دنیا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ (کنز الایمان)

﴿وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (۷۲۰)

ترجمہ: اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں غنی کر دیا۔

﴿أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَانْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ (۷۲۱)

ترجمہ: جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔ (کنز الایمان) (۷۲۲)

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی نے اپنی ”تفسیر“ میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں نو مقامات

ایسے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا نام اپنے مبارک نام کے ساتھ بیان فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

(۱) ﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (۷۲۳)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

(۲) اُن میں دوسرا مقام رضا ہے:

﴿وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ﴾ (۷۲۴)

ترجمہ: اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے

تھے۔ (کنز الایمان)

(۳) مقام محبت: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (۷۲۵)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

۷۱۹۔ سورة التوبة: ۹/۵۹۔ ۷۲۰۔ سورة التوبة: ۹/۷۴

۷۲۱۔ سورة الأحزاب: ۳۳/۳۷

۷۲۲۔ امام ابو نعیم اصفہانی نے جن جن مقامات کا ذکر کیا ہے اُن میں سے یہ چند مقامات ہیں تفصیل کے لئے

دیکھئے ”دلائل النبوة“، الفصل الأول، ۱/۴۷

۷۲۳۔ سورة المائدة: ۵/۹۱۔ ۷۲۴۔ سورة التوبة: ۹/۶۲

۷۲۵۔ سورة آل عمران: ۳/۳۱

فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنز الایمان)

- (۴) مقام بیعت: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ (۷۲۶)
ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔
- (۵) مقام اجابت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ﴾ (۷۲۷)
ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلائے پر حاضر ہو۔ (کنز الایمان)
- (۶) مقام عزت: ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ﴾ (۷۲۸)
ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول (اور مسلمانوں) ہی کے لئے ہے۔ (کنز الایمان)

- (۷) مقام ولایت: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (۷۲۹)
ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول۔ (کنز الایمان)
- (۸) مقام معصیت: ﴿وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يَدْخُلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا مَوْلَىٰ لَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (۷۳۰)
ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)
- (۹) مقام ایذاء: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (۷۳۱)
ترجمہ: بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ (کنز الایمان)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کا بیان مکمل ہوا۔ (۷۳۲)

- ۷۲۶۔ سورة الفتح: ۴۸/۱۰ ۷۲۷۔ سورة الأنفال: ۸/۲۴
۷۲۸۔ سورة المنافقون: ۶۳/۸ ۷۲۹۔ سورة المائدة: ۵/۵۵
۷۳۰۔ سورة النساء: ۴/۱۴ ۷۳۱۔ سورة الأحزاب: ۳۳/۵۷
۷۳۲۔ تفسیر ہاشمی (منظوم) پارہ عم، سورة الم نشرح، ص ۲۴۲، ۲۴۳ و نسخہ دیگر بحالت نشر، ص ۱۸۱، ۱۸۲

چند آیات کا ذکر کیا ہے آپ کی شان میں کثیر آیات وارد ہیں اور یہ بھی مشاہدہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ کو اپنا معاملہ بتایا:

﴿وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى﴾ (۷۳۳)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (کنز الایمان)

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ (۷۳۴)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَ

اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾ (۷۳۵)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ”شفاء شریف“ میں فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (آپ ﷺ کے ذکر کی رفعت سے) مراد نبوت (کا اعلان) ہے، بعض کہتے ہیں کہ (مطلب یہ ہے کہ) اے محبوب! جب (بندہ) مجھے یاد کرے گا تو میرے ساتھ تمہیں بھی یاد کرے گا۔ (جس طرح) کلمہ طیبہ میں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ اور بعض اذان و اقامت میں حضور ﷺ کا ذکر مراد لیتے ہیں۔ (۷۳۶)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ عز و جل کا یہ فرمان حضور ﷺ کے لئے اُس کی بارگاہ میں عزت و عظمت شرافت اور آپ کی بزرگی پر بڑی محبت ہے کیونکہ آپ ﷺ کے قلب مبارک کو ایمان و ہدایت کے لئے کھول دیا، علم و حکمت کی صیانت و حفاظت کے لئے وسیع کر دیا،

اور جاہلیت کے بوجھ کو آپ ﷺ سے دُور کر دیا اور جاہلیت کی عادات و خصائل کو جس پر یہ لوگ تھے اُن کا دشمن بنا دیا، آپ ﷺ کے دین کو اُن کے دینوں پر غالب کر دیا اور آپ ﷺ کے رسالت و نبوت کے شہادت کو جو تبلیغ و رسالت کی صورت میں پیش آتے اُن سے آپ کو محفوظ کیا، اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا آپ نے اُن سب کو پہنچا دیا، اور آپ کو اعلیٰ مرتبہ عنایت فرمایا، آپ ﷺ کے نام کے ذکر کو اتنا کیا کہ اپنے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام ملا دیا۔ (۷۳۷)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ذکر کو دنیا و آخرت میں اتنا بلند کیا کہ کوئی خطیب یا کلمہ شہادت کہنے والا یا نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ نہ کہے۔ (۷۳۸)

ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان کی تکمیل ہی آپ ﷺ کے ذکر سے ہوتی ہے نیز کہتے ہیں کہ (مطلب یہ ہے کہ) میں نے آپ ﷺ کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے، لہذا جس نے آپ ﷺ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ (۷۳۹)

حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ:

لَا يَذْكُرُكَ أَحَدٌ بِالرِّسَالَةِ إِلَّا ذَكَرَنِي بِالرُّبُوبِيَّةِ (۷۴۰)

یعنی، جو شخص تمہاری رسالت کا اقرار کرے گا اُس نے میری ربوبیت کا اقرار کیا۔

بعض نے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (۷۴۱) سے مقام شفاعت بھی مراد لیا ہے،

۷۳۷۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۲

۷۳۸۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۴

أيضاً المواهب اللدنية مع شرحه للزرقاني، المقصد السادس، النوع الأول، في ذكر آيات تتضمن عظم قدره و رفع ذكره الخ، ۳۱۳/۸

۷۳۹۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۴

۷۴۰۔ الشفا، بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۵

أيضاً المواهب اللدنية مع شرحه للزرقاني، المقصد السادس، النوع الأول، في ذكر آيات تتضمن عظم قدرة و رفعة ذكره الخ، ۳۱۳/۸

۷۴۱۔ سورة الإنشراح: ۴/۹۴

اللہ عز وجل کے ذکر کے ساتھ حضور ﷺ کے ذکر کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ اللہ عز وجل کی اطاعت کے ساتھ حضور ﷺ کی اطاعت اور اللہ عز وجل کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ملا کر بیان کرنا، چنانچہ اللہ عز وجل فرماتا ہے:

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (۷۴۲)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو۔ (کنز الایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿امِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۷۴۳)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ (کنز الایمان)

ان دونوں کو واؤ عطف کے ساتھ جو مشترک ہوتی ہے جمع کیا ہے، کلام میں حضور ﷺ کے سوا کسی کو اللہ عز وجل کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں۔ (۷۴۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ عز وجل کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے مرتبہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اللہ عز وجل نے حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا، چنانچہ فرماتا ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (۷۴۵)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (۷۴۶)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (۷۴۷)

۷۴۲۔ سورۃ آل عمران: ۱۳۲/۳ - ۷۴۳۔ سورۃ الحديد: ۷/۵۷

۷۴۴۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۵

۷۴۵۔ سورۃ النساء: ۸۰/۴ - ۷۴۶۔ سورۃ آل عمران: ۳۱/۳

۷۴۷۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۶

چنانچہ ایک روایت کے مطابق جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم اُن کو خُدا (رَبِّ) بنالیں، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خُدا بنا لیا۔ (۷۴۸) تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو زُور سوا کرنے کے لئے یہ آئیہ کریمہ نازل فرما کر اپنی فرمانبرداری کو رسول کی فرمانبرداری کے ساتھ ملا دیا:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ (۷۴۹)

ترجمہ: تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔ (۷۵۰)

محمد برائے جناب الہی	جناب الہی برائے محمد ﷺ
بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا	رضائے خُدا اور رضائے محمد ﷺ
محمد کا دم خاص بہر خُدا ہے	سوائے محمد برائے محمد ﷺ
خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم	خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
خُدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے	جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد ﷺ
دم نزع جاری ہو میری زبان پر	محمد محمد خُدا کے محمد ﷺ

۳۹۔ ﴿إِنَّا آغْطِيكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝﴾ (۷۵۱)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو، بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: ابن سعد اور ابن عساکر نے کلبی کے طریق سے بروایت ابی صالح و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی ہے کہ جب مکہ میں آپ ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو عاص بن وائل سہمی نے کہا: ”قَدْ انْقَطَعَ نَسْلُهُ فَهُوَ أَبْتَرٌ“ بے

۷۴۸۔ أخرجه ابن المنذر عن مجاهد و قتاده رضي الله تعالى عنهما

۷۴۹۔ سورة آل عمران: ۳۲/۳

۷۵۰۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۶

۷۵۱۔ سورة الكوثر: ۱۰۸/۱ تا ۳

شک اُس کی نسل منقطع ہوگئی تو وہ ”ابتر“ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (۷۰۲)
 ارشاد فرمایا: اَنَا یعنی ہم نے جو زمین و آسمان کے خالق و مالک ہیں اے حبیب! ہم نے
 آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے جو چیز ہم عطا فرمانا چاہیں اُسے کوئی روک نہیں سکتا جو چیز ہم عطا فرما
 دیں اُسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

یہاں ”اَتَيْنَا“ کی جگہ ”اَعْطَيْنَا“ مذکور ہے ان دونوں کے مفہوم میں بہت فرق
 ہے۔ ”اَعْطَى“ کے لفظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور فرماتے ہیں:
 اَعْطَى کہتے ہیں اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کسی کے حوالے کر دینا۔ (۷۰۳)
 اس تحقیق کے مطابق آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ہم نے اپنے دستِ قدرت سے ”کوثر“
 آپ کے حوالے کر دیا، آپ کو اُس کا مالک بنادیا، علامہ نیشاپوری اپنی ”تفسیر“ میں لکھتے ہیں:
 اس آیت کی ابتداء ”اِنَّ“ سے کی گئی ہے جو تاکید پر دلالت کرتا ہے، پھر
 ضمیر جمع ذکر کی گئی ہے جو تعظیم کا مفہوم دیتی ہے، نیز یہاں ”اَعْطَاء“ کا
 لفظ استعمال ہوا ہے ”اِيتَاء“ کا نہیں، اور ”اعطا“ میں ملکیت پائی جاتی
 ہے، ”اِيتَاء“ میں یہ معنی نہیں پایا جاتا، پھر یہاں ماضی کا صیغہ ذکر کیا جو
 تحقیق پر دلالت کرتا ہے، یعنی یہ کام ہو گیا۔ (۷۰۴)
 علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

یہاں ”اَعْطَاء“ کا اسناد ضمیر متکلم کی طرف کیا گیا ہے، ”اِيتَاء“ کا
 نہیں، اس سے اُس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ
 کو ”کوثر“ کا مالک بنادیا۔ (۷۰۵)

کیا شانِ بجد و سخا ہے دینے والے کی اور کیا رفعت و بلندی ہے لینے والا کی۔ (ﷺ)

۷۰۲۔ اسی طرح تفسیر البغوی، ۵۳۴/۴، تفسیر القرطبی، ۲۲۲/۲۰/۱۰، تفسیر المظہری،

۲۱۲/۳، تفسیر ابن کثیر ۷۴۱/۴، اور اسباب النزول للواحدي، ص ۴۹۵ میں ہے۔

۷۰۳۔ لسان العرب، حرف و ی، فصل العين المهملة، ۶۸/۱۵

۷۰۴۔ تفسیر غرائب القرآن، سورة الكوثر، ۱۲/۱۷۵/۳۰

۷۰۵۔ تفسیر روح المعانی، سورة الكوثر: ۱/۱۰۸، ۶۶۲/۱۰

اب ذرا ”کوثر“ کو سمجھنے کی کوشش کیجئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس میں فضائل و مکارم کے کتنے سمندر سمو دیئے گئے ہیں، چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

”کوثر“ کثرت سے ماخوذ ہے، اس کا وزن ”فعل“ ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے، اس کا معنی ہے کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ اُس کا اندازہ نہ لگایا جاسکے۔ (۷۵۶)

اور علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ جو چیز تعداد میں، قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو، اُسے ”کوثر“ کہتے ہیں (۷۵۷)

یہاں ایک چیز بڑی غور طلب ہے، وہ یہ کہ قاعدہ یہ ہے کہ موصوف اور صفت دونوں یکجا مذکور ہوتے ہیں لیکن یہاں ایک اُس کے برعکس ہے۔ ”الکوثر“ جو صفت ہے وہ تو مذکور ہے لیکن اس کا موصوف مذکور نہیں اس میں کیا حکمت ہے، اس کے بارے میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ایک چیز ”کوثر“ عطا کی ہوتی تو اُس کا ذکر کر دیا ہوتا، اگر چند چیزیں ہوتیں تو اُن کا بیان کیا جاتا، یہاں تو حالت یہ ہے کہ جو عطا فرمایا بے حد و بے حساب عطا فرمایا، کس کا ذکر کیا جائے اور کس کا نہ کیا جائے، اس لئے صفت ذکر کر دی اور موصوف کو قاری کے ذہن پر چھوڑ دیا گیا، مقصد یہ ہے کہ اے حبیب! میں نے آپ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ بے حد و بے حساب ہیں، علم و حلم، جود و سخا، عفو و درگزر، الغرض جن محامد و محاسن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سرفراز فرمایا وہ ایک سمندر ہے، جس کی حد کو کوئی پا نہیں سکتا۔

علماء کرام نے ”کوثر“ کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر فرمائے ہیں، (۷۵۸) چند یہاں بیان کئے جاتے ہیں:

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ”کوثر“ سے مراد جنت کی وہ نہر ہے، جس سے جنت کی سب نہریں نکلتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمادی

۷۵۶۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۱۰/۶۶۲

۷۵۷۔ الجامع لأحكام القرآن، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۲۰/۲۱۶

۷۵۸۔ امام زرقانی مالکی لکھتے ہیں ”کوثر“ کی تفسیر میں تقریباً بیس اقوال ہیں (شرح الزرقانی علی

المواہب، المقصد السادس، النوع الأول، ۸/۳۳۱)

ہیں، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”کوثر“ ایک نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو عطا کی گئی“ (۷۵۹) اور حضور ﷺ نے فرمایا ”کوثر جنت کی ایک نہر جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے، اُس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے“۔ (۷۶۰)

(۲) اُس حوض کا نام (۷۶۱) جو میدانِ حشر میں ہوگا، جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے، جس کے کناروں پر پیالے اس کثرت سے ہوں گے جتنے آسمان پر ستارے ہیں، (۷۶۲) تاکہ در حبیب ﷺ پر آکر کسی پیاسے کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ اس حوض کے بارے میں احادیث متواترہ مذکور ہیں، علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے چاروں کونوں پر خلفائے اربعہ (حضرت ابوبکر، وعمر و عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تشریف فرما ہوں گے، جو شخص اُن میں سے کسی کے ساتھ بعض رکھے گا اُسے حوضِ کوثر سے ایک گھونٹ بھی نہیں ملے گا۔

(۳) نبوت (۷۶۳) انبیاء علیہم السلام تو حضور ﷺ سے پہلے بھی تشریف لائے لیکن نبوت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کے فیوض و برکات کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، نبوت کا دامن ساری نوعِ انسانی کو سمیٹے ہوئے ہے بلکہ آپ ساری کائنات کے نبی ہیں، آپ کا بحر رسالت زمان و مکان کی حد و د سے آشنا نہیں۔

۷۵۹۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورہ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ﴾ برقم: ۴۹۶۵، ۳/۳۳۷

۷۶۰۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۲۸۱۸۰، ۱۲/۷۲۰

ایضاً تفسیر ابن عاشور، سورۃ الکوثر، ۳۰/۵۰۳

ایضاً الدر المنثور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱-۳، ۱۰/۵۹۱

۷۶۱۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۳۸۱۶۶، ۱۲/۷۱۹

۷۶۲۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۳۸۱۴۱، ۱۲/۷۱۷

۷۶۳۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۳۸۱۵۴، ۱۲/۷۱۸

ایضاً حاشیۃ الصّاوٰی علی الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

ایضاً تفسیر ابن عاشور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱-۲، ۳۰/۵۰۳

(۴) کوثر سے مراد قرآن کریم ہے، (۷۶۴) انبیائے سابقین بھی صحائف اور کتابیں لے کر آئے، لیکن جو جامعیت اور ابدیت اس کی تعلیمات میں ہے اس کی نظیر کہاں، علوم و معارف کے خزانے اس صحیفہ رشد و ہدایت میں مستور ہیں وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔

(۵) اس سے مراد دین اسلام ہے۔ (۷۶۵)

(۶) اس سے مراد صحابہ کرام کی کثرت ہے (۷۶۶) جتنے صحابہ حضور ﷺ کے تھے کسی دوسرے نبی یا رسول کو اتنے صحابہ میسر نہ آئے۔

(۷) اس سے مراد رفع ذکر ہے، (۷۶۷) ساری کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں جس طرح اس نئی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ذکر کا ڈنکا بج رہا ہے اُس کی مثال نہیں ملتی۔
امام اہلسنت فرماتے ہیں:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے
(حدائق بخشش)

(۸) امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ”کوثر“ سے مراد حضور ﷺ کے دل کا نور ہے جس نے آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ماسوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کر دیا۔ (۷۶۸)
(۹) مقام محمود، (۷۶۹) روزِ محشر جب شفیع المذنبین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔ ﷺ
(۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ”کوثر“ کی تفسیر بیان کی، الخیر الکثیر (یعنی خیر کثیر) (۷۷۰)

۷۶۴۔ تفسیر ابن جریر، سورة الکوثر، برقم: ۳۸۱۸۴، ۱۲/۱۸۸

ایضاً حاشیہ الصّاوٰی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۷۶۵۔ حاشیہ الصّاوٰی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۷۶۶۔ حاشیہ الصّاوٰی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۷۶۷۔ حاشیہ الصّاوٰی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۷۶۸۔ حاشیہ الصّاوٰی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۷۶۹۔ حاشیہ الصّاوٰی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

ایضاً تفسیر ابن عاشور، ۳۰/۵۰۳

۷۷۰۔ ان میں سے اکثر اقوال ”الجامع لأحكام القرآن“ ۱۰/۲۰، ۲۱۶، ۲۱۷ میں مذکور ہیں

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں ”کوثر“ جنت کی ایک نہر کا نام ہے تو آپ نے فرمایا وہ بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے۔ (۷۷۱)

علامہ اسماعیل حقی ”کوثر“ کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں ”کوثر“ میں داخل ہیں، ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی نعمتوں سے مراد وہ علوم لدنیہ ہیں جو بغیر کتب کے محض فیضانِ الہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ (۷۷۲)

علامہ قرطبی نے بھی اس سے ملتی جلتی تشریح کی ہے، (۷۷۳) اور علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

”کوثر“ سے مراد خیر کثیر ہے اور دنیوی و اخروی نعمتیں جن میں فضیلتیں اور فضائل سب شامل ہیں اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ احادیث میں ”کوثر“ کا معنی نہر بتایا گیا ہے یہ بطور تمثیل و تخصیص ہے۔ (۷۷۴)

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں (الاستمداد)

امام سیوطی نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے ”کوثر“ کی تفسیر حوض کے ساتھ فرمائی جو قیامت کے دن موقف میں ہوگا اور اُس نہر کے ساتھ فرمائی جو جنت میں ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ میں ہے پس اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ (۷۷۵)

۷۷۱۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾، برقم: ۴۹۶۶، ۳/۳۳۷

ایضاً المسند للإمام أحمد: ۱۱۲/۲

ایضاً السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب التفسیر، سورة الکوثر، برقم: ۱۱۶۴۰، ۱۰/۳۴۶،

و فی نسخة أخرى، برقم: ۱۱۷۰۴

۷۷۲۔ تفسیر روح البیان، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآية: ۱، ۱۰/۶۳۴، ۶۳۵

۷۷۳۔ الجامع لأحكام القرآن، سورة الکوثر: ۱/۱۰۸، ۱۰/۲۱۷، ۲۱۸

۷۷۴۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآية: ۱، ۱۰/۶۶۲

۷۷۵۔ الأکلیل، سورة الکوثر، ص ۲۲۹

پہلے اپنی بے پایاں عنایات سے اپنے حبیب کو سرفراز فرمانے کا ذکر کیا، اب اُن انعامات و احسانات کا شکر ادا کرنے کی تلقین ہو رہی ہے، چنانچہ ارشاد ہوا، اے حبیب! اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کرو اور اُسی کی خاطر قربانی دیا کرو، کم فہم کھاتے تو اللہ تعالیٰ کا ہیں، پلتے اُس کی رحمت کے ٹکڑوں پر ہیں، نشوونما اُس کے آغوشِ لطف و کرم میں پاتے ہیں، لیکن شکریہ غیروں کا ادا کرتے ہیں، عبادت معبودانِ باطل کی کرتے ہیں، قربانیاں بتوں کے نام پر دیتے ہیں۔

اے محبوب مکرم! یہ سب سے بڑی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

ترجمہ: تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ (کنز الایمان)

ترتیب مضمون کے طور پر ہے جو اس کے بعد ہے یا جو اس سے پہلے گزرا تو اگر آپ ﷺ کو حق تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں عطا کیں جیسا عطیہ (الکوثر) کے ذکر میں گزرا، جو جہانوں میں کسی ایک کو ہرگز نہ دیا گیا یہ تو عطیہ مامور بہ (جس کا حکم دیا گیا) ہے یعنی آپ ﷺ پر لازم و واجب ٹھہرتا ہے کہ تعمیل ارشاد کریں (قبول فرمائیں)، یعنی اپنے پروردگار کے لئے خالصتاً نماز پر مداومت فرمائیں، جس ذات کریم نے آپ ﷺ پر ان انعامات کی کثرت فرمائی، جو بھلائی کی کثرت اور خیر ہی خیر ہے، برخلاف اُن لوگوں کے جو نمازوں کو بھولے بیٹھے ہیں اور دکھاوا کرنے والے ہیں، اس میں اس نعمت پر حق سجا بہ و تعالیٰ کے شکر کی ادائیگی ہے بلاشبہ نماز شکر کی تمام قسموں کی جامع ہے۔

نخاجی کا قول ہے کہ ”کوثر“ بمعنی ”خیر کثیر“ ہے اور فاء سیبہ ہے تو اس نعمت عظیمہ اور

عطا جلیلہ پر شکر کے طور پر نماز پڑھو۔ (۷۷۶)

”شانی“: مُبغض، جس کے دل میں بُغض و عداوت ہو تو اس کو ”شانی“ کہتے ہیں۔

”ابتر“، بتر سے ہے اور ”بتر“ کا معنی ”القطع“، یعنی کسی چیز کو کاٹ دینا، اہل لغت کے نزدیک

وہ مرد جس کا فرزند نہ ہو اُسے ”ابتر“ کہتے ہیں، وہ چار پایہ جس کی دُم نہ ہو اُس کو بھی ”ابتر“

کہتے ہیں، نیز وہ کام جس کا نیک اثر باقی نہ رہے اس کو بھی ”ابتر“ کہتے ہیں۔ (۷۷۷)

۷۷۶۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورة الكوثر، ۷/۱۵۴۰

۷۷۷۔ الجامع لأحكام القرآن، سورة (۱۰۸) الكوثر، الآية: ۳، ۱۰/۲۰/۲۲۳

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی، حضرت قاسم پھر زینب، پھر عبد اللہ، پھر امّ کلثوم، پھر فاطمہ، پھر رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا وعلیہم اجمعین، (۷۷۸) پہلے حضرت قاسم کا انتقال ہوا پھر حضرت عبد اللہ کا (جن کا لقب طیب و طاہر ہے جب کفار نے دیکھا کہ آپ کے دونوں فرزند داغِ مفارقت دے گئے، اب صرف صاحبزادیاں ہی ہیں تو انہوں نے طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیں)، عاص بن وائل کہنے لگا:

فَقَدْ انْقَطَعَ نَسْلُهُ فَهُوَ اَبْتَرُ

یعنی، اُن کی نسل منقطع ہو گئی پس وہ ابتر ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ﴿وَإِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ نازل فرمایا۔ (۷۷۹)

اے محبوب! آپ کا معاملہ تو یہ ہے آپ کی ذریت باقی رہے گی (اور بکثرت ہوگی) آپ کی شہرت کمال اچھائی کے ساتھ اور آپ کے فضل کے نشان قیامت تک باقی رہیں گے، اور آپ کا شرف بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا، آپ کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا، آپ ﷺ کے لئے بروزِ جزاء جو کچھ فضل و شرف، اعزاز و اکرام، عظمت و شان ہے کہ وہ اس کثرت کثیرہ کے ساتھ ہے کہ بیان اُسے محیط کیسے ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ اے محبوب! جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ ہی تمہارا ذکر ہوگا، تمہارا ذکر اذانوں میں گونجے گا اور منبروں پر بلند ہوگا، قیامت تک آپ ﷺ کا بکثرت ذکر ہوگا، آپ پر آپ کا رب اس کے فرشتے اور تمام مؤمنین درود و سلام کی کثرت کریں گے۔ اور رہی آخرت تو پیارے! وہ آپ کی شانِ محبوبی اور عظمت کے اظہار کا ہی حقیقی دن ہے۔

شانی: اسم فاعل ہے اور بعض نے کہا کہ ماضی کے معنوں میں ہے تو مطلب یہ ہے اگر کوئی بحالتِ کفر بغض رکھے پھر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کو محبوب رکھے، تو وہ اس وعید سے خارج ہے، جیسا کہ بعض اکابر صحابہ کے معاملہ میں ہے کہ اول دشمن و مخالف تھے پھر ایمان

۷۷۸۔ علامہ جمال الدین ابن البرد نے لکھا ہے کہ بیٹیوں میں پہلے حضرت زینب پیدا ہوئیں، دوسری حضرت رقیہ، تیسری حضرت ام کلثوم اور آخری حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن (الشجرة النبویة، الفصل الرابع، اولاد النبی ﷺ، ص ۱۷۶، ۱۷۷)

۷۷۹۔ الذر المنثور، سورة (۱۰۸) الکونر، الآية: ۱-۳، ۵۹۵/۸

لا کر جاں نثار بن گئے، اُن کی نظروں میں آپ ﷺ ہر شے یہاں تک کہ اپنی جان سے بڑھ کر محبوب و مطلوب ہو گئے اور حق یہ کہ ایمان کی روح و اصل آپ ﷺ کی محبت ہی تو ہے۔ اور جو محبت رسول اللہ ﷺ سے محروم ہے وہ مومن ہی نہیں ہو سکتا۔ (۷۸۰)

یہ ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ، دشمن گستاخی کرتا ہے رحمتِ خداوندی جوش میں آ جاتی ہے، دشمن کو عذاب کا مژدہ سنایا جاتا ہے اور محبوب کریم ﷺ کو طرح طرح کی نعمتیں یاد دلا کر خوش فرمایا جاتا ہے۔
شکلِ بشر میں نورِ الہی اگر نہ ہو کیا قدر اس خمیرہ ماؤِ مدر کی ہے
نورِ الہ کیا ہے محبت حبیب کی جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے
﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ

لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ طَّحْمَالَةٌ ۝ الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝﴾ (۷۸۱)

ترجمہ: تباہ ہو جائیں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اُسے کچھ کام نہ آیا
اُس کا مال اور نہ جو کمایا، اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ، اور اُس کی جورو
لکڑیوں کا گٹھاسر پراٹھاتی، اُس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رستا۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: امام احمد، بخاری (۷۸۲)، مسلم (۷۸۳) اور ترمذی (۷۸۴) نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو ارشاد فرمایا:

﴿وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (۷۸۵)

ترجمہ: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ (کنز الایمان)

نازل ہوئی تو حضور ﷺ کو ہ صفا پر چڑھے اور بنی فہر، بنو عدی سردارانِ قریش کو بلانا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ سب کے سب جمع ہو گئے، جو شخص خود نہ آ سکا اس نے اپنا کوئی آدمی بھیج دیا

۷۸۰۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورة الكوثر، ۱۵۴۱/۷

۷۸۱۔ سورة اللہب: ۱/۱۱۱۔ ۵

۷۸۲۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة اللہب، برقم: ۴۹۷۲، ۳۳۹/۳

۷۸۳۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب فی قوله تعالیٰ: ﴿وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾،

برقم: ۴۲۸/۳۳۵۔ (۲۰۸)، ص ۱۲۴

۷۸۴۔ سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورة تبَّتْ يَدَا، برقم: ۳۳۶۳، ۴/۲۹۰، ۲۹۱

۷۸۵۔ سورة الشعراء: ۲۶/۲۱۴

تاکہ دیکھے کیوں جمع کیا جا رہا ہے، تو ابولہب اور سب قریش آگئے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں خبر دوں کہ وادی کے اُس پار ایک لشکر عظیم تم پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے سب بولے ہاں، ہمیں آپ سے بجز سچائی و بھلائی کے اور کوئی تجربہ ہی نہیں، ارشاد فرمایا، تو میں تمہارے لئے نذیر ہوں، اور تمہیں آنے والے عذابِ شدید سے ڈرانا ہوں، تم شرک سے باز آ جاؤ، ابولہب نے اپنے ہاتھ بلند کئے انگلی سے اشارہ کیا، اور بولا: تَبَّا لَكَ أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا؟ یعنی، اللہ تمہیں تباہ کرے، کیا اس لئے ہمیں جمع کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

اس پر یہ سورت نازل ہوئی، چونکہ ابولہب نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا تھا اس لئے اُس کے دونوں ہاتھوں کا ذکر خصوصیت سے آیا۔

اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ابولہب کی بیوی امّ جمیل بنت حرب کانٹے اٹھا کر لاتی تھی اور انہیں نبی ﷺ کے راستے میں بچھا دیتی تھی تو اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (۷۸۶)

بعض علماء کا خیال ہے کہ ”تَبَّتْ“ یہ جملہ خبریہ ہے، اور ”تَبَّ“ بھی جملہ خبریہ اور اس سے مراد تاکید ہے لیکن علامہ قرطبی نے ”فراء“ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”تَبَّتْ يَدَا“ یہ اس کے خلاف دعا ہے اور ”تَبَّ“ جملہ خبریہ ہے، پہلے فرمایا ایسا ہو جائے گا پھر بتا دیا ایسا ہو گیا:

”قال الفراء: التَّبُّ الأوَّل: دُعَاء، وَ الثَّانِي خَبْرٌ“۔ (۷۸۷)

یعنی، فراء نے کہا: پہلا ”تَبَّ“ دعا ہے اور دوسرا خبر ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی بھی فرماتے ہیں:

إخبارٌ بعد إخبارٍ للتأكيد، أو الأولى دعائية و الثانی إخبارية و

التعبير بالماضي لتحقيق وقوعه (۷۸۸)

یعنی، خبر کے بعد خبر تاکید کے لئے ہے، یا پہلا دعائیہ ہے اور دوسرا

اخباریہ اور ماضی سے تعبیر کرنے کی وجہ اس کے وقوع کا تحقق ہے۔

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا، آپ ﷺ

۷۸۶۔ الرُّوضُ الْأَنْف: أم جميل و ما نزل فيها، ۱۱۱/۲

۷۸۷۔ الجامع لأحكام القرآن، سورة (۱۱۱)، المسد، الآية: ۱، ۱۰، ۲۰/۲۳۶

۷۸۸۔ تفسیر المظہری، سورة اللہب، ۱۰/۳۵۲

سے سخت عداوت و عناد رکھتا تھا، ابولہب اُس کی کذیت تھی، اور کذیت سے ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ وہ جہنمی ہے کہ لہب حقیقی تو وہ ہے جو لہب جہنم ہے، ”لہب“ کے معنی شعلہ، لپٹ کے ہیں اور اسی طرح کا ذکر اُس کے حال کے مناسب تھا۔

یہ شخص بہت گورا (بظاہر) خوبصورت تھا اُس کا چہرہ انگاروں کی طرح دمکتا تھا، اس وجہ سے اُسے ابولہب کہتے تھے۔

”المجمع“ میں طارق محارب سے منقول ہے کہ میں لوگوں کے درمیان ذوالحجاز کے بازار میں موجود تھا، میں نے ایک شخص کو بیان کرتے سنا جو لوگوں کو کہہ رہا تھا، اے لوگو! ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہو اور کامیابی و فلاح پاؤ، اس کے پیچھے ایک اور شخص کو دیکھا کہ اُسے پتھر مارتا ہے جس سے اُس کی پنڈلیاں اور پاؤں کی جڑیں خون آلود ہو رہی تھیں، وہ لوگوں سے کہتا تھا، یہ شخص جھوٹا ہے تم اس کی تصدیق نہ کرو، اسے سچا نہ جانو، تو میں نے پوچھا وہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ محمد (ﷺ) ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، اور یہ پچھلا شخص انہی کا چچا ابولہب ہے جو بزعم خویش انہیں جھوٹا جانتا ہے۔ (۷۸۹)

اُس کے خلاف یہ دعا اُس کی مکمل ہلاکت کے لئے اور یہ بھی صحیح ہے کہ یہ دونوں امور کے بارے میں خبر ہوں، کہ ”تَبَّتْ“ سے مراد اُس کے خلاف دعا بھی ہے اور خبر بھی، کہ اُس کی دنیا برباد ہوگئی اور ”تَبَّتْ“ میں دوسری خبر ہے کہ وہ آخرت میں بھی یقینی طور پر تباہ و برباد اور ہلاک ہو ہی گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابولہب نے کہا اگر میرا بھتیجا اپنے قول میں سچا ہے تو میں اپنا مال و اولاد اپنی جان کے بدلے فدیہ کر دوں گا، تو یہ آیت اُتری، (۷۹۰) جس میں اُس کے قول کی تردید ہے کہ اُس کا مال اُس سے تباہی اور عذاب کو نہیں روک سکے گا، اور وہ عذاب سے ہرگز نہ بچ سکے گا، ابولہب بڑا دولت مند تھا، یہ مکہ کے چار دولت مندوں میں سے ایک تھا، اُس کے پاس آٹھ سیر سے زیادہ سونے کی اینٹیں تھیں دیگر جائیداد، سامان، مال مویشی اس کے ماسوا تھے اور صاحب اولاد بھی تھا، اُس کے کئی لڑکے تھے

۷۸۹۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۱۱۱) المسد، الآية: ۱، ۱۰، ۳۰/۶۸۴

۷۹۰۔ تفسیر المظہری، سورة اللہب، ۱۰/۳۵۲

جو اُس کی موجودگی میں پورے جوان تھے، جب یہ سورت نازل ہوئی تو ابو لہب نے اپنے دونوں بیٹوں (جن کی شادی نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں سے ہو چکی تھی) سے کہا ان دونوں کے لئے میرا سراور تم دونوں کا سر حرام ہے اگر تم نے محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی، تو میں اپنی جائیداد سے محروم کر دوں گا، عتبہ اور عتیبہ کے گھر حضور ﷺ کی دونوں صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں، عتبہ نے باادب حاضر خدمت ہو کر حضرت رقیہ کو طلاق دی، لیکن عتیبہ نے گستاخانہ طور پر طلاق دی اور اپنے کھلے کفر اور باطنی خباثت کا اظہار بھی کیا، جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رنج ہوا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابٍ“ یعنی، اے اللہ! کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط کر دے۔

ابو طالب اُس وقت وہاں موجود تھے، تو انہوں نے کہا اے برادر زادے! تیرے خلاف اس سے تجھے کون بچا سکے گا، وہ اپنے سامان تجارت کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، ابو لہب نے اپنے نوکروں سے کہا کہ رات کو عتیبہ کو اپنے درمیان میں سلانا، اتفاق سے ایک جنگل میں رات ہو گئی، سب سو گئے، جنگل سے شیر نکلا، سب کا منہ سونگھتا ہوا چھوڑتا گیا جب عتیبہ کا منہ سونگھا تو اُسے پھاڑ کر رکھ دیا۔ (۷۹۱)

ابو لہب بزدلی کے باعث جنگِ بدر میں شریک نہ ہوا، لیکن بدر کی عبرتناک شکست کے بعد ابھی صرف ایک ہفتہ ہی گزرا ہوگا، کہ اس کے جسم پر ایک زہریلا چھالا نکلا (العدسہ) چپک دانہ نمودار ہوا، چند دنوں میں اُس کے سارے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی، گوشت گل گل کر گرنے لگا اُس کے بیٹوں نے جب دیکھا تو اُسے ایک متعدی بیماری لگ گئی ہے تو انہوں نے اُسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا، اور تڑپتے تڑپتے اُس نے جان دے دی، اب اُس کی نعش کو ٹھکانے لگانے کے لئے کوئی عزیز اُس کے قریب نہ گیا، تین دن تک اُس کی لاش پڑی رہی جب اُس کے تعفن اور بدبو سے لوگ تنگ آ گئے تو اس کے بیٹوں کو لعنت ملامت کی، تب انہوں نے چند جیشی غلاموں کو اُس کی لاش ٹھکانے لگانے پر مقرر کیا، انہوں نے ایک گڑھا کھودا،

اور لکڑیوں سے اُس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر پتھر ڈال کر ڈھک دیا (۷۹۲)۔ یہ اللہ کے غضب کی مار تھی، جس سے اُس کا سارا غرور تکبر مسمار ہو کر رہ گیا، جس اولاد پر اور مال پر اُس کو فخر تھا، سب نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا، اس طرح سے گستاخ رسول اللہ ﷺ کا انجام سب کفار نے دیکھا لیکن پھر بھی اپنے کفر و عناد سے باز نہ آئے۔

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِهِ وَ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِهِ ﷺ

﴿سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ اب دھنتا ہے، لپٹ مارتی آگ میں وہ یعنی جلد ہی آخرت میں بہر نوع جہنم میں ضرور داخل ہوگا، اور اُس کی آگ میں جلے گا، یعنی شعلے مارتی بھڑکتی آگ میں جلے گا۔

ابولہب کی بیوی کا نام اَرْوہ تھا اور کنیت اُمّ جمیل تھی، ایک آنکھ سے کافی تھی، انتہائی بخیل تھی، حرب بن اُمیہ بن عبد الشمس کی بیٹی تھی، ابوسفیان بن حرب کی بہن تھی، نبی کریم ﷺ سے سخت عداوت و دشمنی رکھتی تھی اور آپ کی ایذا رسانی کے لئے خود سر پر کانٹوں کا گھٹالا کر آپ ﷺ کی گزرگاہ پر ڈالتی تھی کہ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو تکلیف ہو، زخمی ہوں، دولت مند اور انتہائی مالدار ہونے کے باوجود خود ہی یہ کام کرتی تھی، (۷۹۳) جس سے اُس کی شقاوت اور عداوت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صدر الافاضل لکھتے ہیں باوجودیکہ بہت دولت مند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم ﷺ کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گھٹالا کر رسول کریم ﷺ کے راستہ میں ڈالتی تاکہ حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔ (۷۹۴)

ایسے ہی بد بختوں کا حال اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿وَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّالِّیْنَ ۝ فَتَنُوْا مِنْ حَمِيْمٍ ۝ وَ

۷۹۲۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۲، ۱۰، ۳۰/۳۸۷

۷۹۳۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۵، ۱۵، ۳۰/۳۸۸

۷۹۴۔ خزائن العرفان، سورۃ (۱۱۱) اللہب، ص ۷۱۵

تَضْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٧٩٥﴾

ترجمہ: اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو، تو اس کی مہمانی
گھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔ (کنز الایمان)

ابن جریر (۷۹۶) ابن ابی حاتم (۷۹۷) نے ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ
ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل حضور ﷺ کے راستوں میں کانٹے وغیرہ ڈالتی تھی تاکہ آپ زخمی ہو
جائیں، اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ ضحاک، عکرمہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی
منقول ہے۔

قنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ﴿حَمَالَةَ الْحَطَبِ﴾ سے مراد ہے پتھلیاں کھانے
والی یا لگائی بجھائی کر کے عداوت کی آگ پھیلانے والی۔

ابن جبیر کا قول ہے: ﴿حَمَالَةَ الْحَطَبِ﴾ یعنی گناہوں کا بوجھ اٹھانے والی۔

شعی کا قول ہے کہ اُمّ جمیل ایک مضبوط رستے سے لکڑیوں کا گھٹا باندھ کر لاتی تھی، ایک
روز تھک کر ایک پتھر پر سانس لینے کے لئے ٹھہر گئی، پیچھے سے ایک فرشتہ نے رستی کھینچ کر اُس کو
ہلاک کر دیا۔ (۷۹۸)

قنادہ اور ابن المسیب کا قول ہے کہ اُس کے گلے میں پڑا ہوا قیمتی ہار مراد ہے جس کے
بارے میں وہ کہتی تھی کہ لات وعزیٰ کی قسم کہ میں اسے آپ ﷺ کی دشمنی میں ضرور خرچ
کروں گی۔ (۷۹۹)

روایت میں ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو وہ بڑی برا فروختہ ہو کر ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی، جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد حرام میں تھے، اور

۷۹۵۔ سورة الواقعة: ۵۶/۹۲ تا ۹۴

۷۹۶۔ تفسیر ابن جریر، سورة المسد، الآيات: ۱-۵، ۱۲/۷۳۶

۷۹۷۔ تفسیر ابن ابی حاتم، سورة المسد، ہرقم: ۸۷، ۲۰۰، ۷/۵۷۵

۷۹۸۔ تفسیر المظہری، سورة الہب، ۱۰/۳۵۳

۷۹۹۔ تفسیر روح المعانی، ۱۰/۳۰/۶۹۰

ایضاً تفسیر المظہری، سورة الہب، ۱۰/۳۵۳

اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا پتھر تھا تو وہ بولی مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے میری جھو (بد تعریفی، بُرائی) بیان کی ہے تو میں بھی ضرور ایسا کروں گی اور ضرور کر کے رہوں گی، اگر وہ شاعر ہیں تو بھی کہوں گی (بکو اس کہنے لگی) تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اندھا کر دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ ہی نہ سکی، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو میرے ہمراہ کسی اور کو دیکھتی ہے، تو وہ بولی تم مجھ سے تمسخر کرتے ہو، میں تمہارے علاوہ کسی کو نہیں دیکھ رہی، تو ابو بکر خاموش ہو گئے، اور وہ کہتی ہوئی چلی گئی، قریش کو معلوم ہے کہ میں سردار کی بیٹی ہوں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ مجھے فرشتوں نے اُس سے اُٹھپا لیا تو وہ مجھے نہ دیکھ سکی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس کے شر سے محفوظ رکھا۔ (۸۰۰)

ایک قول ہے کہ یہ اس کی ذلت کی موت کی خبر بھی ہے، کہ وہ اس حال میں ہلاک ہو کر داخل جہنم ہوگی۔ (۸۰۱)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے	یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر	بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے	نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے	جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

۸۰۰۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۵، ۱۰، ۳۰/۶۸۹

ایضاً السیرۃ النبویۃ، ما لقی رسول ﷺ من قومہ: ۲/۱۰۴

ایضاً تہذیب سیرۃ ابن ہشام، ذکر ما لقی رسول ﷺ من قومہ من الأذی، ص ۸۲

۸۰۱۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورۃ الہب، ۷/۱۵۶۰



اب چالیس فرمودات امام ربانی مُجَدِّدِ دَافِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸۰۲) کے ”مکتوبات“ سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، تاکہ میرے مسلمان بھائی خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ سے وابستگان اپنی زندگی کے نشیب و فراز میں اُن کو پڑھ کر اپنے عقائد کی پختگی پر عمل پیرا ہو کر نجاتِ ابدی حاصل کر سکیں، یہ وہ عظیم ہستی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ کی وہ شمع روشن فرمائی جس کی پاسبانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کالمین کو بھیجا جن کے ذریعے آج اہل سنت و جماعت کا بول بالا ہے۔ اور چالیس ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ وحدہ ہی صرف عبادت کے لائق ہے

ہمارا تمہارا بلکہ تمام جہان والوں یعنی آسمان و زمین اور اعلیٰ و اسفل دونوں کا پروردگار صرف ایک ہی ہے، اور وہ بیچون و بیچگون ہے، شبہ و مانند سے مُنزَہ ہے شکل و امثال سے مُبرا ہے، پدر و فرزند اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے، اُس بارگاہ میں ہمسرا اور ہم مثل ہونے کی کیا مجال ہے؟ اتحاد و حلول کی آمیزش اُس سُبحانہ کی شان میں بُری ہے، اور کون و بُرُوز یعنی پوشیدہ ہونے اور ظاہر ہونے کا گمان اُس جنابِ قدس کے حق میں قبیح ہے، وہ زمانی نہیں کیونکہ زمانہ اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے نہ وہ مکانی ہے کیونکہ مکان اُس کا بنایا ہوا ہے، اُس کے وجود کی کوئی ابتداء نہیں اور اُس کے بقا کی کوئی انتہاء نہیں، سب قسم کا خیر و کمال اُس سبحانہ کی ذات میں ثابت ہے اور سب قسم کا نقص و زوال اُس سے مُسَلُّوب ہے، پس عبادت کے مستحق اور پرستش

۸۰۲۔ آپ کا اسم گرامی ”احمد“ کنیت ابو البرکات، لقب بدرالدین اور خطاب امام ربانی مُجَدِّدِ دَافِ ثانی ہے اور یاد رہے کہ تبحر عالم علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ت ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء) نے آپ کے ”مُجَدِّدِ دَافِ ثانی“ کے منصبِ جلیل کا سب سے پہلے اظہار فرمایا، آپ کی ولادت شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو ہوئی شمسی تاریخ ۵ جون ۱۵۶۳ء تھی اور وفات روزِ سہ شنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ بمطابق نومبر ۱۶۲۴ء کو سرہند شریف میں ہوئی، بعض افراد نے ۱۲ اور بعض نے ۲۹ لکھی ہے اور یہ اختلاف مطالع کی بنا پر ہے دن سہ شنبہ کا ہی ہے جیسا کہ ”ارمغانِ امام ربانی“ (ص ۶۹) میں ہے۔

کے لائق وہی حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ (۸۰۳)

جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ و تقدس بذات خود موجود ہے، اور تمام اشیاء اُس کی ایجاد سے موجود ہیں اور حق تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یگانہ ہے اور فی الحقیقت کسی امر میں خواہ و جودی ہو یا غیر و جودی، کوئی بھی اُس کے ساتھ شریک نہیں ہے، مشارکت اسی اور مناسبت لفظی بحث سے خارج ہے۔ (۸۰۴)

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (۸۰۵)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ رسول کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت فرماتا ہے، (۸۰۶) پس خُدا تعالیٰ کی وہ اطاعت جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے سوا ہو وہ حق تعالیٰ کی اطاعت نہیں ہے، اور اس مطلب کی تاکید و تحقیق کے لئے کلمہ ”قد“ لایا تاکہ کوئی بوالہوس ان دونوں اطاعتوں کے درمیان جُدائی ظاہر نہ کرے اور ایک کو دوسرے پر اختیار نہ کرے۔ (۸۰۷)

۳۔ نبی کریم ﷺ کی تابعداری ذریعہ نجات ہے

اصحابِ کہف نے اتنا بڑا درجہ صرف ایک ہی نیکی کے باعث حاصل کیا، اور وہ نورِ ایمانی کے ساتھ دشمنوں کے غلبہ کے وقت خُدا تعالیٰ کے دشمنوں سے ہجرت کر جانا تھا، مثلاً سپاہی دشمنوں اور مخالفوں کے غلبہ کے وقت اگر تھوڑا سا ترڈ د کریں تو اس قدر نمایاں ہوتا ہے اور اس

۸۰۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶۷، ص ۵۰

۸۰۴۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر ۲۶۶، ص ۱۰۶

۸۰۵۔ سورة النساء: ۴/۸۰

۸۰۶۔ قاضی ابوالولید باجی لکھتے ہیں: پس اللہ عز و جل نے ہم پر اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو واجب کیا ہے

جیسا کہ ہم پر اپنی اطاعت کو واجب کیا ہے (الإشارة فی أصول الفقه، فصل فی السّنة، ص ۱۶۸)

۸۰۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۵۲، ص ۲۸

کا اعتبار ہوتا ہے کہ امن کی حالت میں اس سے کئی گنا اعتبار میں نہیں آ سکتا۔

اور نیز جب آنحضرت ﷺ خدائے تعالیٰ کے محبوب ہیں تو حضور کے تابعدار بھی، آپ کی تابعداری کے باعث محبوبیت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں، (۸۰۸) کیونکہ محبت اُس آدمی کو بھی جس میں اپنے محبوب کی عادتیں اور خصلتیں دیکھتا ہے، اپنا محبوب ہی جانتا ہے اور مخالفوں کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔

محمد عربی کا بروی ہر دوسراست کسی کہ خاکِ درش نیست خاکِ بر سر او
وسیلہ دو جہان کلی آبرو کا ہیں نبی سرور ﷺ
پڑے خاک اُس کے سر پر جو نہیں ہے خاک اِس در پر (۸۰۹)

۴۔ حقیقتِ محمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو، حقیقتِ محمدی ﷺ جو ظہورِ اول اور حقیقتِ الحقائق ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے حقائق کیا انبیاء کرام کے حقائق اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق سب ظلال کی مانند ہیں، اور وہ تمام حقائق کا اصل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ (۸۱۰)

سب سے اول خدائے تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

۸۰۸۔ عارف محمد ہاشم کشمی بدخشانی نے نقل کیا کہ حضرت مجتہد فرماتے ہیں ”رسول اللہ ﷺ کے کسی فعل کی ادھوری متابعت کے عوض ہزار احیائے لیالی کو میں نہ خریدوں“ اور آپ کا ارشاد ہے ”کوئی فضیلت آنحضرت ﷺ کی متابعت کی برابری نہیں کر سکتی“ رمضان شریف کے اعتکاف کے سلسلے میں آپ نے مخلصین سے فرمایا ”صرف رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی نیت کرو ہمارا تجل اور انقطاع کیا شے ہے آپ کی متابعت حاصل ہونے کے لئے ہم کو سو پابندیاں قبول اور بے توسل متابعت ہم کو ہزار تجل اور انقطاع قبول نہیں“ (زبدۃ المقامات، بیان وصول بخدمت حضرت خواجہ، فصل ششم، ص ۲۰۴)

۸۰۹۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۴۴، ص ۱۳

۸۱۰۔ یہ حدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی نقل کی ہے دیکھئے: مدارج النبوة، باب اول در بیان

”خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ وَ الْمُؤْمِنُونَ مِنْ نُورِي“

میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے۔

پس وہ حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے، اور آنحضرت ﷺ کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا:

فَهُوَ نَبِيُّ الْأَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِينَ وَ إِرْسَالُهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَ التَّسْلِيمَاتُ

یعنی، پس وہ نبی الانبیاء والمرسلین ہیں اور اُن کا ارسال تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔

وہ تمام انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت کے اُن کی تبعیت طلب کرتے رہے اور اُن کی اُمت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے، (۸۱۱) جیسا کہ حدیث شریف (۸۱۲) میں

۸۱۱۔ امام اہلسنت امام احمد رضا کے والد گرامی حضرت علامہ نقی علی خان متوفی ۱۲۹۷ھ لکھتے ہیں: ”لکھا ہے کہ بارہ پیغمبروں نے دعا کی ہے کہ خُدا تعالیٰ ہم کو اُمتِ محمد (ﷺ) میں داخل فرمائے، کہتے ہیں ایک بار لشکرِ اسلام کسی غار کے متصل ٹھہرا تھا، ناگاہ اُس غار سے ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ کوئی شخص کہتا ہے ”اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الْأُمَّةِ الْمَرْحُومَةِ الْمَغْفُورَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا الْمُبَارَكَةِ“ دریافت کیا تو الیاس پیغمبر تھے اور (مواعظ اللدنیہ) موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں ”اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةٍ أَحْمَدَ“ خُدا ایا! مجھے احمد (ﷺ) کی اُمت میں داخل کر، ایک بار اُن کو خطاب ہوا، ”اے موسیٰ! جو احمد کو نہ مانے گا اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے“، عرض کیا، الہی! احمد کون ہیں؟ فرمایا: ”وہ تمام خلق کا سردار ہے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے میں نے اُس کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ لکھا، جب تک اُس کی اُمت نہ داخل ہو لے بہشت کو سب پر حرام کیا“، عرض کیا اُس کی اُمت کون ہیں؟ فرمایا ”وہ لوگ کہ ہر بلندی و پستی پر میری حمد کریں گے، ہر حال میں میری طاعت پر کمر باندھیں گے، اپنے ہاتھ پاؤں اور منہ پاک رکھیں گے، دن کو روزہ رکھیں گے رات کو عبادت کریں گے، اُن کی تھوڑی عبادت قبول کروں گا اور فقط کلمہ توحید پر اُن کو بہشت میں داخل فرماؤں گا“، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، الہی! مجھے اُس اُمت کا پیغمبر کر، ارشاد ہوا کہ ”اُن کا پیغمبر انہیں میں سے ہوگا“، عرض کیا مجھے اُس پیغمبر کی اُمت میں کر، حکم ہوا ”تو اُس سے مقدم ہے وہ تیرے بعد آئے گا مگر بہشت میں تجھ کو اور اُس کو اکٹھا کروں گا“۔ (الكلام الأوضح فی تفسیر سورة ”الم نشرح“ ص ۷۹)

۸۱۲۔ اس حدیث شریف کو ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے اور ”حلیۃ الاولیاء“ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے روایت کیا ہے اور ان احادیث کو امام جلال الدین سیوطی نے ”العصائص الکبریٰ“ (۱/۱۱، ۱۲) میں نقل کیا ہے۔

وارد ہے۔ (۸۱۳)

خود امتی بننے کی مالک سے تمنا کی
 موسیٰ نے سنا جسدِ مَرُتبہ تری اُمت کا
 (قبالہ بخشش)

۵۔ شانِ محبوبی ﷺ

پس علم کو ذاتِ عالم کے ساتھ وہ اتحاد ہے جو غیر کو نہیں، یہاں ”احمد“ کا قُرب جو ”اَحَد“ کے ساتھ ہے معلوم کرنا چاہئے اور جاننا چاہئے کہ ان کے درمیان کونسا واسطہ ہے، وہ صفتِ علم ہی ہے جو ایک ایسا امر ہے جو مطلوب کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے، پھر حجاب ہونے کی کیا گنجائش ہے، نیز علم کے لئے ایک ایسا ذاتی حُسن ہے جو صفات میں سے کسی اور کے لئے یہ حُسن ثابت نہیں، اسی واسطے اس فقیر کے خیال میں صفاتِ واجبی میں سے زیادہ محبوب حق تعالیٰ کے نزدیک صفتِ علم ہے، چونکہ اس کا حُسن بے چونی کی آمیزش رکھتا ہے اس لئے میں اس کے ادراک میں قاصر ہوں، اس حُسن کا پورا پورا ادراک عالمِ آخرت سے وابستہ ہے جو رُؤیت کا مقام ہے، جو خدا تعالیٰ کو دیکھیں گے حضرت محمد ﷺ کے جمال کو بھی پالیں گے اگرچہ اس جہان میں حُسن کا دو تہائی حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا ہوا، اور باقی تیسرا حصہ سب میں تقسیم ہوا، لیکن عالمِ آخرت میں سارا حُسن محمدی ﷺ ہے اور تمام جمال جمالِ محمد ﷺ، جو خدا تعالیٰ کو محبوب ہے، صفتِ علم کے حُسن کے ساتھ کسی دوسرے کے حُسن کو کس طرح مشارکت ہو سکتی ہے، جب کہ اس کا حُسن مطلوب کے ساتھ متحد ہونے کے باعث ہے، یعنی حُسن عین مطلوب ہے، دوسرے کے لئے چونکہ اس قسم کا اتحاد نہیں اس لئے ایسا حُسن بھی نہیں، پس پیدائشِ محمدی (ﷺ) باوجود حدوث کے قدمِ ذات کی طرف منسوب ہے، اور اُس کے احکام بھی وُجوبِ ذات تعالیٰ تک منتہی ہیں، اور اُس کا حُسن حُسنِ ذات تعالیٰ ہے، جس میں حُسن کے سوا اور کسی چیز کی آمیزش نہیں یہی وجہ ہے کہ اُس کے ساتھ جمیل مطلق کی محبت کا تعلق ہے اور (وہ ذات) حق تعالیٰ کی محبوب ہے:

”اللَّهُ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ“ (۸۱۴)

اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے۔ (۸۱۵)

حقیقت محمدی (ﷺ) جو حقیقت الحقائق ہے، (۸۱۶) اس حُب کا تعین اور ظہور ہے جو

ظہورات کا مبداء اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے:

”كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأُحْيِيْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

لَأُعْرَفَ“ (۸۱۷)

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا کہ میں پہچانا جاؤں۔

اول اول وہ چیز جو اُس پوشیدہ خزانے سے میدانِ ظہور میں آئی، یہی حُب ہے، جو مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی ہے، اگر یہ حُب نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا، عالمِ عدم میں راسخ اور مستمر رہتا، حدیث قدسی

۸۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، برقم: ۱۴۷ (۹۱)، ص ۶۶۔

أَيْضاً مَشْكَاةُ الْمَصَائِيحِ، باب الآداب، باب الغضب و الکبر، الفصل، برقم: ۵۱۰۸، ۳-۴، ۲۳۳/۴

۸۱۵۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ۱۰۰، ص ۷۶

۸۱۶۔ حقیقت الحقائق کا جو مطلب مُجَدِّدِ رُضَى اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ ارشاد نمبر ۴ پر ملاحظہ ہو اور

حقیقت الحقائق کا مطلب پیر مہر علی شاہ عیہ الرحمہ یوں بیان کرتے ہیں ”میرے خیال میں ظہور و

سریانِ حقیقتِ احمدیہ ﷺ ہر عالم و ہر مرتبہ اور ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے

اس کو حقیقت الحقائق کہتے ہیں۔ (فتاویٰ مہریہ، آنحضرت ﷺ کے متعلق سوالات کے

جوابات، نمبر ۲، ص ۵)

۸۱۷۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر اول، مکتوب ۱۱۳، ۲۵۷/۱

أَيْضاً الْمَقَاصِدُ الْحَسَنَةُ، حرف الکاف، برقم: ۸۳۸، ص ۳۳۲

أَيْضاً الْغُمَازُ عَلَى اللَّمَّازِ، حرف الکاف، برقم: ۲۰۷، ص ۱۷۳

أَيْضاً الذَّرَرُ الْمُنْشَرَةُ لِلْسَّيْوُطِيِّ، حرف الکاف، (برقم: ۳۳۰)، ص ۲۲۴،

قال على القارى معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا

لِيَعْبُدُونِ﴾ أى ليعرفونى كما فسره ابن عباس رضى الله عنهما (حاشية مکتوبات امام

ربانى، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ۱۲۲، ص ۱۲۸)

”لَوْ لَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْأَفْلَاقَ“ (۸۱۸)

(اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرنا) کے سبز کو جو حضرت خاتم المرسل ﷺ کی شان میں واقع ہے، اس جگہ ڈھونڈنا چاہئے اور

”لَوْ لَاكَ لَمَّا أَظْهَرْتُ الرُّبُوبِيَّةَ“ (۸۱۹)

(اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا) کی حقیقت کو اس مقام میں طلب کرنا

چاہئے۔ (۸۲۰)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

وہ کنز نہاں یہ نور فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزمِ فکاں
یہ ہر تن و جاں یہ باغِ جنان یہ سارا سماں تمہارے لئے

۶۔ حضور ﷺ کو معراج و جود مبارک کے ساتھ ہوا

حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم صرف رؤیت یعنی دیدار کی طلب ہی کے باعث ہلاک ہو گئی، اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام طلبِ رؤیت کے بعد ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ (۸۲۱) سن کر خود رفته ہو گئے، اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو رب العالمین کے محبوب اور تمام اولین و آخرین موجودات میں سے بہترین ہیں، باوجود اس کے معراج بدنی کی دولت سے مشرف ہوئے اور عرش و کرسی سے گزر کر مکان و زمان سے بھی اُوپر چلے گئے۔ (۸۲۲)

۸۱۸۔ الزبدة العُمدة فی شرح البُرْدَة، ص ۱۵۵، مزید تفصیل کے لئے علامہ منظور احمد فیضی علیہ الرحمہ کی تصنیف ”مقام رسول“ (ص ۲۶۱، ۲۶۲) اور علامہ محمد نعمان شیرازی حنفی کی تصنیف ”احادیث لولاک کا ثبوت“ بنام تنویر الافلاک بحلال احادیث لولاک کا مطالعہ کیجئے۔

۸۱۹۔ یہ حدیث شریف مکتوبات شریف کے علاوہ ”جواهر البحار“، ”شرح زلیخا“ اور ”دُرّ ہکتا“ میں بھی مذکور ہے جیسا کہ ”مقام رسول“ (ص ۲۶۶) میں ہے۔

۸۲۰۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ پنجم، مکتوب نمبر ۱۲۲، ص ۱۲۸

۸۲۱۔ سورة الاعراف: ۷/۱۴۳

۸۲۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ پنجم، مکتوب نمبر ۲۷۲، ص ۱۴

میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ (۸۲۵)

۸۲۵۔ اس حدیث شریف کو عارف باللہ حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: **إِنَّ اللَّهَ خَلَقَنِي مِنْ نُورِهِ** (فصل الخطاب للعارف محمد پارسا، ص ۶۶۲) اور حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا“ محدثین، مفسرین اور اہل سیر نے اس حدیث کو مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا اور صدیوں سے نقل کرتے چلے آ رہے ہیں، ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں: گزشتہ چودہ صدیوں میں کسی نے اختلاف نہ کیا، تمام مکاتب فکر نے یہی عقیدہ رکھا کہ سب سے پہلے حضور ﷺ کا نور پیدا کیا گیا لیکن اب کچھ عرصہ سے قدیم کتابوں کے متون کی تخریج و تحقیق کے بہانے متون میں حذف و اضافے کی مہم چلی ہے، یہ حرکت اہل علم اور اہل تحقیق کی نظر میں سخت مذموم ہے، اس کا مقصد سیاسی نظر آتا ہے اور وہ مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ حضور انور ﷺ کی عظمت کو گھٹایا جائے اور اسلاف کرام کا اعتبار اٹھایا جائے کیونکہ ان دونوں حقیقتوں نے ملت کو مستحکم رکھا ہے ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا تھا ”دورِ جدید میں ملتِ اسلامیہ کا اصل مرض سلف صالحین سے اعتبار و اعتماد کا اٹھ جانا ہے“ اس حدیث پاک میں حضور انور ﷺ کی عظمت ہے، عظمت کے احساس سے ایمان محکم ہوتا ہے اور دشمنانِ اسلام کا مقصد ایمان کو کمزور کرنا ہے، اس لئے اُن کے نزدیک عظمت کا انکار ضروری ہے الخ (خلقتِ محمدی ﷺ، ص ۵۰) اور لکھتے ہیں: اس حدیث کو اکابر علمائے اہلسنت صدیوں سے مسلسل نقل کرتے چلے آ رہے ہیں، چند حوالے نقل کئے جاتے ہیں (۱) نظام الدین حسین نیشاپوری، تفسیر نیشاپوری، جلد اول، ص ۵۵، جلد ۸ ص ۶۶، (۲) شیخ اسماعیل حق، تفسیر روح البیان، جلد اول، ص ۵۳۸، (۳) شیخ اسماعیل بن محمد العجلونی، کشف الخفاء، جلد اول، ص ۱۳۱۱، حدیث نمبر ۸۲۷، (۴) احمد قسطلانی، المَوَاهِب اللدنیہ، جلد اول، ص ۹، (۵) زرقانی، شرح المَوَاهِب اللدنیہ، جلد اول، ص ۵۶، (۶) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوة، جلد دوم، ص ۲، (۷) علامہ فاسی، مطالع المسرات، ص ۲۷، (۸) عبدالعزیز دباغ، ابریز، ص ۲۲۶، (۹) شیخ روز بہان، تفسیر عرائس البیان، جلد اول، ص ۲۳۸، (۱۰) ابن الحجر المہتمی، فتاویٰ حدیثیہ، ص ۵۹، ۶۰۔ ماضی قریب کے مختلف مکاتب فکر کے علماء نے بھی حدیث نور کا ذکر فرمایا مثلاً (۱) مولانا احمد رضا خاں بریلوی، صلوة الصفا فی نور المصطفیٰ، (۲) مولوی رشید احمد گنگوہی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حدیث نور کی تصدیق، تائید کی ہے، (۳) اشرف علی تھانوی، نشر الطیب، ص ۵ و رسالہ النور، ص ۲۳ تا ۲۵ نیز الرافع و الواضع، ص ۱۳، (۴) اسماعیل دہلوی، رسالہ یکروزی، ص ۱۱، (۵) نواب وحید الزماں، ہدیۃ المہدی، ص ۵۶ (خلقتِ محمدی ﷺ، حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا تحقیقی جائزہ، ص ۴۹، ۵۰) اور اس حدیث شریف کی مزید تفصیل آیت ۳۳ کے تحت حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ (۸۲۶)

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ
(حدائقِ بخشش)

۸۔ حضور ﷺ کو اپنی طرح بشر کہنا منکر کی بے عقلی ہے

جن مجبوبات نے حضرت محمد ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا، (۸۲۷)
وہ منکر ہو گئے، اور جن سعادت مندوں نے اُن کو رسالت اور رحمتِ عالمیان کے طور پر دیکھا اور تمام
لوگوں سے ممتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی دولت سے مُشرّف ہوئے اور نجات پا گئے۔ (۸۲۸)

۹۔ نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی اتباع لازم ہے

پس آپ کو چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کی متابعت اور اُن کے خلفائے راشدین ہادیین
مہدیین کی متابعت کو لازم پکڑیں، کیونکہ وہ ہدایت کے ستارے ہیں اور ولایت کے
آفتاب ہیں، (۸۲۹) پس جس شخص کو اُن کی تابعداری کا شرف حاصل ہوا ﴿فَقَدْ فَازَ﴾

۸۲۶۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ۱۰۰، ص ۷۴، ۷۵
۸۲۷۔ فی زمانہ حضور ﷺ کو محض بشر کہنا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کرنا وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کا
شیوہ ہے، پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بغیر انضمام کلماتِ تعظیم صرف لفظِ بشر ذکر کرنا جائز نہیں
(فتاویٰ مہریہ، ص ۵) کیونکہ کلماتِ تعظیم کے انضمام کا مطلب ہے کہ کہنے والا آپ ﷺ کو دوسرے
انسانوں جیسا تصور نہیں کرتا اور ایک سوال کے جواب میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں میرے
خیال میں فریقین از علمائے کرام متنازعین اہل سنت والجماعت سے ہیں اور ذکر آنحضرت ﷺ کو
بالأَسْمَاءِ الْمُعَظَّمَةِ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں لہذا ان سے ہرگز متصور نہیں کہ معاذ اللہ
فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف بشر کا اطلاق جائز کہیں مگر میری رائے وہی ہے جو اوپر عرض کر چکا
ہوں کہ صرف لفظ بشر کا اطلاق بغیر انضمام کلماتِ تعظیم نہ چاہئے کہ بوجہ شیوعِ عُرف و قصدِ فرقہ ضالہ
صرف بشر کہتے ہیں! یہاں امرنا جائز کا ہے (فتاویٰ مہریہ، آنحضرت ﷺ کے متعلق سوالات
کے جوابات، سوال نمبر ۲، ص ۵)

۸۲۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۶۴، ص ۱۴۵

۸۲۹۔ اس میں حضور ﷺ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: أَصْحَابِي

كَالْجُومِ بِأَيِّهِمْ أَقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ، یعنی، میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کی بھی
اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے (مشكاة المصابيح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابة،

فَوْزًا عَظِيمًا ﴿۸۳۰﴾ وہ دونوں جہان میں بڑھ کر کامیاب ہوا، اور جو اُن کی مخالفت میں پیدا ہوا ﴿فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ (۸۳۱) وہ سخت گمراہ ہوا۔ (۸۳۲)

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور نجم ہیں، اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی (حدائق بخشش)

۱۰۔ سنت نبی ﷺ پر عمل کرنا ہی بزرگی ہے

بزرگی سنت کی تابعداری سے وابستہ ہے، (۸۳۳) اور زیادتی شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے، مثلاً دو پہر کا سونا، جو اس تابعداری سے وابستہ ہو، کروڑ کروڑ شب بیداریوں سے جو اس تابعداری کے موافق نہ ہوں، اولیٰ و افضل ہے، (۸۳۴) اور ایسے ہی عید فطر کے دن کا کھانا جس کا شریعت نے حکم کیا، خلاف شریعت دائمی روزہ رکھنے سے بہتر ہے، شارع علیہ السلام کے حکم سے جیل (بمعنی دام) کا دینا اپنی خواہش سے سونے کا پہاڑ خرچ کرنے سے بزرگ تر ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن صبح کی نماز باجماعت ادا کر کے

۸۳۰۔ سورة الأحزاب: ۷۱/۲۳۔ ترجمہ: اس نے بڑی کامیابی پائی۔

۸۳۱۔ سورة النساء: ۱۱۶/۴۔ ترجمہ: وہ دُور کی گمراہی میں پڑا۔

۸۳۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ اول، مکتوب نمبر ۲۵، ص ۶۶

۸۳۳۔ اتباع سنت کے بارے میں حضرت مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور فرمان پڑھے آپ فرماتے ہیں: ”ایک ضروری نصیحت یہ ہے کہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام والحق کی پیروی اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ نجات اس کے بغیر محال ہے، دنیا کی زیبائش و آرائش کی طرف مطلقاً توجہ نہ کرو اور اس کے حاصل ہونے یا نہ ہونے کو کوئی اہمیت نہ دو کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا مبغوض و مردود ہے عند اللہ دنیا کی کوئی قدر نہیں بندگانِ خدا کو چاہئے کہ دنیا کے ہونے کی نسبت نہ ہونے کو بہتر جانیں اور دنیا کی بے وفائی از جلد فنا ہونے کی بات تو مشہور بلکہ مشاہد ہے، دنیا سے محبت رکھنے والے کو اُن لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے جو پہلے ہو گزرے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام کی پیروی کی توفیق مرحمت فرماتے ہیں، آمین (مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۷۴، ص ۶۱)

۸۳۴۔ یہ نبی ﷺ کے اس فرمان سے مأخوذ ہے کہ ”عَمَلٌ قَلِيلٌ فِيْ سُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْْ عَمَلٍ كَثِيْرٍ فِيْ بِدْعَةٍ“

(الباعث لاہی شامہ، ص ۲۷۔ ایضاً کتاب الاعتصام للشاطبی، الباب الثانی،

برقم: ۱۵۹، ۱/۵۳)

یاروں میں نگاہ کی، اُن میں ایک آدمی موجود نہ پایا، اس کا سبب پوچھا، یاروں نے کہا کہ وہ شخص رات جاگتا رہا ہے، شاید اس وقت سو گیا ہو، امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اگر وہ تمام رات سوتا رہتا اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرتا، تو اُس کے لئے بہتر تھا۔ (۸۳۵)

اُن کے جو ہم غلام تھے خَلْق کے پیشوا رہے
اُن پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں
(دیوان سالک)

۱۱۔ شیخین کریمین ^(۸۳۶) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت

تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۸۳۷)

۸۳۵۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۱۱۴، ص ۱۱۸ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ”الموطا“، (کتاب صلاة الجماعة، برقم: ۷، ص ۱۰۳) میں روایت کیا اور ولی الدین تبریزی نے ”مشکاة المصابیح“، (کتاب الصلاة، باب الجماعة و فضلها، الفصل الثالث، برقم: ۱۰۸۰، ۱-۲/۲۱۶) میں نقل کیا۔
۸۳۶۔ شیخین کریمین سے مراد حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔

۸۳۷۔ اُمّتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کے اہل حق میں سب سے مقدم حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں کہ ساری اُمّت کے صلحاء اہل کرسی صحابی کے درجے و مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے اُن صحابہ کا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق نظریہ و عقیدہ یہ ہے صحابہ کرام میں سے کوئی بھی درجہ و مرتبہ میں شیخین کریمین کے برابر نہیں ہے اور یہ کسی ایک صحابی کا نظریہ نہیں ہے بلکہ جمیع صحابہ یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ امام بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا نَخْبِرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَخْبِرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ (صحيح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل أبي بكر بعد النبي ﷺ، برقم: ۳۶۵۵، ۲/۴۵۱)

یعنی، ہم نبی کریم ﷺ کے (ظاہری) زمانہ مبارکہ میں صحابہ کرام کے درمیان ترجیح دیا کرتے تھے تو حضرت ابو بکر کو ترجیح دیتے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے۔
اور امام ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ (سُنَن أَبِي دَاوُد، كِتَابُ السُّنَّة، بَابُ التَّفْضِيل،
برقم: ۴۶۲۷، ۵/۲۰، ۲۱)

یعنی، ہم رسول اللہ ﷺ کے (ظاہری) زمانہ مبارکہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو
نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، پھر ہم
اصحاب رسول ﷺ کو چھوڑ دیتے تھے اُن کے مابین ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔
اور امام ترمذی کی روایت میں ہے:

كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ (سُنَن التِّرْمِذِي، كِتَابُ
الْمَنَاقِب، بَابُ فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ، برقم: ۳۷۰۷، ۴/۴۸۶)

یعنی، صحابہ کہا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ (ظاہری حیات کے ساتھ) حیات تھے ابوبکر، عمر، عثمان
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ظاہر ہے کہ یہ نظریہ صرف چند صحابہ کا نہیں تھا بلکہ جمیع صحابہ کرام یہی
نظریہ رکھتے تھے اور یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضیلتِ شیخین پر اجمالاً اجماع کی حکایت ہے جیسا
کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "قُرَّة العینین" (مسلك سوم، ص ۲۶) میں ذکر کیا ہے۔ اور رسول
اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں صحابہ کرام کے مابین یہی معروف تھا صرف معروف ہی نہ تھا بلکہ
صحابہ کرام اپنی زبانوں سے کہا بھی کرتے تھے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں "كُنَّا نَقُول" کے الفاظ
سے ظاہر ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ جملہ صحابہ کرام ایک نظریہ رکھتے ہوں اور اپنی زبانوں سے اُس کا اقرار
بھی کرتے ہوں اور رسول اللہ ﷺ کو اُس کی خبر نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کسی قول یا فعل پر اطلاع پا کر
اُسے رد نہ فرمائیں تو اُسے تقریری حدیث کہا جاتا ہے جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ شیخین کی فضیلت تقریری حدیث سے ثابت ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مندرجہ
بالا تینوں روایات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: این حدیث مشتراست بتقریر آنحضرت ﷺ (قُرَّة
العینین، مسلك سوم، ص ۲۶) یعنی، یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی تقریر کی خبر دیتی ہے۔

امام ترمذی کی روایت میں ہے کہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ أَبُو
بَكْرٍ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَلِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى
رَجُلٍ خَيْرَ مِنْ عُمَرَ" (سُنَن التِّرْمِذِي، كِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ فِي مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رضی اللہ عنہ، برقم: ۳۶۸۴، ۴/۴۵۶)

یعنی، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں (سب سے) بہتر، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم یہ کہتے ہو تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ نے فرمایا: ”عمر سے بہتر کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ شیخین کریمین اللہ اور اُس کے رسول کی جناب سے عطا ہونے والی اس فضیلت کو خود بھی جانتے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے قبل جب آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے کے لئے بلوایا تو لوگوں نے کہا آپ ایک سخت آدمی کو ہم پر خلیفہ مقرر کریں گے اور آپ جب اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو اُسے کیا جواب دیں گے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بخدا! تم مجھے ڈراتے ہو میں کہوں گا: اَللّٰهُمَّ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمْ خَيْرَ خَلْقِكَ اے اللہ! میں نے اُن پر تیری مخلوق میں بہتر کو خلیفہ بنایا ہے (قُرْة العینین، مسلك سوم، ص ۲۸ و قال أخرجه ابن أبي شيبة۔ أيضاً موسوعة السير للصلابي، فصل الخطاب في سيرة أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه، الفصل الثالث، ۸۱/۴، ۸۵ بلفظ ”خَيْرُ أَهْلِكَ“) اور شیخین کریمین کی افضلیت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اتنی روایات مروی ہیں کہ علماء کرام نے فرمایا کہ وہ حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: نصرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے ایام میں اپنی متعدد مجالس میں شیخین کریمین کی افضلیت کو بالترتیب بیان فرمایا اور ایک جماعت جو اس مسئلہ میں فاسد گمان رکھتی تھی اُسے زجر فرمائی اور فقہاء صحابہ حاضر ہوتے اُن میں سے کسی کی طرف سے اس پر منع یا کوئی اعتراض ظاہر نہ ہوا اور یہ آثار تو اثر کی حد کو پہنچے ہوئے ہیں۔ (قُرْة العینین، مسلك سوم، ص ۲۸)

امام بخاری کی روایت ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر، میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا عمر الخ۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل أبي بكر بعد النبي ﷺ، برقم: ۳۶۵۵، ۲/۴۵۱)

امام احمد کی روایت ہے کہ حضرت ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اباحنیفہ! کیا میں تجھے اس اُمت کے نبی کے بعد اُمت میں سب سے افضل کی خبر نہ دوں تو میں نے عرض کی کیوں نہیں، فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی افضل نہیں سمجھتا تھا، آپ نے فرمایا اس اُمت کے نبی کے بعد افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المسند للإمام أحمد، ۱/۱۰۶)

افضلیت کی وجہ جو کچھ اس فقیر (۸۳۸) نے سمجھی ہے وہ فضائل و مناقب کی کثرت نہیں بلکہ ایمان میں سب سے سابق ہونا اور دین کی تائید اور مذہب کی ترقی کے لئے سب سے زیادہ مال و جان کو خرچ کرنا ہے کیونکہ سابق گویا دین کے امر میں لاحق کا استاد ہے اور لاحق جو کچھ پاتا ہے سابق کی دولت سے پاتا ہے، یہ تینوں کامل صفتیں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی میں منحصر ہیں، اور یہ دولت اُس وقت اُن کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوئی، (۸۳۹) رسول اللہ ﷺ نے علالت وصال باکمال میں فرمایا، ”لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص نہیں، جس نے مجھ پر ابو بکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مال و جان میں احسان کیا ہو، اگر میں کسی کو دوست بنانا چاہتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلامی دوستی افضل ہے، اس مسجد میں ابو بکر کے دریچہ کے سوا اور جتنے درتچے ہیں سب کو میری طرف سے بند کر دو“۔ (۸۴۰)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا، تم نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری ہمدردی کی اور غم خواری کی، کیا تم

اور اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، علقمہ بن قیس، نزال بن سبرہ، عبد خیر، حصصہ بن صوحان وغیرہم سے مروی روایات ہیں تفصیل کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ”قُرۃ العینین“ ملاحظہ ہو۔

۸۳۸۔ یعنی مُجَدِّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی

۸۳۹۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محدث دجالس میں برسرِ منبر

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کی، کسی کی طرف سے رد اور سوال نہیں ہوا (قُرۃ العینین، مسلك سوم، ص ۲۷) کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کا نظریہ یہی تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ترمذی کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی روایت میں ہے، آپ نے فرمایا کہ ابو بکر ہمارے سردار ہیں ہم سے بہترین اور ہم میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصّدیق رضی اللہ عنہ، برقم: ۳۶۵۶، ۴/۴۴۴)

۸۴۰۔ صحیح البخاری، کتاب الصّلاة، باب الخوف و الممرّ فی المسجد، برقم: ۴۶۷، ۱/۱۱۹

ایضاً صحیح مسلم، کتاب فضائل الصّحابة رضی اللہ عنہم، باب فضائل ابی بکر

الصّدیق رضی اللہ عنہ، برقم: ۶۲۴۵/۲۔ (۲۳۸۲)، ص ۱۱۶۱

میرے لئے میرا دوست (۸۴۱) نہیں چھوڑتے“۔ (۸۴۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے“۔ (۸۴۳)

حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (۸۴۴) کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس اُمت میں سب سے افضل ہیں، جو کوئی مجھے اُن پر فضیلت دے وہ مُفتری ہے، میں اُس کو اتنے کوڑے ماروں گا جتنے مُفتری کو لگاتے ہیں۔ (۸۴۵)

۸۴۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”ابوبکر نے تم پر نماز اور روزے کے سبب فضیلت نہیں پائی لیکن ایک شی کے سبب جو اُن کے دل میں رکھی گئی ہے“ (المقاصد الحسنة، حرف المیم، برقم: ۹۷۰، ص ۳۷۰۔ ایضاً کشف الخفاء، حرف المیم، برقم: ۲۲۲۶، ۱۷۰/۲۔ ایضاً الغماز علی اللہماز، حرف المیم، برقم: ۲۴۵، ص ۱۹۵۔ ایضاً إتيان ما يحسن من الأخبار، باب المیم، برقم: ۱۶۳۸، ص ۳۹۶۔ ایضاً الشذرة، حرف المیم، برقم: ۸۳۲، ۱۱۱/۲) اور امام سخاوی نے لکھا ہے کہ اسے امام غزالی نے ذکر کیا ہے اور حافظ عراقی نے فرمایا کہ میں نے اسے مرفوع نہیں پایا اور یہ حکیم ترمذی کے ہاں ”نوادِرُ الأصول“ میں بکر بن عبد اللہ مُزنی کے قول سے ہے اور نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ، وَأَنْتَ مَعِيَ عَلَى الْخَوْضِ یعنی، آپ غار میں میرے ساتھی ہے اور حوض کوثر پر میرے ساتھ ہوں گے۔ (سُنَن الترمذی، برقم: ۳۷۵۲، و شرح السُّنَّة للبعوی، برقم: ۳۸۷۲، و فوائد العراقيين، من فضائل أبي بكر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، برقم: ۱۰، ص ۲۳، ۲۴)

۸۴۲۔ صحيح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ: ”لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا“، برقم: ۳۶۶۱، ۴۵۲/۲

۸۴۳۔ سُنَن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، برقم: ۳۶۸۶، ۴۵۷/۴

ایضاً المسند للإمام أحمد، ۱۵۴/۴

ایضاً مشکاة المصابيح، کتاب المناقب، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، الفصل الثانی، برقم: ۶۰۴۷، ۳-۴/۴۱۹

۸۴۴۔ اسے امام ذہبی وغیرہ نے بسند صحیح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (حاشیہ مکتوبات امام ربانی) اور امام عبد اللہ بن احمد نے ”السُّنَّة“ (برقم: ۱۳۲۲، ص ۲۴۲) میں روایت کیا ہے۔

۸۴۵۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۱۷، ص ۳۷، ۳۸۔ حافظ اسماعیل ابن زنجویہ نے روایت کیا کہ کوفہ میں ایک روز ایک شخص نے حضرت علی

۱۲۔ خلفائے اربعہ و دیگر صحابہ کرام کی فضیلت

اور فضیلت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے، لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع (۸۴۷) سے ثابت ہے۔ (۸۴۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور اُن کو میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، جس نے اُن کو دوست رکھا، اُس نے گویا میری محبت کے باعث اُن کو دوست رکھا، اور جس نے اُن سے بغض رکھا، اُس نے گویا میرے ہی بغض کے باعث اُن سے بغض رکھا، اور جس نے اُن کو ایذا دی اُس نے گویا مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی (۸۴۹) اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی وہ اُس کا مواخذہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگوں میں بہتر! میرے معاملے میں نگاہ فرمائیے، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسے آگے لاؤ، فرمایا کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: کیا تو نے حضرت ابوبکر و عمر کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا: اگر تو کہتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے تو میں تیری گردن مار دیتا اور اگر تو کہتا میں نے حضرت ابوبکر و عمر کو دیکھا ہے تو تجھے سخت مار مارتا (مختصر کتاب الموافقة بین اهل البيت و الصحابة، إنكار علی من ذكرها بسوء الخ، ص ۱۲۲)

۸۴۶۔ دیکھئے امام ابن ہمام حنفی کی ”المسایرة“ اور اُس پر ابن ابی شریف کی شرح ”المسامرة“ (خاتمة فی ایضاح عقيدة اهل السنة و الجماعة، ص ۳۲۸)

۸۴۷۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ صحابہ و تابعین کا اس پر اجماع ہے کہ اُمت میں افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اُن کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (قُرَّة العینین، مسلك سوم، ص ۲۶)

۸۴۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر ۲۶۶، ص ۱۲۹

۸۴۹۔ لہذا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سب و شتم حرام ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے میرے

صحابی کو گالی دی تو اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کے صرف کو قبول نہیں کرے گا اور نہ عدل کو یعنی اس کے فرض و نفل کو قبول نہیں کرے گا (تاریخ جرحان، حرف

العین، من اسمه عبد الله، برقم: ۴۵۶، ص ۱۲۰) اور امام جلال الدین سیوطی نقل کرتے ہیں کہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سب و شتم کی تحریم کا ضروریات دین سے ہونا معلوم ہے۔ (القام الحخر

کرے گا، (۸۰۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَ

الْآخِرَةِ﴾ (۸۰۱)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اُن پر

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔ (کنز الایمان)

اور جو کچھ صحابہ کے درمیان نزاع کی صورت میں واقع ہوا ہے اُسے نیک توجیہ پر محمول

کرنا چاہئے، (۸۰۲)

لمن زُكِيَ سَابَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ، الفصل الثالث في حكم سَابَّ الشَّيْخَيْنِ، ص ۷۱) اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن درحقیقت قرآن و سنت پر طعن ہے، چنانچہ حضرت مجدؐ فرماتے ہیں: قرآن و احادیث صحابہ کرام کی تبلیغ سے ہم تک پہنچے ہیں، جب صحابہ کرام مطعون ہو جائیں تو جو دین اُن کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے وہ بھی مطعون اور ناقابل اعتماد ہوگا، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ۔ شاید اس گروہ کا مقصد نبی آخر الزمان علیہ و علی الہ الصلاۃ و السلام کے دین کا ابطال اور آپ کی شریعت کا انکار ہے، ظاہر میں یہ اہل بیت رسول سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ و الثناء کے دشمن ہیں، کاش! یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے موافقین کو سیلاب سے سالم رہنے دیتے اور تقیہ کے داغ سے انہیں داغدار نہ کرتے جو فریب کاروں اور منافقین کی علامت ہے (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر ششم، مکتوب نمبر ۳۶، ص ۲۸)

۸۰۰۔ سُنَنِ التِّرْمِذِيِّ، کتاب المناقب، باب فیمن سَبَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ، برقم: ۳۸۶۲، ۵۳۵/۴

أَيْضاً الْمُسْنَدُ لِلْإِمَامِ أَحْمَد، ۸۷/۴

أَيْضاً مَشْكَاةُ الْمَصَابِيحِ، کتاب المناقب، باب مناقب الصَّحَابَةِ، الفصل الثَّانِي،

برقم: ۶۰۱۴، ۳-۴/۴۱۴

۸۰۱۔ سُوْرَةُ الْأَحْزَابِ: ۵۷/۳۳

۸۰۲۔ حضرت امام ربانی مجدؐ دالف ثانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَ مَا شَخَرَ بَيْنَ أَصْحَابِي (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، حصہ ہفتم، دفتر دوم،

مکتوب نمبر ۶۷، ص ۴۹)

یعنی جو اختلافات میرے صحابہ کے مابین ہوئے تم اس کا تذکرہ کرنے سے بچو۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا یعنی، چون اصحاب من مذکور گردند و از منازعات ایشان یاد کرده شود شما خود را نگاہ دارید و یکے را بر دیگرے اختیار نکنید۔ یعنی، جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے اُن کے منازعات ذکر کئے جائیں تو تم اپنے آپ پر نگاہ رکھو ایک کو دوسرے پر اختیار نہ دو۔ (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر ۳۶، ص ۷۸) و قال المحشی: رواه الطبرانی عن ابن مسعود و ثوبان و ابن عدی عن عمر، تشیید۔ اور اس حدیث شریف کو علامہ سہمی نے ”تاریخ جرجان“ (حرف الکاف و قبل رقم: ۶۱۹، ص ۱۶۲) میں روایت کیا ہے۔

اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ زبانوں کو طعنہ زنی سے روکو اور ان باتوں کے ذکر سے بچو جو اُن کی شان کے لائق نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اُس شخص کی زبان کاٹنے کا ارادہ فرمایا جس نے (صحابی رسول ﷺ) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں بات کی گئی آپ نے فرمایا میں اس کی زبان کاٹ دوں گا تا کہ یہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو گالی نہ دے سکے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الرابع، الباب الثالث، فصل: من سب آل بیتہ الخ، ص ۴۲۱، و إقام الحجر، الفصل الثالث فی حکم سب الشیخین، ص ۷۰)

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ہونے والے نزاع کے بارے میں کسی نے امام شافعی سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: عَصِمَ اللَّهُ مِنْهَا دِمَائَنَا، فَلْنَعَصِمُ أَسِنَّتَنَا (دفاع عن معاویہ رضی اللہ عنہ، معاویہ امیراً للشام، ص ۹)

یعنی، (اے سائل) اللہ تعالیٰ نے ہمارے خونوں کو اس سے بچالیا (کہ ہم اس وقت نہ تھے) پس ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبانوں کو اس (نزاع کے ذکر کرنے) سے بچائیں۔

حضرت مجتہد الف ثانی لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا قول حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، حصہ ششم، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۳۶، ص ۷۸) امام ابن حجر مکی شافعی لکھتے ہیں: صرح المتنا و غیرہم فی الأصول بأن يجب الإمساك عما شجر بين الصحابة رضي الله تعالى عنهم (تطهير الحنان و اللسان، الفصل الثالث، تنبيه، ص ۳۱) یعنی، ہمارے ائمہ و غیرہم نے اصول میں تصریح فرمائی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین جو اختلافات ہوئے اس کے تذکرے سے رُکنا واجب ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ ایک سوال ”علامہ سعد الدین تفتازانی“، شرح مقاصد

اور ہوا و تعصب سے دور سمجھنا چاہئے۔ (۸۵۳)

حضرت خاتم الرسل ﷺ کے بعد امامِ برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اُن کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُن کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ (۸۵۴)

ترے چاروں ہدم ہیں یک جاں یک دل ابو بکر فاروق عثمان علی ہے
(حدائق بخشش)

۱۳۔ اللہ جل شانہ کی رضا

حق تعالیٰ اپنے نبی مکرم اور اُن کی بزرگوار آل ﷺ کے طفیل ظاہر و باطن کو حضرت مصطفیٰ ﷺ کی سنت کی متابعت سے آراستہ پیراستہ کرے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ کے محبوب ہیں، اور جو چیز محبوب اور مرغوب ہے وہ حق تعالیٰ کے مطلوب و محبوب کے لئے ہے، اسی واسطے حق تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ﴾ (۸۵۵)

ترجمہ: تمہاری خُویو بڑے شان کی ہے۔ (کنز الایمان)

میں لکھتے ہیں: ”نُكْفُ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ“ اس کا مطلب کیا ہے؟“ کے جواب میں لکھتے ہیں ”اس کا مطلب ظاہر ہے کہ جو ایسی بات ہو کہ اس ظاہر پہلوا چھانہ ہو اسے ذکر ہی نہ کریں گے اور اگر ذکر کریں گے تو اس کا صحیح محمل نکالیں گے کہ اُن کی تنقیصِ شان نہ ہو اور اگر محمل صحیح ذہن میں نہ آتا ہو تو ذکر ہی نہ کریں۔ (فتاویٰ امجدیہ، کتاب شتی، ۴/۶۶۲، ۴۶۴)

اور اُن کے مابین واقع ہونے والے اختلافات خلافت کے لئے نہ تھے بلکہ اجتہادی خطا کی وجہ سے تھے چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں جو جھگڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین وقوع پذیر ہوئے وہ خلافت کے بارے میں جھگڑے نہیں تھے بلکہ اجتہادی غلطی کی بنا پر تھے۔ (شرح العقائد

النسفیة، بحث الخلافة ثلاثون سنة الخ، ص ۱۵۲)

۸۵۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر ۲۶۶، ص ۱۳۰، ۱۳۱

۸۵۴۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، حصہ ہفتم، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷، ص ۴۷، ۴۸

۸۵۵۔ سورة القلم: ۶۸/۴

اور نیز فرماتا ہے:

﴿إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (۸۵۶)

ترجمہ: بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔ (کنز الایمان)

اور نیز فرماتا ہے:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ (۸۵۷)

ترجمہ: بے شک یہ ہے میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور راہیں نہ

چلو۔ (کنز الایمان) (۸۵۸)

۱۴۔ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں

”الْأَنْبِيَاءُ [أَحْيَاءٌ] يُصَلُّونَ فِي الْقُبُورِ“ (۸۵۹)

۸۵۶۔ سورۃ یس: ۳۶/۲، ۳۷/۲

۸۵۷۔ سورۃ الأنعام: ۱۵۳/۶

۸۵۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۴۱، ص ۲

۸۵۹۔ مسند ابی یعلیٰ، برقم: ۳۴۲۵، ص ۶۵۸ و اسنادہ صحیح کما قال الہیثمی فی

”مجمع الزوائد“ (برقم: ۱۳۸۱۲، ۸/۲۷۶)، و الذہلوی فی ”جذب القلوب“

(ص ۱۸۰، ۱۸۳) و ”مدارج النبوة“ (۲/۴۴۷) و السّمهودی فی ”وفاء الوفاء“

(۲/۱۸۱) و غیرہم من المحدثین۔

ایضاً حیاۃ الانبیاء صلوات اللہ علیہم بعد وفاتہم، للبیہقی، برقم: ۲، ص ۷۲ و اسنادہ

صحیح کما قال العسقلانی فی ”الفتح“ و السّخّوی فی ”القول البدیع“ (ص ۱۷۱،

۱۷۲) و غیرہما۔

ایضاً فردوس الأخبار، برقم: ۴۰۲، ۱/۷۴۔

ایضاً تاریخ أصبہان، ترجمہ (۱۰۲۶) عبد اللہ بن إبراهیم بن الصّباح المقرئ، ۲/۴۴۔

ایضاً کشف الاستار، کتاب علامات النبوة، برقم: ۲۳۳۹، ۳/۱۰۰۔

ایضاً الکامل لابن عدی، ترجمہ، (برقم: ۹۱/۴۶۰) حسن بن قتیبة المدائنی، ۳/۱۷۳

ایضاً تاریخ مدینۃ دمشق، ذکر من اسمہ الحسن، ترجمہ (برقم: ۱۴۰۴) الحسن بن علی

بن الوفاق، ۱۳/۳۲۶

ایضاً میزان الاعتدال، للذہبی، حرف الحاء، من اسمہ الحسن، ترجمہ (برقم: ۲۱۷۱)

الحسن بن قتیبة الخزاعی المدائنی، ۱/۵۱۱، ۵۱۲

انبیاء کو ام علیہم الصلوٰۃ والسلام (زندہ ہیں) قبروں میں نماز پڑھتے

ہیں۔ (۸۶۰)

۸۶۰۔ جن علماء اعلام نے حدیث ”الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ“ الحدیث (نبی زندہ ہیں) کو صحیح قرار دیتے ہوئے اسے نقل کیا اور اس سے استدلال کیا اُن کی فہرست طویل ہے اُن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ ”التفسیر الکبیر“ (سورۃ الأسراء الآیہ: ۸۵، ۷/۲۱/۳۹۵، وفی آخری ۴۱/۲۱) میں۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۷۱ھ ”التذکرۃ“ (باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ الْآیۃ﴾، ص ۱۷۶، ۱۷۷) میں۔ علامہ ابن القیم متوفی ۷۵۱ھ اپنی کتاب ”الروح“ (المسئلۃ الرابعۃ: هل تموت الروح؟ ص ۴۹، دار الفکر، وفی ص ۱۲۰، دار ابن کثیر) میں۔ امام تقی الدین سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ ”شفاء السقام“ (ص ۱۸۷) میں۔ امام شرف الدین طبری متوفی ۷۴۳ھ ”شرح الطیبی“ (کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة، الفصل الثانی برقم: ۱۳۶۱۔ (۳)، ۲۱۱/۳) میں۔ شارح صحیح البخاری امام شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ ”کواکب الدراری“ (کتاب بدء الخلق، باب بعد باب قول النبی ﷺ: ”لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا“ الخ الآیہ: ۳۴۳۳، ۶/۱۴/۲۱۰) میں۔ امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ ”الصلوات و البشرفی الصلوٰۃ علی خیر البشر“ (الدلیل علی حیاۃ النبی ﷺ، ص ۱۲۶) میں۔ حافظ زین الدین عبدالرحمن احمد بن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ ”أهوال القبور“ (الباب التاسع: فصل ما يمنع من الدخول الخ ص ۱۶۴، المؤید، وفی ص ۱۱۹، دار الكتاب العربی) میں۔ امام احمد بن ابی بکر بوسری متوفی ۸۳۰ھ ”إتحاف الخیرۃ المہرۃ“ (کتاب علامات النبوة، باب: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ، برقم: ۸۸۰، ۹/۱۹۴) میں۔ شارح صحیح البخاری حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ ”فتح الباری“ (کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ: ”لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا“ قال أبو سعید، برقم ۳۶۷۸-۳۶۵۶، تحت قوله: لَا يُذِيقُكَ اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ ۹۰/۷/۳۶) میں اور ”مختصر زوائد مسند البزار“ (باب بدء الخلق وقصص الأنبياء، برقم: ۱۸۵۲، ۲/۲۱۷) میں اور ”المطالب العالیۃ“ (کتاب بدء الخلق، باب حیاۃ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِي قُبُورِهِمْ، برقم: [۲/۳۴۶۲]، ۸/۹۳) میں اور ”لسان المیزان“ (من اسمہ الحجاج، ترجمۃ (۲۳۲۷) (۱۷۳۰) حجاج بن الأسود، ۲/۲۱۲) میں۔ شارح صحیح البخاری علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ ”عمدة القاری“ (کتاب فضائل الصحابة، باب بعد باب قول النبی ﷺ: ”لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا“ بعد الحدیث برقم: ۳۶۷۰، تحت قوله: لَا يُذِيقُكَ اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ ۱۱/۴۰۲، ۴۰۳) میں۔ علامہ ابن القیام حنفی متوفی ۸۵۸ھ اپنی ”تاریخ“ (الفصل

آپ نے سنا ہوگا اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات جب حضرت

التاسع فی حکم زیارة الرسول اللہ ﷺ الخ، ص ۳۳۶) میں۔ حافظ شمس الدین سخاوی شافعی متوفی ۹۰۲ھ "القول البدیع" (فوائد نختم بها الباب الرابع، السادسة: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَيَّ عَلَى الدَّوَامِ، ص ۱۷۱، ۱۷۲) میں۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ "إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء" (برقم: ۳، ص ۱۱۷، طبع جمعية إشاعة أهل السنة، و ۱۳۹/۲ فی ضمن "الحاوی للفتاوی") میں اور "الجامع الصغير" (حرف الهمزة: المحلى بال من حرف الهمزة، برقم: ۳۰۸۹، ۲/۶۳۸) میں۔ علامہ نور الدین علی بن احمد سہودی متوفی ۹۱۱ھ "وفاء الوفاء" (الباب الثامن، الفصل الثاني: فی بقية أدلة الزيارة، ۲/۴/۱۸۱) میں۔ شارح صحیح البخاری علامہ احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ "المواهب اللدنية" (الفصل السادس، الفصل الثالث، ۲/۴۱۸) والمقصد العاشر، الفصل الثاني، ۳/۴۱۳) میں۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ "سُبُلُ الْهُدَى وَالرَّشَاد" (الباب الحادي عشر فی حياته فی قبره وكذلك سائر الانبياء عليه وعليهم أفضل الصلاة والسلام، ۱۲/۳۵۷) میں۔ حافظ ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۳ھ "الحوهر المنظم" (الفصل الثاني، تنبيه، ص ۸۰) میں اور "الإيضاح" پر اپنے حاشیہ (الباب السادس ص ۴۸۳) میں۔ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۳ھ "شرح الشفا" (القسم الثاني، الباب الثالث فی تعظیم أمره ﷺ، فصل: واعلم أن حرمة الخ ۲/۷۱، ۷۲، وفی أخرى ۳/۳۹۶) میں اور "مرقات المفاتيح" (كتاب الصلوة برقم: ۱۳۶۱ - (۸)، ۳/۴۱۰) میں۔ حافظ زین الدین محمد عبدالرزاق مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ "فيض القدير" (حرف الهمزة، فصل المحلى بال من هذا الحرف، برقم: ۳۰۸۹، ۳/۳۹) وقال: هو حديث صحيح) میں اور "التيسير" (حرف الهمزة، فصل المحلى بال من هذا الحرف، ۱/۴۲۶، وقال: قال السهمودي رجاله ثقات، وصححه البيهقي) میں۔ علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ "السيرة الحلبية" (باب ذكر الأسراء والمعراج الخ، ۱/۵۲۶) میں۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ "جذب القلوب" (ص ۱۸۰، ۱۸۳) میں اور "مدارج النبوة" (كتاب الصلوة، باب الجمعة الفصل الثاني، ۲/۴۴۷) میں اور "لمعات التنقيح" (كتاب الصلوة، باب الجمعة، الفصل الثاني برقم: ۱۳۶۱ - (۸)، تحت قوله: ان الله حرم الحديث، ۴/۱۶۱ وقال: والمذهب أن الأنبياء أحياء حياة حقيقية دنيوية الخ میں۔ علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ "نسيم الرياض" (القسم الثاني، الباب الثالث فی تعظیم أمره ﷺ، فصل: واعلم أن حرمة الخ ۳/۴۸۶، وفی أخرى ۳/۳۹۸) میں۔ علامہ حسن بن عمار شربلہالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ "مراقى الفلاح" (كتاب الحج، باب زيارة النبي ﷺ، ص ۴۳۱) میں۔ علامہ شمس الدین محمد احمد شوبری شافعی متوفی ۱۰۶۹ھ "فتوى فی

موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر سے گزرے تو دیکھا کہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں، (۸۶۱)

کرامات الأولیاء“ (ص ۱) میں۔ علامہ علی بن احمد عزیزی متوفی ۱۰۷۰ھ ”السراج الحنیر“ (حرف الهمزة، ۲/۲۵۶) میں۔ محشی صحاح ستہ علامہ ابوالحسن سندھی کبیر متوفی ۱۱۳۸ھ ”حاشیہ السندی علی السنن للنسائی“، (کتاب الجمعة، باب إکثار الصلوة علی النبی ﷺ يوم الجمعة، برقم: ۱۳۷۰، ۲/۳/۹۰) میں۔ علامہ فقیر اللہ علوی حنفی متوفی ۱۱۹۵ھ نے ”قطب الإرشاد“ (الفصل الثانی فی فوائد الصلوة المقصد السادس فی الصلوة علی النبی ﷺ الخ ص ۳۷۶) میں۔ امام محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ ”شرح الزرقانی علی المواهب“ (المقصد السادس، النوع الثالث فی وصفه مقالہ بالشہادة الخ ۸/۳۵۷، ۳۰۸، وفی ۱۶۹/۶ النسخة الأزهرية المصرية ۱۳۲۷ھ) میں۔

۸۶۱۔ جیسا کہ ”صحیح مسلم“، (کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، برقم: ۱۶۲۳۳/۱۶۴، و ۱۶۵/۶۲۳۴۔ (۳۳۷۵)، ص ۱۱۵۵، ۱۱۵۶) میں ہے، اسی طرح اس حدیث شریف کو امام احمد نے اپنی ”مسند“ (۳/۱۲۰، ۱۴۸، ۳۴۸ و ۵۹/۵) میں، امام ابویعلیٰ موصلی نے اپنی ”مسند“ (برقم: ۳۳۲۵/۵۶۹، ص ۶۴۳ عن ثابت البنانی عن أنس، و برقم: ۴۰۶۷/۱۳۱۱، ص ۷۶۲ و برقم: ۴۰۸۵/۱۳۲۹، ص ۷۶۴ عن سليمان التیمی عن أنس) میں، امام عبدالرزاق نے ”المصنف“ (کتاب الجنائز، باب السلام علی قبر النبی ﷺ، برقم: ۱۸۳۳-۶۷۵۶، ۳/۲۸۴) میں، امام ابن حبان نے اپنی ”صحیح“ (الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، کتاب الأسراء، ذکر خبر أو هم عالماً من الناس الخ، برقم: ۴۹، و ذکر الموضع الذی فیہ رأى المصطفى ﷺ موسی الخ، برقم: ۵۰، ۱/۱۳۱) میں، امام نسائی نے ”سنن المحتبی“ (کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، باب ذکر صلاة نبی اللہ موسیٰ علیہ السلام، برقم: ۱۶۲۷ تا ۱۶۳۳، ۲/۳/۲۱۲، ۲۱۳) میں اور ”السنن الکبریٰ“ (کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، (۵۷۴) ذکر صلاة نبی اللہ موسیٰ علیہ السلام باللیل، برقم: ۱۳۳۰ تا ۳۳۳، ۲/۱۲۸، ۱۲۹) میں، امام بیہقی نے ”حیاء الأنبیاء“ (برقم: ۶، ۷، ۸، ص ۷۸، ۷۹، ۸۰) میں، امام عبد بن حمید نے اپنی ”مسند“ (مسند أنس بن مالک، برقم: ۱۲۰۵، ص ۳۶۲) میں، امام طبرانی نے ”المعجم الکبیر“ (۹۱/۱۱) میں، امام سہمی نے ”تاریخ جرجان“ (حرف العین، من اسمه عبد الله، برقم: ۴۵۲، ص ۱۱۹) میں روایت کیا ہے۔

حضرت مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حدیث انس ذکر کی اُس کے بعد اس حدیث شریف کو لائے تو آپ اس حدیث شریف کو لا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حدیث شریف ”الأنبیاء أحياء فی

اور جب اُسی وقت آسمان پر پہنچے تو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو وہاں پایا۔ (۸۶۲)

قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ“ معنوی لحاظ سے بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا واقع ہو چکا ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مشاہدہ فرما کر ہمیں اس کی خبر دی۔ لہذا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے جس میں کسی کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں تو دیگر انبیاء علیہم السلام کے اپنی قبروں میں نماز پڑھنے کو کوئی شے مانع نہیں جب انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا ثابت ہے تو اُن کا زندہ ہونا بطریقِ اولیٰ ثابت ہوا۔

۸۶۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر ۴۳۔ مخفی عنی عنہ کہتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی ﷺ نے اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا مسجدِ قصیٰ تشریف لے گئے تو وہاں موجود پایا پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو وہاں پایا، علامہ سخاوی لکھتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ (یعنی قبر میں نماز پڑھنا) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے تو اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ ہم نے حدیثِ ابی ہریرہ سے جسے امام مسلم نے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کے شواہد پاتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”بے شک میں نے اپنے آپ کو جماعتِ انبیاء علیہم السلام میں دیکھا پھر دیکھا کہ ایک پتلے دُبلے گھنگریالے بالوں والے ہیں گویا وہ قبیلہ شنوءہ سے ہیں اور اُن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اُن کے ساتھ تمہارے صاحب (یعنی حضور ﷺ) بہت زیادہ مشابہ ہیں، پھر نماز کا وقت آگیا میں نے جماعتِ انبیاء کی امامت کی“ بیہقی نے کہا کہ سعید بن المسیب کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے آپ اُن کو بیت المقدس میں ملے۔

اور واقعہ معراج میں حضرت ابو ذر اور مالک بن صصہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جماعتِ انبیاء علیہم السلام سے آسمانوں میں ملے، پھر آپ نے اُن سے کلام فرمایا، اور یہ تمام حدیثیں ”صحیح“ ہیں بعض بعض کی مخالف نہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر رات ہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے اُن کو آسمانوں میں دیکھا جیسا کہ آپ ﷺ نے اس کی خبر دی، کہا کہ انبیاء علیہم السلام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر تشریف لے جانا عقلاً جائز ہے جیسا کہ اس پر سچے کی خبر (یعنی نبی ﷺ کا فرمان) وارد ہے، اور ان تمام میں انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے پر دلالت ہے (السفول البدیع، فوائد الباب الرابع، فائدة السادسة، رسول الله ﷺ حتى على التوام، ص ۱۷۲، ۱۷۳) اور احادیثِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں اور مسجدِ قصیٰ میں اور آسمانوں پر موجود ہونے کا ذکر ہے حضور ﷺ نے جاتے وقت انہیں اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، مسجدِ قصیٰ پہنچنے پر انہیں وہاں بھی پایا تو سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ تو مسجدِ قصیٰ براق پر تشریف لے گئے تو موسیٰ علیہ

السلام کس پر گئے، نماز کی حالت قیام میں تھے، نماز پوری کر کے گئے یا پھوڑ کر، اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں بھی موجود تھے اور مسجد اقصیٰ اور آسمان میں بھی تشریف فرما ہوئے کیونکہ ان مقامات میں آپ کی موجودگی کے بارے میں احادیث وارد ہیں چنانچہ امام بیہقی نے لکھا اور ان سے امام ابن حجر ہیتمی نے نقل کیا کہ یہ سب صحیح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھے گئے، پھر آپ اور دوسرے انبیاء کو بیت المقدس لے جایا گیا جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کو سیر کرائی گئی پھر حضرات انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں کی طرف لے جایا گیا جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ تشریف لے گئے، پس آپ ﷺ نے انہیں وہاں دیکھا جیسا کہ آپ نے اس کی خبر دی اور انبیاء علیہم السلام کا مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر موجود ہونا عقلاً جائز ہے جیسا کہ اس پر سچے کی خبر وارد ہے اور اس تمام میں انبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلالت ہے (حیۃ الانبیاء للبیہقی، ص ۸۵۔ ایضاً الجوہر المنظم للہیتمی، الفصل الثانی، ص ۸۱ دار الحاوی)، اور عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں: فوائد معراج سے یہ بھی ہے کہ ایک جسم کا ایک وقت میں دو جگہ حاضر ہونا جیسا کہ حضور سید عالم ﷺ نے اپنی ذات مقدسہ کو بنی آدم کے نیک بخت افراد میں دیکھا جب کہ حضور ﷺ پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام کے ساتھ جمع ہوئے، اور اسی طرح آدم و موسیٰ اور ان کے علاوہ انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ زمین میں اپنی قبروں میں بھی موجود ہیں اور اسی وقت آسمانوں میں بھی ساکن، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آدم کو دیکھا، میں نے موسیٰ کو دیکھا، میں نے ابراہیم کو دیکھا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور روح کی قید لگا کر یہ نہیں فرمایا کہ میں نے روح آدم کو دیکھا اور نہ یہ فرمایا کہ میں نے روح موسیٰ کو دیکھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آسمانوں میں گفتگو فرمائی، حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بعینہ زمین میں اپنی قبر انور کے اندر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔

پس اے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ ایک جسم دو جگہ نہیں پایا جاسکتا اس پر تیرا ایمان کیسے ہوگا؟ (البواقیت و السجواہر، الجزء الثانی، المبحث الرابع و الثلاثون فی بیان صحۃ الاسراء الخ، ص ۲۷۷، و فی النسخۃ الأزہریۃ، ۴۰/۲۔ ایضاً مقالات کاظمی، ۵۰/۲)

اور ایک وقت میں متعدد مقامات پر موجود ہونا یہ نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہے چنانچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے کہ رمضان کے مہینے میں آپ تشریف فرما تھے ایک مرید نے آکر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی آپ نے قبول فرمائی اُس سے آنے کا وعدہ فرمایا کچھ دیر بعد دوسرا آیا اُس نے افطار کی دعوت دی آپ نے قبول فرمائی، تیسرا آیا افطار کی دعوت دی آپ نے وعدہ فرمایا، ایک شخص آپ کی بارگاہ میں موجود تھا کرامات اولیاء کا قائل نہ تھا، تین اشخاص کے ساتھ آپ کے افطار کے وعدے کو دیکھ کر دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ افطار ایک ہی وقت ہوتا ہے ایک شخص ایک ہی جگہ

۱۵۔ فقر کی محبت

آپ کا شریف اور لطیف خط صادر ہوا، الحمد للہ کہ اس کے مضمون سے فقر کی محبت اور ان کی طرف توجہ کا حال معلوم ہوا، جو سرمایہ آخرت ہے کیونکہ یہی لوگ اللہ کے ہمنشین ہیں (۸۶۳)

افطار کر سکتا ہے اور وعدہ خلائی مومن کی شان کے بھی لائق نہیں یہ تو اللہ کے ولی کہلاتے ہیں، آج تو یہاں رُکنا چاہئے اور یہ تماشا دیکھنا چاہئے اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ نے شام تک ستر آدمیوں سے افطار کا وعدہ فرمالیا اور جب افطار کا وقت آیا تو کہیں بھی تشریف نہ لے گئے، وہیں روزہ افطار فرمالیا وہ شخص دل ہی دل میں خوش ہونے لگا کہ آج مجھے ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل گیا لوگ آئے، نماز مغرب پڑھ کر گھروں کو چلے گئے، عشاء کے لئے آئے ترواتیح نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تو ایک مرید نے کہا آج اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ حضرت ہمارے ہاں افطار پر تشریف لائے، دوسرے نے کہا نہیں نہیں حضرت تو ہمارے ہاں تھے، اس طرح ستر کے ستر کہنے لگے حضرت نے ہمارے ہاں افطار کیا ہے وہ شخص حیرت زدہ ہو چھنے لگا کہ تم سچ کہتے ہو سب نے کہا ہاں ہاں ہم حلفیہ کہتے ہیں کہ حضرت نے ہمارے ہاں ہمارے ساتھ افطار کیا ہے، پھر سب مل کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں گئے، معاملہ عرض کیا آپ نے فرمایا، یہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو وہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ وہ ایک وقت میں ستر کیا ستر ہزار مقامات پر حاضر ہونا چاہیں تو حاضر ہو سکتے ہیں، ع

گئے اک وقت میں ستر مریدوں کے یہاں آقا

سمجھ میں آ نہیں سکتا معتمد غوث اعظم کا

تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس وقت اپنی قبر میں بھی تھے اور مسجد اقصیٰ اور آسمانوں میں بھی تشریف فرما ہوئے، یہ نبی کا معجزہ ہے اور ولی کی کرامت، آئندہ سطور میں ارشاد نمبر ۱۶ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس باب میں کلام منقول ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک وقت میں چالیس مقامات پر موجود ہونے کی کرامت بھی مروی ہے اور حاشیہ میں شیخ ابوالفتح جوہوری علیہ الرحمہ سے ایک ہی وقت دس جگہ تشریف لے جانے اور اپنے حجرے میں بھی موجود رہنے کی کرامت بھی نقل کی گئی ہے۔

۸۶۳۔ یہ جملہ حدیث شریف ”وَ اَنَا مَعَ عَبْدِيْ اِذَا ذَكَرْنِيْ“ سے ماخوذ ہے کیونکہ فقیر کبھی غافل نہیں ہوتا چنانچہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَرَجَالٌ لَا تُلْمِئُهُمْ﴾ (حاشیہ مکتوبات امام ربانی)، أخرجه البخاری،

تعلیقاً فی باب ﴿وَلَا تُحَرِّكْ لِلسَّانِكِ لِتُعْجَلَ بِهِ﴾، و نقله التبریزی فی ”مشکاة

المصابیح“، برقم: ۲۲۸۵ و نقله السخاوی فی ”المقاصد الحسنہ“، برقم: ۱۸۶، ص ۱۱۴

اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا، (۸۶۴) رسول اللہ ﷺ فقرائے مہاجرین کی طفیل اللہ تعالیٰ سے فتح طلب کرتے تھے (۸۶۵) اور آنحضرت ﷺ نے انہی کے حق میں فرمایا، (۸۶۶) ”بہت سے ایسے پریشان ہیں جو دروازہ سے ہٹائے ہوئے ہیں اگر خدا کی قسم کھائیں تو البتہ پورا کر دے، اس کو اللہ تعالیٰ“۔ (۸۶۷)

۱۶۔ اولیاء اللہ کا مختلف مقامات پر حاضر ہونا

اگر کالمین کی ارواح کو یہ طاقت عطا کی جائے تو کونسی تعجب کی بات ہے، اور دوسرے بدن کی اُن کو کیا حاجت ہے، (۸۶۸) اس قسم کی ہیں وہ حکایتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام اُن سے وقوع میں آتے ہیں، یہاں بھی اُن کے لطائف مختلف جسدوں میں مجتہد ہو کر اور مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں، اس طرح اس عزیز (۸۶۹) کا حال ہے، جو ہندوستان میں رہتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا، بعض حضرات مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا ہے اور ہمارے اور اس عزیز کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئیں

۸۶۴۔ لفظ البخاری ”ہُمُ الْجُلَسَاءُ“، و لفظ مسلم ”ہُمُ الْقَوْمُ“

۸۶۵۔ ”مشکاة المصابیح“ میں حدیث شریف کے ابتدائی کلمات ہیں: کان رسول اللہ ﷺ یستفتح

۸۶۶۔ جیسا کہ صحیح مسلم، (کتاب البر و الصلۃ و الأداب، باب فضل الضعفاء و الخاملین،

برقم: ۲۶۲۲، ص ۱۲۶۱)۔ اور ”مشکاة المصابیح“، (کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء

و ما کان من عیش النبی ﷺ، الفصل الأول، رقم: ۵۳۳۱، ۳۔ ۲۵۳/۴ میں ہے۔

۸۶۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۷۴، ص ۶۰، ۶۱

۸۶۸۔ حضرت مجتبیٰ در رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: جب جنوں کو قدرت الہی سے یہ قدرت حاصل

ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر عجیب و غریب کام سرانجام دیتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو

یہ طاقت عنایت فرمادے تو کونسی تعجب کی بات ہے اور ان کو دوسرے مثالی بدنوں کی کیا ضرورت ہے۔

اسی طرح بعض اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ وہ آں واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں اور اُن

سے مختلف قسم کے کام وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۸)

۸۶۹۔ اس سے حضرت مجتبیٰ دال ف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ نے اپنا حال بیان فرمایا ہے اور

عزیز سے خود کو مراد لیا ہے۔

ہیں، بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اس کو روم میں دیکھا ہے اور بعض بغداد میں دیکھ کر آتے ہیں، سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ (۸۷۰)

۷۔ بزرگوں کی دعا سے قضا بدل جاتی ہے

میرے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی (غوث الاعظم) قدس سرہ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضا ئے مبرم میں کسی تبدیلی کی مجال نہیں مگر مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہوں تو میں اس میں بھی تصرف کروں۔

اس بات سے بہت تعجب کیا کرتے ہیں اور بعید از فہم فرماتے ہیں، یہ نقل مدت تک اس فقیر کے ذہن میں رہی، یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا، ایک دن ایک بلیہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا جو کسی دوست کے حق میں مقرر ہو چکی تھی، اُس وقت بڑی التجا اور عاجزی اور نیاز سے عرض کی..... اور معلوم ہوا

۸۷۰۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۵۸، ص ۲۴، ۲۵۔
میر عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں:

مخدوم شیخ ابوالفتح جو پوری قدس سرہ کے پاس ماہ ربیع الاول میں بتقریب میلاد پاک رسول اللہ ﷺ دس جگہ سے استدعا آئی کہ بعد نماز ظہر تشریف لائیں، آپ نے ہر جگہ کا بلاوا قبول کر لیا، حاضرین نے عرض کیا کہ اے مخدوم آپ نے دسوں جگہ کا بلاوا قبول کر لیا اور دسوں جگہ ظہر کے بعد چلنا ہے یہ کیسے ہو گا؟ فرمایا کہ کرشن چندر (ہندوؤں کا آوارہ پیشوا) تو کافر تھا بیک دم (بطور استدراج) سینکڑوں جگہ پہنچا، اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے، چنانچہ نماز ظہر کے بعد جب ایک جگہ سے ڈولی پہنچی، مخدوم حجرہ سے باہر تشریف لائے پاکی پر سوار ہو گئے اور تشریف لے گئے، یونہی جب دوسری جگہ کی سواری آئی، الغرض دسوں جگہ کی سواری آئی، مخدوم ہر مرتبہ حجرہ سے باہر تشریف لاتے پاکی پر سوار ہوتے اور تشریف لے جاتے اور (لطف یہ کہ) حجرہ میں بھی تشریف فرما رہتے۔

اس واقعہ کے بعد ولی کامل عارف باللہ سیدی عبد الواحد بلگرامی فرماتے ہیں، اے عقل مند! تو اسے تمثیل مت سمجھ لینا یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ شیخ کا مثالی وجود اتنے مقامات پر تشریف لے گیا، نہیں خدا کی قسم خود شیخ کی ذات ہر جگہ تشریف لے گئی بلکہ یہ تو صرف ایک شہر اور ایک مقام کا واقعہ ہے جب کہ نحر توحید میں مستغرق رہنے والے تو تمام عالم میں خواہ علویات ہوں یا سفلیات موجود رہتے ہیں۔ (مبع سنابل

مترجم، ترجمہ: مفتی خلیل خان برکاتی، جھٹنا سنبلہ، حقائق وحدت اور آثار محبت و

معرفت کے ظہور میں، ص ۳۴۴، ۳۴۵، حامد ایند کمبئی، لاہور، طبع ثانی ۱۹۹۹ م)

کہ حق تعالیٰ نے اُس بلیۃ کو دفع فرما دیا۔ (۸۷۱)

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑورا تیرا

(حدائق بخشش)

۱۸۔ کراماتِ اولیاء حق ہے

اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں اور اُن سے بکثرت خرقِ عادات کے واقع ہونے کے باعث اُن کی یہ بات عادتِ مُستمرہ ہو گئی ہے اور کرامت کا منکر علمِ عادی اور ضروری کا منکر ہے، نبی کا معجزہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ملا ہوتا ہے اور کرامت اس بات سے خالی ہے بلکہ اُس نبی کی متابعت کے اقرار کرنے کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ (۸۷۲)

۱۹۔ تصوّرِ شیخ

اس محبت کے نشان والے طالبِ اس دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے، ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے، اور شیخ مقتداء کی تھوڑی صحبت سے اُس کے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے، رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہو، رابطہ مسجود الیہ ہے نہ مسجود لہ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے، اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو میسر آتی ہے تاکہ تمام احوال میں صاحبِ رابطہ کو اپنا وسیلہ جانیں اور تمام اوقات اُسی کی طرف مُتوجہ رہیں، نہ اُن بد بخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں، اور توجہ کے قبلہ کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں اور اپنے معاملہ کو درہم برہم کر لیتے ہیں۔ (۸۷۳)

۲۰۔ شیخ کا استعمال شدہ کپڑا فیوض و برکات کا باعث ہے

ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا تبرک کے طور پر تجھے ہاتھ لگے اور اعتقاد و اخلاص کے

۸۷۱۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۲۱۷، ص ۱۲۴

۸۷۲۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر ۲۶۶، ص ۱۲۹

۸۷۳۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر ۳۱، ص ۶۸

ساتھ تو اُسے پہن کر زندگی بسر کرنا چاہیے تو اس صورت میں بے شمار فائدوں اور ثمروں کے حاصل ہونے کا قوی احتمال ہے۔ (۸۷۴)

۲۱۔ عرس کی حاضری

حضرت خواجہ قدس سرہ کے عرس شریف کے دنوں میں دہلی حاضر ہو کر ارادہ تھا کہ آپ کی خدمت عالی میں بھی پہنچے۔ (۸۷۵)

۲۲۔ ایصالِ ثواب

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نمازِ نفل کا پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اُس کا ثواب ماں، باپ یا استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے، واضح ہو کہ بخشنا بہتر ہے کیونکہ اس میں اپنا بھی نفع ہے اور غیر کا بھی اور عجب نہیں کہ اُس عمل کو دوسروں کے طفیل قبول کر لیں اور نہ بخشنے میں صرف اپنا ہی نفع ہے۔ (۸۷۶)

آپ نے پے در پے مصائب کی ماتم پڑی (۸۷۷) کی بابت لکھا تھا ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ (۸۷۸) یاروں اور دوستوں کو فرمائیں کہ ستر ستر ہزار بار کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھ کر خواجہ محمد صادق مرحوم اور اُن کی ہمشیرہ اُم کلثوم مرحومہ کی روحانیت کو بخشیں، یعنی ستر ہزار بار پڑھ کر ایک کی روح کو بخشیں اور ستر ہزار بار دوسرے کی روح کو، دوستوں سے دعاء فاتحہ مسئول و مطلوب ہے۔ (۸۷۹)

۸۷۴۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب ۱۹۰، ص ۷۷

۸۷۵۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب ۲۳۳، ص ۲۳

۸۷۶۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب ۷۷، ص ۷۸

۸۷۷۔ مکتوب شریف کی عبارت یہ ہے ”عزائے مصائب“ اور ”غیاث اللغات“ میں ہے کہ ”عزا“ زبر کے ساتھ ہے جس کے معنی مصیبت پر صبر کرنا، اور صبر کرنا اور اس میں استقامت، اور عُرف میں بمعنی ماتم پڑی کے ہے۔

۸۷۸۔ اور یہ اللہ عز و جل کے حکم ﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ (سورة البقرة: ۱۵۶/۲) کی بجا آوری ہے۔

۸۷۹۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب ۶۴، ص ۳۹

۲۳۔ اعمالِ مقربہ

اعمالِ مقربہ (یعنی وہ عمل جن سے درگاہِ الہی میں قرب حاصل ہوتا ہے) فرض ہیں یا نفل، فرضوں کے مقابلے میں نفلوں کا کچھ اعتبار نہیں، فرضوں میں ایک فرض کا ادا کرنا، ہزار سالہ نفلوں کے ادا کرنے سے بہتر ہے، اگرچہ وہ نفل خالص نیت سے ادا کئے جائیں، اور خواہ وہ نفل از قسم نماز، روزہ، ذکر و فکر وغیرہ وغیرہ ہوں بلکہ کہتے ہیں کہ فرائض کے ادا کرنے کے وقت سنتوں میں سے کسی سنت اور مستحبات میں سے کسی مستحب کی رعایت کرنا یہی حکم رکھتا ہے۔ (۸۸۰)

۲۴۔ بدعتی (۸۸۱) کی صحبت کافر کی صحبت سے زیادہ نقصان دہ ہے (۸۸۲)

یقینی طور تصور فرمائیں کہ بدعتی (یعنی بدعتیہ) کی صحبت کا فساد.....

۸۸۰۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ اول، مکتوب نمبر ۲۹، ص ۷۵

۸۸۱۔ یعنی بدعتیہ

۸۸۲۔ مرتد یقیناً کافر سے بدتر ہے اس لئے اس کی صحبت کافر کی صحبت سے زیادہ نقصان دہ بھی ہے، آج کا مسلمان جو خود کی مہذب سمجھتا ہے، بااخلاق گردانتا ہے وہ بدعتیہ لوگوں سے نفرت اور اُن کی مخالفت کو اخلاق سے گری ہوئی حرکت قرار دیتا ہے حالانکہ کفار کی مخالفت خُلقِ عظیم میں داخل ہے جب اُن کی مخالفت خُلقِ عظیم میں داخل ہے تو بدعتیہ لوگوں کی مخالفت اور مرتدین سے نفرت و بیزاری اور اُن سے عداوت بطریقِ اولیٰ خُلقِ عظیم میں داخل ہوگی، حضرت مجتہدِ دالْف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو جو خُلقِ عظیم سے مُتَّصِف ہیں، کفار سے جہاد کرنے اور اُن پر سختی فرمانے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ کفار پر سختی کرنا خُلقِ عظیم میں داخل ہے۔ پس اسلام کی عزت کرنے سے اُن کی خواہ مخواہ تعظیم کرنا انہیں اونچی جگہ بٹھانا مراد نہیں بلکہ انہیں اپنی مجالس میں جگہ دینا اُن کے ساتھ بیٹھنا اُٹھنا اور اُن سے گفتگو کرنا بھی اعزاز میں شامل ہے انہیں کُتوں کی طرح دُور رکھنا چاہئے، اگر کوئی دنیاوی غرض یا کام ان کے سوا حاصل نہ ہو سکے تو انہیں بے قدر جانتے ہوئے بقدرِ ضرورت اُن سے معاملہ کرنا چاہئے بلکہ اسلامی کمال تو یہ ہے کہ دنیاوی اغراض کے لئے بھی اُن سے رابطہ قائم نہ کیا جائے، اور کسی طرح اُن سے میل جول نہ رکھا جائے، حق سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں اپنا اور اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا دشمن قرار دیا ہے۔ پس اللہ و رسول کے دشمنوں سے میل جول اور محبت و الفت رکھنا بہت بڑی خطاؤں میں شامل ہے، دشمنانِ حق سے اُنس و محبت رکھنے کا کم از کم ضرر یہ ہے کہ احکام شرعیہ جاری کرنے اور نشاناتِ کفر مٹانے کی قوت مغلوب اور کمزور ہو جاتی ہے۔ علاقہ و دوستی ایسا کرنے سے مانع ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا نقصان ہے، خدا کے دشمنوں کی محبت اللہ تعالیٰ سے

(۸۸۳) کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ ہے، (۸۸۴) اور تمام بدعتی (بد مذہب و بد عقیدہ) فرقوں میں بدتر اُس گروہ۔ کے لوگ ہیں جو پیغمبر خدا ﷺ کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں (۸۸۵)

دشمنی رکھنے کی جانب کھینچ کر لے جاتی ہے اور اس کے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے دشمنی رکھنے کا سبب بن جاتی ہے۔ انسان کو یہی گمان رہتا ہے کہ وہ زمرۃ اہل اسلام سے ہے، اللہ و رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اُس کے اس کثرت کی چنگاریوں نے اُس کے خرمن دین و ایمان کو خاکستر کر دیا۔ (مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۶۳، ص ۴۳، ۴۴)

حضرت مجتہد د کے اس مکتوب کی روشنی میں حضرت مجتہد درضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے وابستگی رکھنے والے وہ لوگ جو بد مذہب کے ساتھ محبت و دوستی رکھتے ہیں اُن کے ساتھ کھاتے، پیتے، بیٹھتے اُٹھتے ہیں، قادیانی جن کے مرتد ہونے میں کسی مسلمان کو شک نہیں اُن سے بھی میل جول رکھتے ہیں تو اسے اخلاق حسنہ قرار دیتے ہیں، ایسے لوگ اپنا انجام جان لیں کہ اُن کا دین و ایمان خاکستر ہو چکا ہے اور وہ نام نہاد پیر جو جھوٹی عزت اور دنیاوی جاہ اور فانی دولت کے حصول کی خاطر بد مذہب، بد عقیدہ لوگوں کو توبہ کروائے بغیر اپنے حلقہ میں داخل کرتے ہیں اس طرح وہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ساتھ بد مذہب کے میل جول کا اہتمام کر کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ایمانوں کو خراب کرنے کی ناپاک سعی کرتے ہیں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شکاریوں کے دام سے اپنے آپ کو بچائیں، حضرت مجتہد د کے سلسلہ سے وابستہ ہو کر اُن کا فیض چاہتے ہو تو حضرت مجتہد د کے بیان کردہ عقائد صحیحہ کے حامل اُن کی تعلیمات کے حامل کسی شیخ کی تلاش کریں۔

۸۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس فساد کی تشریح یوں فرمائی کہ ”بے شک بد مذہبوں کی ہم نشینی دلوں کو بیمار کر دیتی ہے“ (کتاب القدر، باب ما روی فی الأهواء و تکذیب اهل القدر، برقم: ۴۱۳، ص ۱۵۱)

۸۸۴۔ حضرت مجتہد د الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان مسلمانوں کے لئے عموماً اور مشائخ نقشبندیہ کے لئے خصوصاً اور پھر اُن کے واسطے سے نقشبندیت سے وابستگان کے لئے نص ہے کہ وہی شخص آپ کا مرید اور آپ کے سلسلے سے وابستہ ہے جو بد مذہبوں سے اجتناب کرتا ہوگا اور جو بد مذہب لوگوں سے دوستی و موالات رکھتا ہو پھر چاہے اپنے نام کے ساتھ سلسلہ طریقت میں سے جتنے سلاسل کی نسبت چسپاں کر لے اس کا تعلق کسی سلسلہ کے ساتھ بھی نہیں ہے سلسلہ سے وابستگی تو دور کی بات ہے اس کا تو ایمان ہی خطرے میں ہے وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

۸۸۵۔ حضرت مجتہد د علیہ الرحمہ کا یہ فرمان اُس وقت کا ہے جب بد مذہبوں میں سے رافضی فتنہ سرزمین ہند میں زوروں پر تھا تو آپ نے اُن کی مذمت فرمائی، رد و ابطال فرمایا، وہابیت کی پیداوار اور اس کی ہند میں

(یعنی رافضی)۔ (۸۸۶)

۲۵۔ سودی قرض میں سب کا سب روپیہ حرام ہے

آپ اس دن فرماتے تھے کہ ربا قرض سودی میں صرف زیادتی ہی حرام ہے، اور بارہ تنگہ کے عوض دس تنگہ قرض لینے میں صرف یہی دو تنگہ زیادتی حرام ہے، لیکن جب فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہو گیا کہ شریعت میں جس عقد میں زیادتی ہے اس میں ربا (سود) بھی ہے، پس ناچار یہ عقد حرام ہو گا اور جو کچھ حرام کے سبب سے حاصل کریں، وہ بھی حرام ہو گا، پس وہ تنگہ بھی ربا (سود) ہو گا اور حرام۔ (۸۸۷)

۲۶۔ نفسِ امارہ کی مذمت اور اس ذاتی مرض کا علاج

میرے مخدوم و مکرم! نفسِ امارہ انسانی حُب و جاہ و ریاست پر پیدا کیا گیا ہے اور اس کا مقصود ہمہ تن ہمسروں پر بلندی کا حاصل کرنا ہے، اور وہ بالذات اس بات کا خواہاں ہے کہ تمام مخلوقات اُس کی محتاج اور اُس کے امر و نہی کے تابع ہو جائے اور وہ خود کسی کا محتاج اور محکوم نہ ہو، اُس کا یہ دعویٰ خدائے بے مثل کے ساتھ اُلُوہیت اور شرکت کا ہے بلکہ وہ بے سعادت شرکت پر بھی راضی نہیں ہے، چاہتا ہے کہ حاکم صرف آپ ہی ہو اور سب اُس کے محکوم۔

حدیث قدسی میں آیا ہے: ”اپنے نفس کو دشمن رکھ کیونکہ وہ میری دشمنی میں

آمد بہت بعد کی ہے اگر وہابیت اس وقت ہوتی تو اس کی بھی پُر زور مذمت فرماتے اس کے باوجود آپ کے معتقدات و اعمال سے وہابیت کا رد ہو جاتا ہے جس پر آپ کے مکتوبات اور دیگر تصانیف شاہد ہیں اسی لئے جب امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی کا زمانہ آیا تو رافضیت کے بعد وہابیت سرزمین ہند پر اپنے پنجے گاڑ رہی تھی، اور اس کے بارے میں عوام تو عوام بہت سے علماء بھی ابھی تر د کا شکار تھے تو آپ نے اسلاف کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اس ضروری اور اہم کام کی جانب توجہ فرمائی اور سب سے زیادہ ردِ فتنہ وہابیت کا فرمایا اگرچہ آپ نے رافضیت اور قادیانیت وغیرہا کا بھی رد فرمایا ہے۔

۸۸۶۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۵۴، ص ۲۷

۸۸۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۱۰۲، ص ۱۰۳

کھڑا ہے۔“ (۸۸۸)۔

دیگر حدیث قدسی میں ہے: ”تکبر میری چادر ہے، اور عظمت میرا کپڑا، پس جس نے ان دونوں میں سے کسی میں میرے ساتھ جھگڑا کیا میں اُس کو دوزخ میں داخل کروں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔“ (۸۸۹)

دنیا کمینہ جو خدا تعالیٰ کی ملعونہ اور مبغوضہ ہے اس باعث سے ہے کہ دنیا کا حاصل ہونا نفس کی مراد کے حاصل ہونے میں مدد دیتا ہے پس جو کوئی دشمن کی مدد کرے، وہ لعنت ہی کے لائق ہے، اور فقر فخر محمدی ﷺ ہے (۸۹۰) کیونکہ فقر میں نفس کی نامرادی اور عاجزی ہے،

۸۸۸۔ ”عَادِ نَفْسَكَ فَإِنَّهَا انْتَصَبَتْ بِمُعَادَاتِي“ بعض فرماتے ہیں کہ یہ قدسیات داؤد علیہ السلام سے ہے ”معرّب“ (حاشیہ مکتوبات امام ربانی)

۸۸۹۔ صحیح مسلم، کتاب البرّ والصّلة، باب تحریم الکبر، برقم: ۱۳۶/۶۷۷۳۔ (۲۶۲۰)، ص ۱۲۶۱
ایضاً سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الکبر، برقم: ۴۰۹۰، ۴/۲۲۶، ۲۲۷
ایضاً سنن ابن ماجہ، کتاب الزّهد، باب البراءة من الکبر الخ، برقم: ۴۱۷۴، ۴/۹۹
ایضاً الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البرّ والإحسان، باب ما جاء فی الطّاعات الخ، برقم: ۳۲۸، ۱/۲۷۲

ایضاً مسند إسحاق بن راهویہ، من رجال الکوفیین، برقم: ۲۹۵، ص ۱۴۳
ایضاً المنسند للإمام أحمد: ۲/۲۴۸، ۲/۳۷۵، ۲/۴۱۴۔

ایضاً نقلہ البرکلی فی ”الطّریقة المحمّدية“، برقم: ۱۳۶، ص ۱۳۵

ایضاً نقلہ السخاوی فی ”المقاصد الحسنه“ برقم: ۷۹۴، ص ۳۱۹

۸۹۰۔ یہ نبی ﷺ کے فرمان ”الْفَقْرُ فَخْرِي“ کی طرف اشارہ ہے جو لوگوں میں معروف ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے لکھا کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور قاضی عیاض نے ”شفاء شریف“ میں اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا بعض نسخوں میں مذکور بالا الفاظ کے ساتھ اور بعض نسخوں میں ”العِزُّ فَخْرِي“ کے الفاظ سے ہے، ملا علی قاری نے ”شرح شفا“ میں فرمایا کہ اس کے موضوع اور باطل ہونے کا حکم اس کے سنت اور حدیث ہونے کے اعتبار سے ہے نہ کہ اس کے معنی کے اعتبار سے، معنی تو کتاب اللہ کے موافق ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ﴾ کے موافق ہیں (حاشیہ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ دوم، ص ۲۵) امام دیلمی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الدُّنْيَا الْفَقْرُ، یعنی، مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے۔ دیلمی کی اس روایت کے بارے میں امام سخاوی لکھتے ہیں: سندہ لا

انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے مقصود اور شرعی تکلیفوں میں حکمت یہی ہے کہ نفسِ امارہ عاجز اور خراب ہو جائے، شرعی احکام نفسانی خواہشوں کے دفع کرنے کے لئے وارد ہوئے ہیں، جس قدر شریعت کے موافق عمل کیا جائے اُس قدر نفسانی خواہشیں کم ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ احکام شرعی میں ایک حکم کا بجالانا نفسانی خواہشوں کے دُور کرنے میں اُن ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو اپنے پاس سے کئے جائیں، کئی درجہ بہتر ہے بلکہ ایسی ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعتِ عزا کے موافق نہ کئے جائیں، نفسانی خواہشوں کو مدد اور قوت دینے والے ہیں۔ (۸۹۱)

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا (حدائقِ بخشش)

۲۷۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ضروری ہیں

میرے سعادت مند بھائی! آدمی کو جس طرح حق تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے بجالانے سے چارہ نہیں ہے، ویسے ہی خلق کے حقوق کو ادا کرنے اور اُن کے ساتھ غم خواری کرنے سے چارہ نہیں ہے۔

التَّعْظِيمُ لِأَمْرِ اللَّهِ وَ الشَّفَقَةُ عَلَى خَلْقِ اللَّهِ (۸۹۲)

”اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرنا“ میں انہی دو حقوق کے ادا کرنے کا بیان فرمایا ہے، اور دونوں طرف کو مد نظر رکھنے کی ہدایت کرتا ہے، پس ان دونوں میں سے صرف ایک ہی طرف پر اقتصار کرنا سراسر قصور ہے اور کُل کو چھوڑ کر جزو پر کفایت کرنا کمالیت سے دُور ہے، پس خلق کے حقوق کو ادا کرنا اور اُن کی ایذا کو برداشت کرنا ضروری

بأس به اور یہ حدیث عند الذیلمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بہت ضعیف سند کے ساتھ بھی مروی ہے (المقاصدُ الحسنة، حرف الفاء، برقم: ۷۴۵، ص ۳۰۷)

۸۹۱۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۵۲، ص ۲۴، ۲۵
۸۹۲۔ ملا علی قاری نے ”مرقاۃ“ میں فرمایا کہ ”عبودیت اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرنا ہے“ (حاشیہ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، ص ۵۵)

ہے اور اُن کے ساتھ حُسنِ معاشرت یعنی اچھی طرح رہنا سہنا واجب ہے، بد دماغی اور لا پرواہی اچھی نہیں۔

گرچہ عاشق حُسن میں ہو خود جہان کا نازنین
نازِ محبوبی کے آگے نازگی اچھی نہیں

عاشقوں کا نازنین ہونا سراسر غلط ہے۔ (۸۹۳)

۲۸۔ چند نصیحتیں جو ضروری ہیں

۱۔ اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ یعنی علماء اہل سنت و جماعت جو کہ فرقہ ناجیہ ہیں کے عقائد کے موافق درست کریں۔ (۸۹۴)

۸۹۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۷۰، ص ۵۴
۸۹۴۔ اے میرے نقشبندی بھائیو! غور کرو، ہمارے سلسلہ کے رہبر، دوسرے ہزار کے مُجذد ہمیں پہلی نصیحت کیا فرماتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ”اہل سنت و جماعت فرقہ جو کہ ناجیہ ہیں کے مطابق عقائد درست کرو“، یہی اس سلسلہ کی اساس ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم علماء اہلسنت و جماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے عقائد کو درست رکھیں، قادیانیت، رافضیت، خارجیت، وہابیت وغیرہا کے عقائد و نظریات کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دیں جگہ دینا تو دُور کی بات ہے اُن کے عقائد و نظریات کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیں، فی زمانہ بہت سے ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو نقشبندی کہتے ہیں اور اُن کے عقائد و نظریات وہی ہیں جو بد مذہب کے ہیں ایسے لوگوں کا نقشبندیّت سے دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے، ایسے پیر بھی ملیں گے جو نقشبندی کہلاتے ہوں گے اور عقائد و نظریات کے اعتبار سے وہابی ہوں گے یا وہ اُن زعماء وہابیہ کو پسند کرتے اور اُن کی تعلیمات کو عام کرتے ہوئے نظر آئیں گے کہ جن سے بارگاہ رسالت ﷺ میں گستاخیاں سرزد ہوئی ہیں اور وہ علماء عرب و عجم کے نزدیک کافر قرار پائے جن کے بارے میں علماء نے لکھا کہ جو اُن کے کُفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے تو ایسے نام نہاد نقشبندیّت کے داعی پیروں سے دُور رہئے، اے نقشبند یو! تمہارے پیر تو وہ ہیں جو حضرت مُجذد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد و نظریات کے حامل اور اُن کی تعلیمات کے عامل ہوں اور حضرت مُجذد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور ﷺ کو نور مانتے ہیں جیسا کہ ارشاد نمبر ۴ و ۷ میں گزرا، حضرت مُجذد و تو حضور ﷺ کو اپنی مثل بشر ماننے والوں کو منکر گردانتے ہیں جیسا کہ ارشاد نمبر ۹ میں گزرا، حضرت مُجذد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور ﷺ کی جسمانی معراج کے قائل ہیں جیسا کہ ارشاد نمبر ۶ میں گزرا اور حضرت مُجذد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرماتے ہیں اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ فرماتا جیسا کہ ارشاد نمبر ۵ میں ہے

۲۔ عقائد کے درست کرنے کے بعد احکام فقہیہ کے مطابق عمل بجالائیں، کیونکہ جس چیز کا امر ہو چکا ہے اُس کا بجالانا ضروری ہے اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے اُس سے ہٹ جانا لازم ہے۔

۳۔ پنج وقتہ نماز کو سستی اور کاہلی کے بغیر شرائط اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کریں۔

۴۔ نصاب کے حاصل ہونے پر زکوٰۃ ادا کریں، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عورتوں کے زیور میں بھی زکوٰۃ کا ادا کرنا فرمایا ہے۔ (۸۹۵)

۵۔ اپنے اوقات کو کھیل کود میں صرف نہ کریں اور قیمتی عمر کو بیہودہ امور میں ضائع نہ

کریں پھر امور منہیہ اور محظورات شرعیہ کے بارے میں کیا تاکید کی جائے۔

۶۔ سرود و نغمہ یعنی گانے بجانے کی خواہش نہ کریں، اور اُس کی لذت پر فریفتہ نہ ہوں،

یہ ایک قسم کا زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے اور سم قاتل (یعنی قاتل زہر) ہے جو شکر

حضرت مُجَدِّدِ دُور حضور ﷺ کی شفاعت کو مانتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کے عذاب کو دُور کرنے میں حضور ﷺ

کی شفاعت نافع ہے، حضرت مُجَدِّدِ دُور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ”انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں“

جیسا کہ ارشاد نمبر ۱۴ میں ہے، وہ لوگ جو حضور ﷺ کے نور کے منکر، حضور ﷺ کو اپنی مثل بشر مانیں، حضور

ﷺ کی جسمانی معراج سے انکاری ہوں، حیاتِ انبیاء کا انکار کریں اور جو کہیں کہ کوئی شفاعت کرنے والا

نہیں، بھلا ایسے گمراہ تمہارے پیر کیسے بن سکتے ہیں اگر وہ خود ان امور کا انکار نہیں کرتے تو انکار کرنے

والوں کو حق پر مانتے ہیں انہیں اپنا امام گردانتے ہیں تو یہ بھی اُن میں سے ہوئے اگر آپ کسی ایسے

دھوکے باز کے دھوکے میں آ گئے ہوں تو فوراً اس سے لاتعلقی ہو جائیے کہ ایسا شخص خود گمراہ ہے، آپ کو

بھی گمراہ کر دے گا، اگر آپ کو معلوم نہیں ہے تو اس کی تقریروں اور تحریروں کو نوٹ کیجئے کہ وہ کہیں کسی

بد مذہب کی تعریف تو نہیں کرتا، اُس کے اپنے عقائد تو خراب نہیں، نہ سمجھ آئے تو اس کی تحریر و تقریر کو صحیح

العقیدہ سنی علماء پر پیش کیجئے اُن سے مدد لیجئے پھر اگر ایسی بات نہ ملے تو شکر کیجئے اور اگر اُس کے عقائد

میں کوئی خرابی نظر آئے تو علیحدگی اختیار کرنے میں دیر نہ کیجئے، میرا مقصد صرف آپ لوگوں کو بد مذہبوں

سے بچانا اور حضرت مُجَدِّدِ دُور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد کے حامل آپ کی تعلیمات پر عامل سچے نقشبندی

پیروں کی جستجو میں لگانا ہے کیونکہ جو لوگ خود گمراہ ہوں وہ آپ کو کیا راہ دکھائیں گے پھر بد مذہب کی

تعظیم حرام اور اُس کی صحبت زہر قاتل ہے جیسا کہ اس پر احادیث و آثار و اقوال پہلے گزر چکے ہیں اور اس بارے میں آپ حضرت مُجَدِّدِ دُور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نمبر ۳ پر ضرور پڑھ لیجئے۔

سے آلودہ ہے۔ (۸۹۶)

۷۔ لوگوں کی غیبت اور سخن چینی سے اپنے آپ کو بچائیں، شریعت میں ان دونوں بُری خصلتوں کے حق میں بڑی وعید آئی ہے۔

۸۔ جہاں تک ہو سکے جھوٹ بولنے اور بہتان لگانے سے پرہیز کریں کیونکہ یہ دونوں بُری عادتیں تمام مذہبوں پر حرام ہیں، اور ان کے کرنے والے پر بڑی وعید آئی ہے۔

۹۔ خلقت کے عیبوں اور گناہوں کا ڈھانپنا اور اُن کے قصوروں سے درگزر کرنا اور معاف کرنا بڑے عالی حوصلہ والے لوگوں کا کام ہے۔

۱۰۔ غلاموں اور ماتحتوں پر شفیق و مہربان رہنا چاہئے اور اُن کے قصوروں پر مواخذہ نہ کرنا چاہئے، موقع اور بے موقع اُن نامرادوں کو مارنا، کوٹنا اور گالی دینا اور ایذا دینا نامناسب ہے۔

۱۱۔ اپنی تقصیروں کو نظر کے سامنے رکھنا چاہئے، جو ہر ساعت حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی نسبت وقوع میں آرہی ہیں اور حق تعالیٰ اُن کے مواخذہ میں جلدی نہیں کرتا، اور روزی نہیں روکتا۔

۱۲۔ عقائد کے درست کرنے اور احکام فقہیہ کے بجالانے کے بعد اپنے اوقات کو ذکرِ الہی میں بسر کریں، اور جس طرح ذکر کا طریقہ سیکھا ہوا ہے اُسی طرح عمل میں لائیں اور جو کچھ اُس کے منافی ہو اُس کو اپنا دشمن جان کر اُس سے اجتناب کریں۔
ہر چہ جزِ ذکرِ خدائے احسن ست گر شکر خوردن بود جان کندن ست

عشقِ حق کے ما سوا جو کچھ کہ ہے ہر چند اُخسن ہے

شکر کھانا بھی گر ہو گا عذابِ جان کندن ہے (۸۹۷)

۸۹۶۔ حدیث شریف ہے کہ ”الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ“ (الجامع الصغیر، برقم: ۵۸۱۰،

۱۱۸۵/۳) یعنی، گانا بجانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

۸۹۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۳۴، ص ۸۵، ۸۶

۲۹۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق عمل کرنا ذریعہ نجات ہے

یعنی اول لازم ہے کہ اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعيہم کے موافق درست کریں، (۸۹۸) دوسرے احکام شرعیہ فقہیہ کے موافق عمل کریں اور تیسرے صوفیہ کرام قدس سرہم کے بلند طریقہ پر سلوک کریں جس کو ان سب کی توفیق حاصل ہوگئی، وہ دونوں جہان میں بڑا کامیاب ہو گیا اور جو ان سے محروم رہا اُس کو بڑا خسارہ حاصل ہوا۔ (۸۹۹)

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام احوال و مواجید کو ہمیں دے دیں، اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو سوائے خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور تمام خرابیوں کو ہم پر جمع کر دیں لیکن ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد سے نوازش فرمائیں تو پھر کچھ خوف نہیں۔ (۹۰۰)

۳۰۔ نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور کلمہ طیبہ کے فضائل

فقیر اس کلمہ طیبہ کو رحمت کے اُن ننانوے حصوں کے خزانہ کی کنجی معلوم کرتا ہے، جو آخرت کے لئے ذخیرہ فرمائے ہیں، اور جانتا ہے کہ کفر کی ظلمتوں اور شرک کی کدورتوں کو دفع کرنے کے لئے اس کلمہ طیبہ سے بڑھ کر زیادہ شفیع اور کوئی کلمہ نہیں، جس شخص نے اس کلمہ طیبہ کی تصدیق کی ہو، اور ذرہ ایمان حاصل کر لیا ہو اور پھر کفر و شرک کی رسموں میں مبتلا

۸۹۸۔ حضرت مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ”مغیر خدا ﷻ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں اکہتر (۷۱) فرقے بن گئے تھے جن میں ایک کے سوا سب جہنمی تھے، قریب کہ میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے بن جائیں، جن میں سے ایک جنتی ہوگا اور باقی سب جہنمی“۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اُسی طریقے پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں“ اور اسی نجات پانے والے فرقہ کا نام اہلسنت و جماعت ہے اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو ضروری قرار دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی پیروی کرتے ہیں، اے اللہ! ہمیں اہلسنت و جماعت کے عقیدے پر قائم رکھنا اور اسی جماعت میں رہتے ہوئے موت آئے اور ان حضرات یہ میں ہمارا حشر و نشر ہو (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۶۷، ص ۱۵)

۸۹۹۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۷۷، ص ۶۴

۹۰۰۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۹۳، ص ۸۱

ہو (۹۰۱) تو اُمید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت سے اُس کا عذاب دُور ہو جائے گا اور دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات پا جائے گا۔

جس طرح کہ اس اُمت کے تمام کبیرہ گناہوں کے عذاب کو دُور کرنے میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نافع اور فائدہ مند ہے اور یہ جو میں نے کہا ہے کہ اس اُمت کے کبیرہ گناہ تو اس لئے کہا ہے کہ سابقہ اُمتوں میں کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بہت کم ہے، بلکہ کفر و شرک کی رسمیں بھی بہت کم پائی جاتی ہیں، شفاعت کی زیادہ محتاج یہی اُمت ہے، گزشتہ اُمتوں میں بعض لوگ کفر پراڑے رہتے اور بعض اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے اور اُمر بجالاتے تھے۔

اگر کلمہ طیبہ اُن کا شفیع نہ ہوتا اور حضرت خاتم الرسل ﷺ جیسے شفیع اُن کی شفاعت نہ فرماتے تو یہ اُمت پر گناہ ہلاک ہو جاتی:

اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَ رَبٌّ غَفُورٌ

اُمت گنہگار ہے اور رب بخشنے والا ہے۔

حق تعالیٰ کی عفو و بخشش جس قدر اس اُمت کے حق میں کام آئے گی، معلوم نہیں کہ گزشتہ اُمتوں کے حق میں اس قدر کام آئے، گویا رحمت کے ننانوے حصوں کو اسی پر گناہ اُمت کے لئے ذخیرہ کیا ہوا ہے۔

کہ ہیں گناہ گار لائق بخشش

چونکہ حق تعالیٰ عفو و مغفرت کو دوست رکھتا ہے اور عفو و مغفرت کے لئے اس پر تقصیر اُمت کے برابر کوئی محل نہیں، اس لئے یہ اُمت خیر الائم ہو گئی اور کلمہ جو ان کی شفاعت کرنے والا ہے، افضل الذکر بن گیا اور ان کی شفاعت فرمانے والے پیغمبر نے سید الانبیاء کا خطاب پایا۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اور

اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ہاں ارحم الراحمین اور اکرّم المکرّمین ایسا ہی ہونا چاہئے۔

۹۰۱۔ یعنی کفار و مشرکین کی ایسی رسوم میں مبتلا ہو جو اُن کے مذہبی شعار نہیں ہے کیونکہ کفار کی ایسی رسم میں مبتلا ہونا جو اُن کی مذہبی شعار ہو اسے فقہاء کرام نے کفر لکھا ہے جیسا کہ ”فتاویٰ تارخانیہ“ اور ”فتاویٰ ہندیہ“ وغیرہ میں ہے۔

کریموں پر نہیں ہے کام دشوار (۹۰۲)

۳۱۔ اہل اللہ کو باطن میں دنیا سے کوئی تعلق نہیں

خدا تعالیٰ کی معرفت اُس شخص پر حرام ہے جس کے باطن میں دنیا کی محبت رائی کے دانہ جتنی بھی ہو، یا اُس کے باطن کو دنیا کے ساتھ اس قدر تعلق ہو، یا دنیا کی اتنی مقدار اُس کے باطن میں گزرتی ہو، (۹۰۳) باقی رہا ظاہر، اُس کا ظاہر جو باطن سے کئی منزلیں دُور پڑا ہے، اور آخرت سے دنیا میں آیا ہے، اور اُس کو لوگوں کے ساتھ اختلاط پیدا کیا ہے، تاکہ وہ مناسبت حاصل کرے، جو افادہ اور استفادہ میں مشروط ہے، اگر دنیاوی کلام کرے اور دنیاوی اسباب میں مشغول رہے تو گنجائش رکھتا ہے اور کچھ مذموم نہیں بلکہ محمود ہوتا ہے تاکہ بندوں کے حقوق ضائع نہ ہوں اور استفادہ اور افادہ کا طریق بند نہ ہو جائے، ظاہر میں لوگ اُس کو اپنی طرح گندم نما جو فروش تصور کرتے ہیں اور اُس کے ظاہر کو اس کے باطن سے بہتر جانتے ہیں، اور خیال کرتے ہیں کہ بظاہر بے تعلق دکھائی دیتا ہے مگر باطن میں گرفتار ہے یا اللہ! تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر، تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ (۹۰۴)

۳۲۔ صحبتِ صالح، اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

آپ کا صحیفہ شریفہ جو کمالِ محبت و اخلاص سے صادر فرمایا تھا مع ہدیوں اور تحفوں کے پہنچا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس گروہ کی محبت پر استقامت عطا فرمائے، اور قیامت کو انہی کے ساتھ

۹۰۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر ۳۷، ص ۹۶
 ۹۰۳۔ حضرت مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے ظاہر ہے کہ دنیا کے طالب پر اللہ تعالیٰ کی معرفت حرام ہے پھر حضرت مجتہد کے سلسلہ سے وابستگی کے دعویدار اس نام نہاد پیر کے بارے میں کیا خیال ہے جو اپنے مریدین و معتقدین سے اعلانیہ کہے کہ اپنے روپے پیسے مجھے دے دو، یا جس کی نظر مریدوں کے مال و دولت پر ہو، یا جو پیر مال کی ایسی ہوس رکھتا ہو کہ سود جو حرام قطعی ہے اس کے لین دین سے بھی گریز نہ کرتا ہو، کیا ایسے شخص سے بیعت اور اُس سے وابستگی کسی مسلمان کو روا ہوگی، ہرگز نہیں کیونکہ پیر سے مسلمان اپنا تعلق اس لئے جوڑتا ہے کہ اُسے معرفت الہی حاصل ہو تو جس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت حرام ہو چکی ہو اس کے ذریعے کسی کو کیا معرفت حاصل ہوگی۔

۹۰۴۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب ۳۸، ص ۹۸

اٹھائے، یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا، (۹۰۵) اور ان کا انیس وجیب محروم نہیں ہوتا: (۹۰۶)

هُمُ جُلَسَاءُ اللَّهِ (۹۰۷)

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ایسے ہم نشین کہ اُن کو دیکھنے سے خدا یاد آ جاتا ہے۔
نَظَرُهُمْ دَوَاءٌ وَ كَلَامُهُمْ شِفَاءٌ وَ صُحْبَتُهُمْ ضِيَاءٌ وَ بَهَاءٌ، هُمْ مَنْ

۹۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل مجالس الذکر، برقم: ۲۶۸۹، ص ۱۰۳۷ بلفظ ”وَهُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ“

ایضاً المقاصد الحسنہ، باب حرف الہاء، برقم: ۱۲۸، ص ۴۵۲، و قال: متفق علیہ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً

ایضاً سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء ”إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ“ برقم: ۳۶۰۰، ۴/۱۷، بلفظ ”هُمْ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى لَهُمْ جَلِيسٌ“

۹۰۶۔ وَلَا يَحْرُمُ أُنِسُهُمْ وَلَا يُحِبُّ مُسِيئُهُمْ

۹۰۷۔ ”صحیح البخاری“ (کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عز و جل، برقم: ۶۴۰۸، ۴/۱۸۷) هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ (إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللَّهُ۔

ایضاً المقاصد الحسنہ، حرف الہاء، برقم: ۱۲۸۰، ص ۴۵۲ و قال و فی الباب عن ابن عباس فی ”الطبرانی الصغیر“ و عن أنس فی ”البخاری“ بلفظ ”هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ“ (یہاں تک کے کلمات کو امام ابن ماجہ نے اپنی ”سنن“ کے کتاب الزہد، باب من لا یؤبہ لہ، برقم: ۴۱۱۹، ۴/۷۳ میں روایت کیا الفاظ یہ ہیں: ”أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ“ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ”خِيَارُكُمْ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ“ اسی طرح امام بخاری نے ”الأدب المفرد“ کے باب (۱۵۰) النِّمَام، برقم: ۳۲۶، ص ۱۰۱ میں، امام احمد نے ”المسند“ (۴۵۹/۶، برقم: ۲۸۱۵۱، ۲۸۱۸۳) میں اور عبد بن حمید نے اپنی ”مسند“ (۴۵۷) کے من (۱۴۰) حدیث أسماء (برقم: ۱۵۸۰، ص ۴۵۷) میں روایت کیا ہے اور ابن المبارک اور حکیم ترمذی نے روایت کیا کہ عن سعید بن جبیر (عن ابن عباس)، قال: سُمِّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ؟ قَالَ: ”الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللَّهُ“ (الزُّهْدُ وَ الرِّقَاقُ، لابن المبارک، باب تعظیم ذکر اللہ عز و جل، برقم: ۲۰۵، ص ۱۷۱، و نوادر الأصول، الأصل الرابع و المئة، برقم: ۶۲۳، ۳/۱۴۹، (و فی نسخة أخرى الأصل الثالث و المئة ۵۶۷/۲)) یعنی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”وہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ عز و جل یاد آ جائے۔“

رَأَى ظَاهِرَهُمْ خَابَ وَ خَسِرَ وَ مَنْ رَأَى بَاطِنَهُمْ نَجَى وَ أَفْلَحَ

یہ وہ لوگ ہیں جس نے ان کو پہچانا اُس نے اللہ تعالیٰ کو پایا (۹۰۸) اور اُن کی نظر دوا ہے اور اُن کا کلام شفا اور اُن کی صحبت سراپا نور و ضیاء ہے یہ وہ لوگ ہیں جس نے اُن کے ظاہر کو دیکھ لیا وہ محروم و ناامید ہوا اور جس نے اُن کے باطن کو دیکھا بزرگ ہو گیا اور نجات و خلاصی پا گیا۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ الہی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا کیا ہے، کہ جس نے اُن کو پہچانا اُس نے تجھے پایا اور جب تک تجھے نہ پایا اُن کو نہ پہچانا یعنی اُن کا پہچانا اور تیرا پانا ایک دوسرے سے الگ نہیں۔ (۹۰۹)

۳۳۔ مومن کی بلند شان اور اُس کو ایذا دینے سے بچنا ضروری ہے

دل اللہ تعالیٰ کا ہمسایہ ہے جس قدر دل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قریب ہے اُس قدر کوئی اور شے قریب نہیں، دل خواہ مومن (نیکو کار) ہو یا گنہگار، اُس کی ایذا سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے کیونکہ ہمسایہ خواہ عاصی اور نافرمان ہو پھر بھی اُس کی حمایت اور مدد کی جاتی ہے، پس اُس کی اذیت سے ڈرنا چاہئے کیونکہ کفر کے بعد جو اللہ تعالیٰ کی ایذا کا باعث ہے، دل کی ایذا جیسا بڑا گناہ اور کوئی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے والی چیزوں سے زیادہ اقرب دل ہی ہے، نیز خلق سب کی سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور کسی شخص کے غلام کو مارنا یا اُس کی اہانت کرنا اُس کے مولا و مالک کی ایذا کا موجب ہے، تو پھر اُس مولا کا کیا حال ہوگا جو مالک و مختار ہے، اُس کی خلق میں جتنا کہ اُس نے حکم دیا ہے اُس سے بڑھ کر تصرف نہ کرنا چاہئے، کیونکہ وہ (یعنی اس قدر) ایذا میں داخل نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے، مثلاً بکر زانی کی حد سو کوڑے ہے اگر کوئی سو کوڑے سے زیادہ مارے تو ظلم ہے اور ایذا میں داخل ہے۔ (۹۱۰)

۹۰۸۔ وَ هُمْ مَنْ عَرَفْتَهُمْ وَ جَدَّ اللَّهُ

۹۰۹۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۵۲، ص ۴۳

۹۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، مکتوب ۴۵، ص ۱۰۵، ۱۰۶

۳۴۔ حق تعالیٰ کی قضا پر راضی رہنا چاہئے۔

رنج و خوشی اور عافیت و بلا میں اللہ رب العالمین کی حمد ہے، اُس حکیم جل شانہ کا کوئی کام حکمت و بہتری سے خالی نہیں ہوتا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اُس میں سراسر اصلاح و بہتری ہوتی ہے۔

﴿وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ج وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا

شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۹۱۱)

اور قریب ہے کوئی بات تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور

قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (کنز الایمان)

پس آپ اُس کی بلا (آزمائش) پر صبر کریں، اُس کی قضا پر راضی رہیں، اُس کی

اطاعت پر ثابت قدم رہیں، اور اُس کی نافرمانی سے بچیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ

کَثِیْرٍ﴾ (۹۱۲)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے

کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

اپنے افعال سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کریں اور اُس سے عفو و عافیت

طلب کریں۔ (۹۱۳)

۳۵۔ قرآن مجید تمام احکام شرعیہ کا جامع ہے

قرآن مجید تمام احکام شرعیہ بلکہ تمام گزشتہ شریعتوں کا جامع ہے اس شریعت کے بعض

۹۱۱۔ سورۃ البقرۃ: ۲/۲۱۶

۹۱۲۔ سورۃ الشوریٰ: ۴۲/۳۰

۹۱۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۱۹، ص ۴۵

احکام اس قسم کے ہیں جو نص کی عبارت اور اشارت اور دلالت اور اقتضا سے مفہوم ہوتے ہیں، اس قسم کے احکام کے فہم میں تمام خاص و عام اہل لغت برابر ہیں۔

دوسری قسم کے احکام وہ ہیں جو اجتہاد اور استنباط سے مفہوم ہوتے ہیں، یہ فہم آئمہ مجتہدین کے ساتھ مخصوص ہے، جن میں اول آنحضرت ﷺ بقول جمہور، پھر آنحضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم، پھر آنحضرت ﷺ کی امت کے تمام مجتہدین ہیں.....

قرآن مجید کی تیسری قسم کے احکام اس قسم کے ہیں جن کو سمجھنے سے انسان کی طاقت عاجز ہے، جب تک احکام کے نازل کرنے والے جل شانہ کی طرف سے اطلاع نہ ملے ان احکام کو کچھ سمجھ نہیں سکتے، اس اعلام و اطلاع کا حاصل ہونا پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے، پیغمبر کے سوا کسی اور کو یہ اطلاع نہیں دیتے، یہ احکام اگرچہ کتاب سے ہی ماخوذ ہیں، لیکن چونکہ ان احکام کے مظہر پیغمبر ﷺ ہیں اس لئے یہ احکام سنت کی طرف منسوب ہوئے ہیں، کیونکہ ان کا مظہر سنت ہے، جس طرح احکام اجتہاد یہ کو قیاس کی طرف منسوب کرتے ہیں اسی اعتبار سے کہ قیاس ان احکام کا مظہر ہے، پس سنت و قیاس دونوں احکام کے مظہر ہیں۔ (۹۱۴)

۳۶۔ فضائل امام اعظم رضی اللہ عنہ اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

پس ہمارے پیغمبر ﷺ کی پچھلی سنت پہلی سنت کی ناسخ ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نزول کے بعد اس شریعت کی متابعت کریں گے، آنحضرت ﷺ کی سنت کا اتباع بھی کریں گے، کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں، عجب نہیں کہ علماء ظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجتہدات سے ان کے ماخذ کے کمال دقیق اور پوشیدہ ہونے کے باعث انکار کر جائیں اور ان کو کتاب و سنت کے مخالف جانیں، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال حضرت امام اعظم کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہے جنہوں نے ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد اور استنباط میں وہ بلند درجہ حاصل کیا ہے جس کو دوسرے لوگ سمجھ نہیں سکتے، اور ان کے مجتہدات کو دقت معانی کے باعث کتاب و سنت کے مخالف جانتے ہیں، ان کو اور ان کے اصحاب کو اصحابِ رائے خیال کرتے ہیں، یہ سب کچھ ان کی حقیقت تک

نہ پہنچنے اور اُن کے فہم و فراست پر اطلاع نہ پانے کا نتیجہ ہے۔ (۹۱۵)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جنہوں نے اُن کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے فرمایا ہے:

الْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ (۹۱۶)

۹۱۵۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ فقہ کے بانی ہیں تین چوتھائی فقہ ان کے لئے مسلم ہے جب کہ باقی آئمہ ایک چوتھائی میں سارے شریک ہیں، فقہ میں صاحب خانہ امام ابو حنیفہ ہیں، اور باقی سبب اُن کے بال بچے ہیں، باوجود اس کے کہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں لیکن مجھے امام شافعی سے گویا ذاتی محبت ہے اور انہیں بزرگ جانتا ہوں اس لئے بعض نقلی کاموں میں اُن کی تقلید کر لیتا ہوں، لیکن کیا کروں دوسرے آئمہ مجتہدین کو وافر علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابو حنیفہ کے سامنے بچوں کی طرح دیکھتا ہوں (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۵۵، ص ۱۵) اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزرگوں کے بزرگ ترین امام ہیں، وہ امام اجل پیشوائے اکمل ہیں، اُن کی بلندی شان کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ وہ امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب سے زیادہ عالم اور متقی ہیں، اُن کا مقام ان تمام سے بلند تر ہے، حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”تمام فقہائے اسلام امام ابو حنیفہ کے سامنے طفل مکتب ہیں“ امام شافعی جب امام ابو حنیفہ کی قبر پر فاتحہ کے لئے حاضر ہوتے تو اپنے مسلک اور اجتہاد کو چھوڑ دیتے تھے اور اپنی رائے پر عمل کرنے کی بجائے امام ابو حنیفہ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس شخص کے سامنے اپنی رائے کا اظہار کروں جس کی رائے ہمیشہ فائق اور بلند ہے، آپ کا یہ معمول تھا کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے مزار کی زیارت کو روانہ ہوتے تو اس عرصے کے دوران امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا چھوڑ دیا کرتے تھے اور فجر کی نماز میں قنوت بھی ترک کر دیا کرتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام اور شان کو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی صحیح طور پر جانتے تھے۔ (مبدء و معاذ، حضرت امام اعظم کی عظمت، ص ۸۲)

۹۱۶۔ تہذیب التہذیب، من اسمہ: النعمان، برقم: ۸۳۹۹ بلفظ ”النَّاسُ عِيَالُ فِي الْفِقْهِ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ“

ایضاً عقود الحمان، ص ۱۸۷ بلفظ ”مَنْ أَرَادَ أَنْ تَبَحَّرَ فِي الْفِقْهِ فَهُوَ عِيَالُ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ“۔

ایضاً الانتقاء، الجزء الثالث، ذکر ابی حنیفہ، برقم: ۲۲، قول الشافعی فیہ، ص ۲۱۰۔

ایضاً تاریخ بغداد، باب النون، ذکر من اسمہ النعمان، ۲۴۶/۱۱۔

ایضاً الانتصار و الترجیح للمذہب الصحیح، الباب الأول، ص ۴۵۶۔

ایضاً تبیض الصحیفہ، ص ۱۰۴ بلفظ ”النَّاسُ عِيَالُ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ“

یعنی، فقہاء سب امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔ (۹۱۷)

ان کم ہمتوں کی جرأت پر افسوس ہے کہ اپنا قصور دوسروں کے ذمے لگاتے ہیں:

قاصرے گر کند این قافلہ را طعن قصور حاشِ للہ کہ برارم بزبان این گلہ را
ہمہ شیرانِ جہاں بستہ این سلسلہ اند رُوبہ از حیلہ چسپان بکسلد این سلسلہ را
اگر کوئی قاصر لگائے طعن اُن کے حال پر توبہ توبہ گر زبان پر لاؤں میں اس کا گلہ
شیر ہیں باندھے ہوئے اس سلسلہ میں سب کے سب لومڑی حیلہ سے توڑے کس طرح یہ سلسلہ
اور یہ جو خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے ”فصول ستہ“ میں لکھا ہے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ
السلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے“ ممکن ہے کہ اسی
مناسبت کے باعث جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے
لکھا ہے یعنی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا اجتہاد حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
اجتہاد کے موافق ہوگا، نہ یہ کہ اُن کے مذہب کی تقلید کریں گے، کیونکہ حضرت روح اللہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے برتر ہے کہ علمائے اُمت کی تقلید کریں، بلا تکلف و تعصب کہا
جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور
دوسرے تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت کی پیروی میں سب
سے آگے ہیں حتیٰ کہ احادیث مُرسَل کو احادیث مُسنَد کی طرح متابعت کے لائق جانتے اور اپنی
رائے پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صحابہ کے قول کو حضرت خیر البشر ﷺ کی شرفِ صحبت کے
باعث اپنی رائے پر مقدم جانتے ہیں، دوسروں کا ایسا حال نہیں، پھر بھی مخالف اُن کو

۹۱۷۔ احمد بن سرتج بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے سنا آپ نے فرمایا کہ میں نے امام مالک بن
انس سے پوچھا کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے اور اُن سے مناظرہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:
ہاں، میں نے ایسے شخص کو دیکھا وہ اگر اس پتھر کے ستون کو دیکھے اور کہہ دے کہ یہ سونے کا ہے تو دلائل
سے ثابت کر دے (الانتصار و الترجیح للمذہب الصحیح، الباب الاول، ص ۵۶) اسے
نقل کرنے کے بعد سبط ابن الجوزی متوفی ۶۵۴ھ نے لکھا کہ اسے شیخ ابواسحاق شیرازی نے
”طبقات الفقہاء“ میں حکایت کیا ہے۔

صاحبِ رائے کہتے ہیں اور بہت بے ادبی کے لفظ اُن کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ سب لوگ اُن کے کمالِ علم و ورع و تقویٰ کا اقرار کرتے ہیں۔ (۹۱۸)

۳۷۔ اپنے پیر کے زندہ اور موجود ہونے کے باوجود دوسرے شخص کے پاس جا کر راہِ حق کی طلب کرے یہ جائز ہے

جاننا چاہئے کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ کی جناب تک پہنچانے کا وسیلہ ہے، اگر طالبِ رشید اپنے آپ کو کسی اور شیخ کے پاس لے جائے تو اُس کی صحبت میں اپنے دل کو جمع پائے تو جائز ہے کہ پیر کی زندگی میں پیر کے اذن کے بغیر طالبِ اُس شیخ کے پاس جائے، اور اُس سے رُشد و ہدایت طلب کرے، لیکن چاہئے کہ پیر اول کا انکار نہ کرے، اور نیکی کے ساتھ اُس کو یاد رکھے، (۹۱۹) خاص کر پیری مریدی اس وقت رسم اور عادت رہ گئی ہے (۹۲۰) اکثر اس وقت کے پیروں کو اپنی خبر نہیں، اور کفر و ایمان کا پتہ نہیں، تو پھر خدا تعالیٰ کی کیا خبر بتلائیں گے، اور مریدوں کو کونسا راستہ دکھلائیں گے۔

آگہ از خویشتن چونست جنین گئے خبر دارد از پُتان و پُچنین

۹۱۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۵۵، ص ۱۳، ۱۴
۹۱۹۔ اور حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ ایک سوال کہ ”ایک شخص مدتِ العمر کتنے شخصوں سے بیعت کر سکتا ہے مشہور تو یہ ہے کہ ایک کے سوا دوسرے سے بیعت کرنے میں رجعت ہو جاتی ہے اس کی کیا اصلیت ہے؟“ جواب میں لکھتے ہیں کہ ”ایک شخص کئی اشخاص سے بیعت تبرک و فیض حاصل کر سکتا ہے اور جائز ہے بشرطیکہ شیخ اول کی تحقیر و توہین نہ کرے ورنہ رجعت ہوگی“ (فتاویٰ مہرہ، متفرق مسائل کے جوابات، سوال نمبر ۲۱، ص ۴۹، ۵۰)

۹۲۰۔ پیری مریدی اس زمانے میں رسم اور عادت کے ساتھ ساتھ میراث بھی بن گئی ہے کہ پیر کا بیٹا ہی پیر بنے گا چاہے وہ جاہل مطلق ہو اور ساتھ بد عمل اور فاسق ہو، حرام و حلال میں تمیز، جائز و ناجائز میں فرق نہ کرتا ہو، مال و دولت کے حصول میں اتنا حریص کہ اپنا ہو یا پرایا، حلال ذریعے سے آیا ہو یا حرام سے، اس کی پرواہ نہ کرے، پھر اگر کوئی کہہ دے کہ یہ شخص اہل نہیں تو جاہل مرید اس کے طرفدار بن جاتے ہیں اور خود صاحبزادہ صاحب کا مطالبہ یہ ہوتا ہے میرے باپ کی مسند ہے اس لئے میں ہی اس کا حقدار ہوں، ایسے شخص نے جو کیا سو کیا مگر افسوس اُن مریدوں پر جو ایسے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ جائیں دوسری کی طرف رجوع نہ کریں، خدا کا راستہ تلاش نہ کریں جیسا کہ حضرت مجتہد کے فرمان سے ظاہر ہے۔

جنہیں کو جب کہ خبر اپنی کچھ نہیں کیا بتائے گا پھر وہ چٹان و چٹین ایسے مرید پر ہزار افسوس ہے کہ اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ جائے، اور دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے، (۹۲۱) اور خدا تعالیٰ کا راستہ تلاش نہ کرے، یہ شیطانی خطرات ہیں جو پیر ناقص کی زندگی کے باعث طالب کو حق تعالیٰ سے ہٹا کر رکھتے ہیں، جہاں دل کی جمعیت اور ہدایت ہو بے توقف ادھر رجوع کرنا چاہئے اور شیطانی وسوسہ سے پناہ مانگنی چاہئے۔ (۹۲۲)

۳۸۔ توبہ، وانا بت، وورع، وتقویٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۹۲۳)
اور اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (کنز الایمان)
اور فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۖ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنْكُمُ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ (۹۲۴)

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے، اور تمہیں

۹۲۱۔ اس سے بڑھ کر ہزار ہا بار بلکہ بے شمار بار افسوس اس مرید پر کہ جس کا پیر بد مذہب ہو یا بد مذہبوں سے محبت و دوستی رکھتا ہو ان کی تعریف و توصیف کرتا ہو اور وہ اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ جائے بلکہ اپنا متاع ایمان لٹا کر بیٹھ جائے پھر کسی ناصح کی نصیحت، خیر خواہ کی خیر خواہی قبول کرنے کو تیار نہ ہو۔

۹۲۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۶۳، ص ۳۵، ۳۶

۹۲۳۔ سورۃ التور: ۳۱/۲۴

۹۲۴۔ سورۃ التحریم: ۸/۶۶

باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔ (کنز الایمان)
اور فرمایا:

﴿وَذُرُوا ظَاهِرَ الْأَثَمِ وَبَاطِنَهُ ط﴾ (۹۲۵)

اور چھوڑ دو کھلا اور چھپا گناہ۔ (کنز الایمان)

گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لئے فرض عین ہے، کوئی بشر اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام توبہ سے مستغنی نہیں ہوئے تو پھر اوروں کا کیا ذکر ہے۔ (۹۲۶)
حضرت سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں:

وَإِنَّهُ لَيُعَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ
سَبْعِينَ مَرَّةً (۹۲۷)

یعنی، میرے دل پر پردہ آ جاتا ہے اس لئے رات دن میں ستر بار اللہ
تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔ (۹۲۸)

۹۲۵۔ سورة الأنعام: ۱۲۰/۶

۹۲۶۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں توبہ واستغفار سے مقصود گناہوں کی بخشش ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی بارگاہ میں آہ و زاری کرنے والے، توبہ واستغفار کرنے والے پسند ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوتا ہے جو اس کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے انبیاء علیہم السلام بھی مستغنی نہیں ہیں۔

۹۲۷۔ أخرجه مسلم فى "صحيحه" فى كتاب الذِّكْرِ وَالدَّعَاءِ الخ، (باب استحباب الاستغفار الخ، برقم: ۶۹۵۷/۴۱۔ (۲۷۰۲)، ص ۱۲۹۴، ۱۲۹۵) و أبو داؤد فى "سُنَّه" فى الصَّلَاةِ (باب فى الاستغفار، برقم: ۱۴۱۵، ۱۲۰/۲) و أحمد فى "مُسْنَدَه" (۲۱۱/۴) و عبد بن حميد فى "مُسْنَدَه" (برقم: ۳۶۴، ص ۱۴۲) و النسائى فى "عمل اليوم و الليلة" (كم يستغفر فى اليوم و الليلة، برقم: ۴۴۷، ص ۱۴۴) و الطبرانى فى "الكبير" (برقم: ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۲۰۳/۱) و البيهقى فى "الشَّعْب" (برقم: ۶۳۱، ۱۴۷/۲) بلفظ "مئة مرة"

۹۲۸۔ استغفار کے بے شمار فوائد ہیں اُن میں سے غم سے نجات، تنگی سے چھٹکارا اور رزقِ حلال کی فراوانی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے استغفار کو لازم کر لیا (ہمیشہ استغفار کیا یا کثرت سے استغفار کیا) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی

پس اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے اور بندوں کے مظالم اور حقوق کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے جیسے کہ زنا اور شراب کا پینا اور سرود و ملاہی کا سنا اور غیر محرم کی طرف بظہر شہوت دیکھنا اور بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا، اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ، تو اُن کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت و افسوس اور بارگاہِ الہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے۔ (۹۲۹)

اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہو گیا تو توبہ میں اُس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے اور

سے نکلنے کی راہ اور ہر غم سے نجات عطا فرمائے گا اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو۔ (سُنن ابی داؤد، کتاب الصَّلَاة، باب فی الاستغفار، برقم: ۱۵۱۸، ۱۲۱/۲۔ اُیضاً سُنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب الاستغفار، برقم: ۳۸۱۹، ۲۹۴/۴۔ اُیضاً السُّنن الکبریٰ للنسائی، برقم: ۱۰۲۹۰۔ اُیضاً کتاب عمل الیوم و اللیلۃ، ثواب ذلک، برقم: ۱۰۲۱۷، ۱۷۱/۹۔ اُیضاً المسند للإمام أحمد، ۲۴۸/۱۔ اُیضاً المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۸۱/۱۰۔ اُیضاً نوارد الأصول، برقم: ۸۷۴، ۱۰۱/۴)

۹۲۹۔ مقصد یہ ہے کہ گناہ ہو جانے کے بعد سچے دل سے رُجوع الی اللہ لازمی ہے جب رُجوع الی اللہ پایا جائے گا اور اس کے تقاضے پورے ہو جائیں گے تو گناہوں کے بخشے جانے کی قوی اُمید ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ”جس نے گناہ کیا، پس اُس نے جانا کہ اُس کا رب ہے چاہے تو اُسے معاف فرما دے، چاہے تو عذاب دے تو حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے۔“ (الجامع الصغیر، حرف المیم، برقم: ۸۳۸۰، ۱۶۷۹/۴) یہاں بھی رُجوع الی اللہ پایا گیا، اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ”جس نے گناہ کیا، پھر اُس نے جانا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے اس گناہ پر مطلع ہے تو اس کی بخشش ہو گئی اگرچہ اس نے بخشش طلب نہ کی۔“ (الجامع الصغیر، برقم: ۸۳۸۱، ۱۶۷۹/۴) یہاں بھی رُجوع الی اللہ پایا گیا اور جب کسی طرح بھی رُجوع نہ پایا جائے تو گناہ کرنے والا اپنے گناہ کے سبب عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ”جس نے گناہ کیا حالانکہ وہ ہنس رہا ہو تو وہ روتے ہوئے دوزخ میں داخل ہوگا“ (الجامع الصغیر، حرف المیم، برقم: ۸۳۸۲، ۱۶۷۹/۴) یہاں دوزخ میں جانے کا سبب اس کا گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رُجوع نہ کرنا ہے کیونکہ جو شخص گناہ کر کے ہنسے تو یقیناً وہ اپنے گناہ پر پشیمان نہ ہوا اور جو گناہ کر کے پشیمان نہ ہوا تو اس سے رُجوع الی اللہ نہ پایا گیا آج بہت سے لوگ جن میں عوام و خواص دونوں شامل ہیں اس میں مبتلا نظر آتے ہیں، گناہ یقیناً اُسے لیکن اس سے زیادہ بُرا یہ ہے کہ گناہ کر کے اس پر پشیمانی نہ ہو۔

اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں کے مظالم اور حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو اُن سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کئے جائیں اور اُن سے معافی مانگیں اور اُن پر احسان کریں اور اُن کے حق میں دعا کریں اور اگر مال و اسباب والا شخص مر گیا ہو تو اُس کے لئے استغفار کریں اور اُس کا مال اُس کے وارثوں اور اولاد کو دے دیں اور اگر اُس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال جنایت کے برابر صاحب مال اور اُس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی ہو، فقرا و مساکین میں صدقہ و خیرات کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو صادق ہیں سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کسی بندہ سے گناہ سرزد ہو تو وضو کرے اور نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ (۹۳۰)

۹۳۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلّٰۃ، باب فی الاستغفار، برقم: ۱۵۲۱، ۱۲۲/۲

ایضاً سنن الترمذی، أبواب الصلّٰۃ، باب ما جاء فی الصلّٰۃ عند التّوبۃ، برقم: ۴۰۶، ۳۰۲/۱
ایضاً کتاب عمل الیوم و اللّیلۃ، ما یفعل من بُلی بذنب و ما یقول، برقم: ۴۲۰،
ص ۱۳۸، ۱۳۹

ایضاً کتاب عمل الیوم و اللّیلۃ لابن السّنی، باب (۱۸۷)، ما یقول اذا اذنب ذنباً،
برقم: ۳۶۰، ۴۱۳/۱، ۴۱۴، ۱۵

ایضاً سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلّٰۃ، باب ما جاء فی أن الصلّٰۃ کفّارۃ، برقم:
۱۷۹، ۱۷۸/۲، ۱۳۹۵

ایضاً کتاب الدّعا للطبرانی، باب (۲۷۱) فضل الاستغفار فی أدبار الصّلوات، برقم: ۱۸۴۱،
۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ص ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸
ایضاً المسند للإمام أحمد، ۲/۱

ایضاً موارد الظّمان، کتاب التّوبۃ، باب فیمن اذنب ثم صلی الخ، برقم: ۲۴۵۴، ص ۶۰۸
ایضاً عدّة الحصّ الحصین، الباب الرّابع، صلاۃ التّوبۃ، ص ۶۵

ایضاً تحفة المخلصین، الجزء الثالث، الباب الرّابع، صلاۃ التّوبۃ، برقم: ۲۴۶، ۸۳۶/۳/۲
ایضاً مختصر کتاب الموافقة بین أهل البیت و الصّحابة، باب ما روی علی عن أبی بکر
الخ، ص ۵۶

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءً أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (۹۳۱)

جو شخص بُرائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو غفورِ رحیم پائے گا۔

ایک حدیث میں ہے، جو شخص گناہ کر کے نادم ہوا تو یہ ندامت اُس کے گناہ کا کفارہ

ہے۔ (۹۳۲)

ایک اور حدیث میں ہے، ”آج کل کرنے والے ہلاک ہو گئے“۔ (۹۳۳)

حدیث قدسی ہے: ”میرے بندے جو کچھ میں نے تجھ پر فرض کیا ہے، ادا کر، تو سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا اور جن باتوں سے منع کیا ہے ہٹ جا، تو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو جائے گا، اور جو کچھ میں نے تجھے رزق دیا ہے اُس پر قناعت کر تو سب سے غنی ہو جائے گا“۔ (۹۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (۹۳۵) کہ قیامت کو پرہیزگار اور زاہد

۹۳۱۔ سورۃ النساء: ۴/۱۱۰

۹۳۲۔ أخرجه أحمد في "مسنده" (۲۸۹/۱) والطبرانی في "المعجم الكبير"، (۱۳۴/۱۲) و

البيهقي في "الشعب"، (السابع و الأربعون من شعب الإيمان، برقم: ۶۶۳۸، ۲۶۶/۹)

عن ابن عباس مرفوعاً بلفظ كَفَّارَةُ الذَّنْبِ النَّدَامُ أَوْ النَّدَامَةُ، و قال العسقلاني في "تشديد

القوس": في نسخة سمعان بن مهدى عن أنس "مَنْ أَذْنَبَ ذَنْبًا ثُمَّ نَدِمَ عَلَيْهِ فَهُوَ التَّوْبَةُ"

"تشديد المباني" (حاشية مكتوبات امام ربّانی، دفتر دوم، حصہ ہفتم، ص ۳۸)

۹۳۳۔ "هَلَكَ الْمُسَوِّفُونَ يَقُولُونَ سَوْفَ تَتُوبُ" مُسَوِّفُونَ بمعنى سَوْفَ أَفْعَلُ ہے رواہ الدیلمی

فی "مسند الفردوس" و الخطیب و البخاری فی "التاریخ" و لكن بالفاظ آخر، تشييد

المباني (حاشية مكتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، ص ۳۸)

۹۳۴۔ رواہ صاحب الكنز الخفی، تشييد المباني (حاشية مكتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر

دوم، حصہ ہفتم، ص ۳۸)

۹۳۵۔ جُلَسَاءُ اللَّهِ تَعَالَى غَدًا أَهْلُ الْوَرَعِ وَ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا (الجامع الصغير، برقم: ۳۵۹۷،

۷۴۶/۲۔ أيضاً كنز العمال، كتاب الجهاد، قسم الأقوال، حرف الواو: الورع،

برقم: ۷۲۷۶، ۱۷۲/۳/۲)

اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہوں گے۔ (۹۳۶)

۳۹۔ کلماتِ اذان کے معانی

حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہئے کہ اذانِ نماز کے کلماتِ سات ہیں، ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ یعنی، اُس کو کسی عابد کی عبادت کی ضرورت نہیں ہے، اپنی مہتمم پالشان معنی کے لئے یہ کلمہ چار بار دوہرایا گیا۔ ”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“ یعنی، میں شہادت دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ اپنی کبریائی اور مستغنی از عبادت ہونے کے باوجود عبادت کا مستحق بھی وہی حق سبحانہ تعالیٰ ہے، اُس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ یعنی، میں شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اُس کی طرف سے طریق عبادت پہچاننے والے ہیں اور حق تعالیٰ کی بارگاہ کے لائق بھی وہی عبادت ہے جو آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کی جہت سے حاصل ہوئی ہے۔ ”حَتَّىٰ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ“ یہ دو کلمے وہ ہیں جن کے ذریعہ نمازی کو فرض نماز ادا کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے، جس کا ادا کرنا فلاح و نجات کا باعث ہے۔ ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ یعنی، کسی کی عبادت اُس کی پاک جناب کے لائق نہیں ہے، ”لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“ یعنی، وہی حق تعالیٰ عبادت کا مستحق ہے، اگرچہ کسی سے اُس کی جناب پاک کے لائق عبادت ہو نہیں سکتی، شانِ نماز کی بزرگی ان کلمات کی بزرگی سے جو نماز کے اظہار کے لئے موضوع ہیں سمجھنی چاہئے۔ (۹۳۷)

۴۰۔ محبتِ اہل بیت

ابن عبد البر نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جس نے علی کو دوست رکھا، اُس نے مجھے دوست رکھا، اور جس نے اُس سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علی کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی، جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی“۔ (۹۳۸)

۹۳۶۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۶۶، ص ۳۸، ۳۹

۹۳۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ پنجم، مکتوب نمبر ۳۰۳، ص ۱۴۹

۹۳۸۔ المسند للإمام أحمد: ۴۸۳/۳۔

ایضاً المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة رضی اللہ عنہم، باب من أطاع علیاً

الخ، برقم: ۴۶۷۷، ۸۹/۴

ایضاً نقلہ الہیثمی فی ”المجمع“ برقم: ۱۴۷۳۶، ۱۲۲/۹

طبرانی (۹۳۹) اور حاکم (۹۴۰) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔“

ترمذی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ امام حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی مبارک ران پر ہیں اور آپ فرما رہے ہیں ”یہ دونوں میرے بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں، یا اللہ! میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ، اور جو لوگ ان سے محبت رکھیں اُن کو بھی دوست رکھ۔“ (۹۴۱)

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اہل بیت میں سے کون کون سے آپ کو زیادہ عزیز ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ”حسن اور حسین“ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔ (۹۴۲)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”فاطمہ میرے جگر کا گوشہ ہے، جس نے اُس سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔“ (۹۴۳)

۹۳۹۔ المعجم الكبير للطبرانی، برقم: ۱۰۰۰۶، ۱، ۷۶، ۷۷

۹۴۰۔ أيضاً المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة رضی اللہ عنہم، النظر إلى علي عبادته،

برقم: ۴۷۳۶ عن عمران بن حصين رضی اللہ عنہ، و برقم: ۳۷۳۷، ۳۷۳۸ عن عبد الله

بن مسعود رضی اللہ عنہ، ۴/۱۱۸، ۱۱۹

أيضاً مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب النظر إليه رضی اللہ عنہ، برقم: ۱۴۶۹۴،

۱۰۹/۹، ۱۴۶۹۵

۹۴۱۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسين رضی اللہ عنہما،

برقم: ۳۷۶۹، ۴/۴۹۶

أيضاً مشكاة المصابيح، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت رضی اللہ عنہم، الفصل

الثاني، برقم: ۶۱۶۵، ۳-۴/۴۴۰

۹۴۲۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسين رضی اللہ عنہما، برقم: ۳۷۷۲، ۴/۴۹۷

أيضاً مشكاة المصابيح، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت رضی اللہ عنہم، الفصل الثاني،

برقم: ۶۱۶۷، ۳-۴/۴۴۰

۹۴۳۔ صحيح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ،

برقم: ۳۷۱۴، ۲/۲۶۹، ۴۷۰

أيضاً فردوس الأخبار، برقم: ۴۲۸۲، ۲/۱۱۱

أيضاً مشكاة المصابيح، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت رضی اللہ عنہم، الفصل

الأول، برقم: ۶۱۳۹، ۳-۴/۴۳۶

اور ایک روایت میں ہے کہ ”جو چیز اُس کو مترّد کرے وہ مجھے بھی مترّد کرے اور جس چیز سے اس کو ایذا پہنچے مجھے بھی پہنچتی ہے“۔ (۹۴۴)

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، ”فاطمہ مجھے تجھ سے زیادہ پیاری ہے، اور تو میرے نزدیک اُس سے زیادہ عزیز ہے“۔ (۹۴۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن تحائف و ہدایا لے آتے تھے اور اس سبب سے رسول اللہ ﷺ کی رضامندی طلب کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج دو گروہ تھیں، ایک گروہ میں حضرت عائشہ، حفصہ، سودہ اور صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت اُمّ سلمہ اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن تو حضرت اُمّ سلمہ والے گروہ نے حضرت اُمّ سلمہ سے کہا کہ آپ ﷺ سے عرض کریں کہ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ جہاں میں ہوا کروں وہیں تحائف لایا کریں پس حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں یہ بات عرض کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”اُمّ سلمہ اس بارے میں مجھے ایذا نہ دے کیونکہ عائشہ کے کپڑے کے سوا کسی اور عورت کے کپڑے میں میرے پاس وحی نہیں آتی“۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات سن کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اس بات سے توبہ کرتی ہوں، پھر حضرت اُمّ سلمہ کے گروہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

۹۴۴۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب فضائل فاطمة رضی اللہ

عنها الخ، برقم: ۹۳/۶۳۸۸۔ (۲۴۴۹)، ص ۱۱۸۸

ایضاً سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب ما یکرہ أن یجمع بینہن من النساء، برقم: ۲۰۷۱، ۳۸۵/۲

ایضاً سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمة بنت محمد ﷺ، برقم: ۳۸۶۷، ۵۳۷/۴

ایضاً سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الفیرة، برقم: ۱۹۹۸، ۴۹۲/۲

ایضاً مشکاة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت رضی اللہ عنہم، الفصل الاول برقم: ۶۱۳۹، ۳-۴۳۶/۴

۹۴۵۔ إن النبی ﷺ قال لعلی: فاطمة أحبّ منک و انت أعزّ علیّ منها

بلایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، تاکہ وہ یہی بات رسول اللہ ﷺ سے کہیں، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”اے میری بیٹی! کیا تو اُس چیز کو دوست نہیں رکھتی جس کو میں دوست رکھتا ہوں“، عرض کیا کہ کیوں نہیں، پھر فرمایا کہ ”اُس کو یعنی عائشہ کو دوست رکھو“۔ (۹۴۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی عورتوں میں سے کسی پر اتنی غیرت نہیں کی کہ جتنی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کی، حالانکہ میں نے اُن کو دیکھا نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ اکثر اُن کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور بسا اوقات بکری ذبح کر کے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیا کرتے تھے، اور جب کبھی میں کہتی کہ کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی عورت دنیا میں نہیں ہوئی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ ”وہ تھی جیسی کہ تھی اور اُس سے میری اولاد تھی“۔ (۹۴۷)

- ۹۴۶۔ صحیح البخاری، کتاب الہبة، باب من أهدى إلى صاحبه و تحرى بعض نسا له دون بعض الخ، برقم: ۲۵۸۱، ۲/۱۵۰، ۱۵۱
- أيضاً صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب في فضائل عائشة رضي الله عنها، برقم: ۲۴۴۲، ص ۹۵۰، ۹۵۱
- أيضاً سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب فضل عائشة رضي الله عنها، برقم: ۳۸۷۹، ۵۴۱/۴، ۵۴۲
- أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أزواج النبي ﷺ، و رضي الله عنهن، برقم: ۶۱۸۹، ۳-۴/۴۴۴
- ۹۴۷۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة الخ، برقم: ۳۸۱۸، ۴/۴۹۲
- أيضاً صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله عنها، برقم: ۶۳۵۹/۷۵- (۲۴۳۵)، ص ۱۱۸۲
- أيضاً سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب فضل خديجة رضي الله عنها، برقم: ۳۸۷۵، ۴/۵۴۰
- أيضاً سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الغيرة، برقم: ۱۹۹۷، ۲/۴۹۱
- أيضاً المسند للإمام أحمد، ۲/۲۰۲
- أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أزواج النبي ﷺ و رضي الله عنهن، برقم: ۶۱۸۶، ۳-۴/۴۴۴

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْعَبَّاسُ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ (۹۴۸)

”عباس میرا ہے اور میں عباس کا ہوں۔“

دیلی بنی ابوسعید سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ اُس شخص پر سخت غضب فرماتا ہے جس نے مجھے میری اولاد کے حق میں ایذا دی۔“ (۹۴۹)

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”تم میں سے اچھا وہ شخص ہے جو میرے بعد میرے اہلبیت کے ساتھ بھلائی کرے۔“ (۹۵۰)

۹۴۸۔ سُنَنِ التِّرْمِذِي، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بِرَقْم: ۳۷۵۹، ۴/۴۹۲

أَيْضاً مَشْكَاةُ الْمَصَابِيحِ، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، الْفَصْلُ الثَّانِي، بِرَقْم: ۶۱۵۷، ۳-۴/۴۳۹
أَيْضاً فَرْدَوْسُ الْأَخْبَارِ، بِرَقْم: ۴۰۶۵، ۲/۸۶

۹۴۹۔ اِمَامُ حَاكِمٍ فِي أُپْنِ ”مُسْتَدْرَك“ (بِرَقْم: ۴۷۱۷) مِیْل رَوَايَتِ كَیَا كِه حَضْرَتِ ابُو سَعِيدِ خَدْرِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْهُ سَے مَرُوٰی هَے كِه رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَے فَرَمَايَا: ”قَسْمُ هَے اُس ذَاتِ كِي جِس كَے قَبْضَةُ قَدَرَتِ مِیْل مِیْرِي جَان هَے كُوْنِي هَم اَهْلِ بَیْتِ سَے بَخْضُ نَہِیْل رَكْھِے كَا مَكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اُسَے آتَشِ جَهَنَّمِ مِیْل دَاخِلِ فَرَمَادَے كَا“۔ اَوْر اِبْنِ حَبَانَ نَے اُپْنِ ”صَحِيح“ (اِلْحَسَان، بِرَقْم: ۶۹۷۸) مِیْل حَضْرَتِ ابُو سَعِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے رَوَايَتِ كَیَا هَے كِه رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَے فَرَمَايَا: ”نَہِیْل بَخْضُ رَكْھِے كَا هَم اَهْلِ بَیْتِ سَے كُوْنِي بَخْضُ مَكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اُسَے آتَشِ جَهَنَّمِ مِیْل دَاخِلِ فَرَمَادَے كَا“۔ (اِسْتِحْلَابِ ارْتِقَاءِ الْغُرَفِ، بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ بَغْضِهِمْ وَ عِدْوَاتِهِمْ الْخ، ص ۱۶۴، ۱۶۵) اَوْر حَضْرَتِ عَلِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْهُ سَے مَرُوٰی هَے كِه رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَے فَرَمَايَا: ”جِس نَے مِیْرِي عَمَرَتِ مِیْل مَجْھِے اِیْذَاءِ دِي تُو اُس پَر اللّٰهُ تَعَالٰی كِي لَعْنَتِ هَے“ (اِسْتِحْلَابِ ارْتِقَاءِ الْغُرَفِ، بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ بَعْضِهِمْ الْخ، ص ۱۶۷)

۹۵۰۔ الْمُسْتَدْرَكُ لِلْحَاكِمِ، كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، بَابُ (۲۱۶۷) تَرْكِیَةِ الْمَالِ بِإِضَافَةِ الضَّيْفِ وَ إِطْعَامِ الْمَسْكِينِ غَيْرِهِ، بِرَقْم: ۵۴۱۰، ۴/۳۶۹، وَ اِفْقَهُ الذَّهَبِي فِي التَّلْخِيصِ: عَلٰی شَرْطِ مُسْلِم (كِتَابُ تَلْخِيصِ الْمُسْتَدْرَكِ، تَابِعُ كِتَابِ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ، ذَكَرَ مَنَاقِبَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الزَّهْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بِرَقْم: ۵۴۳۷، ۴/۲۶)۔

أَيْضاً فَرْدَوْسُ الْأَخْبَارِ، بِرَقْم: ۲۶۷۴، ۱/۳۶۱۔

أَيْضاً السُّنَّةُ لِابْنِ أَبِي عَاصِمٍ، بَابُ فِي فَضْلِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، بِرَقْم: ۱۴۵۱، ص ۳۲۲

أَيْضاً كَنْزُ الْعَمَالِ، كِتَابُ الْفَضَائِلِ، الْبَابُ الْخَامِسُ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ، بِرَقْم: ۳۴۱۴۱، ۶/۱۲/۴۴

أَيْضاً الصَّوَاعِقُ الْمَحْرَقَةُ، الْبَابُ الْحَادِي عَشَرَ، الْفَصْلُ الثَّانِي، الْحَدِيثُ الرَّابِعُ، ص ۱۸۶

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جس نے میرے اہل بیت کے ساتھ احسان کیا میں قیامت کے دن اُسے اُس کا بدلہ دوں گا“۔ (۹۵۱)

ابن عدی اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”تم میں سے صراط پر وہ شخص زیادہ ثابت قدم ہوگا جس کو میرے اہل بیت اور اصحاب کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی“۔ (۹۵۲)

اِلهیٰ بَحَقِّ بنی فاطمہ کہ بر قولِ ایمان گنی خاتمہ
اگر دعوتِ رد گنی و قبول من دوست و دامانِ آلِ رسول
خُدا یا بَحَقِّ بنی فاطمہ کہ ایمان پر ہو مرا خاتمہ
دُعا کو مری رد کر یا قبول مجھے بس ہے دامانِ آلِ رسول
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَ عَلٰی جَمِیعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ
وَالْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی سَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ (۹۵۳)

اب میں اپنی اس تحریر کو حضور نبی کریم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ اور آپ کے حلیہ مبارک ﷺ کے مختصر بیان پر ختم کرتا ہوں۔

حضور ﷺ تمام اوصاف (حمیدہ) کے جامع تھے۔

اس ذاتِ اقدس ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جس میں یہ تمام کے تمام محاسن و خصائل علی وجہ الکمال اس طرح مجتمع ہوں کہ جن کی کوئی انتہاء نہ ہو اور نہ وہ احاطہ بیان میں لائے جاسکتے ہوں، اور نہ کسب و حیلہ کی گنجائش، صرف اللہ عز و جل ہی کسی کو یہ خاص

۹۵۱۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ترجمۃ: عمر بن علی بن ابی طالب، برقم: ۵۲۵۴، ۴۵/۳۰۳
ایضاً کنز العمال، کتاب الفضائل، الباب الخامس فی فضل اهل البيت، الفصل الاول فی فضلہم مجملًا، برقم: ۳۴۱۴۸، ۴۵/۱۲/۶
ایضاً الصواعق المحرقة، الباب الحادی عشر، الفصل الثانی، الحدیث التاسع، ص ۱۸۷
ایضاً استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی، باب ”البحث علی حبہم الخ“، ص ۱۰۲
۹۵۲۔ الکامل لابن عدی، ترجمۃ: (برقم: ۱۲۹۱/۱۷۰) محمد بن محمد بن الأشعث أبو الحسن الکوفی، ۵۶۶/۷
۹۵۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر ۳۴، ص ۹۱ تا ۹۵

طور پر مرحمت فرمادے۔

فضیلتِ نبوت، رسالت، خلّت (محبوبیت) محبت، برگزیدگی، اسری (سیر ملکوت) رؤیت و قرب ربّ تبارک و تعالیٰ، وحی، شفاعت، وسیلہ، بزرگی، بلند درجہ، مقام محمود، براق، معراج، (عرب و عجم) سرخ و سیاہ کی طرف بعثت، انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت فرمانا، اُمّ سابقہ اور انبیاء کرام علیہم السلام پر گواہی دینا، اولادِ آدم کی سرداری، لواء الحمد، خوشخبری دینا، ڈر سنانا، اللہ عزّ و جلّ کی بارگاہ میں تمکّن و طاعت، امانت، ہدایت، رحمۃ للعالمین، مقام رضا کا پانا، سوال کا قبول ہونا، کوثر، سماع قول، اتمام نعمت، عفو گزشتہ و آئندہ، وضعِ وزیر (بوجھ کا اٹھانا)، ذکر کی بلندی، مدد سے سرفراز فرمانا، نزولِ سکینہ، ملائکہ سے تائید، کتاب و حکمت، سبع مثانی اور قرآن عظیم دینا، تزکیہ اُمت، اللہ عزّ و جلّ کی طرف بلانا، اللہ عزّ و جلّ اور فرشتوں کی جانب سے دُرود بھیجنا، لوگوں کو اس کا حکم دینا جس کا اللہ عزّ و جلّ نے مشاہدہ کرایا، ان سے تکلیف اور سخت و شدید عبادت کو دُور کرنا، آپ کے نام کی قسم بیان فرمانا، آپ ﷺ کی دعاؤں کا قبول فرمانا، پتھروں اور گونگوں کا کلام کرنا، مُردوں کا زندہ کرنا، بہروں کو سنانا، آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، کم کو زیادہ کرنا، کھارے پانی کو میٹھا کرنا، چاند کو دو ٹکڑے کرنا، سورج کو واپس لوٹانا، اشیاء کو منقلب کرنا و بدلنا، رُعب و ہیبت سے مدد دیا جانا، غیب پر اطلاع دینا، بادلوں کا سایہ کرنا، کنکروں کا کلمہ پڑھنا، تکلیفوں سے نجات دینا، لوگوں کے شر سے بچانا، (آپ کے خون و بول کا پاک ہونا اور باعثِ نجات ہونا)۔

یہاں تک کہ کوئی عقل (آپ ﷺ کے) ان (اوصاف و فضائل) کو نہیں گھیر سکتی اور آپ ﷺ کو ایسا علم عطا فرمانا کہ اس کو سوائے اس علم کے عطا کرنے والے، فضیلت دینے والے (خدا) کے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا، کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ہی ہے جس نے آپ ﷺ کے لئے آخرت میں بڑے بڑے مراتب اور مقدس درجات، سعادتِ حشری کے مرتبے میں وہ زیادتی مرحمت فرمائی کہ عقلیں اُن کے نیچے ہی ٹھہر جاتی ہیں، اور اُن کے ادراک سے وہم و خیال تک متخیر ہو جاتے ہیں۔ (۹۵۴)

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک

آپ ﷺ کی صورت اور اس صورت کا جمال اور آپ ﷺ کے اعضاء و قوٰی کے متناسب ہونے میں تو بہت سی احادیث صحیحہ و مشہورہ منقول ہیں، مجملہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حضرت علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، حضرت براء بن عازب، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن ابی ہالہ، حضرت ابن ابی جحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت اُمّ معبد، حضرت ابن عباس، حضرت مُعرّض بن مُعَیْقِب، حضرت ابی طفیل، حضرت عدّاء بن خالد، حضرت ثُرَیم بن فاتک، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور ﷺ کا گوارنگ، سیاہ و کشادہ آنکھیں، سُرخ ڈورے والی لمبی پلکیں، روشن چہرہ، باریک ابرو، اونچی بینی (ناک)، چوڑے دانت، گول چہرہ، فراخ پیشانی، گھنی ریش مبارک جو سینہ کو ڈھانپ لے، شکم و سینہ ہموار، چوڑا سینہ، بڑے کاندھے، بھری ہوئی ہڈی، موٹے بازو، کلاسیاں پنڈلیاں ہتھیلیاں فراخ، قدم چوڑے، ہاتھ پاؤں لمبے، بدن مبارک خوب چمکتا، سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر، میانہ قد نہ زیادہ طویل نہ زیادہ قصیر، باوجود اس کے سب سے زیادہ لمبا شخص ہوتا اگر آپ کے برابر کھڑا ہوتا تو اس سے بلند معلوم ہوتے۔

آپ کے مبارک بال نہ بالکل سیدھے نہ بلدار، جب آپ ﷺ تبسم فرماتے تو دندان مبارک مثل بجلی کے چمکتے، بارش کے اولے کی طرح سفید و شفاف، جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ نور کی جھڑیاں آپ ﷺ کے دندان مبارک سے جھڑ رہی ہیں، گردن نہایت خوبصورت نہ آپ ﷺ کا چہرہ بہت بھرا ہوا تھا نہ بہت لاغر بلکہ بدن کے متناسب ہلکا گوشت تھا۔ (۹۵۵)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بالوں والے کو کہ اس کے بال کندھوں تک لٹکتے ہوں، سرخ لباس میں حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ کسی کو

خوبصورت نہ دیکھا، گویا آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے، جب آپ ﷺ مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کا چہرہ تلواری کی طرح چمکتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں بلکہ چاند و سورج کی طرح چمکتا تھا اور آپ ﷺ کا چہرہ گول تھا۔

حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی تعریف میں کہا کہ آپ ﷺ دُور سے بہت خوبصورت اور قریب سے نہایت شریں اور حسین معلوم ہوتے تھے۔

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مثل چمکتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی تعریف میں یہ آخری الفاظ بیان فرمائے کہ جو شخص اچانک آپ ﷺ کو دیکھتا وہ خوفزدہ ہو جاتا اور جو آپ ﷺ سے ملاقات کرتا وہ حضور ﷺ سے محبت کرتا۔ (۹۵۶)

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

(حدائق بخشش)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اے اللہ! ہمارے رؤف و رحیم آقا اپنے رحمۃ للعالمین حبیب ﷺ کے صدقے ان چند الفاظ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اسے میرے لئے اور قارئین کے لئے ذریعہ نجات بنا، اس میں جو بھی کمی یا غلطی ہوئی اُسے معاف فرما، اور خاتمہ بالخیر فرما کر شہادت کی موت مدینہ منورہ میں عطا فرما اور بقیع میں مدفن مقدّر فرما دے۔ آمین

خداوندِ دمِ آخر یہ عزرائیل فرمائیں
جہیل قادری ہوشیار ہو سرکار آتے ہیں

تو غنی از دوسر عالم من فقیر روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو بنی کہ حسابم نہ گریز از نگاہ مصطفیٰ پنہاں نگیر

و آخرُ دَعَوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۹۵۷)

خادم محمد اشرف نقشبندی مجتہد دی

۹۵۷۔ اس مفید تالیف کے مؤلف پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجتہد دی دامت برکاتہم العالیہ نے اس تحریر کے ذریعے اور کارکنان جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے اس کی تحقیق و تخریج و تعلیق اور اس کی اشاعت کے ذریعے ترویج شریعت کی کوشش کی ہے جو موجودہ حالات میں یقیناً بہت بڑا سعادت کا کام ہے کیونکہ مسائل شرعیہ کو رواج دینا، مخلوق خدا کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنا انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرنا ہے، چنانچہ حضرت مجتہد دال ف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”سب سے اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ ترویج شریعت کی کوشش کی جائے، کسی شرعی حکم کو جاری کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ اسلامی شعائر مٹائے جا رہے ہوں۔ اللہ عز وجل کی راہ میں کروڑوں روپے خیرات کرنے سے بڑھ کر ہے کیونکہ مسائل شرعیہ کو رواج دینا انبیائے کرام کی پیروی کرنا ہے اور وہ حضرات ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ اعلیٰ نیکیوں کی توفیق انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوتی ہے جب کہ دھن دولت خرچ کرنے کی سعادت تو غیر انبیاء کو بھی میسر آ جاتی ہے“ (مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۴۸، ص ۲۱)

اور راقم حضرت مؤلف مدظلہ کا کہ جن سے احقر کا روحانی تعلق ہے احسان مند ہے کہ دین متین کی اس خدمت کا موقع مہیا فرمایا اور اراکین جمعیت خصوصاً بانی ادارہ حضرت علامہ محمد عرفان صاحب ضیائی مدظلہ اور مہتمم جامعۃ التور حضرت علامہ محمد مختار اشرفی مدظلہ کا جن سے ترویج و اشاعت دین کے سلسلے میں طویل عرصے کا ساتھ ہے، احسان مند ہے کہ ترویج و اشاعت دین میں معاون ہوئے، دعا ہے کہ اس تعلق کو اور ساتھ سلامت رکھے، آمین بحاجہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ

فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

مآخذ ومراجع

- ۱- آپ ﷺ زندہ ہیں واللہ۔ للعلامة محمد عباس الرضوى، مكتبة المدينة المنورة، حافظ آباد، الطبعة الثانية ۲۰۰۴م
- ۲- الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة۔ لابن بطّة، الإمام أبي عبد الله عبيد الله بن محمد الحنبلي (ت ۳۸۷ھ)، تحقيق أحمد فريد المزيدي، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ- ۲۰۰۲م
- ۳- إتحاف الأنام بأول مولد في الإسلام۔ للشيخ عيسى بن عبد الله بن مانع الحميري (مترجم بنام اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلا میلاد، علامہ ذاکر اللہ نقشبندی)، جمعية إشاعة أهل السنة (باكستان)، كراتشي ۲۰۰۵م
- ۴- إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة۔ للبوصيري الإمام أحمد بن أبي بكر ابن إسماعيل (ت ۸۴۰ھ)، تحقيق أبي عبد الرحمن وغيره، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ- ۱۹۹۸م
- ۵- إتحاف الزائر وأطراف المقيم للسائر في زيارة النبي ﷺ۔ لابن عساكر، الحافظ أبي اليمن عبد الصمد بن عبد الوهاب (ت ۶۸۶ھ)، تعليق حسين محمد علي شكري، مركز أهل السنة بركات رضا، غجرات، الهند ۱۴۲۴ھ- ۲۰۰۳م
- ۶- إتحاف ما يحسن من الأخبار الواردة على الألسن۔ للغزي، نجم الدين محمد بن محمد بن محمد (ت ۱۰۶۱ھ)، علق عليه الدكتور يحيى مراد، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۵۲ھ- ۲۰۰۴م
- ☆ أحاديث لَوْلَاكَ كاثبوت = تنوير الأفلاك بحلال أحاديث لَوْلَاكَ
- ☆ الأحاديث المختارة = المختارة
- ۷- الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، رتبته الأمير علاؤ الدين علي بن بلبان الفاسي (ت ۷۳۹ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۱۷ھ- ۱۹۹۴م

- ۸۔ إحياء علوم الدين۔ للغزالي، حجة الإسلام أبي حامد محمد بن محمد الطوسي (ت ۵۰۵ھ)، دار الخير، بيروت، دمشق، الطبعة الثانية ۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۳م
- ۹۔ أخلاق النبي ﷺ وآدابه۔ لأبي الشيخ، الحافظ أبي محمد بن جعفر الأصبهاني (ت ۳۶۹ھ)، تحقيق الدكتور السيد الجميلي، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الرابعة ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲م
- ۱۰۔ الأدب المفرد۔ للبخاري، الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي (ت ۲۵۶ھ)، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م
- ۱۱۔ أرمغان إمام ربّاني۔ للصوفي غلام سرور النقشبندی المجددي، شیر ربّانی پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۷م
- ۱۲۔ إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء۔ للذهلوي، الإمام المحدث قطب الدين أحمد بن عبد الرحيم الشهير بشاه ولي الله الحنفي (ت ۱۱۷۶ھ)، نور محمد کارخانہ تجارت، کراتشي
- ۱۳۔ أسباب نزول القرآن۔ للواحدی، الإمام أبي الحسن علي بن أحمد (ت ۴۶۹ھ)، تحقيق کمال بسيوني زغللول، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۱۴۔ استجلاب إرتقاء الغرف بحبّ أقرباء الرسول ﷺ وذوي القربى۔ للسخاوي، شمس الدين محمد بن عبد الرحمن الشافعي (ت ۹۰۲ھ)، تحقيق حسين محمد بن علي شكري، مكتبة الملك فهد الوطنية بالرياض، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م
- ۱۵۔ الاستيعاب في معرفة الأصحاب۔ لابن عبد البر، الحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد القرطبي الأندلسي المالكي (ت ۴۶۳ھ)، تحقيق الشيخ علي محمد معوض والشيخ عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الثانية ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲م
- ۱۶۔ أسد الغابة في معرفة الصحابة۔ لابن الأثير الجزري، عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الشيباني (ت ۶۳۰ھ)، دار الفكر بيروت ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۳م

- ۱۷۔ الإِشارة في أصول الفقه - للباجي، القاضي أبي الوليد سليمان بن خلف الأندلسي، القرطبي، الذهبي (ت ٤٥٠ هـ)، تحقيق عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الثانية ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م
- ۱۸۔ أشعة اللّمعات (شرح مشكاة المصابيح) - للذهلوي، الشيخ عبد الحق بن سيف الدين المحدث الحنفی (ت ١٠٥٢ هـ)، المكتبة النورية الرضوية، سكر، باكستان ١٩٧٦ م
- ۱۹۔ أقوال التابعين في مسائل التوحيد والإيمان، جمعه وحققه عبدالعزيز بن عبد الله المبدل، دار التوحيد والنشر، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م
- ۲۰۔ الإكتفاء بما تضمنه من مغازی رسول الله ﷺ والثلاثة الخلفاء - للكلاعي، أبي الربيع سليمان بن موسى الحُمیری الأندلسي (ت ٦٣٤ هـ)، تحقيق محمد عبد القادر عطار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م
- ۲۱۔ الإكلیل فی استنباط التنزیل - للسيوطي، الحافظ جلال الدين أبي بكر الشافعي (ت ٩١١ هـ)، مكتبة إسلامية، كوتة
- ۲۲۔ إقام الحجر لمن زكى سائب أبي بكر و عمر - للسيوطي، الإمام الحافظ جلال الدين أبي بكر الشافعي (ت ٩١١ هـ)، تحقيق وتعليق مرزوق علي إبراهيم، دار اللواء للطباعة والنشر والتوزيع، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١١ هـ - ١٩٩١ م
- ۲۳۔ إنباء الأنباء في حياة الأنبياء - لأبي الحسن الصغير، العلامة غلام حسين ابن المخدوم محمد صادق السّندی الحنفی، تحقيق أبي سعيد غلام مصطفى السّندی، أكاديمية الشاه ولي الله، حيدر آباد ١٣٩٨ هـ
- ۲۴۔ إنباء الأذکباء بحياة الأنبياء - للسيوطي، الحافظ جلال الدين أبي بكر الشافعي (ت ٩١١ هـ)، تحقيق وتعليق وتخریج المفتي محمد عطاء الله النعیمی، و العلامة محمد فرحان قادري، جمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، كراتشي، الطبعة الأولى ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م

- ٢٥- إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء في ضمن الحاوي للفتاوى- للسيوطي،
الحافظ جلال الدين أبي بكر الشافعي (ت ٩١١ هـ)، تصحيح عبداللطيف
حسن عبد الرحمن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى
١٤٢١هـ-٢٠٠٠م
- ٢٦- الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح (في ضمن الفقه و أصول الفقه من
أعمال الإمام محمد زاهد الكوثري، رتبّه أحمد الخيري (ت ١٣٨٧ هـ))-
لسبط ابن الجوزي، المحدث الفقيه المؤرخ أبي المظفر جمال الدين يوسف
بن مزمل الحنفى (ت ٦٥٤ هـ)، تحقيق العلامة زاهد الكوثري (ت ١٣٧١ هـ)
دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤م
- ٢٧- الأنتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء- لابن عبد البر، الحافظ أبي عمر يوسف
بن عبد الله بن محمد القرطبي الأندلسي المالكي (ت ٤٦٣ هـ)، اعتنى به الشيخ
عبد الفتاح أبو غدة، المكتبة الغفورية العاصمية، كراتشي
- ٢٨- الأنوار في شمائل المختار- للبغوي، مُحَيّ السُّنَّة الحسين بن مسعود
(ت ٥١٦ هـ)، تحقيق العلامة إبراهيم يعقوبي، دار المكتبي، دمشق، الطبعة
الأولى ١٤١٦ هـ- ١٩٩٥م
- ٢٩- الأنوار اللمعة في الجمع بين مفردات الصحاح السبعة- لابن الصلاح، الحافظ
أبي عمرو عثمان بن عبد الرحمن الكردي الموصلي الشافعي (ت ٦٤٣ هـ)،
تحقيق سيد كسروي حسن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى
١٤٢٧ هـ- ٢٠٠٦م
- ٣٠- الأنوار المُمَحَّدِيَّة من المواهب اللدنية- للنبيهاني، الشيخ يوسف بن إسماعيل
الشافعي (ت ١٣٥٠ هـ)، تصحيح الشيخ عبد الوارث محمد علي، دار الكتب
العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧م
- ٣١- أهوال القبور وأحوال أهلها- لابن رجب، العلامة أبي الفرج زين الدين
عبد الرحمن أحمد الحنبلي (ت ٧٩٥ هـ)، تعليق خالد عبداللطيف السبع

- العلمی، دارالکتاب العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م
- ۳۲- أهوال القبور وأحوال أهلها إلى النُشور- لابن رجب، العلامة أبي الفرج زين الدين عبدالرحمن بن أحمد الحنبلي (ت ۷۹۵ھ)، تحقيق بشير محمد عيون، مكتبة المؤيد، الرياض، و مكتبة دارالبيان، دمشق، وبيروت، الطبعة الثانية ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۴م
- ۳۳- الباعث على إنكار البدع والحوادث- لأبي شامة، العلامة عبدالرحمن بن إسماعيل الشافعي (ت ۶۶۰ھ)، تحقيق عادل عبدالمنعم أبي العباس، مكتبة الساعی، الرياض
- ۳۴- البحر الزخار- للبزار، للحافظ الإمام أبي بكر أحمد بن عمرو العتكي (ت ۲۹۲ھ)، تحقيق عادل بن سعد، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م
- ۳۵- البحر العميق في مناسك المُعتمر والحاج إلى بيت الله العتيق- لابن الضياء، الإمام أبي البقاء محمد بن أحمد المكي الحنفي (ت ۸۵۴ھ)، تحقيق عبدالله نذير أحمد عبدالرحمن مزى، مؤسسة الريان، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م
- ۳۶- البداية والنهاية- لابن كثير، الحافظ أبي الفداء إسماعيل بن عمر (ت ۷۷۴ھ)، تحقيق يوسف الشيخ محمد البقاعي، دارالفكر، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م
- ۳۷- بغية المُلتمس في سُباعات حديث الإمام مالك بن أنس- للعلائي، الحافظ صلاح الدين أبي سعيد خليل بن الأمير سيف الدين الدمشقي الشافعي (ت ۷۶۱ھ)، تحقيق وتعليق حمدي عبدالمجيد السلفي، عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵م
- ۳۸- بُغية الناسك في أحكام المناسك- للبهوتي، الشيخ محمد بن أحمد بن علي الحنبلي (ت ۱۰۸۸ھ)، تحقيق وتعليق الدكتور عبدالله بن محمد بن أحمد

الطریق، الریاض ۱۴۲۵ھ

۳۹۔ بلوغ الأمانی من أسرار الفتح الربّانی (شرح ترتیب مُسند الإمام أحمد بن حنبل

الشّیبانی)۔ للسّاعاتی، الشّیخ أحمد عبدالرحمن البنا (ت ۱۳۷۸ھ)، اُعتنی به

حسن عبدالمنان، بیت الأفكار الدّولية، الأردن

۴۰۔ بوستان سعدی۔ الإمام شرف الدّین بن عبداللّٰہ (۶۹۱ھ)، انتشارات

عالمگیری از نسخه محمد علی فروغی (ذکاء الملک)، المطبع ایران

۴۱۔ بوستان۔ للسّعدی، شرف الدّین بن عبداللّٰہ (۶۹۱ھ)، میر محمد کتب خانہ،

کراتشی

۴۲۔ بہار شریعت۔ للأعظمی، العلّامة أمجد علی، صدر الشّریعة الحنفی

(ت ۱۳۶۷ھ)، مکتبة إسلامیة، لاہور۔

۴۳۔ تاج العُروس من جواهر القاموس۔ للزُّبیدی، السّیّد محمد مرتضیٰ بن محمد

الحُسینی الحنفی (ت ۱۲۰۵ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولى

۱۴۲۸ھ۔ ۲۰۰۷م

۴۴۔ تاریخُ اُصْبَہان۔ للأصبہانی، الإمام أبی نعیم أحمد بن عبداللّٰہ بن أحمد

(ت ۴۳۰ھ)، تحقیق سید کسروی حسن، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة

الأولی ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۴۵۔ تاریخُ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام۔ للذّہبی، المورّخ شمس محمد بن

أحمد (ت ۷۴۸ھ)، تحقیق الدّکتور عبدالسلام، دارالکتب العربی، بیروت،

الطّبعة الثّانیة ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۴۶۔ تاریخُ بغداد (مدینةُ الإسلام)۔ للبغدادی، الإمام أبی بکر أحمد بن علی

الخطیب (ت ۴۶۳ھ)، تحقیق صدقی جمیل العطار، دارالفکر، بیروت، الطّبعة

الأولی ۱۴۷۴ھ۔ ۲۰۰۴م

۴۷۔ تاریخُ جُرجان۔ للسّهمی، الحافظ حمزة بن یوسف السّهمی (ت ۴۲۷ھ)، دار

الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولى ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

- ۴۸۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط۔ أبی عمرو العصفری البصری (ت ۲۴۰ھ) بروایہ مفتی بن خالد، تحقیق الأستاذ الدكتور سهیل زکّار، دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۹۹۳م
- ۴۹۔ تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس، للبکری، الإمام حسین بن محمد بن الحسن (ت ۹۶۶ھ)، اعتنى به عبد الله محمد الخليلی، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۲۰۰۹م
- ☆ التاريخ الكبير للبخاری = كتاب التاريخ الكبير
- ۵۰۔ تاریخ مَدینة دِمَشق۔ لابن عساکر، الحافظ أبی القاسم علی بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعی (ت ۲۳۰ھ)، تحقیق علی شیر، دارالفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۵۱۔ تاریخ مَکة المَشْرِقة والمسجد الحرام والمدينة الشریفة والقبر الشریف۔ لابن الضیاء، الإمام أبی البقاء محمد بن أحمد بن محمد المکی الحنفی (ت ۸۵۴ھ)، تحقیق العلامة إبراهیم الأزهری وأیمن نصر الأزهری، دارالکتب العلمية، بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۴م
- ۵۲۔ تأویل مُختلف الحديث۔ لابن قتیبة، الإمام أبی محمد عبد الله بن مسلم الدینوری (ت ۲۷۶ھ)، تحقیق محمد عبدالرحیم، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۵م
- ۵۳۔ تَبْیِضُ الصَّحِيفَةِ مناقبِ أبی حَنِيفَةَ۔ للسَّیوطي، الحافظ جلال الدین عبدالرحمن الشافعی (ت ۹۱۱ھ)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، کراتشي، الطبعة الثانية ۱۴۱۸ھ
- ۵۴۔ التَّحْرِیرُ وَالتَّنْوِیر۔ لابن عاشور، الشَّیخ محمد الطَّاهِر، مؤسَّسة التَّاریخ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۵۵۔ نُحْفَةُ درود شریف۔ للخیری، العلامة حبیب البشر الرّنگونی، دار القرآن پبلشرز، بمبئی

- ۵۶۔ تَحْفَةُ الْأَشْرَافِ بِمَعْرِفَةِ الْأَطْرَافِ - لِلْمُزَيَّ، الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّينِ أَبِي الْحَجَّاجِ
يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ (ت ۷۴۲ھ)۔ تَعْلِيقُ عَبْدِ الصَّمَدِ شَرَفِ الدِّينِ،
دَارُ الْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ، بَيْرُوتَ، الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م
- ۵۷۔ تَحْفَةُ الْمُخْلِصِينَ بِشَرْحِ غُدَّةِ الْحِصْنِ الْحَصِينِ مِنْ كَلَامِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ - لِلْفَاسِي،
الْمُحَدِّثِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ (ت ۱۱۱۶ھ)، تَحْقِيقُ وَتَعْلِيقُ الدَّكْتُورِ
مُحَمَّدِ بْنِ عَزَّوَزٍ، دَارُ ابْنِ حَزْمٍ، بَيْرُوتَ، الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۲۸ھ۔ ۲۰۰۸م
- ۵۸۔ تَحْقِيقُ رُوحِ الْمَعَانِي - لِلْمُحَقِّقِ مُحَمَّدِ أَحْمَدَ الْأَمَدِ، وَعَمَرِ عَبْدِ السَّلَامِ السَّلَامِيِّ،
دَارُ أَحْيَاءِ التَّرَاثِ الْعَرَبِيِّ، بَيْرُوتَ، الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۵۹۔ تَحْقِيقُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدٍ نَصَّارٍ عَلَى السُّنَنِ لِلتِّرْمِذِيِّ، دَارُ الْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ، بَيْرُوتَ،
الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۶۰۔ تَدْرِيبُ الرَّاَوِي فِي شَرْحِ تَقْرِيبِ النَّوَوِيِّ، لِلسَّيُوطِيِّ، الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّينِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الشَّافِعِيِّ (ت ۹۱۱ھ)، تَحْقِيقُ وَتَعْلِيقُ الدَّكْتُورِ أَحْمَدَ
عَمْرٍ هَاشِمٍ، دَارُ الْكِتَابِ الْعَرَبِيِّ، بَيْرُوتَ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۹م
- ۶۱۔ التَّذَكُّرَةُ فِي أَحْوَالِ الْمَوْتِيِّ وَأُمُورِ الْآخِرَةِ - لِلْقُرْطُبِيِّ، الْإِمَامُ شَمْسُ الدِّينِ أَبِي
عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْأَنْصَارِيِّ (ت ۶۷۱ھ)، دَارُ الْمَنَارِ، الْقَاهِرَةُ، الْمَكْتَبَةُ
التَّجَارِيَّةُ، مَكَّةُ الْمَكْرَمَةُ
- ۶۲۔ تَرْجُمَةُ قُرْآنِ فَارَسِي - لِلدَّهْلَوِيِّ، الْمُحَدِّثُ قُطُبُ الدِّينِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ
الشَّهِيرِ بِشَاهِ وَلِيِّ اللَّهِ الْحَنْفِيِّ (ت ۱۱۷۶ھ)، تَاجُ كَمْبَنِي، كِرَاتَشِي
- ۶۳۔ تَسْهِيلُ الْوُضُوءِ إِلَى مَعْرِفَةِ أَسْبَابِ النُّزُولِ (الْجَامِعُ بَيْنَ الرِّوَايَاتِ الطَّبَرِيِّ
وَالنَّيْسَابُورِيِّ، وَابْنِ الْجَوْزِيِّ، وَالْقُرْطُبِيِّ، وَابْنِ كَثِيرٍ، وَالسَّيُوطِيِّ)، لِلشَّيْخِ خَالِدِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَلَكِيِّ، دَارُ الْمَعْرِفَةِ، بَيْرُوتَ، الطَّبْعَةُ الثَّانِيَّةُ ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۶۴۔ التَّشْوِيقُ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ، لِلطَّبَرِيِّ، الْعَلَامَةُ جَمَالُ الدِّينِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّينِ
أَحْمَدَ الْمَكِّيَ الشَّافِعِيَّ (ت ۶۹۰ھ)، تَحْقِيقُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدٍ حَسَنٍ مُحَمَّدٍ
حَسَنِ إِسْمَاعِيلٍ، دَارُ الْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ، بَيْرُوتَ، الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

- ٦٥۔ تطهير الجنان و اللسان۔ للهيتمي، الإمام المحدث أحمد بن محمد بن علي بن حجر المكي الشافعي (ت ٩٧٤ هـ)، علق عليه عبد الوهاب عبد اللطيف، مكتبة القاهرة، مصر
- ٦٦۔ تعليق سنن أبي داود۔ لعزت عبيد الدعاس و عادل السيد، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ۔ ١٩٩٧ م
- ٦٧۔ تفسير ابن أبي حاتم۔ للإمام الحافظ عبد الرحمن بن أبي حاتم محمد التميمي الحنظلي (ت ٣٢٧ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧ هـ۔ ٢٠٠٦ م
- ☆ تفسير ابن جرير = تفسير الطبري
- ☆ تفسير ابن عاشور = التحرير والتنوير
- ٦٨۔ تفسير ابن كثير، للعلامة عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (ت ٧٧٤ هـ)، دار الأرقم، بيروت
- ☆ تفسير البغوي = معالم التنزيل
- ٦٩۔ تفسير الحيلاني۔ للسيد الشريف، محي الدين أبي محمد عبد القادر الحيلاني الحسني الحسيني (ت ٥٦١ هـ)، تحقيق السيد الشريف الدكتور محمد فاضل، مركز الحيلاني، استنبول، الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ۔ ٢٠٠٩ م
- ٧٠۔ تفسير الحسنات۔ لأبي الحسنات، السيد محمد أحمد القادري الحنفي، ضياء القرآن پبليکيشنز، لاہور
- ☆ تفسير الخازن = لباب التأويل في معاني التنزيل
- ☆ تفسير روح المعاني = روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني
- ٧١۔ تفسير الطبري۔ لابن جرير، الإمام أبي جعفر محمد بن جرير (ت ٣١٠ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٢٦ هـ۔ ٢٠٠٥ م
- ٧٢۔ تفسير غرر البیان فی حقائق القرآن للبقلی، أبي محمد صدر الدين روزبهان بن أبي النصر (ت ٦٠٦ هـ)، تحقيق الشيخ أحمد فريد المزیدی، دار الكتب

العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸م

۷۳۔ تفسیر عزیزی۔ للذہلوی، الشاہ المحدث عبد العزیز بن الشاہ ولی اللہ الحنفی

(ت ۱۲۳۹ھ)، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، یو پی، ۱۳۸۸ھ

۷۴۔ تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان۔ للنیسابوری، العلامة نظام الدین

الحسین بن محمد بن حسین القمی (علی ہامش جامع البیان)، المطبعة

الکبریٰ الأمیریۃ بیولاق، مصر، الطبعة الأولى ۱۳۲۹ھ

☆ تفسیر فتح العزیز = تفسیر عزیزی۔

☆ تفسیر القرطبی = الجامع لأحكام القرآن۔

۷۵۔ التفسیر الکبیر۔ للرازی، الإمام فخر الدین محمد بن عمر الشافعی (ت ۶۰۶ھ)،

دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م

۷۶۔ تفسیر الکشاف من حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوه التأویل۔

للزمخشری، جار اللہ محمد بن عمر المعتزلی (ت ۵۳۸ھ)، دار الکتب العلمیۃ،

بیروت، الطبعة الرابعة ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م

۷۷۔ تفسیر المظہری۔ للقاضی محمد ثناء اللہ العثماني الحنفی النقشبندی

(ت ۱۱۲۵ھ)، تحقیق محمد عزو عنایۃ، دار إحياء التراث العربی، بیروت،

الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م

۷۸۔ تفسیر المنار۔ للعلامة محمد رشید رضا، دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولى

۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م

۷۹۔ تفسیر النسی۔ للإمام حافظ الدین أبی البرکات أحمد بن محمود الحنفی

(ت ۷۱۰ھ)، دارالفکر، بیروت

☆ تفسیر النیسابوری = تفسیر غرائب ورغائب الفرقان

۸۰۔ تفسیر نور العرفان۔ للنعمی، المفتی أحمد یار خان البداونی الحنفی

(ت ۱۳۹۱ھ)، إدارة کتب اسلامیۃ، غجرات، پاکستان

۸۱۔ تفسیر ہاشمی، (منظوم)۔ للتوی، العلامة المنعہوم محمد ہاشم بن عبد

- الغفور الخارثی السندی الحنفی القادری (ت ۱۱۷۴ھ)، سندی أدبی بورہ،
جامشورو، حیدرآباد، طبع اول ۱۴۰۷ھ - ۱۹۸۷م
- ۸۲۔ تَقْرِيبُ الْبُغْيَةِ بِتَرْتِيبِ أَحَادِيثِ الْجَلِيَّةِ۔ للإمام نورالدين على بن أبي بكر الهيثمي
(ت ۸۰۷ھ)، وأتمه الحافظ أبو الفضل أحمد بن علي ابن حجر العسقلاني
الشافعي (ت ۷۵۲ھ)، تحقيق محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية،
بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م
- ۸۳۔ تَقْرِيبُ التَّهْذِيبِ۔ للعسقلاني، الحافظ شهاب الدين أبي الفضل أحمد بن علي
ابن حجر الشافعي (ت ۸۵۲ھ)، مؤسسة الرسالة، بيروت، ۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۷م
- ۸۴۔ تقييد العلم۔ للبغدادی، الإمام أبي بكر أحمد بن علي الخطيب (ت ۴۶۳ھ)،
اعتنى به الداني منير آل زهوي، المكتبة العصرية، بيروت ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵م
- ۸۵۔ تَلْخِصُ الْحَبِيرِ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِ الرَّافِعِيِّ الْكَبِيرِ۔ للعسقلاني، الحافظ
شهاب، أبي الفضل أحمد بن علي ابن حجر الشافعي (ت ۸۵۲ھ)، مؤسسة
قرطبة، والمكتبة المكيّة، مكة المكرمة، الطبعة الثانية ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۶م
- ۸۶۔ التَّنْبِيْهِ وَالرَّدَّ عَلَى أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدْعِ، للعلامة أبي الحسين محمد بن أحمد بن
عبد الرحمن الشافعي (۳۷۷ھ)، تحقيق يمان بن سعد الدين، رمادي للنشر، دمام
- ۸۷۔ تنوير الأفلاك بجلال أحاديث لَوْلَاكَ۔ للعلامة أبي الفضل محمد نعمان شيراز
الحنفي، المكتبة الشيرازية، كراتشي
- ۸۸۔ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَأَفْكَارُ جَهْلَةِ الْوَقَائِيْنِ وَتَكْفِيرُهُمْ لِعَامَةِ الْمُسْلِمِينَ بِالتَّوَسُّلِ
بِهِ ﷺ۔ للعلامة أبي حامد بن مرزوق، مركز أهل السنة بركات رضا غجرات،
الهند، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م
- ۸۹۔ تَهْذِيبُ التَّهْذِيبِ۔ للعسقلاني، الحافظ شهاب الدين أبي الفضل أحمد بن علي
ابن حجر الشافعي (ت ۸۵۲ھ)، تحقيق الشيخ خليل مامون شيحا وغيره،
دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۶م
- ۹۰۔ تهذيب سيرة ابن هشام۔ لعبد السلام هارون، دار البحوث العلمية، بيروت،

الطبعة الخامسة ١٣٩٧ھ - ١٩٧٧م

٩١- التيسير بشرح الجامع الصغير، للمناوى، الحافظ زين الدين محمد عبد الرؤوف

(ت ١٠٣١ھ)، مكتبة الإمام الشافعى، الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٨ھ -

١٩٨٨م

☆ جَامِعُ الْبَيَانِ وتَأْوِيلُ الْقُرْآنِ = تَفْسِيرُ الطَّبْرِى

٩٢- جامع بيان العلم وفضله وما ينبغي فى روايته وحمله - لابن عبد البر، الحافظ أبى

يوسف بن عبد الله النمرى القرطبى المالكى (ت ٤٦٣ھ)، تحقيق أبى

عبد الرحمن فواز أحمد زملى، دار ابن حزم مؤسسة الريان، بيروت، الطبعة

الأولى ١٤٢٤ھ - ٢٠٠٣م -

٩٣- الْجَامِعُ الصَّحِيحُ هو سُنَنُ التِّرْمِذِ - للإمام أبى عيسى محمد بن عيسى الترمذى

(ت ٢٧٩ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ - ٢٠٠٠م

٩٤- الْجَامِعُ الصَّغِيرُ من حَدِيثِ الْبَشِيرِ النَّذِيرِ - للسيوطى، جلال الدين أبى الفضل

عبد الرحمن بن أبى بكر الشافعى (ت ٩١١ھ)، تحقيق حمدى الدمرdash،

مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الثانية ١٤٢٠ھ - ١٢٠٠م

٩٥- الْجَامِعُ لأحكام القرآن - للقرطبى، الإمام أبى عبد الله محمد بن أحمد

الأنصارى المالكى (٦٦٨ھ)، دار إحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى

١٤١٦ھ - ١٩٩٥م

٩٦- الْجَامِعُ لِشُعْبِ الْإِيمَانِ - للبيهقى، الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين الشافعى

(ت ٤٥٨ھ)، تحقيق الدكتور عبد العلى عبد الحميد حامد، مكتبة

الرشد، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ - ٢٠٠٣م

٩٧- جِلَاءُ الْأَفْهَامِ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى خَيْرِ الْأَنَامِ - لابن القيم، العلامة شمس

الدين محمد بن أبى بكر (ت ٧٠١ھ)، تصحيح وتعليق طه يوسف شاهين،

المكتبة الرضوية، لائفور، باكستان -

٩٨- الْجَوْهَرُ الْمُنَظَّمُ فِي زِيَارَةِ الْقَبْرِ الْمَكْرَمِ - للهيتى، المحدث أحمد بن محمد بن

- علی بن حجر المکی (ت ۹۷۴ھ)، غنی بہ قصی محمد نورس الحلاق، دار
الحاوی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۷م
- ۹۹- الجَوْهَرُ الْمُنَظَّمُ فی زیارة القبر الشَّریف النَّبَوِیِّ المَکَرَّمِ المعظَّمِ- للهِیْتَمِی،
المحدَّث أحمد بن محمد بن علی بن حجر المکی (ت ۹۷۴ھ)، المكتبة
القادرية بالجامعة النظامية الرضوية، لاهور
- ۱۰۰- حاشية السِّنْدِي علی السُّنَنِ لابن ماجة- لأبي الحسن الكبير، الإمام نور الدين
محمد بن عبد الهادي الحنفی (ت ۱۱۳۸ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت،
الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م
- ۱۰۱- حاشية السِّنْدِي علی السُّنَنِ للنَّسَائِي- لأبي الحسن الكبير، الإمام نور الدين
محمد بن عبد الهادي الحنفی (ت ۱۱۳۸ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت،
الطبعة الثالثة ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م
- ۱۰۲- حاشية العلامة ابن حجر الهيتمي (على شرح الإيضاح في مناسك الحج)-
للهيتمي، المحدَّث أحمد بن محمد بن علی المکی الشافعي (ت ۹۷۴ھ)،
تحقيق عبد المنعم إبراهيم، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة
الثانية ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶م
- ۱۰۳- حاشية العلامة الصَّاوِي (على التفسير الجلالين)- للإمام أحمد بن محمد
المصري المالكي (ت ۱۲۴۱ھ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة
الأولى ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹م
- ۱۰۴- حاشية مکتوباتِ إمام ربَّاني، للعلامة نور أحمد الپسروي، مكتبة أحمديه
مجدديَّة، كوئته
- ۱۰۵- حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى الْعَالَمِينَ فی مُعْجَزَاتِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- للنَّبْهَانِي،
الشيخ يوسف بن إسماعيل الشافعي (ت ۱۳۵۰ھ)، تحقيق الشيخ عبدالوارث
محمد علي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م
- ۱۰۶- حِلْيَةُ الْأَوْلِيَاءِ وَطَبَقَاتُ الْأَصْفِيَاءِ- للأصبهاني، الإمام أبي نعيم أحمد بن عبد الله بن

- أحمد (ت ۴۳۰ھ)، دارالکتب العربی، الطبعة الخامسة ۱۴۰۷ھ - ۱۹۸۷م
- ۱۰۷- حَیَاةُ الْأَنْبِیَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ بَعْدَ وَفَاتِهِمْ۔ للبيهقي، الإمام أبي بكر أحمد بن الحسين (ت ۴۵۸ھ)، تحقيق الدكتور أحمد بن عطية الغامدي، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة الطبعة الثانية ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۱۰۸- حیات القلوب فی زیارة المحبوب۔ للتوی، الإمام المنخدوم محمد هاشم بن عبدالغفور الحارثی السندی الحنفی (ت ۱۱۷۴ھ)، إدارة المعارف، کراتشی ۱۳۹۱ھ
- ۱۰۹- خَزَائِنُ الْعِرْفَانِ۔ لصدر الأفاضل، السید محمد نعیم الدین الحنفی (ت ۱۳۶۷ھ)، المكتبة الرضوية، کراتشی
- ۱۱۰- خصائص الأمة المحمدية۔ للعلامة السيد محمد بن علوی المالکی، الکتبة العصرية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م
- ۱۱۱- الْخَصَائِصُ الْكُبْرَى۔ للسيوطي، جلال الدين أبي الفضل عبدالرحمن بن أبي بكر الشافعي (ت ۹۱۱ھ)، دارالکتب العلمية، بیروت
- ۱۱۲- خلقت محمدی، للدكتور محمد مسعود أحمد، إداره مسعودية، کراتشی ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۵م
- ۱۱۳- در الثمین فی مبشرات النبی الکریم۔ للذهلوی، المحدث قطب الدین أحمد بن عبد الرحیم، الشهير بشا ولی الله (ت ۱۱۷۶ھ)، مع الحواشی للشاه محمد إسحاق الدهلوی، سنی دار الإشاعة علویة رضویة، فیصل آباد
- ۱۱۴- در حبیب ﷺ کی حاضری جنت کی ضمانت ہے، از افاضات المفتی محمد اشفاق القادری الرضوی، تحریک اتحاد اہلسنت (پاکستان) کراتشی ۲۰۰۲م
- ۱۱۵- الدرر السنية فی الرد علی الوهابیة، للعلامة أحمد بن زینی دحلان المکی (ت ۱۳۰۴ھ)، المكتبة الحقيقة، استانبول، ترکیه ۱۴۰۳ھ - ۱۹۸۲م
- ۱۱۶- الدر المختار شرح تنویر الأبصار۔ للحصکفی، العلامة محمد بن علی الحنفی (ت ۱۰۸۸ھ)، تحقيق عبدالمنعم خليل إبراهيم، دارالکتب العلمية، بیروت،

الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲م

- ۱۱۷- الدرر المنتشرة في الأحاديث المشتهرة- (على هامش الفتاوى الحديثية) للسيوطي، الإمام جلال الدين عبد الرحمن الشافعي (ت ۹۱۱ھ)، مطبعة مصطفى البابي الحلبي و أولاده، بمصر، الطبعة الأولى ۱۳۵۶ھ - ۱۹۳۷م
- ۱۱۸- الدر المنثور في التفسير بالمأثور، للسيوطي، الإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر الشافعي (ت ۹۱۱ھ)، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م
- ۱۱۹- الدر المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود- للهيتمي، الإمام المحدث أحمد بن محمد بن علي بن حجر المكي الشافعي (ت ۹۷۴ھ)، عني به بوجمة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى عريش، دار المنهاج، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵م
- ۱۲۰- دفاع عن معاوية رضي الله عنه- لزيد بن عبد العزيز الفياض (ت ۱۴۱۶ھ)، مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵م
- ۱۲۱- دلائل الخيرات في ذكر الصلاة على النبي المختار صلى الله عليه وسلم- للإمام أبي عبد الله محمد بن سليمان الجزولي السملالي الحسني (ت ۸۷۰ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م
- ۱۲۲- دلائل النبوة- لابن كثير، أبي الفداء عماد الدين إسماعيل بن عمر (ت ۷۷۴ھ)، مركز أهل السنة بركات رضا، فوريندر غجرات، الهند، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م
- ۱۲۳- دلائل النبوة- للأصبهاني، الإمام أبي نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد (ت ۴۳۰ھ)، تحقيق الدكتور محمد رواس قلعه جي و عبد البر عباس، دار النفائس
- ۱۲۴- دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة- للبيهقي، الإمام أبي بكر أحمد بن الحسين الشافعي (ت ۴۵۸ھ)، تعليق الدكتور عبد المعطي قلعجي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲م
- ۱۲۵- دليل الناسك - للعلامة عبد الغني بن ياسين اللبدي الحنبلي (ت ۱۳۱۹ھ)،

- ۱۲۶۔ غنی بہ راشد بن عامر، دارالزمان، المدینة المنورة، ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م
دیوان حسان بن ثابت الأنصاری مع شرحه۔ ضبطه وصححه عبدالرحمن
البرقوتی، دارالكتاب، بیروت ۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۹م
- ۱۲۷۔ الذخائر القدسیة فی زیارة خیر البریة ﷺ۔ للعلامة عبدالحمید بن محمد علی
بن عبدالقادر قدس المکی الشافعی (ت ۱۳۳۵ھ) غنی بہ قصی محمد نورس
الحلاق، دارالحاوی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م
- ۱۲۸۔ الذکر المحمود فی بیان المولد المسعود۔ للعلامة محمد إمام الدین الحنفی
القادری الرضوی، گردہر سسٹم پریس، لاہور۔
- ۱۲۹۔ ذوقِ نعت۔ للعلامة حسن رضا بن نقی علی خان البریلوی القادری الحنفی،
نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، فیصل آباد، ۱۹۹۶م
- ۱۳۰۔ الرحیق المختوم شرح قلائد المنظوم (لابن عبدالرزاق الحنفی فی ضمن رسائل
ابن عابدین)۔ لابن عابدین، العلامة السید محمد امین الآفندی الشامی الحنفی
(ت ۱۲۵۲ھ)، المكتبة الهاشمية فی دمشق ۱۳۲۱ھ
- ۱۳۱۔ ردالمحتار علی الدر المختار۔ لابن عابدین، العلامة السید محمد امین الآفندی الشامی
الحنفی (ت ۱۲۵۲ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰م
- ☆ رسائل ابن عابدین = مجموعة رسائل ابن عابدین
- ۱۳۲۔ رسالة فی اثبات کرامات الأولیا۔ للسجاعي، العلامة شهاب الدین أحمد بن
محمد المصری الأزهری الشافعی (ت ۱۱۹۷ھ)، المكتبة الحقيقة، استانبول،
ترکیہ، ۱۴۰۳ھ - ۱۹۸۳م
- ۱۳۳۔ رفعت شان و رفعنالك ذکرک، للنوری، العلامة محب اللہ، فقیہ اعظم پبلی
کیشنز، بصیر بور، اوکارہ ۱۴۳۱ھ - ۲۰۱۰م
- ۱۳۴۔ رُوح البیان۔ للحقی، الشیخ إسماعیل البروسی الحنفی (ت ۱۳۳۷ھ)، تعليق
الشیخ أحمد عزو عنایة، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة
الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۴م

- ۱۳۵۔ الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحياء۔ لابن القيم، شمس الدین أبی عبد اللہ محمد بن أبی بکر الزُّرْعَى الدَّمَشْقِي (ت ۷۰۱ھ)، تحقیق یوسف علی بدیوی، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، الطبعة السادسة ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۵م
- ۱۳۶۔ الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحياء۔ لابن القيم، شمس الدین أبی عبد اللہ محمد بن أبی بکر الزُّرْعَى الدَّمَشْقِي (ت ۷۰۱ھ)، تعليق محمد خالد العطار، دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م
- ۱۳۷۔ الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحياء۔ لابن القيم، شمس الدین أبی عبد اللہ محمد بن أبی بکر الزُّرْعَى الدَّمَشْقِي (ت ۷۰۱ھ)، دار القلم بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳م
- ۱۳۸۔ رُوحُ الْمَعَانِي فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ وَسَبْعِ الْمَثَانِي۔ للآلوسی، العلامة أبی الفضل شهاب الدین السید محمود البغدادی الحنفی (ت ۱۲۷۹ھ)، صحَّحه محمد أحمد الأمد، وعمر عبد السلام السّلامی، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹م
- ۱۳۹۔ الرّوضُ الْأَنْفُ فِي تَفْسِيرِ السَّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ لابن هشام۔ للسهيلي، الفقيه أبی القاسم عبد الرحمن بن أبی الحسن الخثعمی (ت ۵۸۱ھ)، دارالفکر، بیروت ۱۴۰۹ھ-۱۹۸۹م
- ۱۴۰۔ الرِّيَاضُ النَّضْرَةُ فِي مَنَاقِبِ الْعَشْرَةِ۔ للإمام أبی العباس أحمد بن عبد الله الشهير بِالْمُحَبِّ الطَّبْرِي (ت ۶۹۴ھ)، دار المنار، القاهرة، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م
- ۱۴۱۔ زَادُ الْمَسِيرِ فِي عِلْمِ التَّفْسِيرِ۔ لابن الجوزي، جمال الدین عبد الرحمن بن علی (ت ۵۹۷ھ)، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۲م
- ۱۴۲۔ زَادُ الْمَعَادِ فِي هَدْيِ خَيْرِ الْعِبَادِ۔ لابن القيم، شمس الدین أبی عبد الله محمد أبی بکر الزُّرْعَى الدَّمَشْقِي (ت ۷۵۱ھ)، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱م

۱۴۳۔ زبدة المقامات۔ للبدخشانی، العارف محمد ہاشم الکشمی (ت ۱۰۵۸ھ)،
منشی نول کشور، کانپور ۱۳۰۷ھ، و مکتبة الحقیقة، استانبول ۱۴۰۸ھ۔
۱۹۸۸م

۱۴۴۔ الزهد والرفائق۔ لابن المبارك، الإمام شیخ الإسلام عبد اللہ بن المبارك المروزی
(ت ۱۸۱ھ)، تحقیق وتعلیق أحمد فريد، دارالعقيدة، القاهرة، الطبعة الأولى
۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۱۴۵۔ سبع سنابل۔ للعارف عبد الواحد بلگرامی، (مترجم)، حامد ایند کمبئی،
لاہور، الطبعة الثانية ۱۹۹۹م

۱۴۶۔ سُبُلُ الْهُدَى وَالرَّشَادِ فِي سِيرَةِ خَيْرِ الْعِبَادِ۔ لِلصَّالِحِي الشَّامِي، الإمام محمد بن
يوسف الدمشقي الشافعي (ت ۹۴۲ھ)، تحقیق وتعلیق الشيخ عادل أحمد
عبدالموجود والشيخ علي محمد معوض، دارالكتب العلمية، بيروت الطبعة
الأولى ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۳م

۱۴۷۔ السراج المُنِير شرح الجامع الصغير۔ لطعزیزی، العلامة علي بن أحمد
(ت ۱۰۵۰ھ)، مکتبة الإيمان، المدينة المنورة

۱۴۸۔ سرکار اعظم ﷺ کی غلامی پر اللہ تعالیٰ کا انعام۔ للتراپی، محمد شہزاد قادری،
زاویہ بیلشرز، لاہور، ۲۰۰۶م

۱۴۹۔ سَعَادَةُ الدَّارَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ ﷺ۔ للنبهاني، يوسف بن
إسماعيل القاضي الشافعي (ت ۱۳۵۰ھ)، تخريج وتصحيح عبد الوارث
محمد علي، مركز أهل السنة بركات رضا، فور بندر عُجرات، الطبعة الأولى
۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۱۵۰۔ السُّنَّة۔ لابن أبي عاصم، الإمام أبي بكر أحمد بن عمرو (ت ۲۸۷ھ)، دار ابن
حزم، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۶۴ھ۔ ۲۰۰۴م

۱۵۱۔ السُّنَّة۔ للإمام عبد اللہ بن أحمد ابن حنبل (ت ۲۹۰ھ)، تحقیق أبي هاجر
محمد السعيد بن بسيوني زغلول، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الرابعة

۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م

۱۵۲۔ سنن کی آئینی حیثیت، للعلامة بدر القادری، جمعية إشاعة أهل السنة (باكستان)

کراتشی، ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹م

۱۵۳۔ سنن ابن ماجة۔ للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني (ت ۲۷۳ھ)، دار

الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م

۱۵۴۔ سنن أبي داود۔ للإمام سليمان بن أشعث السجستاني (ت ۲۷۵ھ)، دار ابن

حزم، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م

☆ سنن الترمذی = الجامع الصحيح

۱۵۵۔ سنن الدارقطني۔ للإمام علي بن عمر البغدادي (ت ۳۸۰ھ)، تعليق مجدي بن

منصور، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۶م

۱۵۶۔ سنن الدارمي۔ للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن (ت ۲۵۵ھ)، تخريج

الشيخ محمد عبدالعزيز الخالدي، دار الكتب العلمية بيروت

۱۵۷۔ السنن الكبرى۔ للبيهقي، الإمام أبي بكر أحمد بن الحسين الشافعي

(ت ۴۵۸ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م

۱۵۸۔ السنن الكبرى۔ للنسائي، الإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني

(ت ۳۰۰۳ھ)، تحقيق حسن عبد المنعم شبلي، مؤسسة الرسالة، بيروت الطبعة

الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م

☆ سنن المحتبی = سنن النسائي

۱۵۹۔ سنن النسائي۔ للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني

(ت ۳۰۳ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م

۱۶۰۔ مِير أعلام النبلاء۔ للذهبي، الإمام شمس الدين محمد بن أحمد (ت ۷۴۸ھ)،

دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۷م

۱۶۱۔ السيرة الحلبية۔ للحلي، العلامة علي بن برهان الدين الشافعي (ت ۱۰۴۴ھ)،

ضبطه وصححه عبد الله محمد الخصيلي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة

الثانية ١٤٢٧ھ - ٢٠٠٦م

١٦٢- السيرة النبوية لابن هشام، أبي محمد عبد الملك المعافري (ت ٢١٣ھ) (مع الروض الأنف)، تعليق طه عبد الرؤوف سعد، دار الفكر، بيروت

١٤٠٩ھ - ١٩٨٩م

١٦٣- شان حبيب الرحمن - للنعمي، المفتي أحمد يار خان البدايوني الحنفي (ت ١٣٩١ھ)، مكتبة إسلامية، لاهور.

١٦٤- شان مصطفى بزبان مصطفى رحمته اللہ علیہ، للعلامة المفتي غلام حسن قادري، مشتاق بك كارنر، لاهور

١٦٥- الشجرة النبوية في النسب الخیر البرية - لابن المبرد، جمال الدين يوسف بن حسن الصالحی (ت ٩٠٩ھ)، اعتنى به الطحطاوي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦ھ - ٢٠٠٥م

١٦٦- الشذرة في الأحاديث المشتهرة - لابن طولون، أبي عبد الله محمد بن علي بن محمد الصالحی (ت ٩٥٣ھ)، تحقيق كمال بن بسيوني زغول، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣ھ - ١٩٩٣م

☆ شرح الخريونى على البردة = عصيدة الشهدة

١٦٧- شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة - للطبري اللالكائي، الحافظ أبي القاسم هبة الله ابن الحسن الشافعي (ت ٤١٨ھ)، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦ھ - ٢٠٠٥م

١٦٨- شرح السنة - للبغوي، الإمام أبي محمد الحسين بن مسعود (ت ٥١٦ھ)، تحقيق الشيخ علي محمد معوض والشيخ عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤ھ - ٢٠٠٣م

١٦٩- شرح الشفاء - للقاري، الإمام علي بن سلطان محمد الحنفي المعروف بالملأ على القاري (ت ١٠١٤ھ)، صححه عبد الله محمد الخليلي، دار الكتب العلمية، بيروت

- ۱۷۰۔ شرح صحیح مسلم۔ للنووی، الإمام أبی زکریا یحییٰ بن شرف الشافعی (ت ۶۷۶ھ)، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۱۷۱۔ شرح الطیبی (علی مشکاة المصابیح)۔ للإمام شرف الدین الحسین بن محمد (ت ۷۴۳ھ)، تعلیق أبی عبد اللہ محمد علی صفار، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م
- ۱۷۲۔ شرح العقائد النسفیة۔ للتفتازانی، الإمام سعد الدین مسعود بن عمر (ت ۷۹۱ھ)، قديمی کتب خانہ، کراتشی
- ۱۷۳۔ شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة۔ للعلامة محمد بن عبد الباقي الزرقانی، المالکی (ت ۱۱۲۲ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶م
- ۱۷۴۔ شرح قصيدة البردة۔ للقاری، الإمام علی بن سلطان محمد الحنفی المعروف بالملا علی القاری (ت ۱۰۱۴ھ) مخطوط مصور مخزون فی دارالکتب للمفتی محمد أحمد النعمی الواقع فی غرب آباد ملیر کراتشی، وفی دارالکتب لجمعیة إشاعة أهل السنة الواقع بخوار نور مستجد، میتھا در، کراتشی
- ۱۷۵۔ شرح قصيدة البردة۔ للعلامة محی الدین محمد بن مصطفى بشیخ زاده (علی هامش عصيدة الشهادة)، نور محمد اصنع العطایع، کراتشی۔
- ۱۷۶۔ شرح معانی الآثار۔ للطحاوی، الإمام أبی جعفر أحمد بن محمد المصري الحنفی (ت ۳۲۱ھ)، تحقیق محمد زهری النجار ومحمد سید جاد الحق، عالم الکتب، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۴م
- ۱۷۷۔ شرف المصطفی ﷺ۔ للنیسابوری، الإمام الخافظ أبی سعید عبد الملك بن أبی عثمان محمد (ت ۴۰۶ھ)، تحقیق أبی عاصم، دارالبشائر الإسلامیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م
- ۱۷۸۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفی۔ للقاضي أبی الفضل عیاض بن مونی بن

- عیاض الیخصی المالکی (ت ۵۴۴ھ)، دار إحياء التراث العربی، بیروت،
الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م
- ۱۷۹۔ شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام۔ للسبکی، الإمام المحدث تقي الدين علی
الشافعی (ت ۷۵۶ھ)، نوريه رضوية ببلي كيشنز، لاهور۔
- ۱۸۰۔ الشَّمَائِلُ الْمُعَمَّدِيَّةُ۔ للترمذی، الإمام أبی عيسى محمد بن عيسى
(ت ۲۷۹ھ)، تحقيق عبده علی كوشك، اليمامة للطباعة والنشر والتوزيع،
بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲م
- ۱۸۱۔ شمائم إمداية۔ رتبہ شرفعلی التهانوی، مدنی کتب خانہ، ملتان
- ۱۷۲۔ شواهد النبوة لتقوية يقين أهل الفتوة۔ للجامي، نور الدين عبد الرحمن الحنفي
(ت ۸۹۸ھ)، حاجي محمدرقيق وحاجي نعمت الله تاجران كُتب، قندهار،
أفغانستان
- ۱۸۳۔ شہد سے بیٹھا نام محمد ﷺ۔ للأویسی، العلامة أبی صالح محمد فیض أحمد
الحنفی القادری، مكتبة أویسیة، بهاولفور ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵م
- ۱۸۴۔ صدائے نوى شرح مشنوی مولوی ومعنوی۔ للأویسی، العلامة أبی صالح محمد
فیض أحمد، مكتبة أویسیة، بهاولفور، ۱۹۸۱م
- ۱۸۵۔ صَحِيحُ ابْنِ خُزَيْمَةَ، للإمام أبی بكر محمد بن إسحاق بن خُزَيْمَةَ النَّيسَابُورِي
(ت ۳۱۱ھ)، تحقيق وتعليق الدكتور محمد مصطفى الأعظمي، المكتب
الإسلامي، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م
- ۱۸۶۔ صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ۔ للإمام أبی عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي
(ت ۲۵۶ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۱م
- ۱۸۷۔ صَحِيحُ مُسْلِمٍ۔ للإمام أبی الحسين مسلم بن الحجاج القشيري (ت ۲۶۱ھ)،
دار الأرقم، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م
- ۱۸۸۔ الصَّلَاتُ وَالبُشْرُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى خَيْرِ الْبَشَرِ۔ للفيروز آبادي، مجد الدين محمد
بن يعقوب صاحب القاموس (ت ۸۱۷ھ)، تحقيق و تعليق محمد نور الدين

عدنان الجزائریو عبد القادر الخیارى و محمد مطيع الحافظ، الرّحيم اكاڊمى،

كراتشى، الطّبعة الأولى ۱۴۲۶ھ

۱۸۹۔ الصّواعق المحرقة فى الرّدّ على اهل البدع والزندقة۔ للهيتمى، الإمام المحدث

أحمد بن محمد بن على ابن حجر المكى الشافعى، (ت ۹۷۴ھ)، علّق عليه

عبد الوهاب عبداللطيف، مكتبة القاهرة، مصر

۱۹۰۔ الضّعفاء الكبیر۔ للعقبلى، الحافظ أبى جعفر محمد بن عمر المكى

(ت ۳۲۲ھ)، تحقيق الدكتور عبدالمعطى أمين قلعجى، دار الكتب العلمية،

بيروت، الطّبعة الأولى ۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴م

۱۹۱۔ ضياء القرآن۔ للأزهري، پير كرم شاه، ضياء القرآن پبلى كيشنز، لاهور

☆ طبقات ابن سعد = الطبقات الكبرى

۱۹۲۔ الطبقات الكبرى۔ لابن سعد، محمد (ت ۲۳۰ھ)، تعليق سهيل كيانى، دار

الفكر، بيروت، الطّبعة الأولى ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۴م

۱۹۳۔ الطّريقة الموحّديّة والسّيرة الأحمدية۔ للبركلى، الإمام محمد بن بير على بن

إسكندر الرّومى التّركى (ت ۹۸۱ھ)، تحقيق الدكتور محمد حسيني

مصطفى، دار العلم العربى، حلب، سورية، الطّبعة الأولى ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲م

۱۹۴۔ العجّاب فى بيان الأسباب۔ للعسقلانى، الحافظ شهاب الدين أبى الفضل

أحمد بن على ابن حجر الشافعى (ت ۸۰۲ھ)، تحقيق عبدالكريم محمد

إنيّس، دار ابن الجوزى، الطّبعة الثانية ۱۴۲۶ھ

۱۹۵۔ غدّة الحصن الحصين من كلام سيّد المرسلين۔ للجزرى، الإمام شمس الدين

محمد بن محمد (ت ۸۸۳ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت

۱۹۶۔ غصيدة الشّهدة شرح قصيدة البردة۔ للخربوتى، العلامة عمر بن أحمد، نور

محمد أصح المطابع كراتشى

۱۹۷۔ العطايا النبويّة فى الفتاوى الرّضويّة = الفتاوى الرّضوية

۱۹۸۔ عُقود الجمّان فى مناقب الإمام الأعظم أبى حنيفة النّعمان للصّالحى الشّامى۔

- الإمام محمد بن يوسف الدمشقي الشافعي (ت ٩٤٢ هـ)، مكتبة الإيمان
السّمانية، المدينة المنورة
- ۱۹۹۔ علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہد صحابہ میں (التراتب الإدارية، القسم
العاشر)۔ للکتانی، العلامة محمد عبدالحی بن عبدکبیر الحسنی،
(ت ۱۳۸۲ هـ)، مترجم العلامة الحافظ محمد إبراهيم الفيضی، مكتبة فيض
القران، کراتشی ۱۴۲۸ هـ - ۲۰۰۷ م
- ۲۰۰۔ عُمدَةُ الرَّعَايَةِ فِي حَلِّ شَرْحِ الْوَقَايَةِ۔ للكنوي، العلامة أبي الحسنات عبدالحی
الحنفي (ت ۱۳۰۴ هـ)، دار الكتب العلمية، بیروت ۲۰۰۹ م و مكتبة إمداد، ملتان
- ۲۰۱۔ عُمدَةُ الْقَارِي شرح صحيح البخاري۔ للعيني، الإمام بدرالدين أبي محمد
محمود بن أحمد الحنفی (ت ۸۵۵ هـ)، دار الفكر، بیروت، الطبعة الأولى
۱۴۱۸ هـ - ۱۹۹۸ م
- ۲۰۲۔ عمل اليوم و الليلة (مع عُجالة الرَّاغِب)۔ لابن السُّنِّي، الحافظ أبي بكر أحمد بن
محمد الدّينوري (ت ۳۶۴ هـ)، دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ هـ -
۲۰۰۱ م
- ۲۰۳۔ عَمَلُ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ۔ للنسائي، الإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني
(ت ۳۰۳ هـ)، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ هـ - ۱۹۸۸ م
- ۲۰۴۔ عيد ميلاد النبي كا بنيادي مقدمه۔ للعلامة أبي الفتح نصرالله خان، کراتشی
- ۲۰۵۔ الغُماز على اللُّماز في الموضوعات المشهورات۔ للسمهوي، الإمام نورالدين
أبي الحسن الشافعي (ت ۹۱۱ هـ)، تحقيق محمد عبدالقادر عطاء، دارالكتب
العلمية، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۰۶ هـ - ۱۹۸۶ م
- ۲۰۶۔ غوث العباد ببيان الرّشاد۔ للشيخ مصطفى أبي يوسف الحمامي من علماء
الأزهر، دار إحياء الكتب العربيّة، مصر ۱۳۵۰ هـ
- ۲۰۷۔ فتاوى ابن صلاح۔ للإمام تقي الدين أبي عمرو عثمان بن صلاح الشافعي
(ت ۶۴۳ هـ)، دار المعرفة، بیروت

- ۲۰۸۔ فتاویٰ امجدیہ۔ للأعظمی، العلامة أمجد علی، صدر الشریعة الحنفی (ت ۱۳۶۷ھ)، رتبہ عبد المنان الکلیمی، وعلق علیہ المفتی محمد شریف الحق الأمجدی، المكتبة الرضویة، کراتشی، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۷م
- ۲۰۹۔ الفتاویٰ البزازیة۔ (علی هامش الفتاویٰ الہندیة) للکردری، حافظ الدین محمد بن محمد الحنفی (ت ۸۲۷ھ)، دارالمعرفة، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۱۳ھ۔ ۱۹۷۳م
- ۲۱۰۔ الفتاویٰ الرضویة۔ مع التخریج، لإمام أهل السنة، الإمام أحمد رضا بن نقی علی خان الحنفی (ت ۱۳۴۰ھ)، رضافاؤندیشن، لاہور
- ۲۱۱۔ فتاویٰ الرملی۔ فی فروع الفقه الشافعی، للإمام شہاب الدین أحمد بن حمزة الرملی (ت ۹۰۷ھ)، وجمع شمس الدین محمد بن أحمد الرملی (ت ۱۰۰۴ھ)، تحقیق محمد عبدالسلام شاہین، دارالکتب العلمیة، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۴م
- ۲۱۲۔ فتاویٰ مہریہ۔ للعلامة السيد پیرمہر علی شاہ الگیلانی، رتبہ العلامة فیض أحمد فیض، طبع فی پاکستان انترنیشنل برنٹرز، لاہور ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۸م
- ۲۱۳۔ فُتْحُ الباری شرح صحیح البخاری۔ للعسقلانی، الحافظ أحمد بن علی بن حجر الشافعی (ت ۸۵۲ھ)، تحقیق الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۲۱۴۔ الفتح الکبیر فی ضمّ الزیادة إلى الجامع الصغیر۔ للسیوطی، جمعه ورتبہ الشیخ یوسف بن إسماعیل النبهانی الشافعی (ت ۱۳۵۰ھ)، دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۳م
- ۲۱۵۔ فتح المتعال فی مدح النعال (وصف نعال النبی ﷺ)، للتلسمانی، الإمام أبی العباس شہاب الدین أحمد بن محمد بن أحمد المقرئ المالکی (ت ۱۰۴۱ھ)، ضبطہ أحمد فریدی المزیدی دارالکتب العلمیة، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

- ۲۱۶۔ فتویٰ فی کرامات اولیاء (ملحق التذکر السنیة)۔ للشوبری، العلامة شمس الدین محمد أحمد الشافعی (ت ۱۰۶۹ھ)، المكتبة الحقیقة، استانبول، ترکیہ
- ۲۱۷۔ فِرْدَوْسُ الْأَخْبَارِ بمأثور الخطاب المخرج علی کتاب الشہاب۔ للذیلمی، الحافظ شیرویه بن شہردار بن شیرویه (ت ۵۰۹ھ)، دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م
- ۲۱۸۔ فصل الخطاب بوصل الأحياء۔ للعارف الإمام المحدث، المفسر محمد بن محمد بن محمد البخاری الشهير بخواجه محمد بارسا، دار الإشاعة العربية، کوئٹہ
- ۲۱۹۔ فضل الصلاة علی النبی ﷺ، للجهنمى، الحافظ القاضي إسماعيل بن إسحاق الأزدي البصري (ت ۲۸۲ھ)، تحقيق أسعد بن تيم، دارالعلوم عمان، الأردن، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۳م
- ۲۲۰۔ فَضْلُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ للسيد عبد الله سراج الدين، مكتبة دار الفلاح
- ۲۲۱۔ فوائد العراقيين۔ للحافظ أبي سعيد النقاش، الحنبلي (ت ۱۴۱۴ھ)، تحقيق و تعليق مجدى السيد إبراهيم، مكتبة القرآن، القاهرة
- ۲۲۲۔ فيض القدير (شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير)۔ للمناوى، العلامة زين الدين محمد عبدالرؤف (ت ۱۰۳۱ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۲۲۳۔ فيوض الحرمين۔ للذهلوى، المحدث شاه قطب الدين أحمد بن عبدالرحيم الحنفى، الشهير بشاه ولي الله (ت ۱۱۷۶ھ)، مطبع أحمدى، دهلى
- ۲۲۴۔ الْقَامُوسُ الْمُحِيط۔ للفيروز آبادى، مجد الدين محمد بن يعقوب (ت ۸۱۷ھ)، دار إحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰م
- ۲۲۵۔ القرية إلى رب العالمين بالصلاة على محمد سيد المرسلين ﷺ۔ للإمام خلف بن عبد الملك بن بشكوال (ت ۵۷۸ھ)، تحقيق سيد محمد سيد وخلاف

محمود عبدالسمیع، دارالکتب العلمیہ، بیروت الطبعۃ الأولى ۱۹۹۹ م

۲۲۶۔ قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ فِي تَفْضِيلِ الشَّيْخَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ - لِلدَّهْلَوِي، المحدث قطب

الدِّينِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْحَنْفِي، الشَّهِير بِشَاهِ وَلِيِّ اللَّهِ (۱۱۷۶ هـ)، المكتبة

السُّلَفِيَّة، لاهور، تصوير المطبوع مطبع محتبالی دہلی ۱۳۱۰ھ

۲۲۷۔ الْقِرَى لِقَاصِدِ أُمِّ الْقُرَى - لِلطَّبْرِي، الحافظ أبي العباس أحمد بن عبد الله الشهير

بِمَحَبِّ الدِّينِ الطَّبْرِي (ت ۶۹۴ هـ)، تحقيق مصطفى السَّقَاء، المكتبة العلمیة،

بیروت

۲۲۸۔ قُطْبُ الْإِرْشَادِ - لِلْعَلَوِي، العلامة فقير الله بن عبد الرحمن النَّقْشَبَنْدِي الْحَنْفِي

(ت ۱۱۹۵ هـ)، مكتبة إسلامیة، كوتة

۲۲۹۔ قَصِيدَةُ الْبُرْدَةِ - لِلْبُوصَيْرِي، الإمام شرف الدين أبي عبد الله محمد بن سعيد بن

حَمَّادِ الصَّنْهَاجِي الْمَصْرِي (ت ۶۹۶ هـ)، جمعیة إشاعة أهل السنة (باكستان)،

الواقع بجوار نور مسجد ميتادر، كراتشي

۲۳۰۔ الْقَوْلُ الْبَدِيعُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَبِيبِ الشَّفِيعِ - لِلْسَّخَاوِي، الحافظ شمس الدين

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشَّافِعِي (ت ۹۰۲ هـ)، دارالكتاب العربي، بيروت،

الطبعۃ الأولى ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵م

۲۳۱۔ الْكَامِلُ فِي ضَعْفَاءِ الرِّجَالِ - لِابْنِ عَدِي، الحافظ أبي أحمد عبد الله الحرجاني

(ت ۳۶۰ هـ)، تحقيق الشيخ عادل أحمد والشيخ علي محمد معوض،

دارالكتب العلمیة، بیروت الطبعۃ الأولى ۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م

۲۳۲۔ كِتَابُ الْأَذْكَارِ - لِلنَّوَوِي، الإمام أبي زكريا يحيى بن شرف الشافعي

(ت ۶۷۶ هـ)، تحقيق بشير محمد عيون، مكتبة دار البيان، دمشق، الطبعۃ الثالثة

۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م

۲۳۳۔ كِتَابُ الْإِعْتِصَامِ - لِلشَّاطِبِي، الإمام أبي إسحاق إبراهيم بن موسى اللّحمي

الغرناطي (ت ۷۹۰ هـ)، دارالفكر، بيروت ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م

۲۳۴۔ كِتَابُ الْإِيضَاحِ فِي مَنَاسِكِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ - لِلنَّوَوِي، الإمام أبي زكريا يحيى بن

- شرف الشافعي (ت ٦٧٦ هـ)، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م
- ٢٣٥- كتاب البدع والنهي عنها - لابن وضاح، العلامة أبي عبد الله محمد بن وضاح القرطبي (ت ٢٨٧ هـ)، تخريج أبي عمير مجدي بن محمد المصري، مكتبة عبد المصور بن محمد، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦ هـ
- ٢٣٦- كتاب التاريخ الكبير - للبُخاري، الإمام محمد بن إسماعيل الجعفي (ت ٢٥٦ هـ)، تحقيق مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م
- ٢٣٧- كتاب التَّعْرِيفَات - للشَّريف الجرجاني، الإمام علي بن محمد بن علي الحسيني الحنفي (ت ٨١٦ هـ)، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م
- ٢٣٨- كتاب تلخيص المستدرک - للذهبي، الإمام شمس الدين أبي عبد الله (ت ٧٤٨ هـ)، تحقيق، الدكتور محمود مطرجي، دار الفكر، بيروت ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠٢ م
- ٢٣٩- كتاب التَّهَجِد - للأشيلي، الحافظ أبي محمد عبد الحق عبد الرحمن (ت ٥٨١ هـ)، تحقيق و تعليق مسعد عبد الحميد السَّعداني وغيره، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م
- ٢٤٠- كتاب الدَّعاء، للطبراني، الإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد (ت ٣٦٠ هـ)، تحقيق مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م
- ٢٤١- كتاب الشَّريعة - للآجري، الإمام أبي بكر محمد بن الحسين (ت ٣٦٠ هـ)، تحقيق الدكتور عبد الله بن عمر بن سليمان الدَّميحي، دار الوطن، الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م
- ٢٤٢- كتاب الصَّمت (في ضمن موسوعة ابن أبي الدنيا) - لابن أبي الدنيا، الإمام الحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي (ت ٤٨١ هـ)، المكتبة العصرية،

الطبعة الأولى ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۶م

۲۴۳- کتابُ الفتوح - للعلامة أبي محمد أحمد بن أعثم الكوفي (ت ۳۱۴ھ)،

تحقيق على شيرى، دارالأضواء، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۱ھ - ۱۹۹۱م

۲۴۴- كتابُ القدر - للفريابي، الحافظ أبي بكر جعفر بن محمد (ت ۳۰۱ھ)، تحقيق

سعد عبدالغفار عيسى؛ دار أضواء السلف المصرية، القاهرة، الطبعة

الأولى ۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸م

۲۴۵- كتابُ المغازي - للواقدي؛ أبي عبد الله محمد بن عمر (ت ۲۰۷ھ)، تحقيق

محمد عبدالقادر أحمد عطاء، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة

الأولى ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۴م

☆ كتابُ المنتقى = المنتقى

☆ الكرمانى شرح صحيح البخارى = كواكب الدرارى

۲۴۶- كشف الأستار عن زوائد البزار على الكتب الستة - للهيثمي، الحافظ نور الدين

علي بن أبي بكر (ت ۸۰۷ھ)، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي، مؤسسة

الرسالة، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴م

۲۴۷- كشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على الألسنة - للناس -

للعجلواني، الشيخ إسماعيل بن محمد الجراحي الشافعي (ت ۱۱۶۲ھ)،

ضبطه وصححه الشيخ محمد عبدالعزيز الخالدي، دار الكتب العلمية، بيروت،

الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م

۲۴۸- كشف الغمة عن جميع الأمة - للشعراني، الإمام عبدالوهاب بن أحمد بن علي

المصري (ت ۹۷۳ھ)، دار الفكر، بيروت، ۱۴۰۸ھ - ۱۹۸۸م

۲۴۹- الكلام الأوضح في تفسير سورة "الم نشرح" للعلامة نقي علي خان الحنفي

(ت ۱۲۹۷ھ)، ضياء الدين بيلي كيشنر، كراتشي

۲۵۰- كنز الإيمان في ترجمة القرآن، لإمام أهل السنة، الإمام أحمد الرضا بن نقي علي

خان قادري الحنفي (ت ۱۳۴۰ھ)، مكتبة رضوية، كراتشي

- ۲۵۱۔ کَنْزُ الْعُمَالِ فِي سُنَنِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ۔ للهندي، العلامة علاؤ الدين علي المتقي بن حسام الدين (ت ۹۷۵ھ)، تحقيق محمود عمر الدمياطي، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۴م
- ۲۵۲۔ كَوَاكِبُ الدَّرَارِي (شرح صحيح البخاري)۔ للكرماني، الإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي الشافعي (ت ۷۹۶ھ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵م
- ۲۵۳۔ كَوْنُ النَّبِيِّ وَزَلَالُ حَوْضِهِ الرَّوْيِ۔ للفرهاروي، العلامة عبدالعزيز بن أحمد مخطوط مصور مخزون في دَارُ الْكُتُبِ للمفتي محمد أحمد النعيمي الواقع في ملير كراتشي، ودارالكتب لجمعية إشاعة أهل السنة والجماعة (باكستان) الواقع بجوار نور مسجد، ميتادر كراتشي
- ۲۵۴۔ گلدستہ درود شریف۔ للعلامة السيد سعادت علي القادري (ت ۱۴۳۰ھ)، جمعية إشاعة أهل السنة (باكستان)، الواقع بجوار نور مسجد، ميتادر، كراتشي، ۲۰۰۴م
- ۲۵۵۔ كِتَابُ التَّوْوِيلِ فِي مَعَانِي التَّنْزِيلِ، للعلامة علاء الدين علي بن محمد البغدادي (ت ۷۲۵ھ)، مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة الثالثة ۱۳۷۵ھ - ۱۹۵۵م
- ۲۵۶۔ كِتَابُ النُّقُولِ فِي أَسْبَابِ النُّزُولِ، للسيوطي، الإمام جلال الدين عبد الرحمن بن الكمال أبي بكر الشافعي (ت ۹۱۱ھ)، تحقيق محمد الفاضل، مركز أهل السنة بركات رضا، الهند، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م
- ۲۵۷۔ لِسَانُ الْعَرَبِ۔ لابن منظور، أبي الفضل جمال الدين محمد بن كرم المصري (ت ۷۱۱ھ) دارالفكر، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۴م
- ۲۵۸۔ لِسَانُ الْمِيزَانِ۔ للعسقلاني، الحافظ شهاب الدين أبي الفضل أحمد بن علي ابن حجر الشافعي (ت ۸۵۲ھ) تحقيق الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، والشيخ علي محمد معوض، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ - ۱۹۹۶م

- ۲۵۹۔ لَوَاقِحُ الْأَنْوَارِ الْقَدِيسِيَّةِ فِي الْعُهُودِ الْمُحَمَّدِيَّةِ۔ للشَّعْرَانِي، الْإِمَامُ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْمِصْرِي (ت ۹۷۳ھ)، تَحْقِيقُ نَوَافِ الْحَرَّاحِ، دَارُ اقْرَأْ، دِمَشْق، بِيْرُوت، الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م
- ۲۶۰۔ لَمَعَاتُ التَّنْقِيحِ (شرح مشكاة المصابيح)۔ لِلذَّهْلَوِي، الشَّيْخُ عَبْدُ الْحَقِّ بْنِ سَيْفِ الدِّينِ، الْمُحَدِّثُ (ت ۱۰۵۲ھ)، تَحْقِيقُ مُحَمَّدُ عَبْدُ اللَّهِ الْمُفْتَى، وَ تَخْرِيجُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْجَوْهَرِي، مَكْتَبَةُ الْمَعَارِفِ الْعِلْمِيَّةِ، لَاهُور، الطَّبْعَةُ الثَّانِيَّةُ ۱۳۹۲ھ - ۱۹۷۲م
- ۲۶۱۔ مَبْدِئُ وَمَعَادٍ۔ لِلْمُحَدِّدِ الْأَلْفِ الثَّانِي، الشَّيْخُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْأَحَدِ الْفَارُوقِي، السَّرْهَنْدِي الْحَنْفِي (ت ۱۰۳۴ھ)، تَرْتِيبُ وَ تَرْجُمَةُ لِلْعَلَامَةِ إِقْبَالِ أَحْمَدِ الْفَارُوقِي، مَكْتَبَةُ نَبَوِيَّةٍ، لَاهُور
- ۲۶۲۔ الْمَحَالِسَةُ وَ جَوَاهِرُ الْعِلْمِ۔ لِلذَّيْنَوِي، الْإِمَامُ أَبِي بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَرْوَانَ الْمَالِكِي (ت ۳۳۳ھ)، تَحْقِيقُ السَّيِّدُ يَوْسُفُ أَحْمَدُ، دَارُ الْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ، بِيْرُوت، الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م
- ۲۶۳۔ مَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ فِي زَوَالِدِ الْمُعْجَمَيْنِ (المُعْجَمُ الْأَوْسَطُ، الْمُعْجَمُ الصَّغِيرُ لِلطَّبْرَانِي)۔ لِلْهَيْثَمِي، الْحَافِظُ نُورُ الدِّينِ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ (ت ۸۰۷ھ)، تَحْقِيقُ مُحَمَّدُ حَسَنُ إِسْمَاعِيلُ الشَّافِعِي، دَارُ الْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ، بِيْرُوت، الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م
- ۲۶۴۔ مَجْمَعُ الزَّوَالِدِ وَمَنْبَعُ الْفَوَائِدِ۔ لِلْهَيْثَمِي، نُورُ الدِّينِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمِصْرِي (ت ۸۰۷ھ)، تَحْقِيقُ عَبْدُ الْقَادِرِ عَطَا، دَارُ الْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ، بِيْرُوت، الطَّبْعَةُ الْأُولَى ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۲۶۵۔ مَجْمُوعَةُ رِسَائِلِ ابْنِ عَابِدِينَ۔ لِلْعَلَامَةِ السَّيِّدِ مُحَمَّدِ أَمِينِ ابْنِ عَابِدِينَ الْآفَنْدِي الْحَنْفِي (ت ۱۲۵۲ھ)، الْمَكْتَبَةُ الْهَاشِمِيَّةُ، فِي دِمَشْق ۱۳۲۱ھ
- ۲۶۶۔ الْمُحَدَّثُ الْفَاضِلُ بَيْنَ الرَّأْيِ وَ الْوَاغِي۔ لِلرَّامَهْرْمَزِي، الْقَاضِي الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ (ت ۳۶۰ھ)، تَحْقِيقُ الدَّكْتُورُ مُحَمَّدُ عِجَاجُ الْخَطِيبِ، دَارُ الْفِكْرِ،

بیروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۱ھ - ۱۹۹۷م

۲۶۷۔ محقق التَّقْوَل فی مسئلة التَّوَسُّل (فی ضمن مقالاتِ الكوثری)۔ للكوثری، العلامة محمد زاهد بن حسن الحنفی (ت ۱۳۷۱ھ)، أیچ ایم سعید کمبنی،

کراتشی، الطبعة الأولى ۱۳۷۲ھ

۲۶۸۔ المختارة۔ للضیاء المقدسی، الإمام ضیاء الدین أبی عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلی (ت ۶۴۳ھ)، تحقیق معالی أ۔ د۔ عبد الملك بن عبد الله

دهیش، مكتبة الأسری، مكة المكرمة، الطبعة الخامسة ۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸م

۲۶۹۔ مُختَصِر زَوَائِد مُسْنَد البَزَّاز علی الكُتُب السِّتَّةِ وَمُسْنَد أحمد۔ للعسقلانی،

الحافظ شهاب الدین أبی الفضل أحمد بن علی ابن حجر (ت ۸۵۲ھ)، تحقیق

صبری بن عبد الخالق أبی ذر، مؤسسه الكتب الثقافية۔ بیروت، الطبعة الثالثة

۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳م

۲۷۰۔ مختصر کتاب الموافقة بین أهل البيت و الصحابة۔ للحافظ إسماعیل بن علی

ابن زنجویة الرازی السَّمان (ت ۴۴۵ھ) و اختصره جار الله أبو القاسم محمود

بن عمر الزَّمخشری (ت ۵۳۸ھ) تحقیق: السَّید یوسف أحمد، دار الكتب

العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م

۲۷۱۔ مَدَارِجُ النُّبُوَّةِ ودرجات الفتوة۔ للذهلوی، الشَّیخ عبد الحق بن سیف الدِّین،

المُحَدَّث (ت ۱۲۵۲ھ - ۱۶۴۲م)، المكتبة النُّوریَّة الرِّضویَّة، سکھر، الطبعة

الأولى ۱۳۹۷ھ - ۱۹۷۷م

☆ مَدَارِکُ التَّنَزِيلِ وَحَقَائِقُ التَّأْوِيلِ = تَفْسِيرُ النَّسْفِی

۲۷۲۔ مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح کلاهما۔ للشربلالی، الإمام أبی الإخلاص

حسن بن عَمَّار الحنفی (ت ۱۰۶۹ھ)، تحقیق و تعلیق بشار بکری عرابی،

مكتبة مرزوق، دمشق

۲۷۳۔ مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيحِ (شرح مشکاة المصابيح)۔ للقاری، الإمام علی بن سلطان

محمد الحنفی المعروف بالمألا علی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)، تحقیق الشَّیخ

- جمال عیتائی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۲۷۴- مُزِیلُ الخِفا عن ألفاظ الشفاء (على هامش الشفاء) للشُّمْنِی، العلامة أحمد بن محمد الحنفی (ت ۸۷۲ھ)، دار احیاء التراث العربی، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م
- ۲۷۵- مَسَالِکُ الحُنَفَاءِ إلی مشارع الصلوة علی المصطفی ﷺ۔ للقسطلانی، الحافظ أبی العباس أحمد بن محمد (ت ۹۲۳ھ)، تحقیق حسین محمد علی شکر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵م
- ۲۷۶- المسامرة (شرح المسایرة فی العقائد المنجیة فی الآخرة الجامعة لاصطلاحات السلف و الماتریدیة و الأشاعرة)۔ لابن أبی شریف، الإمام کمال الدین محمد بن محمد الشافعی المقدسی (ت ۹۰۶ھ) تحقیق کمال الدین قاری و عزّ الدین معیش، المكتبة العصریة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م
- ۲۷۷- المسامرة فی العقيدة المنجیة فی الآخرة، لابن الهمام، الإمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد الحنفی (ت ۸۶۱ھ)، تحقیق کمال الدین قاری و عزّ الدین معیش، المكتبة العصریة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م
- ☆ المستخرج من الأحادیث المختارة ممّا لم يُخرجه البخاری و مسلم فی صحیحهما = المختارة
- ۲۷۸- المستدرک علی الصحیحین۔ للإمام أبی عبد الله محمد بن عبد الله النیسابوری (ت ۴۰۵ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثانیة ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م
- ۲۷۹- المُسْنَد، للإمام أحمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ)، المکتب الإسلامی، بیروت
- ۲۸۰- مُسْنَد ابن الجعد، للحافظ الثبت أبی الحسن علی الجوهري (ت ۲۳۰ھ)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۶م
- ۲۸۱- مُسْنَد أبی یعلی۔ للإمام أبی یعلی أحمد بن علی الموصلی (ت ۳۰۷ھ)، تحقیق الشیخ خلیل منامون شیخا، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۶ھ -

۴۰۰۵ م

۲۸۲- مُسْنَدُ إِسْحَاقَ بْنِ رَافِئِهِ- للإمام إسماعيل الحنظلي المروزي (ت ۲۳۸ هـ)، تحقيق فهد مختار ضرار المفتي، دار الكتب العربي، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ هـ - ۲۰۰۲ م

☆ مُسْنَدُ الْبَزَارِ = الْبَحْرُ الزَّخَار

۲۸۳- مُسْنَدُ الْحَمِيدِي، للإمام الحافظ عبدالله بن الزبير (ت ۲۱۹ هـ)، تحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ هـ - ۱۹۸۸ م

۲۸۴- مسند الروياني، للإمام أبي بكر محمد بن هارون الرازي، الطبري (ت ۳۰۷ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۱۷ هـ - ۱۹۹۷ م

۲۸۵- مُسْنَدُ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ (المنتخب)، للإمام الحافظ أبي محمد عبد بن حميد (ت ۲۴۹ هـ)، تحقيق السيد صبيحي البدر السامرائي ومحمود محمد خليل الصعدي، عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ هـ - ۱۹۸۸ م

۲۸۶- المسند المستخرج على الصحيح الإمام مسلم- للأصبهاني، الحافظ أبي نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد (ت ۴۳۰ هـ)، تحقيق محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ هـ - ۱۹۹۶ م

۲۸۷- مِشْكَاةُ الْمَصَابِيح- للتبريزي، الشيخ ولي الدين أبي عبد الله محمد بن عبدالله الخطيب (ت ۷۴۱ هـ)، تحقيق الشيخ جمال عيتاني، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ هـ - ۲۰۰۳ م

۲۸۸- مصباح الظلام في المستغِيثِينَ بِخَيْرِ الْأَنَامِ وَعَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الْبِقْظَةِ وَالْمَنَامِ- للمراكشي، الإمام أبي عبدالله محمد بن موسى (ت ۶۸۳ هـ)، اعتنى به حسين محمد علي شكرى، دار الكتب العلمية، بيروت

۲۸۹- الْمُصَنَّفُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، الإمام أبي بكر عبدالله بن محمد العباسي الكوفي

(۲۳۵ھ)، تحقیق محمد عوامہ، المجلس العلمی، دار قرطبة، بیروت، الطبعة

الأولی ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م

۲۹۰- المصنّف- للإمام عبد الرزاق بن همام الصنعانی (۲۱۱ھ)، تحقیق أيمن نصر

الذین الأزهری، دار الكتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م

۲۹۱- المطالبُ العالیة بزوائد المسانید الثمانیة- للعسقلانی، الحافظ شهاب الذین

أبی الفضل أحمد بن علی بن محمد ابن حجر الشافعی (ت ۸۰۲ھ)، تحقیق

محمد حسن محمد حسن إسماعیل، دار الكتب العلمیة، بیروت الطبعة الأولى

۱۴۱۴ھ - ۲۰۰۳م

۲۹۲- مطالع المسرات بجلال الخیرات- للفاسی، الإمام محمد المهدی بن

أحمد بن علی بن یوسف، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي وأولاده مصر،

الطبعة الثانية ۱۳۷۷ھ - ۱۹۵۸م

۲۹۳- معارج النبوة، فی مدارج الفتوة- للكاشفی، العلامة معین الهروی (من علماء

قرن التاسع)، نورانی کتب خانہ، بشاور

۲۹۴- معارج النبوة فی مدارج الفتوة، للكاشفی المذكور مترجم از بیرزاده العلامة

اقبال أحمد الفاروقی، مكتبة نبوية، لاهور ۱۹۷۸م

۲۹۵- معالیم التنزیل (علی هامش تفسیر الخازن)- للبغوی، أبی الحسین بن محمود

بن الفراء (ت ۵۱۶ھ)، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده

بمصر، الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ - ۱۹۵۵م

۲۹۶- معالیم السنن- للخطابی، الإمام محمد بن إبراهيم (ت ۳۸۸ھ)، تعليق عزت

عبید الدّعاس وعادل السّید، دار الحديث، حمص، سورية، الطبعة الأولى

۱۳۹۳ھ - ۱۹۷۳م

۲۹۷- المعتقد المعتقد- للبدايوني، العلامة فضل الرسول القاري الحنفي

(ت ۱۲۸۹ھ)، برکاتی پبلشرز، کراتشی، پاکستان ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م

۲۹۸- المعجم الأوسط- للطبرانی، للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد (ت ۳۶۰ھ)،

- تحقیق محمد حسن محمد حسن الشافعی، دارالفکر، ودارالکتب العلمیة،
بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م
- ۲۹۹۔ الْمُعْجَمُ الصَّغِيرُ۔ للطبرانی، الإمام أبی القاسم سلیمان بن أحمد (ت ۳۶۰ھ)،
دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۰۳ھ - ۱۹۸۳م
- ۳۰۰۔ الْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ۔ للطبرانی، الإمام أبی القاسم سلیمان بن أحمد (ت ۳۶۰ھ)،
تحقیق حمدی عبد المجید السلفی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة
الثانیة ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲م
- ۳۰۱۔ مَعْرِفَةُ الصُّحَابَةِ۔ لأصبهانى، الإمام أبی نعیم أحمد بن عبد الله بن أحمد
(ت ۴۳۰ھ)، تحقیق محمد حسن محمد حسن إسماعیل وسعد عبد الحمید
السعدنی، دارالکتب العلمیة الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ
- ۳۰۲۔ مُفْرَدَاتُ أَلْفَاظِ الْقُرْآنِ۔ لأصبهانى، العلامة الرّاعب الحسین بن محمد
(ت ۴۲۵ھ)، تحقیق صفوان عدنان داوودی، دارالقلم، دمشق، الطبعة الأولى
۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م
- ۳۰۳۔ مَكْتُوبَاتُ إِمَامِ رَبَّانِي۔ للمجدّد الألف الثانی، الشّیخ أحمد بن عبد الأحد
الفاروقی السّرهندی الحنفی (ت ۱۰۳۴ھ)، مكتبة أحمدية مجدّدية، کوئٹہ
- ۳۰۴۔ مَكْتُوبَاتُ مَعْصُومِيَةٍ۔ لعروة الوثقی محمد معصوم بن المجدّد الألف الثانی
الشّیخ أحمد الفاروقی السّرهندی الحنفی (ت ۱۰۷۹ھ)، إدارة مجدّدية ناظم
آباد، کراتشی ۱۴۰۶ھ - ۱۹۸۶م
- ۳۰۵۔ المقاصد الحسنة فی بیان كثير من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة۔
للسّخاوی، شمس الدّین محمد بن عبد الرّحمن الشافعی (ت ۹۰۲ھ)،
صحّحه وعلّق حواشیه عبد الله محمد الصّدیق، دارالکتب العلمیة، بیروت،
الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ - ۱۹۸۷م
- ۳۰۶۔ مَقَالَاتُ كَازِمِي۔ للعلامة السّید أحمد سعید الحنفی (ت ۱۴۰۶ھ)، المكتبة
الضّیالیة، راوالبندی ۲۰۰۱م

- ۳۰۷۔ مقالاتُ الکوثری، للعلامة محمد زاهد بن حسن الحنفی (ت ۱۳۷۱ھ)، ایچ ایم سعید کمپنی، کراتشی الطبعة الأولى ۱۳۷۲ھ
- ۳۰۸۔ مقام رسول ﷺ۔ للفیضی، العلامة أبی المحسن محمد منظور أحمد الحنفی (ت ۱۴۲۷ھ) سبزواری پبلشرز، کراتشی، الطبعة السادسة ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹م
- ۳۰۹۔ المُنْتَقَى۔ لابن الجارود، أبی محمد عبد الله بن علی النیسابوری (ت ۳۰۷ھ)، تحقیق سعد بن عبد الحمید بن محمد السعدنی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م
- ۳۱۰۔ الْمُؤَوَّطَانِ۔ للإمام مالک بن أنس (ت ۱۷۹ھ) بروایة یحی بن یحی المصمودی، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷م
- ۳۱۱۔ مُوطَاء الإمام مَالِك رواية محمد بن حسن الشَّيْبَانِي (ت ۱۸۹ھ)، تحقیق وتعلیق عبدالوہاب عبد اللطیف، المكتبة العلمیة
- ۳۱۲۔ مواردُ الظُّلَمَانِ إِلَى زَوَالِدِ ابْنِ حَبَّانٍ۔ للهَيْثَمِي، الحافظ نور الدين علی بن أبی بکر، (ت ۸۰۷ھ)، تحقیق محمد عبدالرزاق حمزه، دارالکتب العلمیة، بیروت
- ۳۱۳۔ مَوَاعِظُ نَعِيمِيَّة، لِلنَّعِيمِي، المفتی أحمد یارحان البدایونی الحنفی (ت ۱۳۹۱ھ)، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
- ۳۱۴۔ الْمَوَاهِبُ الدُّنْيَا بِالْمِنْحِ الْمُحَمَّدِيَّة، للقسطلانی، العلامة أحمد بن محمد (ت ۹۲۳ھ)، تعلیق مأمون بن محی الدین الجنان، دارالکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولى ۴۱۶ھ-۱۹۹۶م
- ۳۱۵۔ موسوعة السیر۔ للصلابی، الذکور علی بن محمد، دار ابن کثیر، دمشق، الطبعة الثانية ۱۴۲۹ھ-۲۰۰۹م
- ۳۱۶۔ مِيزَانُ الْإِعْتِدَالِ فِي نَقْدِ الرِّجَالِ۔ للذهبي، الإمام شمس الدين محمد بن أحمد (ت ۷۴۸ھ) دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹م
- ۳۱۷۔ المیزان الکبری الشَّعْرَانِيَّة المدخلة لجميع أقوال الأئمة المجتهدين ومقلديهم

- فی الشریعة المحمدیة۔ للشعرانی، الإمام عبدالوہاب بن أحمد بن علی
المصری (ت ۹۷۳ ھ)، ضبطہ وصحّحہ الشیخ عبدالوارث محمد علی،
دارالکتب العلمیة، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۱۸ ھ - ۱۹۹۸ م
- ۳۱۸۔ نزہة المجالس ومنتخب النفاث۔ للصفوری، عبد الرحمن بن عبد السلام
الشافعی (من علماء القرن التاسع الهجری)، تحقیق صبری موسی فتح اللہ، دار
الفجر التراث، القاهرة، الطبعة الثانية ۱۴۲۵ ھ - ۲۰۰۴ م
- ۳۱۹۔ نثر الدرر۔ مسمیٰ بہ مجموعہ مغازی الرسول وفتوح العجم والعراق وفتوح
الشام والمصر (فارسی) مترجم العلامة عبد اللہ الہراتی، نورانی کتب خانہ،
بشاوڑ
- ۳۲۰۔ نسیم الرياض فی شرح شفاء القاضی عیاض۔ للخفاجی، العلامة شہاب الدین
أحمد بن محمد المصری (ت ۱۰۶۹ ھ)، علق علیہ محمد عبدالقادر عطا، دار
الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ ھ - ۲۰۰۱ م
- ۳۲۱۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ۔ للسبیلوی، المفتی شوکت علی الحنفی،
مکتبہ اہل السنّة، فیصل آباد ۲۰۰۸ م
- ۳۲۲۔ نوادر الأصول فی معرفة أحادیث الرسول ﷺ، للحکیم الترمذی، أبی عبد اللہ
محمد بن علی (ت ۲۸۵ ھ)، تحقیق أحمد عبد الرحیم السایح و السید
الجمیلی، دار الریان للتراث، القاهرة، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ ھ - ۱۹۸۸ م
- ۳۲۳۔ نوادر الأصول فی معرفة أحادیث الرسول ﷺ، للحکیم الترمذی، أبی عبد اللہ
محمد بن علی (ت ۲۸۵ ھ)، تحقیق توفیق محمود تکلہ، دار النور، دمشق،
الطبعة الأولى ۱۴۳۱ ھ - ۲۰۱۰ م
- ☆ نور العرفان = تفسیر نور العرفان
- ۳۲۴۔ نور الإيمان بزيارة آثار حبيب الرحمن۔ للعلامة عبد الحلیم الفرنگی المحلی
(ت ۱۲۸۵ ھ)، مترجم: (المولانا افتخار أحمد المصباحی)، مکتبہ برکات
المدينة، کراتشی، الطبعة الرابعة ۱۴۲۸ ھ - ۲۰۰۷ م

- ۳۲۵۔ وَسِيلَةُ الْإِسْلَامِ بِالنَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ للقسطلاني، أبي العباس أحمد بن الخطيب (ت ۸۱۰ھ)، تعليق سليمان المحامي، دار الغرب الإسلامي، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ۔ ۱۹۸۴م
- ۳۲۶۔ وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى۔ للسمهودي، العلامة نور الدين علي بن أحمد (ت ۹۱۱ھ)، اعتنى به خالد عبد الغني محفوظ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م
- ۳۲۷۔ الهداية شرح بداية المبتدئ۔ للمرغيناني، برهان الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر الحنفي (ت ۵۹۳ھ)، تعليق محمد عدنان درويش، دار الأرقم، بيروت
- ۳۲۸۔ هداية السالك إلى المذاهب الأربعة في المناسك۔ لابن جماعة، الإمام عز الدين بن جماعة الكتاني (ت ۷۶۷ھ)، تحقيق الدكتور نور الدين، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۳م
- ۳۲۹۔ يادیں مثالی نہ جائیں، للعلامة مشتاق أحمد النظامي، جمعية إشاعة أهل السنة (باكستان)، الواقع بجوار نور مسجد، ميتا در، كراتشي
- ۳۳۰۔ اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر۔ للشعراني، للإمام عبد الوهاب بن أحمد بن علي بن أحمد (ت ۹۷۳ھ)، مطبع الأزهرية المصرية ۱۳۰۵ھ
- ۳۳۱۔ اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر۔ للشعراني، للإمام عبد الوهاب بن أحمد بن علي بن أحمد (ت ۹۷۳ھ)، ضبطه وصححه الشيخ عبد الوارث محمد علي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۱م

ہماری مطبوعات ان مکتبوں سے بھی حاصل کر سکتے ہیں

برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی	مکتبہ غوثیہ، یونیورسٹی روڈ، کراچی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، کراچی	مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی
ضیاء الدین پبلی کیشنز، کھاراد، کراچی	زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور
مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور	شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور
اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی	مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد

تخلیق پاکستان بین
والاء اہلسنت کا کردار

محبیہ شاہ اہلسنت دہلوی

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

عقیدہ اہلسنت و ایمان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

نسب بدست کا شرعی حکم

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

ضبط اہلسنت

عصمت نبوی
کامیان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

مجموعہ اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

Cell : 0321-3885445 Website : www.ishaateislam.com